خدا بخش لائبریری

جرنل

پٹنہ

۹۷

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

خدا بخش لائبریری

جرنل پٹنہ

۹۷

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

رجسٹریشن نمبر: ۲۲۳۲۴/۷۷ || سالانہ: ۳۰۰ روپے

شمارہ : ستانوے || : ۶۰ ڈالر ایشیا، ۱۲۰ ڈالر دیگر ممالک

اس شمارہ کی قیمت : پچہتر روپے

۱۹۹۴ء

مصطفےٰ کمال ہاشمی نے پاکیزہ آفسیٹ، شاہ گنج، پٹنہ میں چھپوا کر، خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے شائع کیا

فہرست

جہانِ غالب

تحقیق

ہمارے اکابر

جہانِ ودود

آیئے اپنے دیس کو بچائیں

حدیث کی عظمت

مراسلات

چند تصویر بتاں

چند حسینوں کے خطوط (= دستخط)

حصہ انگریزی

لغات غالب

مرتبہ

محمد یونس سلیم

انتساب

میرے بیٹے جنید عبدالرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ

کے نام

جس کو

غالب کے کلام کا مطالعہ کرنے

اور معنی و مفہوم کو سمجھنے کی سعی کرنے کا ذوق

ورثے میں ملا ہے۔

محمد یونس سلیم

حرفِ چند

لغاتِ غالب محمد یونس سلیم صاحب کی تالیف ہے۔ سرورق پہ ان کا نام بس اتنا ہی لکھا گیا ہے آگے پیچھے کچھ نہیں، نہ ان کی وزارت کا ذکر، نہ بہار کی گورنری کا کوئی حوالہ، نہ ممبر پارلیمنٹ، کچھ بھی نہیں —— اس لیے کہ غالب کے لیے ان اضافی نسبتوں کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ بس اتنا کافی ہے کہ، اس کتاب کے مؤلف کو ہزاروں اشعار کی یادداشت کے لیے اور اچھے شعر سے لطف اٹھانے اور دوسروں کو لطف اندوز کرانے کا اتنا ستھرا ذوق قدرت نے ودیعت کیا ہے جو کہ ہمارے معاصرین میں شاید ہی کسی کو ملا ہو۔ یہ کچھ تو ان کی (اصل) اردو کلچر کی دین ہے اور کچھ اردو کے بعد ان کے وطنِ ثانی حیدرآباد دکن کی، اور پھر دلی خود کیا کم تھی۔ مفتی عتیق الرحمن عثمانی، نور الدین احمد، مالک رام، دوارکا داس شعلہ اور حفظ الرحمن کی دلی!

(ع ب)

گزارشِ احوال

جب سے مجھے شعر کو صحیح اور موزوں پڑھنے اور اشعار کے مطالب و مفہوم کے سمجھنے کا شعور پیدا ہوا اسی وقت سے غالب کی شعری عظمت کا سکہ میرے دل پر بیٹھا ہوا ہے۔ جیوں جیوں علمی استعداد بڑھتی گئی اور اردو نظم کے معائب و محاسن کا ادراک پیدا ہوا، غالب پسندی کے جذبہ میں ترقی ہوتی گئی۔ رفتہ رفتہ میں خود کو غالب کے طرف داروں کے زمرہ میں شامل پانے لگا۔ غالب کے اکثر اشعار کی دشوار فہمی اور فارسی الفاظ کی مغلق ترکیبوں کے باوجود دیوانِ غالب کے بیسوں اشعار ورد زبان رہنے لگے جن کو گنگنانے میں ایک خاص لذّت اور کیفیت محسوس ہوتی۔ غالب کے کلام سے میری یہ عقیدت اور اس کے اسلوب نگارش کی انفرادیت سے میرا والہانہ لگاؤ نقطۂ عروج پر پہونچ گیا جب میں جامعہ عثمانیہ میں بی۔ اے کی جماعت میں ادب کے طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوا۔ اردو نظم میں اقبال کی بانگِ درا کے علاوہ مکمل دیوانِ غالب ہمارے نصاب میں شامل تھا۔ اس وقت جامعہ عثمانیہ میں اردو کے اساتذہ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر سید سجاد، ڈاکٹر محی الدین قادری زور اور پروفیسر عبدالقادر سروری تھے۔ دیوانِ غالب کا درس سروری صاحب کے تفویض تھا جو ان اساتذہ میں سب سے جونیر تھے۔ بی۔ اے تک پہونچنے سے قبل پورا دیوانِ غالب مطالعہ سے گزر چکا تھا۔ مگر کسی شاعر کے کلام کو لطف اندوز ہونے کے لیے پڑھنے اور بطورِ درس مطالعہ کرنے اور شعری محاسن اور ادبی نکات کی گہرائیوں تک پہونچنے کے لیے علمی استعداد کو روبکار لانے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ سمندِ ناز پر اک تازیانہ یہ اور ہوا کہ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں اردو اور فارسی میں اختر حسن (جن کا ابھی چند ہفتے قبل حیدرآباد میں انتقال ہوا ہے) اور میں اوّل اور دوم آئے تھے اس لیے اردو اور فارسی کی جماعتوں میں ہم دونوں کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس حیثیت کی لاج رکھنے کے لیے ہم دونوں اپنا کافی وقت اردو اور فارسی ادب کے مطالعہ میں صرف کرتے تھے۔ چنانچہ غالب کے دیوان کی مشکلات اور اہمیت کے پیشِ نظر اس وقت تک

غالب پر جو کچھ لکھا جا چکا تھا اس میں شاید ہی کچھ ہمارے مطالعہ سے بچ گیا ہو۔ غالب کے کلام پر جتنی شرحیں لکھی گئی تھیں ان سب کو ہم نے بطور درس اور جماعت میں اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے نہایت غور و انہماک سے پڑھا مجھ پر اس وقت کی علمی و ادبی استعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ اثر نظم طباطبائی کی شرح دیوان غالب کا تھا اور اکثر انھیں کی شرح مشکلات کلام غالب کو حل کرنے کے لیے میرے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ غالب کے دیوان کی مختلف شرحوں کے پڑھتے وقت غالب کے بعض اشعار اور معانی کے بیان کرنے میں شارحین نے جو دور کی کوڑیاں لانے کی کوششیں کی ہیں ان سے بعض وقت طبیعت مکدر ہو جاتی اور مجھ میں اور اختر میں گھنٹوں بحث و مباحثہ اور تبادلۂ خیال کا سلسلہ جاری رہتا۔

بی۔ اے سے فراغت کے بعد اختر نے فارسی میں ایم۔ اے کیا اور میں نے ایل ایل بی پاس کر کے حیدرآباد میں وکالت شروع کر دی۔ قانون کا پیشہ بڑا ادب شکن اور غیر شاعرانہ پیشہ ہے لیکن ادبی کتابوں کے مطالعہ کی جو لت پڑی ہوئی تھی وہ ترک نہ ہو سکی اور کسی نہ کسی طرح میں اپنے ادبی شغف کی تسکین کا سامان مہیا کرتا رہا۔ شعر و ادب کی کتابوں کے مطالعہ کی لت سے دل و دماغ اب بھی فارغ نہیں ہے۔

۱۹۶۷ء میں پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہو کر دلی آ گیا اور تھوڑے دنوں کے بعد مرکزی حکومت میں قانون کا نائب وزیر بن گیا۔ دلی آنے کے بعد فخرالدین علی احمد مرحوم سے بڑی گہری راہ و رسم پیدا ہو گئی۔ چنانچہ جب مرحوم نے غالب صدی منانے کا منصوبہ بنایا اور غالب کی یادگار میں 'ایوان غالب' کی بنیاد رکھنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی مہم شروع کی تو میں ہر نوبت پر قاضی عبدالودود اور ڈاکٹر یوسف حسین خاں کے ساتھ تمام مشوروں میں شریک رہتا تھا۔ جب ایوان غالب کی عمارت پایۂ تکمیل کو پہونچ گئی اور غالب ٹرسٹ معرض وجود میں آیا تو ٹرسٹ کی دستاویز پر ٹرسٹ کے بانیوں میں سے ایک بانی کی حیثیت سے میرے بھی دستخط تھے۔ غالب انسٹی ٹیوٹ ٹرسٹ کی پہلی صدر مسز اندرا گاندھی اور پہلے سکریٹری خود فخرالدین علی احمد مرحوم تھے۔ میں، قاضی عبدالودود اور ڈاکٹر یوسف حسین خاں منجملہ دوسرے ٹرسٹیوں کے تھے اور مجلس عاملہ میں بھی شریک تھے۔ جب فخرالدین علی احمد مرحوم صدر جمہوریہ ہند منتخب ہو گئے تو ڈاکٹر یوسف حسین سکریٹری منتخب ہوئے۔ فخرالدین علی احمد مرحوم کے انتقال کے بعد کچھ ایسے حالات رونما ہوئے کہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے بحیثیت سکریٹری استعفیٰ دیدیا اور باتفاق آرا میں سکریٹری منتخب ہو گیا۔

ایوان غالب کی اس ذمہ داری کو قبول کرنے کے بعد میری فرصت کا زیادہ وقت ایوان غالب کے انتظامی معاملات اور انسٹی ٹیوٹ کو فعال اور متحرک بنانے کی کوششوں میں صرف ہوتا۔ اسی طرح غالب کی شخصیت اور

غالب کے فن پر پڑھنے اور سننے کا جو مواقع مہیا ہوئے اس سے میری غالب شناسی اور غالب فہمی کے ذوق پر جلا ہوگئی اور میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ غالب کے اردو دیوان کی شرح لکھنے والوں نے غالب کے مشکل اور پیچیدہ اشعار کے معنی و مفہوم بیان کرنے میں جو طبع آزمائیاں کی ہیں ان کو پڑھ کر یقیناً غالب کے اشعار کو سمجھنے کے لیے ایک طالبعلم کا دماغ چکرا جاتا ہوگا اور اس طرح غالب کے بعض اشعار اس کے لیے چیستان بن جاتے ہوں گے اس لیے کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ شرحوں سے محتاجی بچانے کے لیے غالب کے اشعار اور شعروں میں استعمال کی ہوئی فارسی ترکیبوں اور مشکل الفاظ کے معنی بیان کر دیے جائیں اور شعر کا مطلب سمجھنے کے لیے طالب علم خود اپنا ذوق شعر فہمی و ادب شناسی استعمال کر کے شعر کا مطلب اور غالب کے فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ غالب کے کلام کا مطالعہ کرنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ غالب نے اکثر فارسی الفاظ اور ترکیبیں ایسی استعمال کی ہیں جو ان سے پہلے کے اردو شاعروں نے بہت کم استعمال کی تھیں اور بہت سے الفاظ کو اپنے اشعار میں استعمال کر کے ایسے معنی دیے ہیں جو ان سے قبل کے شاعروں کے کلام میں نہیں پائے جاتے۔ بکثرت ایسے الفاظ ہیں جن کو بعد کے شعراء اور غالب کے ہم عصروں نے اپنے اشعار میں انھیں معنوں میں یا دوسرے معنوں میں بھی استعمال کیا ہے۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر میرے ذہن میں غالب کے اردو کلام کے مشکل الفاظ اور ترکیبوں کی ایسی لغت مرتب کرنے کا جذبہ پیدا ہوا جس میں مشکل الفاظ اور ترکیبوں کے معانی بیان کر دیے جائیں اور یہ کوشش کی جائے کہ جہاں تک ممکن ہو دوسرے شعراء کے اشعار سے یہ بتایا جائے کہ اس لفظ یا اس ترکیب کو انھوں نے کس طرح اور کن معنی میں استعمال کیا ہے۔ جہاں اردو شعراء کے کلام سے اسناد میسر نہ ہوں فارسی شعراء کے کلام کو مثالاً پیش کیا جائے۔

اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں نے اپنے غالب کے کلام کے مطالعہ کے ذوق کو تازہ کیا اور ایسے لفظوں اور ترکیبوں کا انتخاب شروع کر دیا جس کے معنی و مفہوم کی وضاحت شعر کے مطلب کو سمجھنے میں مدد و معاون ہو سکے۔ میں کوئی علمی' ادبی آدمی نہیں ہوں۔ بدقسمتی سے میرے پاس کتابوں کا ایسا ذخیرہ بھی نہیں ہے جو اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے میں کام آسکتا۔ بہر حال میں نے ایوان غالب کے کتب خانہ سے غالب کے کلام کی جتنی شرحیں مل سکیں حاصل کیں اور اردو کی متعدد لغتوں کی ورق گردانیاں شروع کیں اور یادداشتیں تیار کرنے کا کام آغاز کر دیا۔ سیاسی مصروفیتوں کی وجہ سے فرصت میرے لیے عنقا تھی' اور کسی علمی و ادبی کام کے لیے جو جمعیت خاطر مطلوب ہے قطعاً مفقود تھی۔ تھوڑا بہت کام کیا یادداشتیں مرتب کیں جو مہینوں سالوں ہی پڑی رہیں۔

۱۹۸۳ء میں میری سب سے چھوٹی بیٹی ہما سخت علیل پڑ گئی اور ڈاکٹروں نے سرطان الدم (BLOOD

(CANER) تجویز کیا۔ علاج کی غرض سے اس کو لے کر میں اور میری اہلیہ ساجدہ خاتون امریکہ گئے جہاں میرا پانچ چھ ماہ قیام رہا۔ وہاں کے ڈاکٹروں نے مزید علاج کی ضرورت ظاہر کی چنانچہ میں مریضہ بیٹی اور اپنی اہلیہ کو امریکہ میں اپنی دوسری بیٹی شہملا کے پاس چھوڑ کر ہندوستان واپس آگیا۔ دہلی پہونچنے کے بعد تنہائی میں ہر وقت دل و دماغ پر بیٹی کی بیماری اور اس کی موت و زیست کی کشمکش کا خیال طاری رہتا کہ ذہن میں یہ آیا کہ دماغ کو مصروف رکھنے کے لیے غالب پر جو کام شروع کر کے ادھورا چھوڑ دیا تھا اس کو مکمل کر لوں اس طرح دل و دماغ کو دوسری طرف منتقل کرنے اور وقت گزاری کے لیے ایک مشغلہ میسر آجائے گا۔ چنانچہ جمع شدہ مواد کو مرتب کیا اور جو کتابیں، شرحیں اور نسخے غالب انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری سے مہیا ہو سکتی تھیں ان کو اکٹھا کر کے لغات غالب کو مرتب کرنے کا کام شروع کر دیا۔ ترتیب و تدوین کا کام ہنوز پایہ تکمیل کو نہ پہونچا تھا کہ میری اہلیہ دو تین ماہ بعد بیٹی کو لیکر ہندوستان واپس آگئیں پھر اس کو مزید علاج کے لیے بمبئی لے جانا پڑا اور دہیں وہ اللہ کو پیاری ہو گئی۔ اس کی جوان مرگی کے صدمہ نے مہینوں دل و دماغ کو ماؤف رکھا اور کسی علمی و ادبی کام کی طرف باوجود کوشش کے طبیعت راغب نہ ہو سکی۔ غرضکہ لغت غالب کی تدوین کا کام تشنۂ تکمیل پڑا رہ گیا۔

جتنا کام ہو چکا تھا اس کو مکمل کرنے کے لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ کسی ایسے کتب خانہ تک رسائی حاصل کی جائے جہاں حوالہ کی کتابیں میسر آسکیں۔ دلّی میں کسی ایسے کتب خانہ تک میری دسترس نہ تھی۔ خیال تھا کہ حیدرآباد جا کر دو چار ہفتہ قیام کروں گا اور کتب خانہ آصفیہ سے استفادہ کر کے تدوین لغت کے کام کو مکمل کر لوں گا، مگر یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

۱۹۹۰ء میں بہار کا گورنر مقرر ہو کر پٹنہ گیا۔ ایک دن اپنے قدیم کرم فرما اور خدابخش لائبریری کے ڈائرکٹر عابد رضا بیدار صاحب سے میں نے اپنی اس ادبی کاوش کا ذکر کیا۔ انھوں نے مسودہ دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا جو میں نے اس التماس کے ساتھ ان کے حوالہ کر دیا کہ وہ ایک نظر اس کو دیکھ لیں اور کسی خوش نویس سے اس کو صاف کرا دیں۔ ذہن میں یہ منصوبہ بنایا تھا کہ بیدار صاحب کے تعاون سے خدابخش لائبریری سے ضروری کتابوں کو حاصل کر کے پٹنہ کے راج بھون میں بیٹھ کر اس کام کو اطمینان بخش طریقہ پر مکمل کر لوں گا۔ مگر آں قدح بشکست و آں ساقی نماند۔ دفعتاً میری گورنری ختم ہو گئی اور دفعتاً بوریا بستر باندھ کر مجھے دہلی واپس آنا پڑا۔ بات دل ہی میں رہ گئی دل کی۔ دلّی آنے کے بعد سیاسی مصروفیتیں شروع ہو گئیں۔ کٹیہار (بہار) سے لوک سبھا کا الکشن لڑنا پڑا۔ اس طرح پھر ایک بار پارلیمانی اکھاڑے میں کود پڑا۔ پٹنہ سے روانہ ہونے کے وقت مرتبہ لغت کا مسودہ بیدار صاحب

کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد انھوں نے از راہِ عنایت لغت کی کتابت کرا کے میرے پاس بھیجا کہ غلطیوں کی تصحیح کر دوں اور جو کچھ حک و اصلاح کرنا ہو کر کے بغرض کتابت و طباعت ان کے پاس روانہ کر دوں۔ مگر کچھ سیاسی اور پارلیمانی زندگی کی معروفیتیں اور کچھ طبعی لاابالی پن، وہ مسودہ یوں ہی پڑا رہ گیا۔ خیال تھا کہ کبھی فرصت ملے گی اور ذہنی سکون حاصل ہوگا تو اس کام کو مکمل کروں گا۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ اس لغت کی ترتیب میں میری کوشش یہ رہی کہ الفاظ و تراکیب کے معنی بیان کرنے کے ساتھ دوسرے شعرا نے انھیں الفاظ اور ترکیبوں کو کس نہج سے استعمال کیا ہے اپنے حافظے سے مدد لینے کے علاوہ جستجو و کاوش کے بعد اساتذہ کے کلام اور لغتوں کے مطالعہ کے بعد اطمینان بخش طریقہ پر لغت کی ترتیب کا کام مکمل کروں اور اگر اس کو طباعت و اشاعت کے قابل سمجھا جائے تو اہلِ علم و ادب اور غالب پر کام کرنے والوں کے سامنے ایک معیاری تالیف پیش کی جائے۔ اسی خواہش و تمنا میں وقت گزرتا چلا گیا اور نامکمل کام کو حسبِ حوصلہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی نوبت نہ آ سکی۔

خدا بخش لائبریری سے ایک دن ڈاک سے آئے ہوئے ایک پارسل کو کھولا تو اس میں سے "لغاتِ غالب" تالیف محمد یونس سلیم، ایک چھپی ہوئی کتاب کی شکل میں برآمد ہوئی۔ تھوڑی دیر کے لیے سکتہ میں پڑ گیا اور ہکّا بکّا رہ گیا کہ بیدار صاحب نے یہ کیا غضب کیا کہ بغیر میرے علم و اطلاع کے کتاب طباعت کے لیے مطبع کے حوالہ کر دی۔ بیدار صاحب کو مجھ سے جس محبت اور اخلاص کا تعلق ہے اور وہ جس عنایت و وضعداری سے مراسم کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اس کے پیشِ نظر میں نے ان کی اس جرأتِ رندانہ کو ان کے جذبۂ اخلاص ہی پر محمول کیا اور فوراً اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے ان کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا۔ کتاب کسی طرح اس قابل نہ تھی کہ نظرِ ثانی اور ضروری اضافوں کے بغیر اشاعت کے لیے دیے جانے کے قابل ہو، علاوہ اس کے متعدد کتابت کی غلطیاں بغیر صحت کے رہ گئیں۔ انھوں نے میرے عریضہ کا جو جواب دیا اس سے میں مطمئن نہ ہو سکا مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اب اس کی اصلاح کا کوئی امکان بظاہر نظر نہیں آتا تھا۔ پریشان ہو کر بعض مخلص کرم فرماؤں سے مشورہ کیا۔ ڈاکٹر خلیق انجم صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو اور ڈاکٹر قمر رئیس (صدر شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی) نیز اپنے قدیم کرم فرما ہریانہ کے سابق گورنر مظفر حسین برنی صاحب کو جو اردو شعر و ادب کا بڑا ستھرا اور معیاری ذوق رکھتے ہیں وہ طبع شدہ نسخہ دکھایا اور مشورہ طلب کیا۔ سب کی یہی رائے ہوئی کہ چونکہ یہ کام اپنی نوعیت کا پہلا ہے اس لیے اب جس شکل میں یہ چھپ گیا ہے، اس کو اشاعت سے روکا نہ جائے۔ کتابت کی غلطیوں کی تصحیح کر دی جائے اور طباعت کی اجازت دے دی جائے۔ بیدار صاحب سے ملاقات ہوئی تو ان کی بھی یہی رائے ہوئی۔ معلوم نہیں کہ اسقام کو رفع

کرنے اور کمیوں کو پورا کرنے کے لیے میری زندگی میں دوسری اشاعت کی نوبت آئے گی بھی یا نہیں۔ بہرحال "لغات غالب" (یہ نام بھی بیدار صاحب ہی کا تجویز کیا ہوا ہے) اہلِ علم و فن اور زبان و ادب کی بصیرت رکھنے والے حضرات کی خدمت میں حاضر ہے۔ میں نے جیسا کہ بہ تکرار عرض کیا میں اپنی کم علمی اور تالیف کے اسقام و نقائص سے بے خبر نہیں ہوں اس کے باوجود اب یہ تالیف "غالب شناسوں" اور غالب کے کلام پر کام کرنے والے طالب علموں کے استفادہ کے لیے حاضر ہے۔ اگر معترضین و نقادان فن اعتراض و ملامت کے تیر چلانا ضروری ہی سمجھیں تو یہ غریب ہیچمداں اس کے لیے بھی باسینۂ کشادہ اور با پیشانی فراخ پذیرائی کے لیے آمادہ ہے۔

خطا نمودہ ام و چشمِ آفریں دارم

محمد یونس سلیم
جنتر منتر روڈ، نئی دہلی

(آ)

آب = پانی۔ چمک

آبلوں سے پائے مجنوں کے جو ٹپکا آبِ گرم
جل گیا کوئی، کوئی خارِ مغیلاں گل گیا (رشک)

کچھ مرے آنسوؤں کی قدر نہ کی
اتری ان موتیوں کی آب عبث (رشک)

آبِ بقا = آبِ حیات

ایسا پانی جس کو پی کر ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو جائے۔ کہا جاتا ہے کہ خضر علیہ السلام چشمۂ آبِ حیات تک پہنچ گئے تھے اور اس کا پانی پی کر انھوں نے حیاتِ دوام حاصل کی۔

کہانیاں ہیں حکایاتِ خضر و آبِ بقا
بقا کا ذکر ہی کیا اس جہانِ فانی میں (ذوق)

ٹپکا یا مرے منھ میں اگر آبِ بقا بھی
زہراب وہ ہو کر مری تقدیر سے ٹپکا (ظفر)

آب داریٔ صمصام = تلوار کی تیزی۔ تلوار کی باڑھ

آب دار بمعنی چمکیلا، چمکیلی، تیز، دھار دار

صمصام بمعنی تلوار

کرے ہے کام تیغِ یار کس کس آب داری سے
دکھاتی اپنی گل کاریاں ہے کیا کیا زخم کاری سے (ذوق)

آب دینا = چمکانا۔ تیز کرنا۔ چمک پیدا کرنا۔ صیقل کرنا۔ سان پر لگانا۔ صاف کرنا۔

دیکھ ظالم شوقِ قتلِ عاشقِ دلگیر کو
آب دی ہے تیغ کو اور پر دیے ہیں تیر کو (پیارے صاحب رشید)

دانۂ اشک کو دی عشق نے میرے وہ آب
جو اسے دیکھتا ہے صاف گہر جانتا ہے (ظفر)

آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی = صاحبانِ بصیرت کی روش کی آبرو جاتی رہی۔ عاشقانِ صادق کی روش کی آبرو چلی گئی۔

آبرو = عزت، بھرم، لاج، ناموس

آبرو جانا = عزت و ناموس کو نقصان پہنچنا

آبروئے شیوہ = کسی طور طریقے یا برتاؤ یا کسی خاص طور کی عزت، اُس کی قدر و قیمت۔

آبرو جائے احبا ہوں جدا گھر چھوٹے
سب گوارا ہے مجھے پر نہ وہ دل بر چھوٹے (ریاض البحر)

آبروئے عشق = عشق کی آبرو۔ محبت کا وقار۔ عشق کی عزت محبت کا بھرم۔ محبت کا اعتبار۔

اپنی اشکِ معصیت کی آبرو رکھنا :: یہ بے کسی میں برے وقت پر ظہور کیا (داغ)
تھی امید دریائے شبلات پر پھیلیں گے :: خدا کو آبرو رکھنی تھی پیدا ابر ہونا تھا

آبِ زندگانیٔ شمع = شمع کے لیے آبِ حیات

آبِ زندگانی بمعنی آبِ حیات

شوقِ سفا کی ہو لے اس مسیحا کو سے
چاہیے تیغوں میں آبِ زندگانی آج کل
(آغا علی مہر)

اب گل میں ہے رنگ گل ستانی کیا کیا
ہے خاک میں آبِ زندگانی کیا کیا (انورفردوس)

آبگینہ = شیشہ۔ بلور کا پیچ۔ شرابِ انگوری۔ کنایہ دل عاشق شیشہ کا وہ برتن جو پانی کی طرح شفاف ہوا اور نازک ہو۔

میں آبگینہ کے آگے ہوں آپ شرمندہ
کہ ایک بات سے پڑتے ہیں بال اسمیں ہزار (ذوق)

آبلہ پا = جس کے پاؤں میں چھالے پڑے ہوں۔ مجازاً تھکا ہوا۔ درماندہ۔

سیر اس سبزۂ عارض کی ہے دشوار بہت
اے دل آبلہ پا راہ میں ہے خار بہت (بحر)

خار صحرائے جنوں یوں ہی اگر تیز رہے
کوئی آئے گا نہیں آبلہ پا میرے بعد (ظفر)

آبلۂ پا بمعنی پاؤں کا چھالا

ہم تبرک ہیں بس اب کرلے زیارت مجنوں
سر پہ پھرتا ہے لیے آبلۂ پا ہم کو (ذوق)

آب و گل = پانی اور مٹی۔ خمیر۔ طینت۔ سرشت۔ کیچڑ۔ قالب بشری۔ جسم۔ کالبد

شوق جس کے آب و گل میں اور ہمت دل میں ہے
جب قدم اس کا اٹھے سمجھو کہ وہ منزل میں ہے (انوارالحق لکھنوی)

خاکساری نے اسی دن روشنی پائی تھی ذوق
آدم خاکی کا جس دن آب و گل پیدا ہوا (ذوق)

حسن ہو جس میں وہ ہر شئے جلوہ گر اس دل میں ہے
جذبۂ صورت پرستی میرے آب و گل میں ہے (حسرت موہانی)

آبِ ہفت دریا = سات دریاؤں کا پانی۔ مراد گناہوں کی کثرت۔

آتش = آگ

"ت" کے اعراب پر اختلاف ہے۔ زیر اور زبر دونوں طرح سے مستعمل ہے۔

کیوں نہ کہیں بشر کو ہم آتش و آب و خاک و باد
قدرت حق سے ہیں بہم آتش و آب و خاک و باد (آتش)

آتش افشانی = آگ برسانا۔ شعلے اور چنگاریاں بکھرنا

ایسے میں میرے نالۂ آتش فشاں بلند
ہے آگ کے کرہ سے بھی جس کا دھواں بلند (ناسخ)

اے سوز گریہ آگے تری آب و تاب کے
پانی بھرے ہے جلوۂ آتش فشانِ شمع (مومن)

آتش بار = شرر بار۔ آگ برسانے والا، توپ بندوق کسی جنگی ہتھیار کے علاوہ زبان کو بھی آتش بار کہتے ہیں۔

ہوا اگر ترے وحشی کا نالہ آتش بار
تو دیکھیو دامن کوہ داغ جلا (ظفر)

آتش بجاں = جس کی جان میں آگ لگی ہو۔ آتش نفس۔ مضطرب جس میں تڑپ اور بے چینی ہو۔ جس کے دل میں آگ لگی ہو۔

کون سی دھن میں خدا جانے وہ ہے آتش بجاں
کس لیے ہیں گرم آنسو اسکی آنکھوں سے رواں (کلام بیرنگ)

آتش زیر پا = پاؤں تلے آگ ہونا یعنی بیقرار ہونا۔ جس طرح کسی کے

پاؤں کے نیچے انگارے ہوں تو اُس کو قرار نہیں آتا۔ ایسے بےچین ہونا کہ کسی پہلو قرار نہ آئے۔

نظر آتا نہ اس کو گر ترا یہ پھول سا چہرہ
صبا اس طرح کیوں عالم میں آتش زیر پا ہوتی (مصحفی)

آتش کدہ = آتش خانہ، وہ جگہ جہاں آگ بھری ہوئی ہو۔ آگیاری پارسیوں کا عبادت خانہ جہاں ہمیشہ آگ روشن رہتی ہو۔

چہرہ آتش کدہ ابرو تھے سو محراب حرم
گردن آگے ترے خم کافر و دیندار کی تھی (ناسخ)

پھر آتشکدہ کی نشانی پہ آ
کھڑا یوں شرارہ فشانی پہ آ (ذوق)

اللہ رے ورود پیمبر کا فیض عام
اک دم میں سرد ہو گئے آتش کدے تمام (نسیم)

کس نے ٹھنڈا کیا آتش کدۂ ایراں کو (اقبال)

آتشِ گُل = پھول کی آگ۔ پھول، جو شعلے کی طرح روشن ہو۔ لالے اور گلاب وغیرہ کے سرخ رنگ کی شوخی جو شعلے سے مشابہ ہوتی ہے۔

بھڑکی ہے آتش گل اے ابر تر ترحم
گوشے میں گلستاں کے میرا بھی آشیاں ہے (میرؔ)

چمن میں صبح کو اٹھتے ہیں شعلے آتش گل سے
صبوحی کے لیے ہم کو بھی ساقی آتش گل دے (مجنوں)

آذر فشاں = آتش فشاں، آگ جھاڑنے والا۔ آذر بمعنی آگ۔ چنگاری جھاڑنے والا، فشاں بمعنی جھاڑنے والا۔ بھڑکنے والا۔ مصدر فشاندن۔

پکڑے ہیں مکافات جہنم نہیں اُس کو
جو پھر کلیاں سوزش آذر میں جلے گا (راقم)

آرامیدگی = آرام طلبی۔ چین لینا۔ سکون۔
آرامیدن مصدر، آرام کرنا۔

آرائشِ جمال = بناؤ سنگار۔ حسن کو آراستہ کرنا۔ حسن کو سجانا۔
آرائش بمعنی سجاوٹ، زیبائش۔ بناؤ سنگار

دیکھ کر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند
طرّہ کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے (آتش)

آرایشِ خمِ کاکل = گیسوؤں کے خم کا سنوارنا۔
آرائش بمعنی سنگار ــــــ خم کاکل بمعنی زلفوں کے بل

کمال ہی سے ہے دنیا میں گرم بازاری
متاع شرط ہے آرائشِ دکاں کے لیے (صفی)

آرزو خرامی = آرزو مندانہ جستجو۔ آرزوؤں کا خراماں ہونا۔ آرزو بمعنی ارمان، تمنا۔

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبل بے تاب گفتگو کرتے (آتش)

آرزوے بخششِ خاص = خاص بخشش کی آرزو۔ خصوصی داد و دہش کی تمنا۔

لوگ آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں مجھے
آرزوؤں سے بلاتے ہیں مجھے (مثنوی امید و بیم)

آزادہ = آزادمنش۔ آزاد کیا ہوا۔

کرتے ہیں نالے خانۂ زنجیر سے گریز
آزادہ جنوں کو نہیں گھر کی احتیاج (ناسخ)

گیا جب ادھر کو تو بس راہ میں
گرا شاہ آزادہ اس چاہ میں (شمشیر خانی)

آزادہ رَو = آزاد منش ۔ آزاد خیال ۔ آزاد زندگی بسر کرنے والا۔
آزاد مسلک رکھنے والا۔

وہ آزادہ رَو ہے کہ رکتی نہیں تو
وہ سر ہے در شہ پر جھکتی نہیں تو (سرور جہاں آبادی)

آزردگی یار = محبوب کا رنجیدہ ہونا (کرنا)
آزردہ بمعنی رنجیدہ ۔ خفا ۔ ناراض

یار آزردہ ہے آتش آسماں ہے برخلاف
کون سنتا ہے ہماری آہ و زاری ان دنوں (آتش)

نالہ کرنے کو بیاباں میں نکل جاتا ہوں
پاس آزردگیٔ اہل دیار آتا ہے (تعشق)

آسماں اورنگ = جس کا تخت آسمان ہو ۔ مراد بلند پایہ ۔
عالی مرتبہ ۔ آسماں جاہ ۔ آسماں سے مجازاً مراد بلندی

وہ ہیچوں کے کرشمے کہ نیم جاں کر دیں
زمیں کو چرخ میں لائیں تو آسماں کر دیں (شمیم)

کچھ بھی مناسبت ہے یاں فخر واں تکبر
وے آسماں پر ہیں میں ناتواں زمیں پر (میر)

آشتیٔ چشم و گوش = آنکھوں اور کانوں میں صلح، دیکھنے سننے
سے بے تعلقی ۔ آشتی بمعنی صلح ۔ نرمی ۔ میل جاپ

مکتب سے بھی نکل کے جہالت کی گفتگو
کیا آپ آشتی کی کتابیں پڑھے نہیں (رشک)

جنونِ عشق جو مجھ سے نہ دشمنی کرتا
کبھی تو ہاتھ گریباں سے آشتی کرتا (مصحفی)

آشفتگی = پریشانی ۔ پراگندگی ۔ شوریدگی ۔ سراسیمگی ۔
آشفتہ بمعنی پریشان ۔ حیران ۔ طبیعت کا بکھرا ہونا
آشفتن مصدر، پریشان ہونا ۔ فریفتہ ہونا۔

کیوں نہ ہو جمعیت دل مائل آشفتگی
ہاتھ آئی ہے اسے زلفِ پریشان فراق (سراج)

سبب آشفتگی دل کا نہیں کھلتا ہے
شاید الجھا ہے تری زلف گرہ گیر کے ساتھ (بے نظیر)

آشفتہ بیانی = دیوانہ کی بڑ ۔ مجنونانہ گفتگو ۔ پریشاں کلامی ۔ دیوانگی۔

اس آشفتہ بیانی کو کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
سو اتم نے بھلایا شاد آپ اپنے فسانے کو (شاد)

آشفتہ سر = بدحواس ۔ دیوانہ ۔ پریشاں حال ۔ سرپھرا جس کے سر
میں کوئی سودا سمایا ہوا ہو۔ آشفتہ بمعنی پریشان ۔

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار آشفتہ سر آشفتہ مو (اقبال)

آشفتہ سر ہیں یاں دل صد چاک بھی کئی
تنہا نہ تیری زلف سے شانے کو عشق ہے (قائم)

آشفتہ اس کے گیسو جب سے ہوئے ہیں منھ پر
تب سے ہمارے دل کو ہے پیچ و تاب کیا کیا (ظفر)

آشفتہ نوا = پریشاں حال ۔ سراسیمہ ۔ دیوانہ ۔ نوا بمعنی آواز
جس کی آواز یا فریاد میں سوز، پریشانی، بکھراؤ یا ہنگامہ یا جنون
کیفیت پائے رکھی ہو۔

آشفتہ اس کے گیسو جب سے ہوئے ہیں منھ پر
تب سے ہمارے دل کو ہے پیچ و تاب کیا کیا (میر)

آشوبِ آگہی = ہوشیاری کی مصیبت ۔ آشوب ۔ ہل چل۔

گھبراہٹ۔ فتنہ۔ شور و غل۔ غوغا۔ تلاطم۔ اضطراب۔

اب وہ نہیں کہ شورش رہتی تھی آشیاں تک
آشوب نالہ اب تو پہنچا ہے آسماں تک (میر)

خونِ بلبل ہے غازۂ رخِ گل
کیا بڑا آشوب ہے دیارِ چمن (بحر)

آشوب بحر اسی کیا جانیے ہے کب سے
موج و حباب اٹھ کر لگ جاتے ہیں کنارے (میر)

آشوبِ غم = غم کی تکلیف۔ عشق کی اذیت
آشوب کا مصدر بھی آشفتن ہے۔

فلک سے طور قیامت کے بن نہ پڑتے تھے
اخیر اب تجھے آشوبِ روزگار کیا (داغ)

آصف = حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر آصف بن برخیا۔ قرآن پاک میں کنایتہً اس کا حوالہ آیا ہے کہ اس کے پاس کتاب کا علم تھا۔

سلیماں کو آصف نے مہماں کیا
عجائب غرائب بہت کچھ دیا (حسن شوقی)

آغوشِ بلا = مصائب کی گود۔ آغوش یعنی گود

ہم قدِ خمیدہ سے آغوش ہو گئے سارے
برخاطرہ تجھ سے تو آغوش وہ خالی ہے (میر)

واکھ آغوش کشا آب نظر ہو جائے
پردہ وہ مہروش اٹھے تو سحر ہو جائے (رعب)

آغوش کشائی = گود پھیلانا۔ بلانا۔ طلب کرنا۔ تمنا کرنا

آغوشِ گل کشودہ = پھول کی گود کھلی ہے۔ پھول کھلنے کا استعارہ

امید اجل وصال جاناں
آغوشِ کشادہ چشم حیراں (مومن)

آغوشِ وداع = رخصت ہوتے وقت بغل گیر ہونا۔ گلے ملنا۔
وِداع = بدا۔ رخصتی

آغوشِ وداعِ جلوہ = جلوے کے لیے آغوش وداع۔ جلوہ گلے مل کر رخصت ہوتے وقت۔

آفتاب آثار = آفتاب کی صفتیں رکھنے والا۔ آفتاب کی سی شان و شوکت کا مالک۔
آثار یعنی علامت۔ انداز۔ صفات۔ آفتاب کی خصوصیت

صبح کے وقت دور میں جام شرابِ ناب ہے
ایک ادھر آفتاب ہے ایک ادھر آفتاب ہے (اعجاز نوح)

دلاں کو زندہ کرنہار سو ترا ہے کرم
مگر کرم میں ترے ہیں مسیح کے آثار (غواصی)

آفتِ رشک = رشک کی مصیبت۔ آفت یعنی مصیبت۔ تکلیف

قامت ہے یا کوئی قیامت
آفت ہے یا کوئی بلا ہے (آتش)

آفرینش = تخلیق۔ پیدائش۔ عدم سے وجود میں آنا۔ جنم لینا، جنم دینا۔

یہ دور ہے مجھ پہ بندگی کا جدھر کہو سجدہ کر لوں ورنہ
ازل سے تو روزِ آفرینش میں آپ اپنا خدا رہا ہوں
(ناطق لکھنوی)

پوچھو نہ آفرینشِ احمد کا تم سبب
منظور اپنی ذات کا اس کو ظہور تھا (فلق)

کائنات = یہ پوری دنیا جو پیدا کرنے والی کی آفرینش ہے

آگہی = باخبری۔ آگاہی۔ واقفیت۔ عقل۔ سمجھ۔ کسی خاص راز کو پا جانا۔

مجھے عشق دیتا ہے یوں آگہی
کہ ہے او دلآرام میری ہا سہی (غواصی)

آگے آنا = روبرو آنا۔ مقابل آنا۔ اچھے یا برے کام کا بدلا ملنا

کیا منہ جو کوئی بات بنائے مرے آگے
دعویٰ ہے سخن کا جسے آئے مرے آگے (تسلیم)

مانگے ہے دعا وصل کی کچھ اور نہ سمجھو
کوسا ہوا گر میں نے تو آئے مرے آگے (داغ)

رکھے تھا صبر کا دعویٰ تری بیداد کے آگے
کیا تھا جو سو آیا اس دلِ ناشاد کے آگے (قائم)

آلاتِ مے کشی = شراب پینے کے چھوٹے برتن۔

آلودہ بہ مے = شراب میں لتھڑا ہوا۔ شراب میں ڈوبا ہوا۔ آلودہ بمعنی لتھڑا ہوا۔ بھرا ہوا۔ لت پت

آلودہ اس گلی کی جو ہوں خاک سے تو میر
آبِ حیات سے بھی نہ وے پانوں دھویئے (میر)

آمدِ سیلاب = بہیا آنا۔ طغیانی کی آمد۔ سیلاب بمعنی پانی کا رد۔ طغیانی۔ بہیا۔ پانی کو چڑھاؤ۔

میرے اشکوں کا فلک پر موجزن سیلاب تھا
ہالۂ مہ کی جگہ شب حلقۂ گرداب تھا (ناسخ)

آمدِ فصلِ لالہ کاری = لالہ کاری کے موسم کی آمد۔ لالہ کی طرح سرخ زخم کھانے کے موسم کی آمد

آنکھیں ہی دکھلانا = عتاب ہی کرنا۔ غصہ کرنا

آنکھیں دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے (امیر مینائی)

فرشتے آنکھ دکھا کر کسے ڈراتے ہیں
قتیلِ چشم ہیں مارے ہوئے نظر کے ہیں (ایمان الہیٰ)

آنکھ اس ادا سے اس نے دکھائی کہ ہم نے شوق
پہ چپکے سے اپنا سے کا بھرا جام رکھ دیا (شوق قدوائی)

آہِ آتشیں = ایسی آہ جس میں سے آگ کی چنگاریاں نکلیں۔ وہ آہ جو سوزشِ دل کی حالت میں نکلے۔

پروانہ وار ہم شبِ فرقت میں جل بسے
اک آہِ آتشیں دلِ سوزاں سے کھینچ کر (دوش و اسطی)

آہنگ زمیں بوسِ قدم = قدموں کے نیچے کی زمین چومنے کا ارادہ ——— آہنگ بمعنی ارادہ۔ زمیں بوس بمعنی زمین چومنا زمین کو بوسہ دینا۔

مجھ بے گنہ کے قتل کا آہنگ کب تلک
آ اب بنائے صلح رکھیں جنگ کب تلک
(قائم)

آہِ نیم شبی = آدھی رات کو آہیں بھرنا۔

فلک کے پار ہوئی اپنی آہ نیم شبی
ہماری آہ سے صیاد ہو گیا نخچیر
(گویا)

آہِ نیم شب = وہ جو آدھی رات کو کسی دردمند کے دل سے نکلے

ہوئے بے خواب آہِ نیم شب سے تو لگے کہنے
کہ سوتوں کو جگا دیتے ہو تم بھی کیا قیامت ہو (مومن)

آہوئے بیابانِ ختن = صحرائے ختن کا ہرن۔ ختن چینی ترکستان کا ایک شہر ہے جہاں مشک دینے والے ہرن کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

شہنشاہ سب اس کو دیتے تھے باج
خطا و ختن سے تھا لیتا خراج (میر حسن)

پھر بہار آئی کہ ہونے لگے صحرا گلشن
نیچہ ہے نام خدا نافۂ آہوے ختن (کلیاتِ محسن)

آئینۂ انتظار = انتظار کا آئینہ۔ آئینہ بمعنی درپن۔

آئینہ دیکھ جو کہتا ہو کہ اللہ رے میں
اس کا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں (بقا)

آئینۂ بادِ بہاری = بادِ بہاری کا آئینہ

آئینۂ بختِ بیدار = جاگے ہوئے نصیب کی تصویر۔ خوش نصیبی کا آئینہ۔

آئینۂ برگِ گل = گلاب کی پنکھڑی کا آئینہ۔

آئینۂ بے مہریِ قاتل = محبوب کے نامہرباں ہونے کی دلیل۔ معشوق کے ستم شعار اور جفاجو ہونے کی دلیل۔

آئینہ پرداز = جلوہ گر۔ جلوہ آرا۔ جلوہ فرما۔ محوِ آرائش۔ جِلا کرنے والا۔ آئینہ کو صیقل کرنے والا۔

نمودِ خطِ عارض بے مثال
اک آئینہ پردازِ بزمِ خیال (میر سعادت)

نورِ فطرت سے ہوں میں آئینہ پردازِ سخن
میرے باطن کی نوا سازِ خدا سازِ سخن (دراثی نسیم)

آئینۂ تصویر نما = تصویریں دکھانے والا آئینہ۔

آئینۂ تمثال دار = ایسا آب دار آئینہ جس میں عکس دکھائی دیتا ہے۔ تمثال بمعنی پیکر۔ صورت۔

ہجرِ دلدار میں بھی وصل کا حاصل ہے لطف
ہر گھڑی پیشِ نظر یار کی تمثال ہے آج (رند)

خط نہیں رخ پہ ہے اس آئینہ تمثال کے سبز
آئینہ نیچے ہے طوطی کے پر و بال کے سبز

آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں = شیریں کی گراں خوابی کی تصویر۔ شیریں کی تغافل شعاری کا آئینہ۔ خوابِ گراں بمعنی غفلت۔ تغافل۔

شبِ دوشینہ کی بدمستیاں میں کیا کہوں ساقی
نکل آیا ہے سورج اور ہے خوابِ گراں باقی
(میر عثمان علی خاں)

آئینہ دار = آئینہ کی طرح صاف اور شفاف ۔ وہ جس سے آئینہ دکھانے کا کام لیا جائے ۔ آئینہ بردار

تیرے حجرے کے لیے آتا ہے روز اے شاہ حسن
آئینہ داروں میں لکھے خط و خال آفتاب (بحر)

گداز عشق سے لبریز تھا قلب حزیں اس کا
مگر آئینہ دار شرم تھا روئے حسیں اس کا (اختر ستارہ)

نہ پوچھو مجھ سے اے یاراں دماغ ان سادہ رووں کا
سکندر کے تئیں بھیجیں ہیں یہ آئینہ دار اپنا (سودا)

خود کو مٹا کے کیجیے تلاش اپنے یار کی
آئینہ میں شبیہ ہے آئینہ دار کی (بستان تجلیات)

آئینہ داری یک دیدۂ حیراں = حیران آنکھ کی آئینہ داری ۔
آئینہ داری بمعنی آئینہ دکھانے کی خدمت ۔ اطاعت ۔ آئینہ دیکھنا ۔

آپ مجھ کو خدمتِ آئینہ داری دیجئے
جانئے اے جانِ جاں تصویر پشت آئینہ (رشک)

دیدہ حیراں بمعنی حیران آنکھیں ۔

آئینہ سیما = آئینہ کی ایسی چمک دار پیشانی رکھنے والا ۔

عکس میرے داغ اسود کا سویدا بن گیا
یعنی اس آئینہ سیما کا ہے پہلو آئینہ (ناسخ)

آئینۂ ناز = مایۂ ناز ۔ ناز کا آئینہ

(الف)

ابرام = ضد ۔ اصرار ۔ رنجیدگی ۔ کبیدگی ۔ التماس ۔ تقاضا ۔

در بحث صنم برہمناں را
ابرام باعتقاد دادیم (ظہوری)

کام مجھ سے ہیں سارے عنایت ہر ساعت کی سماجت سے
استغنا کی جو گنی ان نے جوں جوں میں ابرام کیا (میر)

نرگس ہائے نظارہ چوں می گریزم
اسیرم من ابرام بلبل نہ دارم (مرزا جلال اسیر)

ترک مے سے ہمیں انکار نہ ہوتا لیکن
اب جو ناصح کہے ابرام تو پینا ہے ضرور (حسرت موہانی)

ابر بہاری = موسم بہار کے بادل ۔ ابر بہار

ہم گئے عمر ہوئی ابر بہاری کو دیے
لہو برسا رہے ہیں دیدہ خوں بار ہنوز (میر)

خیمہ زن ابر بہاری کا زیر چرخ پیر ہے
یاد دھواں ہے تیری آہوں کا کہ عالمگیر ہے (حالی)

ابر شفق آلودہ = ایسے بادل جن میں شفق کی سرخی موجود ہو ۔
آلودن مصدر ۔ لتھڑنا ۔ لتھیڑنا ۔ آلودہ ہونا ۔

ابر گہر بار = موتی برسانے والا بادل ۔ مراد ابر نیساں ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ فصل ربیع اس ماہ کے بادل سے جو بوندیں سیپی کے منہ میں پڑتی ہیں موتی بن جاتی ہیں ۔

چشموں سے برستے ہیں مری اشک کے موتی
یہ ابر گہر بار نہ دیکھا تھا سو دیکھا (حاتم)

آنکھ سے گرتی ہے خونِ دل افگار کی بوند
اس کی ہمسر ہو کہاں ابر گہر بار کی بوند (داغ)

جوشِ معنی سے ہوا سیرِ اب اتنا ملک دل
لوٹتا ہوں دولتیں اس ابر گوہر بار سے (اکبر الہ آبادی)

ابنِ مریم = فرزند مریم ۔ ابن بمعنی بیٹا ۔ فرزند

مریم بنت عمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں تھیں۔ عمران بیت المقدس کے مجاور تھے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ منت مانی کہ لڑکا ہوگا تو اس کو عبادت گاہ کے لیے نذر کر دیا جائے گا مگر ان کے لڑکی پیدا ہوئی۔ عمران کو بذریعہ وحی مطلع کیا گیا کہ اس لڑکی کو جس کا نام مریم رکھا گیا عبادت گاہ کی نذر کر دیا جائے۔ حضرت زکریا جو عمران کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت مریم کے ولی مقرر ہوئے۔ عبادت گاہ کے دوران قیام میں حضرت مریم کے بڑے ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ ان کو بغیر باپ کے فرزند تولد ہونے کی بشارت دی۔ چنانچہ اس طرح حضرت مریم کے جو فرزند تولد ہوا اس کا نام حضرت عیسیٰ رکھا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے کئی معجزے عطا فرمائے تھے۔ انھوں نے پیدا ہونے کے ساتھ ہی بات کرنا شروع کی اور اپنے کو ابن مریم بتاتے ہوئے اپنی معجزانہ پیدائش اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہونے کا اعلان کیا۔ وہ اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔ بیماروں اور کوڑھیوں کو اللہ کے حکم سے شفا بخشتے تھے۔ اور قُم بِاِذنِ اللہ کہہ کر مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ ابن مریم پر جو کتاب نازل ہوئی اس کا نام انجیل ہے۔ ان کے پیرو نصرانی یا عیسائی کہلاتے ہیں۔

ابن مریم مر گیا یا زندہ جاوید ہے
ہیں صفات ذات حق حق سے جدا یا عین ذات ([illegible])

ابہام = اخفا۔ ایسی بات جس کا مطلب واضح نہ ہو۔ پوشیدہ ہونا۔ گھم پن۔

کھلے گا نہ مضمون وصف دہن کا
جو نکلے گی بات اس میں ابہام ہوگا (سرور)

ہے صاف گفتگو یہ محبت تری عجیب
اوروں کی طرح تو نہ کر ابہام کی تلاش (محبت)

اے اہل نظر راہ میں پوشیدہ ہے خورشید
ایضاح سے حاصل بجز ابہام نہ ہوگا (شیفتہ)

اتمام بزم عید اطفال = بچوں کی محفل عید کے برخاست ہونے کے بعد یعنی ایام طفلی گذر جانے کے بعد۔

ہے روایت کہ ہوا جنگ کا جس دم اتمام
شمر ملعون لگا کہنے کہ اے مردم شام (سودا)

اثبات = ہاں۔ ثابت کرنا۔ ثبوت بہم پہنچانا (نفی کی ضد)

(ذکی) جو اس نے بات نہ کی ہوگیا مجھے اثبات
دہن وہ تنگ ہے گنجائش کلام نہیں (ذہین دہلوی)

آپ ہی آپ وہ کچھ ہو گئے ہیں چپ کل سے
بات کی گو مگر اثبات نہ ہونے پائی (سحر)

اثر گریہ = رونے کی تاثیر مراد گریہ کا اثر۔ یعنی خاصیت۔

برپا تھا شور چار طرف بھاگ بھاگ کا
پانی اثر دکھاتا تھا لوہے کو آگ کا (انیس)

اثر نالۂ دل ہائے حزیں = غمگین دلوں کے نالوں کا اثر۔

پست و بلند عشق تو سب کچھ نظر میں ہے
اس دل کو کیا کروں یہ کسی کے اثر میں ہے (آتش)

اجابت = قبولیت۔ منظوری۔

ہو خیال قبول میں نہ حزیں   کہ اجابت کہے گی خود آمیں (حقی)

اجارہ نہیں کرتے = ذمہ نہیں لیتے ۔ ٹھیکہ نہیں لیتے۔

کیا گلا ہم کو ہے اس کا کہ نہ چاہا اس نے
ملک دیا یار کا کچھ ہم نے اجارا نہ کیا (سودا)

اجازتِ تسلیمِ ہوش = ہوش حوالہ کرنے کی اجازت ۔ اجازت بمعنی اذن ۔ رخصت ۔ رضا۔

سُرج کوں گر اجازت ہو تو آدے سیس سوں چل کر
کہ اس کوں شوق ہے تجھ آستاں پر جبہ سائی کا (ولی)

اجزائے پریشاں = منتشر حصّے۔ بکھرے ہوئے ٹکڑے۔

آہ سوزاں میں جو اڑتے نظر آئے ذرّے
جگر و دل کو میں اجزائے پریشاں سمجھا (فانیؔ)

اجزائے دو عالم دشت = دشت دو عالم کے اجزاء۔ دو عالم بمعنی کو زمین ۔ اجزا بمعنی ٹکڑے ۔ حصے۔

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے انھیں اجزا کا پریشاں ہونا (چکبست)

اجزائے نالہ = نالے کے اجزا۔

اجزا بکھیر دوں گا آہ شرر فشاں سے
گن گن کے بدلے لوں گا اک ور آسماں سے (سحر)

اجزائے نگاہِ آفتاب = سورج کی نگاہ کے اجزاء۔ اجزاء جمع جزو کی بمعنی حصّہ۔ ٹکڑا۔

اجمال = مجمل بیان کرنا ۔ یہ لفظ تفصیل کی ضد ہے۔ تقریر یا تحریر میں ایسا مضمون لانا جس کا مطلب زیادہ ہو اور الفاظ مختصر ہوں اور اس کے سمجھنے میں دقت ہو۔

گفتگو سے نہ کھلا ان کا دہن ساری تقریر میں اجمال رہا (تسلیم)

احرامِ بہار = فصلِ بہار کا جامۂ احرام۔ احرام بمعنی دو بغیر سلے ہوئے کپڑوں کا لباس جو ایک تہبند کے طور پر باندھا جاتا ہے اور دوسرا جسم پر لپیٹا جاتا ہے، اور کعبہ شریف کی زیارت کے لئے باندھا جاتا ہے۔

جامۂ احرام زاہد پر نہ جا
تھا حرم میں لیک نامحرم رہا (میرؔ)

اخترِ سوختہ قیس = مجنوں کی بدنصیبی ۔ قیس کی بدبختی۔

خال سیہ کا تمہیں چاہیے زیبائش کو
اختر سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہم کو (ذوقؔ)

اختلاط = محبت ۔ میل جول ۔ ملنا ۔ بے تکلفی ۔ گرم جوشی ۔ چھیڑ چھاڑ۔

اب پسند آنے لگا اسکو ہمارا اختلاط
وصل کا دینے لگا کچھ سہارا اختلاط (ذکیؔ)

اِخفائے حال = حالت کو چھپانا ۔ حال کو پوشیدہ رکھنا ۔ اخفا بمعنی پوشیدہ ۔ خفیہ کرنا۔

مشک بھی کوئی چھپا سکتا ہے
راز گیسو کا ہے اخفا کیسا (مصحفیؔ)

اِدغام = ایک حرف کا دوسرے حرف میں اس طرح ملانا کہ دونوں ایک ہو جائیں ۔ ایک جنس کے دونوں حرفوں کو ملانا مثلاً ب اور ب کو اس طرح ملانا کہ ایک حرف کی آواز دے ۔ "شب" اور "بره" کو ملا کر "شبره"

میں نے پوچھا وصل کی ترکیب کا کیا نام تھا
ہنس کے بولے حرف دو ہم جنس کا ادغام تھا (ظریفؔ)

ربط ہے اس کو گورنمنٹ سے بھی ملک سے بھی
جس طرح 'صرف' میں اک قاعدہ ادغام بھی ہے (شبلیؔ)

اُدھار = قرض

لے دام مُرغِ دل سے سرِ سوزشِ آفتاب
دعوے پہ روزِ حشر کے پرکون اُدھار دے (ذوق)

ہے بات کچھ نئی ہوئی بازارِ حسن میں
مجھ کو گراں ہے مفت بھی سودا اُدھار کا (دریا علی خیرآبادی)

ارادت = عقیدت۔ اعتقاد

اپنے دل سے مجھے ارادت ہے
میں کسی پیر کا مرید نہیں (بحر)

اُردی = اردی بہشت۔ ایک فارسی مہینہ کا نام۔ یہ فارسی کا چھٹا مہینہ ہے جو بہار کا مہینہ ہوتا ہے (اردی بہشت مرکب ہے۔ ارد بمعنی مانند اور بہشت بمعنی جنت)۔

اُٹھ گیا بہمن و دے کا چمنستاں سے عمل
تیغِ اردی نے کیا ملکِ خزاں مستاصل (سودا)

ارزانیِ مئے جلوہ = شرابِ دیدار کا سستا ہونا۔ دیدار کی شراب کے دام گر جانا۔

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالم ہے نورانی (ارمغانِ حجاز)

ارمغاں = تحفہ۔ ہدیہ۔ سوغات۔

جگر کو داغ کلیجے کو زخم دل کو ملال
جنابِ عشق نے بھیجے ہیں ارمغاں کیا کیا (تسلیم)

استظہار = مدد چاہنا۔ پشت۔ پناہ۔

بازاں اٹھکر سگلے یار
سنکر اتناں استظہار (توسار)

اشارت = اشارہ۔

سوال میں نے جو اتمامِ زندگی سے کیا
قدِ خمیدہ سے سوئے زمیں اشارت کی (دبیر)

ہوالموجود ہے تجھ سے عبارت
ہوالمقصود ہے تجھ سے اشارت (الہیات اسمٰعیل)

اشتیاق انگیز = شوق انگیز۔ شوق کو بڑھانے والی۔ اشتیاق میں اضافہ کرنے والی۔

اصل = جڑ۔ بنیاد

اب مانو یا نہ مانو تمہیں اختیار ہے
اصل اصول جو کہ تھا سب میں نے لکھ دیا (نوازش)

اصلاحِ مفاسد = برائیوں کی اصلاح۔ اصلاح بمعنی درستی۔ ترمیم

اصلاح لینے آئے ہیں رنگیں خیال لوگ
خدمت ہے اس چمن میں تجھے انتظام کی (آتش)

مفاسد بمعنی خرابیاں۔ برائیاں۔

رہے محفوظ اپنے زمانہ کے مفاسد سے
قدم راہِ توکل سے کبھی ڈگنے نہیں پائے (طباطبائی)

اصنامِ خیالی = خیالی بُت، بتانِ خیالی۔ اصنام جمع صنم کی بمعنی بُت۔

گر عوض ناقوس کے جا کر میں اک نالہ کروں
بت کدے میں ہر طرف کرتے پھریں اصنام رقص (ناسخ)

اعتبارِ عشق = محبت کا اعتبار۔ محبت کا یقین۔ معشوق کو عاشق کی محبت کا بھروسا۔

اعتبار بمعنی بھروسا - اعتماد - ساکھ

حسن پر نخوت نہ کر اس کا نہیں کچھ اعتبار
چار دن مہمان ہے دورِ قمر میں چاندنی (بیخود موہانی)

اعتبار اور ایک نا اہل دفا پر اعتبار
اے خیالِ عہد و پیماں جا مجھے دھوکا ہوا (رضا لکھنوی)

اعتبارِ نغمہ = نغمہ کا اثر - نغمہ کی طرح معتبر - نغمہ کی تاثیر رکھنا -

اے شوق تیری بات کا ہے اعتبار کیا
ہے وعدۂ وصال میں ہر بار آجکل (انجم)

اعتدال = برابر کرنا - توازن - برابری

فصل کو اب جو اعتدال نہیں
اس لیے جی مرا بحال نہیں (مثنوی گلشن عشق)

اعتمادِ دل = دل پر بھروسا - اعتماد بمعنی بھروسا

پھر اے ہم سے رُخ اس بادشاہ خوباں کا
کچھ اعتماد نہیں ہے مزاج سلطاں کا (آتش)

اعجازِ مسیحا = حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ جو قُم باذن اللہ
کہہ کر مردہ کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

مارا ہزار بار ہزار بار زندہ کر دیا
پھر تمہیں دعویٰ اعجاز مسیحائی نہیں (رشک)

اعجازِ ہوائے صیقل = جلا پانے کی آرزو کا کرشمہ۔

اعجاز بمعنی کرشمہ

زندہ نہ مسیحا سے ہوا کشتۂ الفت
مردوں کو جلانا تو کچھ اعجاز نہیں تھا (داغ)

ہوا بمعنی آرزو - صیقل بمعنی جلا - زنگ دور کرنا - صفائی

نگاہ حسن پر کیا عشق کی صیقل مدد دے گی
تجلی برق ہستی سوز کے مدِ مقابل ہے (عزیز لکھنوی)

صیقل نہ ہو گر تیغ پر جوہر پہ ہو کس کی نظر
اے ذوق یاں قدر ہنر آرائش و تزئیں سے ہے (ذوق)

افزائش = زیادتی - اضافہ - بڑھوتی - کثرت -

غم کی ہر چند شبِ ہجر میں افزائش تھی
کاش اب بھی اجل آجاتی تو آسائش تھی

افسردگیِ دل = دل کی پژمردگی - دل کا مرجھانا - دل کا رنج -

افسردگی خاطر - افسردہ خاطری -

افسردہ بمعنی مرجھایا ہوا - اداس - غمگین -

آنکھیں صبا پر آب ہیں اس نور کے لیے
افسردہ دل میں آتشِ منصور کے لیے (صبا)

افسردگی سوختہ جاناں ہے قہر میر
دامن کو ٹک ہلا کہ دلوں کی بجھی ہے آگ (میر)

گو راہ میں ہمراہ بھی ہو راحلہ و زاد
جاتی نہیں افسردگی خاطر ناشاد (انیس)

افسونِ انتظار = انتظار کا جادو - طلسم کا انتظار

افسوں بمعنی سحر - جادو - منتر - فریب - مکر - حیلہ -

کیا ہاتھ میں اس افعی گیسو کو لگاؤں
افسوں نہیں آتا مجھے منتر نہیں آتا (امیر)

افشردۂ انگور = انگور کا نچوڑ - انگور کا رس -

افشردن مصدر نچوڑنا -

بوسہ اپنے لب شیریں کا ترش رو ہو کر
وہ جو دیتا تو ہم افشردہ لیموں پیتے (ظفر)

افعی = سانپ - کالا اور زہریلا سانپ - ناگن -

خاک میں یہ افعی چرخ کہن مل جائیگا
جب جواب اس زلف سے و ندانِ شکن مل جائیگا (امیر)

نگاہِ چشم تو افعی ڈسیلا
بچن ہے سانورا بج کا بجیلا (ولی)

اقبالِ ترحّم = رحم و کرم کے ساتھ ملتفت ہونا - عنایت فرمانے سے متوجہ ہونا - اقبال بہ معنی خوش نصیبی، سازگاری زمانہ -

رہے ہمیشہ ترے دوستوں کے ساتھ اقبال
عدو کو تیرے نہ دے فرصت ایکدم ادبار (میر)

اقبالِ رنجوری = بیماری کی قسمت - بیماری کا نصیب

اقبال بمعنی بخت - نصیبہ - خوش نصیبی - نیک بختی

اے ماہ معظم ترے اقبال کے صدقے
شوکت کے فدا عظمت و اجلال کے صدقے (انیس)

رنجوری بمعنی بیماری - آزردگی - ملال

جگر کی ناتوانی میں کہوں یا دل کی رنجوری
اِدھر بیمار پہلو میں اُدھر بیمار پہلو میں (داغ)

اقامت کی تاب = قیام کرنے کی طاقت - ٹھہرنے کا یارا - ٹھہرنے کی قوت -

اقامت بمعنی قیام - ٹھہرنا -

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے (ذوق)

اِکلیل = تاج شاہی - جواہرات سے مرصع تاج

تب اپنے خاکساروں کا نہ پوچھو حد سر اکلیل خاک اوڑھ گئے ہے - (امیر)

اِلتفات = توجہ - مہربانی

ہیں سو سو التفات تغافل میں یار کے
بیگانگی سے اس کی کوئی آشنا نہیں (یقین)

پہلے تو التفات ان پر کیا
حکم پھر بادشاہ نے یہ دیا (امیر)

مجھ کو ساقی سوائے جام شراب
جم کی جانب بھی التفات نہیں

اِلتفاتِ ناز = معشوق کا متوجہ ہونا - خاص توجہ

اِلتہاب = بھڑکنا - آگ بھڑکنا - شعلہ بھڑکنا - گرمی - تپش

ہاتھ سینے پر مرے رکھیے تو کچھ معلوم ہو
التہاب آتشِ عشق آپ نے دیکھا نہیں (تسلیم)

الماس = ہیرا

کانوں سے وہ سفینۂ الماس میں عیاں
ان کشتیوں میں گوہر اسرار ہیں نہاں (دبیر)

امر کی زنبیل = عمرو عیار کی زنبیل -

زنبیل کے معنی ٹوکری اور جھولی کے ہیں - امیر حمزہ کی داستان کا ایک مشہور کردار عمرو عیار ہے جس کی زنبیل کی خوبی یہ تھی کہ وہ کبھی پُر نہیں ہوتی تھی - ہر چیز اُس میں سما جاتی تھی - یہ زنبیل منجملہ ان عجائبات کے تھی جو اس کو بزرگوں سے حاصل ہوئے تھے -

دُور زمانے سے یہ عیار ہے وہ ہوش ربا
لاکھ بے ہوشیوں سے جس کی بھری ہے زنبیل (ذوق)

امیدگاہِ انام = مخلوق کی امیدوں کا مرکز۔ جہاں مخلوقِ خدا کی توقعات پوری ہوں۔ امیدگاہ بمعنی وہ ذات جس سے توقع وابستہ ہو۔

کنایہ فہم ولطافت پسند وخوش اخلاق
امیدگاہ عزیزان عمرو عذر نیوش (انشاء)

انام بمعنی مخلوقات۔ خلق اللہ۔ لوگ۔

تم کو مسجود جانتے ہیں انام
تم سبھوں کے ہو پیشوا و امام (میرؔ)

انبساطِ خاطرِ حضرت = جناب والا کا دل خوش کرنا۔ حضورِ والا کی خوشنودیٔ مزاج۔ انبساط بمعنی خوشی۔ شادمانی۔

بے منتِ شراب ہوں سرشارِ انبساط
تجھ نین کا خیال مجھے جامِ جم ہوا (ولیؔ)

انتظارِ ساغر کھینچ = ساغر کا انتظار کر۔

انتظار کھینچنا فارسی کے محاورہ انتظار کشیدن کا ترجمہ ہے جو اردو میں غیر فصیح ہے۔ انتظار کشیدن بمعنی انتظار کرنا۔

ساقی خوش است در رمضان بادہ سحور
ے در پیالہ ریزد کش انتظارِ صبح (باقر کاشی)

انجاحِ مقاصد = مقصد برآری۔ مقاصد میں کامیابی۔ انجاح بمعنی کامیابی۔ فیروزمندی۔

ہے ہوس یارِ لطے ہم سے کرے غیر کو ترک
مطلب اپنا دم ہے جو قابلِ انجاح نہیں (ناسخؔ)

انجمِ رخشندہ = چمکتے ہوئے ستارے۔ انجم بمعنی ستارے۔ کواکب۔ نجوم۔

تجھ روئے خوں فشاں سے انجم ہی کیا خجل ہیں
ہے آفتاب کو بھی اے ماہ سال تیرا (تبرؔ)

انجمنِ طوُ = محفلِ شادی۔ طوُ لفظ توی کا معرب ہے۔ بمعنی شادی بیاہ۔

پلا مجھ کو ساقی شرابِ کہن
کہ جمتی ہے انجم کی اب انجمن (صدق البیان)

اندازِ بخوں غلتیدن = بسمل کے خون میں لتھڑا ہوا ہونے کا انداز۔ بسمل بمعنی زخمی۔ گھائل۔ انداز بمعنی ڈھنگ۔ طریقہ۔ طور۔ طرز

گرمیٔ جوشِ محبت کا وہی انداز ہے
داغِ دل سے ربط ہے سوزِ جگر سے ساز ہے (آتشؔ)

اندازِ تغافل = تغافل شعار کا۔ بے پروائی کا انداز۔ انداز بمعنی اندازِ معشوقانہ۔

روشنی سامنے دکھاتی ہوئی
قدم انداز سے اٹھاتی ہوئی (تحقیق)

اندازِ جنوں = جنوں کا انداز۔ جنوں کی ادا۔ جنوں کا ڈھنگ۔

اب بھی اک عمر پہ جینے کا نہ انداز آیا
زندگی چھوڑ دے پیچھا مرا میں باز آیا

اندازِ سخن = اندازِ کلام۔ اسلوبِ کلام۔ انداز بمعنی طرزِ بیاں

بلبل غزل سرائی آگے ہمارے مت کر
سب ہم سے سیکھتے ہیں انداز گفتگو کے (میرؔ)

اندازِ گل افشانیٔ گفتار = گفتگو سے پھول جھڑنے کی ادا۔

سیکھے ہے بھی انداز تمہارے نہیں آتے
آنکھوں میں ہوں باتیں پہ اشارے نہیں آتے (ریاض خیرآبادی)

اندازِ ہلال = ہلال کی مانند۔ ماہِ نو کی طرح۔ نئے چاند کی ساخت۔

نخلِ اقرب کا ابھی اثر سمجھ میں آجائے
دیکھے انسان جو انداز گھڑی بھر اپنا (دبستانِ تجلیات)

اندوہ رُبا = غم کو دور کرنے والا۔ رُبائیدن مصدر، اچک لے جانا۔

اندوہ بمعنی رنج ۔ غم ۔ ملال ۔ صدمہ

بچتے نہ جو اندوہ یہ یعقوبؑ پہ ہوتا
پھٹ جاتا جگر دکھ جو یہ ایوبؑ پہ ہوتا (مونس)

اندوہِ شبِ فرقت = جدائی کی رات کا غم ۔ رنجِ شبِ جدائی ۔ شبِ ہجر کا غم ۔

جہاں کا تھا سرا و پر اس کے انبوہ
جو کوئی پوچھے کیا ہے تجھکو اندوہ (شفیق اورنگ آبادی)

اندوہِ وفا = وفا کا غم

میں اس بت بدخو کی اس آن پہ مرتا ہوں
کھینچا نہ کبھی اس نے اندوہِ پشیمانی (حسرت موہانی)

اندیشہ = خیال ۔ فکر ۔ خوف ۔ اندیشیدن مصدر سوچنا ۔

وہ قد ہے مثلِ سرو ہمیشہ بہار پر
اندیشۂ خزاں نہیں رکھتا نہال دوست (آتش)

اندیشہ ہائے دور و دراز = دور دراز کے اوہام ۔ دور دراز کے خیالات ۔ اندیشہ بمعنی خیال ۔ وہم ۔ فکر ۔ سوچ ۔

اک اس نا داری سے ہم نے جی دینا ٹھہرایا ہے
کیا کہیے اندیشہ بڑا تھا اس کی منھ دکھلائی کا (میر)

انفعال = شرمندگی ۔ خجالت ۔ ندامت ۔ پشیمانی ۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے (ذوق دہلوی)

نگاہ تیرے ڈوپٹے تمہارے دیدے سے
شہید کر کے مجھے انفعال کچھ نہ ہوا (سحر)

انگبیں = شہد ۔

میرے مولا کو امیر النحل ملا تھا خطاب
خانۂ زنبور میں تب انگبیں پیدا ہوا (ناسخ)

انگشت بدنداں = حیرت سے دانتوں میں انگلی دبانا ۔ حیران ہونا ۔ حیران ۔ پریشان ۔

انگشت رکھنا = انگلی رکھنا بمعنی عیب نکالنا ۔ نکتہ چینی کرنا ۔ انگشت رکھنا اردو کے محاورے انگلی رکھنے کا فارسی ترجمہ ہے ۔

انگلی ہر ایک ہے وہ مصرعِ موزوں بلند
انگلی رکھ سکتے نہیں جس پر کہیں دانشمند (محسن)

گرچہ کی ہے کوشش ان نظموں کے لکھنے میں بہت
اور جگہ انگشت رکھنے کی نہیں چھوڑی کہیں (حالی)

اوجِ حصار = چار دیواری کی بلندی ۔ قلعہ کی بلندی ۔ اوج بمعنی مرتبہ ۔ عروج ۔ بلندی ۔ ترقی ۔

ایک ساعت بھی زمانے میں ہوا اپنا نہ اوج
آسماں پر کیا تمہارے بخت کا اختر نہیں (ناسخ)

اوج دہ مرتبۂ معنی ولفظ = الفاظ اور معنی کے مرتبہ کو بلند کرنیوالا ۔

کرے ہے فخر جب اوج بر فلک شاہا
رضا جو ہو تو کر دل تیرے روضے کا بستار (میر)

اوجِ طالعِ لعل و گہر = لعل و گہر کی قسمت کی بلندی ۔ لعل و گہر کی خوش نصیبی ۔

چمکتا تھا شرف میں اختر اوج
کمایہ ہو گا بے تنک صاحب اوج (رحم علی)

اوراقِ لختِ دل = دل کے ٹکڑوں کے ورق۔

اورنگ = تختِ شاہی۔

اورنگِ سلیمان = تختِ سلیمان۔

مَیں ہوں کیا چیز دلا خاک نشیں مورِ ضعیف
کر دیا موت نے اورنگِ سلیمان خالی (ناسخ)

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر اور عظیم الشان بادشاہ تھے۔ حضرت سلیمان کا تخت ہوا میں اڑتا تھا۔ اورنگ بمعنی تختِ شاہی۔

اوستادِ رستم و سام = رستم و سام کے استاد۔ رستم اور سام کو پہلوانی کے گُر اور داؤ پیچ سکھانے والے۔

رستم: ایران کا ایک مشہور پہلوان جو زال کا بیٹا اور سام کا پوتا تھا اور کیکاؤس بادشاہ ایران کا سپہ سالار تھا۔

سام: رستم پہلوان کے دادا کا نام تھا اس کے باپ کا نام نریمان تھا۔

اُدک = تھوڑا۔

کب گیا ہے درِ میخانہ کو ملا آئی ہے   اُدک سے پی جو مستِ قدح ٹوٹ گیا
(داغ)

اہتزاز = جھومنا۔ ہلنا۔ وجد۔ انبساط۔ خوشگوار ہوا کا چلنا۔ پھولوں کا کھلنا۔

خاکسترِ سیاہ کو بھی اہتزاز ہے
تم روحِ برق چھوڑ گئے تھے غبار میں (وفا)

اہلِ بینش = صاحبِ نظر۔ صاحبانِ بصیرت۔ دیدہ ور۔
اہل بمعنی صاحب، والا یا والے۔

مرتبہ پوچھ عشق بازاں کا
یہ ہیں ملکِ فنا کے اہلِ دول (ولی)

اہلِ تدبیر = تدبیر کرنے والے لوگ۔

اہلِ خرابات = مے خانے کے آدمی۔ میکدہ میں آنے جانے والے
خرابات بمعنی بُت خانہ۔ شراب خانہ میکدہ۔

نکلیں گے خانقاہ سے جس وقت پیر دہی
ہم ہوں گے رند ہوں گے خرابات ہوئے گی (ظفر)

اہلِ کرم = مہربانی کرنے والے لوگ۔ سخی لوگ۔ اربابِ کرم۔ صاحبِ بخشش۔

ایّامِ گل = موسمِ بہار۔ پھول کھلنے کے دن۔ فصلِ گل۔

ایرج = پسر فریدوں۔ جب فریدوں نے اپنی سلطنت اپنے

ٹوں میں تقسیم کی تو ایران و عربستان ایرج کو عطا کیا۔

ے نالہ = بجز نالہ۔

ب

ایں ہمہ = اس سب کے باوجود۔ بایں ہم۔

یاں حسن بھی ہے اور محبت بھی بایں ہم
اس عالم تمکین میں نہ حیرت ہے نہ حرماں (اسرار)

جب دیکھئے تو ہے مئے و معشوق پر نگہ
بایں ہمہ ریاض بڑے پارسا بھی ہیں (ریاض خیرآبادی)

اب نبرد = لڑائی لڑنے کا اہل۔ جنگ کے قابل۔ جنگجو۔ لائق جنگ۔ مرد میداں۔ شایان جنگ۔

اب بمعنی لائق۔ شایاں۔ درخور۔ لائق۔

جلوۂ آتش خورشید نہیں تاب بجود
اور ہی جھکے ہیں وہ جسکو خدا کہتے ہیں

ت اٹھانا = کسی کی سخت کلامی برداشت کرنا۔ بد زبانی سہ جانا۔ ناگوار بات ضبط کرنا۔

سنگ گراں کسی نے اٹھایا تو کیا ہوا
زور آور اس کا نام ہے جس نے اٹھائی بات (امیر)

فرمائیے جو حرم تو اٹھالوں گا میں پہاڑ
پر غیر کی نہ جائے گی مجھ سے اٹھائی بات (سودا)

باد = ہوا۔

آئی کنعاں میں بادِ مصر و لے
نہ گئی تا بہ کلبۂ یعقوب (میر)

ہجر میں ایسی ہے گرمی کہ شب درد و لے
باد کرتی ہی رہے دامن مژگاں کی جھپک (سودا)

بادباں = پتوار۔ وہ پردہ جو بادبانی کشتیوں یا جہازوں پر ہوا کا رخ بدلنے کے لیے لگایا جاتا ہے۔

نہیں لگایا ناسخ تمہ یہ اس بحر خوبی نے
ہماری کشتیِ عمر رواں میں بادباں باندھا (ناسخ)

خواہش ہے تجھ کو کعبۂ مقصود کی اگر
کر بادبان آہ کو دل کے جہاز کا (ذوق آرزو لکھنوی)

بادبانِ کشتیِ مے = شراب کی کشتی کا پتوار۔

شبیر ناخدائے سفینہ ہیں بے گماں
ان کی ردا ہے کشتیِ امت کا بادباں (یکتا امروہوی)

کشتیِ مے پہ ہے اب تختِ سلیماں کو بھی رشک
بادہ پیمائی تھی آخر باد پیمائی نہ تھی (محبوب تغزل)

باد بدستِ تسلیم = تسلیم و رضا کی تہی داماں۔ تسلیم بمعنی راضی ہونا۔ خوشی سے قبول کرنا۔ قبول کرنا۔ ماننا۔ منظور کرنا۔ سپرد کرنا۔ باد بدست بمعنی۔ پشیمانی۔ نکما۔ لاحاصل۔

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں
کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

تسلیم بمعنی ماننا۔ قبول کرنا۔ راضی ہونا۔ تسلیم و رضا۔

تسلیم و رضا کیلئے جو وقت ملا ہے وہ وقت گزاروں عرق میں کس طرح دعا میں (مؤلف)

داغ اس کی سی ادائیں تو نہیں حوروں میں
ہم نے تسلیم کیا حسن و جمال اچھا ہے (امیر مینائی)

باد پیمائی = کارِ عبث۔ فضول کام۔ ہوا خوری۔ چمن کی ہوا کھانا۔ بادیہ پیمائی۔ جنگل کی ہوا کھانا۔

کشتی مے پر ہے اب تخت سلیماں کو بھی رشک
بادہ پیمائی تھی آخر باد پیمائی نہ تھی

باد پیمائی گردوں سے نہیں کچھ مطلب
تو ہی اے شوق کرا ب بادیہ پیما مجھ کو

بادِ زمہریر = سرد ہوا۔ برفیلی ہوا۔ زمہریر۔ ہوا کے کرہ کا وہ طبقہ جو نہایت سرد ہے۔

جتنا عالم تھا کا شمیر ہوا
بلکہ کہیے کہ زمہریر ہوا (سودا)

بادہ = شراب

چشم حیراں کو اس چشم میگوں نے کیا
بادۂ گلرنگ بھی پانی سے پتلا ہو گیا (ناسخ)

ہیں رنگ جدا، دور نئے کیف نرالے
شیشہ وہی بادہ وہی پیمانہ وہی ہے (آرزو)

بادہ آشامی = شراب نوشی۔ مے نوشی۔ بادہ نوشی۔ مے گساری۔ بادہ بمعنی شراب۔ صہبا۔ مے۔ آشامیدن مصدر پینا۔

خلد کی نہرِ عسل کر زاہد!
جانتے ہیں رند مے آشام تلخ (ناسخ)

بادۂ جوشِ اسرار = اسرار الٰہی کے جوش کی شراب۔ اسرار جمع ہے سر کی بمعنی بھید۔ راز۔

پیدا لب جاں بخش سے اسرار خفی تھے
اُس دم ہمہ تن گوش سب اصحاب نبی تھے (دبیر)

بادۂ دوشینہ = رات کی پی ہوئی شراب۔ مۓ دوشینہ۔ رات کی شراب۔ باسی شراب۔

مے دوشینہ کی بدمستیاں میں کیا کہوں ساقی
نکل آیا ہے سورج اور ہے خواب گراں باقی (سید عثمان علی خاں)

ان نیند کے متوالوں کو دعوت دی کہ اس جام صبح گاہی سے بادۂ دوشینہ کا خمار مٹائیں۔ (غبارِ خاطر)

بہ بدمستی سزد گر متہم سازد مرا ساقی
ہنوزم بادۂ دوشینہ را پیمانہ بو دارد

بادۂ شبانہ = رات کی مے نوشی۔ راتوں میں شراب پینا۔ رات کی شراب

آنکھیں سیہ مست چہرہ کتابی
بادہ شبانہ جام آفتابی (حفیظ جالندھری)

اس بادۂ شبانہ کے سرمست ہیں کدھر
پیمانہ مدینہ کے سرشار ہیں کہاں (ظفر علی خاں)

بادۂ گلفام مشکبو = مشک کی خوشبو دینے والی سرخ شراب مشک کی طرح مہکنے والی گلاب کے رنگ کی شراب۔ بادہ بمعنی شراب۔ گل فام بمعنی پھول کی رنگت۔ پھول کی مانند۔ گل رنگ۔ پھول جیسے رنگ والا۔ مشک بو بمعنی مشک کی خوشبو مشک کی مہک۔ بادۂ گلفام بمعنی سرخ رنگ کی شراب۔

چمنِ جنگ میں دے بادۂ گلفام مجھے
دم بدم چھاؤں میں تیغوں کی پلا جام مجھے (مہذب)

ہم نے توبہ میں یہ لذت پائی
ہو گئی بادۂ گلفام کی حرص (داغ دہلوی)

بادۂ ناب = خالص شراب

ہر تکدر کو طبیعت سے مٹادے ساقی
بادۂ ناب کا اک جام پلادے ساقی (اثر صہبائی)

بادہ نوشی = شراب نوشی۔ مے خواری

ابر ڈھالوں کا وہاں اثر ساں چھا جائے
بادہ نوشی میں لڑائی کا مزہ آجائے (شوق)

بادہ ہائے ناب گوارا = خوشگوار خالص شراب

کہوں وصف بادۂ ناب کیا نہیں زاہد ایسی کوئی دوا
جو دماغ اس کی مہک سے تر تو مزاج اسکے اثر سے خوش (داغ دہلوی)

باران اشک = آنسوؤں کی بارش۔ باراں یعنی بارش، برسات

میرے رونے پر جو رویا آدمی فہمیدہ ہے
شمع محفل پر اتا گر گ باراں دیدہ ہے (داغ)

یہ کہ دوں ابر باراں سے اگر برسے تو یوں برسے
کہ جیسے اشک بہتے ہیں ہمارے دیدۂ تر سے (یگانہ اردو ہوی)

باربُدِ بزمِ سخن = بزم سخن کا مطرب۔ باربُد یعنی مطرب

خسرو پرویز کے دربار میں ایک شخص تھا جو منصب حجابت پر متعین تھا۔ اس مناسبت سے اس کو باربُد یعنی ٹھایا رہنے والا کہتے تھے اور اسی کے توسط سے لوگ پرویز کے دربار میں باریابی حاصل کرتے تھے۔ یہ شخص مقامات موسیقی میں کمال رکھتا تھا اور خسرو کے دربار میں اسباب طرب کا اہتمام کرتا تھا۔

شنائی باربُد دستاں ہمیں زد
بہشیاری رو دستاں ہمیں زد

بزم سخن یعنی شعر و شاعری کی محفل۔

کس دھوم کی پڑھی ہے غزل آپ نے نسیم
تحسیں کا شور بزم سخن سے نکل گیا (نسیم دہلوی)

بارِ بستر = وبال بستر۔ بستر کے لیے بوجھ۔ بستر کے لیے ناگوار۔ بار ہونا یعنی بوجھ بن جانا۔ ناگواری کا سبب ہونا۔ گراں گذرنا۔

بار تو دینا = اجازت دینا۔ داخل ہونے دینا۔

نہ کسی خاص سوں شاہ خلوت کیا
نا باہر نکل بار کسی کوں دیا (بدیع الجمال)

بارِ خاطر = دل پر بوجھ ہونا۔ خلاف مزاج۔ تکلیف دہ

طائر رنگ چمن ہم کو بنایا ضعف نے
باغباں کیوں کر ہوں بار خاطر گلزار ہم (امیر)

محبت تھی جو وصل میں جان عیش
وہی ہجر میں بار خاطر ہوئی (بے نظیر)

بار منت مزدور = مزدور کے احسان کا بوجھ۔

بازارِ معاصی = گناہوں کا بازار۔ ایسی جگہ جہاں گناہوں کی افراط ہو۔ معاصی جمع ہے معصیاں کی۔

قیس دواق کو مرے ساتھ گرفتار نہ کر
لے جنوں خانۂ زنجیر کو بازار نہ کر (امیر)

بازگشت = واپسی۔ پلٹنا۔ لوٹنا

مے پر نہیں اس سے رفت و گذشت
اسی کی طرف سب کی ہے بازگشت (میر حسن)

اور یوں رجوع شر کی طرف تھے وہ نیکنام
شانوں کی بازگشت ہو جیسے سوئے امام (دبیر)

بازیچۂ اطفال = بچوں کا کھلونا۔ بازیچہ بمعنی کھلونا۔

بازیچہ دل مرا ہے کسی نے سوار کا
کیوں گر نہ ہر نفس میں ہو عالم غبار کا (ناسخ)

درد کا قحط ہو دل کا کوئی گاہک نہ رہے
وائے بر عشق کہ بازیچۂ طفلاں ہو جائے (یاس یگانہ)

باطل = ناحق۔ ناچیز۔ شیطان بمقابل حق۔

تمہارے حسن کے آگے مہِ کامل نہ ٹھہرے گا
قسم حق کی کہ حق کے سامنے باطل نہ ٹھہرے گا (جلیل)

باعثِ افزائشِ دردِ دروں = دردِ پنہاں میں اضافہ کا سبب۔
افزودن مصدر بڑھنا۔ افزائش بڑھوتی۔ اضافہ دروں بمعنی
اندر۔ چھپا ہوا۔ مخفی۔ غیر ظاہر۔

میرے اشعار پہ کہتے ہیں بہت واہ جناب
نہیں کرتے مگر افزائشِ تنخواہ جناب (اکبر الہ آبادی)

باعثِ نومیدیٔ اربابِ ہوس = اہل ہوس کی ناامیدی
کا سبب۔ بوالہوسوں کے مایوس ہو جانے کا سبب۔ ارباب
بمعنی مالک۔ صاحبان۔

علی کو محبت مساکیں سے تھی
بہت نفرت اربابِ تزئیں سے تھی (ناسخ)

باغبانیٔ صحرا = صحرا کی باغبانی۔ صحرا میں آبیاری کرنا اور
پھول اگانا۔ باغبانی بمعنی باغ کی دیکھ بھال کرنے کا کام۔

نہالِ قامتِ نوخیز ہوئے گا اک چیز
پہ یاں دماغ کسے اتنی باغبانی کا (قائم)

باغِ رضواں = جنت۔ رضواں بمعنی جنت کا داروغہ۔ وہ
باغ جس کے منتظم کا نام رضواں ہے۔

یار کے سیب ذقن کا وصف ہم لکھتے ہیں بحر
آم کھانے کو ہمارے باغ رضواں چاہیے (بحر)

باگ = لگام۔ راس۔ عنان

خوش سواری و خوش جلو خوش راہ
باگ اٹھی تو پھر نہ ٹھہری نگاہ (امیر)

بالِ پری = پری کے پنکھ۔ پری کے پر۔ بال بمعنی بازو۔ پنکھ

دام اسمیں بے خطا اسمیں قفس ہے بے قصور
شوق پابندی نہاں خود ہے بال و پر میں ہے (حسرت موہانی)

بالِ تدرو = چکور کے پر کنایہ ہے موج شراب کی طرف۔
بال تدرو فارسی میں ایسے ابر سفید سے کنایہ ہے جو ناگاہ
سیاہ بادلوں میں سے ظاہر ہو کر پانی برساتا ہے۔

پر مگا زند چو بال شکاری قدح ز موج
بالِ تدرو دیدہ در آئینہ ہوا (مرزا جمیل امیر)

بالش = تکیہ۔ مسند

بالش سے سروکار نہ بستر سے غرض
اپنا کسی تکیے میں کچھ نا ہوگا (انیس)

کانٹوں پہ حق پرست بدلتے ہیں کروٹیں
بالش کا اشتیاق نہ بستر کی آرزو (سیف دہلوی)

بالِ عنقا = عنقا کے پر۔ عنقا ایک فرضی پرندہ جس کو کسی
نے کبھی نہیں دیکھا۔ ایک ناموجود پرندہ۔ بال بمعنی پر۔

کیوں کر نہ ہو ادعائے اعجاز
کھولے ہیں قفس میں بالِ پرواز (اکبر الہ آبادی)

عنقا کی طرح تمام عالم عالم
میں ہستیِ بے نشاں ہوں دنیا (مؤلف)

بال کشا = پر کھولے۔ پرواز کرے۔ اڑان بھرے۔ اڑنے والا۔ پرواز کرنے والا۔ بال بمعنی پر۔ کشادن مصدر کھولنا۔

کیا وسعت جو کرے بال کشائی
رک رک کے مرغِ گرفتار مرے گا (فغاں)

بال ہما = ہما کا پر۔

کہتے ہیں کہ جس پر ہما کا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ یہ ایک خیالی پرندہ ہے۔ مشہور ہے کہ اس کی غذا ہڈی ہے۔

اے یاد مرغ مجنوں کی جنوں افزائیاں
میرے سر کو سایۂ بالِ ہما منحوس ہے (مومن)

جن سروں پر تھا کبھی بالِ ہما
آج قبروں کے مگس راں ہو گئے (خواجہ وزیر)

بالِ یک تپیدن = ایک تڑپ کے پر۔ بال بمعنی پر۔ تپیدن بمعنی تڑپنا۔

بام = کوٹھا۔ چھت۔ بالاخانہ

بیخودی میں آنکھ پڑ جاتی ہے جب خورشید پر
آسماں کو جانتا ہوں اس پری کا بام ہے

آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا (اقبال)

باندازِ چکیدن = ٹپکنے کی حالت۔ چکیدن بمعنی ٹپکنا۔

باندازِ عتاب = بطور عتاب۔ غصہ کرنے کے انداز سے۔

باندازۂ ہمت = بقدرِ ہمت۔

بانی = بانی۔ بنیاد ڈالنے والا۔ بانی مبانی بنا کرنے والا۔

پیاسے ہی سدھارے نہ بجھی تشنہ دہانی
سر کاٹ کے سینے سے اٹھا ظلم کا بانی (انیس)

باوجودِ دلجمعی = بے فکری کے باوجود۔ سکون قلب کے باوجود۔ دلجمعی بمعنی دل کا جمع ہونا۔ دل کا پریشان نہ ہونا۔ جمعیت خاطر۔ دل کو تسکین پہنچنا۔

غنچہ ساں ہنستے ہیں دلجمعی پر اپنی اے جلال
ہم پریشاں اس گلستاں کی ہوا دیکھ کر (جلال)

جو قطرہ قطرہ مثالِ گہر ہو دلجمع
تو ذرہ ذرہ پریشاں مرا ہو مثلِ غبار (شاد لکھنوی)

باوصفِ آزادی = آزادی کے باوجود۔ باوصف بمعنی باوجود۔

باوصف بے کمالی عزت طلب ہوں قائم
در خوار ہو سو کیوں کر اہلِ جہاں سے مجھکو (قائم)

بتانِ خود آرا = خود کو آراستہ و پیراستہ کیے ہوئے معشوق۔ بنے سنورے ہوئے معشوق۔

بتِ آئینہ سیما = ایسا معشوق جس کی پیشانی آئینہ کی طرح چمکدار اور روشن ہو سیما بمعنی پیشانی۔ نشان۔

بتِ بے داد فن = بتِ بیداد گر۔ ستم ڈھانیوالا معشوق

بتِ پیغارہ جو = طعن و تشنیع کرنے والا معشوق۔ پیغارہ۔ طعن۔ سرزنش

بت خانۂ آذر = آذر کا بتکدہ۔ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تھا جنکا

پیشہ بت تراشی تھا۔

مدرسہ یا دیر تھا کعبہ تھا یا بت خانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحبِ خانہ تھا (درد)

بُت خانۂ چیں = چین کا بتکدہ۔ صنم خانۂ چین۔ چین کی روایتی مصوری کا مرقع۔

بت خانۂ چین وہاں کے بازار
ہر ایک دکاں دکانِ عطار (شاد)
در و دیوار وہ دلچسپ کہ فردوس نظر
زینت و زیب میں بت خانۂ چیں سے بہتر (راز و نیاز)

بُت شکنی = بُت کا توڑنا۔

قوم اپنی جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
بُت فروشی کے عوض بُت شکنی کیوں کرتی (اقبال)

بُتِ عربدہ جو = لڑاکا معشوق۔ لڑنے والا معشوق۔ جھگڑالو

بے گنہ چاہنے والوں کا جو خوں کرتا ہے
تجھ کو کچھ شرم بھی اے عربدہ جو آتی ہے (عاشق)

بحرِ بیکراں = اتھاہ سمندر۔ ایسا سمندر جس کے کناروں کا پتہ نہ ہو۔

ذرہ ہے تو مہر آسماں ہو
قطرہ ہے تو بحرِ بیکراں ہو (شبلی)
سایہ فگن ہے فرق پہ کوہ فلک نشاں
قدموں میں کھلتا ہے ترے بحرِ بیکراں (مطلع الانوار)

بختِ خفتہ = سویا ہوا نصیب۔ سوئی ہوئی قسمت۔ بد قسمتی

جس قدر سوئے غنیمت ہیں سمجھتا ہوں اسے
بختِ خفتہ کو ہے تا صبح جگانا شبِ وصل (آتش)

بختِ رسا = خوش قسمت۔ رسیدن مصدر سے ہو پہنچنا۔ رسا بمعنی پہنچنے والا۔ ایسا بخت جو مقصد تک پہنچا ہو۔ وہ تقدیر جو اوج پر ہو۔

پائی تمہارے سر پہ جگہ واہ رے نصیب
کیا ان دنوں ہے اوج پہ بختِ رسائے گل (نسیم دہلوی)

بختِ ناساز = بد نصیبی۔ بختِ نارسا۔

بخیۂ چاکِ گریباں = چاکِ گریباں کا بخیہ۔

بخیہ ایک قسم کی سلائی ہوتی ہے جس میں دوہرا دھاگا لگایا جاتا ہے۔ مضبوط سیون جس کے ٹانکے پاس پاس لگے ہیں۔

خندۂ دنداں نُما کے عشق میں ایذا رساں
مثلِ ناخن بخیۂ زخمِ جگر ہونے لگا (حق)
اب کی جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں (ظفر)

بدا = بہت برا۔ ظاہر ہونا۔ رائے بدلنا ـــــ اپنے فیصلے سے رجوع۔

ہوا اسی طرح گر حیات تمام
اے بدا آخر اے بدا انجام (نذیر احمد)

بدخو = تنگ مزاج۔ بدمزاج۔ بری عادت رکھنے والا۔

گرمی سوں دیکھتا ہوں تیری طرف اے گل رو
تا دو رقیب بدخو جل بل کباب ہوگا (ولی)

بدرقہ = رہبر۔ رہنما۔ راستہ میں مسافر کی حفاظت کرنے والا۔

حافظ اگر قدم نہی در رہِ خاندان بصدق
بدرقۂ رہت شود ہمتِ شحنۂ النجف (حافظ شیرازی)
بدرقہ عبادت کا درکار ہے اگر نہیں ہوا تو گرفتار ہے (مرآۃ الشعر)

کہیں بدرِ قمر ہوں ہما ہوں
امیرِ بحر ہوں اور ناخدا ہوں (امجد اسمٰعیل)

بدمستیِ ہر ذرّہ = ہر ذرہ کا سرشار ہونا۔ تمام مخلوق کا بدمست ہونا۔

بدمستی کی تہمت اور ہم رندوں پر
دے پٹکے اپنے آگے اب کس کا سر

براتِ معاشِ جنوں = معاشِ جنوں کا پروانہ۔ برات۔ حکم۔ فرمان۔ تنخواہ حاصل کرنے کا وثیقہ۔

نوکر ہیں ہم قدیم سے غنچہ دہانوں کے
گنجینہ ہائے غیب پر اپنی برات ہے (امیر)

برائے وداع = رخصت کرنے کے لیے۔ رخصتی۔ وداعی

برخوردارِ بستر = بستر سے مانوس۔ بستر سے انس رکھنے والا۔ بستر کو عزیز رکھنے والا۔ برخوردار مرکب لفظ ہے جس کے اجزاء۔ بر۔ خور۔ دار ہیں یعنی پھل کھا۔ اور رکھ جو کہ یہ ایک دعائیہ لفظ ہے جو چھوٹوں کے لیے خاص طور پر بیٹے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

بردِ لیالی = راتوں کی خنکی۔ راتوں کی سردی۔
برد بمعنی سردی لیالی، جمع لیل کی بمعنی راتیں

پرستش سے آتش کی دل سرد ہے
مرے سامنے آگ اب برد ہے (واجد علی شاہ اختر)

بروئے شش جہت = سارے زمانے کے لیے۔
شش جہت بمعنی چھ سمتیں۔ شمال (اتر)۔ جنوب (دکھن)۔ مشرق (پورب)۔ مغرب (پچھم)۔ زمین (نیچے)۔ آسمان (اوپر)

برسبیلِ دوام = بطورِ دوام۔ مستقلاً۔ ہمیشہ۔ دائماً۔

برسبیلِ شکایت = بطورِ شکایت۔ شکوہ کے طور پر۔

بُرّشِ تیغ = تلوار کی کاٹ۔ بُرّش "ر" پر تشدید اور "ب" پر زیر دونوں استعمال ہوتا ہے۔

کرتے ہیں دیکھ کے وہ گرد نظر سے صیقل
بُرّشِ خنجرِ شفاف سوا ہوتی ہے (جلیل)

جو ہر وہی بُرّش کا وہی طور خم وہی
تیزی وہی غضب کی وہی کاٹ دم وہی (انیس)

بُرّشِ تیغِ جفا = جفا کے تلوار کی کاٹ۔ بریدن مصدر کاٹنا۔ بُرّش بمعنی کاٹ تیزی۔ تیغ بمعنی تلوار۔ شمشیر۔

تو نصرتِ خالقِ اکبر ہے
تو بُرّشِ تیغِ حیدر ہے (ظفر علی خاں)

برشگالِ گریۂ عاشق = عاشق کے رونے کی بارش۔ عاشق کے آنسوؤں کی برسات۔ گریہ بمعنی رونا۔ برشگال بمعنی برسات۔

پیالے عشق کے چھلکاتی برشگال آئی
شراب خوروں کو کرتی ہوئی نہال آئی (تسلیم)

برفِ آب = ٹھنڈا برفیلا پانی۔ پگھلے ہوئے برف کا پانی۔ آبِ برف۔ برف کا پانی۔

برقِ تجلّی = جلوہ نمائی کی بجلی۔ جلوؤں کی بجلی۔ وہ برق جو کوہِ طور پر حضرت موسیٰؑ کے "ربِ ارنی" کے جواب میں چمکی تھی۔ جس کو برقِ تجلّی بھی کہتے ہیں۔

پلک جھپکی کہ منظر ختم تھا برقِ تجلّی کا
ذرا سی حسرتِ دیدار کا یوں رائیگاں ہونا (آنند لکھنوی)

کبھی مایۂ ناز و تعلّی ہے، کبھی مضطر بی کی تسلّی ہے
کبھی پرتو برقِ تجلّی ہے، کبھی جلوہ فروزِ عرشِ بریں (فانی)

برقِ خرمن = کھلیان پر گرنے والی بجلی۔ برق بمعنی بجلی۔ خرمن بمعنی کھلیان۔ وہ جگہ جہاں کسان فصل کاٹ کر غلہ جمع کرے۔

عالمِ حدت میں کب ہے امتیازِ نیک و بد
کفر و دیں کا برقِ خرمن ہے شرارِ انتظار (کلیاتِ سراج)

برقِ خرمنِ راحت = آسائش کے کھلیان کی بجلی۔ آرام و راحت کو جلا دینے والی بجلی۔

برقِ سوزِ دل = دل جلانے کی بجلی۔ تپشِ قلب کی بجلی
برق بمعنی بجلی۔ سوختن جلنا۔ جلانا۔ سوز۔ جلن۔ جلانے والا۔

برقِ نظارہ سوز = نظارہ کو جلا دینے والی بجلی۔ بجلی جو نظارے کو خاکستر کر دے۔

برگِ عافیت = راحت۔ سکون۔ آسائش۔ مایۂ آرام۔ راحت کا ساز و سامان۔
برگ بمعنی پتی۔ عافیت بنام آرام

برگِ سفر چمن ہے ہر ایک برگِ گل
فصلِ بہار کہہ ہے اب اے باغباں کوچ (ناسخ)

برنگِ پنبہ = روئی کی طرح۔ پنبہ بمعنی روئی۔ روئی کی مانند۔

یارب رکھیں گے پنبہ و مرہم کہاں کہاں
سوز دروں سے ہائے بدن داغ داغ ہے (امیر)

برنگِ خار = مثلِ خار۔ کانٹے کی مانند۔ کانٹے کی طرح۔

برزخمِ موجۂ دریا = موجِ دریا کے زخم پر۔

بزم آرائیاں = محفل سجانا۔

ساری بستی میں وہی اک درد کی تصویر تھی
بزم آرائی تھی ہر جا شاد تھے ہر خاص و عام (اکبر وارثی)

بزمِ قدح = بزمِ شراب۔ قدح بمعنی بڑا پیالہ۔ بادیہ۔ جام۔ ساغر۔ پیمانہ۔ پیالہ۔

شیشہ جو پھوٹ جائے تو پھوٹے مگر نہ ہو
یارب جدا سبو سے قدح اور قدح سے ہم (مصحفی)

بساطِ محبتِ احباب = دوستوں کی محفل کا فرش۔

بساطِ عجز = سرمایۂ عاجزی۔ بساط بمعنی دسترس۔ دستگاہ۔ حیثیت۔ پونجی۔ فرش۔ شطرنجی۔

بڑا کریم ہے زاہد وہ بخش ہی دے گا
بساط کیا ہے ہم ایسے گناہگاروں کی (امیر)

باز آئیں گے نہ بازی عیش و نشاط سے
ہارے ہیں اس جہان میں ہم اپنی بساط سے (آتش)

ہم بھی جرس کی طرح تو ہیں قافلے کے ساتھ
نالے جو کچھ بساط میں تھے سو سنا چلے (درد)

بساطِ نشاطِ دل = فرشِ سرورِ دل۔ سرورِ دل کا موجب۔ سرمایۂ نشاطِ دل۔

رکھتا نہیں ہوں ہاتھ میں کچھ غیرِ مشتِ پر
اتنی بساط پر میں خریدارِ باغ ہوں (خلیل)

بسترِ تمہیدِ فراغت = فراغت کی تمہید کا بستر۔ تمہید بمعنی ٹھیک کرنا۔ ہموار کرنا۔ بچھانا۔ عنوان۔ دیباچہ۔ آغاز۔ ابتدا۔

سنتے ہیں بیٹھ کر وہ کہاں دل کا ماجرا
تمہید کچھ اٹھائی کہ بس اٹھ کھڑے ہوئے
(مسعود نوری)

تو نے ابھی اٹھائی ہے تمہید
ہم تو چشم کرا یا ہے دید (گلشن عشق)

ادھر ہم ملکی اپنی جو وقت دید باندھیں گے
عدو کیا جانے کیا کیا دیکھ کر تمہید باندھیں گے (ظفر)

بصد رنگ گلستاں ہونا = باغ کی طرح ہرا بھرا اور شاداب رہنا۔ گلستاں ہونا بمعنی باغ باغ ہونا۔

بطِ مے = شراب کا بطخ۔ مراد صراحی۔

ہے زبانِ موج پر ہر دم یہ شورِ آب دار
ساقیا تجھ کو مبارک ہو بطِ مے کا نکلا (سحر)

بعض صراحیاں بط کی شکل میں بنائی جاتی ہیں۔ اس لیے بطِ مے سے مراد صراحی سمجھا۔

غنچہ بھرنے لگا بط میں جو آبِ آتشیں
میکدے میں ہم نے دیکھا آتش خوار کو (ناسخ)

چھری سے کم نہیں حسرت بھری نظر میری
کہیں نہ مفتِ بطِ مے حلال ہو جائے (تسلیم)

بغیر از واجب = بجز واجب الوجود۔ بجز خدائے تعالیٰ۔ خداوند کریم کے علاوہ۔ بغیر بمعنی بجز۔ سوا۔ علاوہ۔ بن۔ بنا۔ بلا۔

بغیر نقش فنا کچھ نظر نہیں آتا
ہماری چشم کہیں دیدۂ حبیب نہ ہو (مرزا احسن)

یوں زندگی گذار رہا ہوں ترے بغیر
جیسے کوئی گناہ کیے جا رہا ہوں میں (جگر)

بفیضِ بے دلی = ناامیدی کی بدولت۔ ناامیدی کے سبب سے۔

بقدرِ لب و دنداں = حسب استعداد۔ جس میں جتنا حوصلہ ہو۔ جس کے ہونٹوں اور دانتوں میں جتنی سکت ہو۔ بقدر بمعنی کسی چیز کے مطابق یا برابر

اگر آگاہ مستی فطرت مجبور ہو جائے
بقدرِ لفظ و معنی ذرہ ذرہ طور ہو جائے (اقوال)

بقیدِ حیات = زندہ ہونا۔ زندگی کی قید میں زندہ

یہ سر کھلے تو قیامت کی بات ہے زینب
ابھی حسین بقیدِ حیات ہے زینب (بزم اکبر آبادی)

بکوریِ دل و چشمِ رقیب = بکوری دل = دل کا نابینا ہونا بمعنی اندھاپن۔ بکوری چشم = آنکھوں کا اندھاپن۔

کور چشم اور کور دل رقیب
کنایہ ہے نرگس کی طرف

بلبلِ قفسِ رنگ = بلبل قفس کے رنگ کی مانند

بلوریں جام = شیشے کا پیالہ۔ شیشہ کا جام۔ بلوریں بمعنی بلور کا سا۔ چمکدار۔ صاف شفاف۔

لے لیا ساقی بلوریں کو جو آغوش میں دبا
کمسایا تو بہت نازسے پر ہل نہ سکا (امانت)

بلور = ایک شفاف چمکیلا جوہر جو شیشہ سے سخت اور زمرد سے نرم ہوتا ہے۔

وہ لطافت و صفائی ہے کہ اللہ اللہ
صاف بلور کا گویا کہ شجر ہے وہ بدن (مصحفی)

بنات النعش گردوں = آسمان پر قطب شمالی کے قریب سات ستاروں کا مجموعہ۔ مستورات ان سات

ستاروں کے گچھے کو سات سہیلیوں کا جھمکا اور سات سہیلیاں بھی کہتی ہیں۔ چار ستاروں کو جنازہ اور بقیہ تین ستاروں کو جنازہ اٹھانے والا بھی کہا جاتا ہے۔ بنات جمع بنت کی بمعنی لڑکیاں۔ بیٹیاں۔ عربی میں بنات ابن کی جمع کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ابن العرش کی جمع بنات العرش۔

نہیں ہوں گردشِ بیجا میں جوں بنات النعش
ہوا ہوں قطب کے مانند در دو غم میں مقیم (کلیاتِ سراج)

بَن جائے = آپڑنا۔ گھر جانا۔ پریشانی میں مبتلا ہو جانا۔

جب جھکتے ہیں گرنے کو لپٹ جاتی ہے زہرا
کیا بن گئی تم پر یہی چلاتی ہے زہرا (تعشق)

بندِ غم = غم کے پابندی۔ غم کے بندھن۔ غم میں مبتلا ہونا۔ غم برداشت کرنے کی قید۔

چھٹ کر کہاں اسیر محبت کی زندگی
ناصح یہ بندِ غم نہیں قیدِ حیات ہے (مومن)

بندِ قبا = قبا کے بند۔ بند بمعنی گھنڈی تکمہ۔ کپڑے کا بنا ہوا تسمہ جس سے انگیا یا قبا کو کسا جائے۔

کہتے ہیں گرہ ڈال کے مجھ سے وہ شبِ وصل
انگیا کا کوئی بند خبردار نہ ٹوٹے (دیوانِ مہر)

نہ بھولیں وعدہ کرکے آپ کل تک
گرہ دے دیجیے بندِ قبا میں (داغ دہلوی)

بُنِ ناخنِ تدبیر = ناخنِ تدبیر کی جڑ۔ بُن بمعنی جڑ۔ انتہا

ہر بُنِ مو سے آہ کرتا ہوں
تم پہ جس دم نگاہ کرتا ہوں (جوش ملیح آبادی)

پات اور بن ہیں جیسے سوکھے جائیں اڑائے جاتی ہیں
پہنچے ہے تا عرشِ اعظم خاک ہماری اڑائی ہوئی (میر)

بندِ نقابِ حسن = حسن پر پڑی ہوئی نقاب بند۔

بُنِ ہر خار = ہر کانٹے کی جڑ۔ بُن بمعنی جڑ۔ انتہا۔

بوالہوس = حریص۔ لالچی۔ بہت ہوس رکھنے والا۔ ہوس پرست۔ نفسانی خواہش کا پابند۔

حذر اک بوالہوس کیا الفت کا کل سے کرتے ہیں
جنھیں کاٹا ہے اس ناگن نے وہ رسی سے ڈرتے ہیں (شاد)

بُو باس = خوشبو۔ مشابہت۔ انداز۔ ڈھنگ۔

تازگی دیکھے جو سبزے کی تو جاتی ہے پیاس
اوس کھاتے ہوئے پھولوں کی وہ ٹھنڈی بو باس (تعشق)

بو باس نکلتی ہے کچھ شعر میں انشا کے
جامی کی نظامی کی سعدی کی سمائی کی (انشا)

بو تراب = مراد حضرت علی ابن ابو طالب
بو بمعنی ابو مراد باپ۔ تراب بمعنی خاک۔ مٹی

ایک مرتبہ حضرت علی نے بغیر بستر کے فرشِ زمین پر آرام فرمایا، جس سے ان کا سارا جسم خاک آلود ہو گیا۔ رسول اکرمؐ نے جب ان کو اس حال میں دیکھا تو محبت سے ابو تراب فرمایا۔ یعنی سراپا خاک آلود۔ اسی وقت سے ابو تراب آپ کی کنیت ہو گئی۔

مرے مزار میں ہیں بو تراب آئے ہوئے
زمیں کانپ رہی ہے فشار کون کرے (رشید)

بُودِ چراغِ کشتہ = بجھے ہوئے چراغ کی ہستی۔

بود بمعنی حقیقت ۔ ہستی ۔ وجود ۔

چراغ کشتہ بمعنی بجھا ہوا چراغ

ہے کشمکش بود و عدم اور مری جان
بالیں پہ ادھر موت ادھر چارہ گر آتا (محمود موہانی)

بوئے پیرہن = پیرہن کی خوشبو ۔

اس پیرہن کی خوشبو جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ذریعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا تھا تاکہ اس کی خوشبو سے ان کی بینائی جو فرزند کی جدائی میں جاتی رہی تھی واپس آجائے ۔

بہار کا اثبات = بہار کا ثبوت ۔

اثبات بمعنی بہم پہنچانے کا عمل (دلائل یا قرائن سے) ثابت کرنا

عشق کے اثبات کوں عاشق کی خواری ہے دلیل
تب تو یوں سنتا ہے ان سب کے لفظوں کی قال و قیل ([illegible])

بہارِ ناز = بہار آفریں ناز و انداز والا مراد معشوق

بہ اندازِ گل = پھول کی طرح ۔ پھول کی مانند ۔

بہانۂ بیگانگی = غیریت کا بہانہ اجنبیت کا عذر

بیگانگی = غیریت ۔ اجنبی پن

مل گئیں آنکھوں سے آنکھیں مٹ گئی بیگانگی
دل میں جب جا ہو اب اے دلگیر تمہارا ہو گیا (جلیل)

تا صبح فرد فرد میں بیگانگی ہوئی
برخاست کی چراغوں کو پروانگی ہوئی (انیس)

بہانہ بمعنی عذر ۔ حیلہ ۔ ڈھکوسلا ۔ دم

بیلے اشک جو اس نے یہ اک بہانہ تھا
کہ خوں بہا کو مرے خاک میں ملانا تھا (حکیم آغا حق لکھنوی)

بہانۂ راحت = آرام کرنے کا بہانہ ۔ چین لینے کا حیلہ ۔

یہ قصہ جہان میں فسانہ ہوا
مجھے بھی سخن کا بہانہ ہوا (امیر)

بہائے متاعِ ہنر = ہنر کے سرمایہ کی قیمت

بہا بمعنی قیمت ۔ مول ۔ بھاؤ ۔

شوق کیا دام مرے دل کے لگاتا کوئی
یہ تو ٹوٹا تھا سزاوار بہا ہی کب تھا (شوق قدوائی)

بہ تغافل خوشتر = تغافل سے بہتر ۔ محبوب کی بے خبری میں بہتر ہے ۔

بہ جلوہ ریزی باد = ہوا کی جلوہ پاشی کی قسم

بہ چشمک ہائے لیلیٰ =

بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز =

بہ دستِ بُتِ مست حنا = مہندی کے نشہ میں چور معشوق کے ہاتھ میں ۔ اس معشوق کے ہاتھ میں جو مہندی لگنے کے نشہ میں مست ہو

بہرام = بہرام گور پسر یزدگرد ساسانی ایران کا ایک عظیم الشان بادشاہ تھا جو رعایا پروری ، تحمل اور شان و شوکت کے لیے مشہور ہے فردوسی نے اس سے متعلق بہت سی حکایتیں شاہنامہ میں بیان کی ہیں ۔ بہرام گورخر کے شکار کا بہت شائق تھا اسلئے بہرام گور خر کے نام سے مشہور ہے ۔

آں قصر کہ بہرام درو جام گرفت
آہو بچہ کرد و گرگ آرام گرفت

ایک ستارے کا نام جسے مریخ کہتے ہیں اور جس کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ پانچویں فلک پر واقع ہے ۔

یہ دو ہیں شمس و قمر اور ساتھ انکے یار
عطارد و زحل و زہرہ مشتری بہرام (نظیر)

بہ سرِ چشمِ دیگر = دوسرے سر چشم پر۔

بہشت شمائل = حوروں کی سی ادائیں رکھنے والا۔ فردوس کی خصلتوں والا۔ جنتیوں کی سی عادتیں رکھنے والا۔ جنت میں رہنے والوں کی سی سیرت رکھنے والا۔

بہ طوفان گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی = شدتِ اضطرابِ شبِ ہجر کی طوفان گاہ۔ طوفان گاہ بمعنی طوفان اٹھنے کی جگہ۔ جوشِ اضطراب بمعنی بیقراری کی شدت۔ شامِ تنہائی بمعنی شامِ فراق۔ شامِ جدائی۔ شبِ ہجر

کیا کہوں حالِ شامِ تنہائی
وقت گذرا نہیں گذارا ہے (منظر جاہ شجیع)

بہ عُریانی = عریانی کی حالت میں۔

بہمن = ایران کا ایک جلیل القدر بادشاہ۔ اسفندیار کا بیٹا رودرخیز جو شجاعت میں مشہور ہے۔ ایرانی سال کا گیارھواں مہینہ۔

اٹھ گیا بہمن و دے کا چمنستاں سے عمل
تیغ اُردی نے کیا ملکِ خزاں مستاصل (سودا)

حیف ہے دستِ پلِ گردوں نے کیا کیا کر دیئے
بہمن و اسفندیار و رستم و سہراب خاک (ذوق)

بہ مُہرِ صد نظر = سو نظروں کی مہروں سے۔

بہ وَہمِ نازِ خود آرا = خود سنوارنے کے وہم میں مبتلا ہونا۔
بہ وہمِ ناز = فخر و غرور کے وہم میں۔
خود آرا = خود آرائی کرنا۔ خود نما

حسنِ بے پروا کو خود بین و خود آرا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ اظہارِ تمنا کر دیا (حسرتؔ موہانی)

بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود = وہمِ وجود کے بیاباں میں بیکار آوارہ گردی کرنے والا۔
بہ ہرزہ۔ بے کار۔ بے ہودہ۔
بیاباں نورد بمعنی دشت نورد۔ جنگل میں مارے مارے پھرنا (نوردیدن مصدر لپیٹنا۔ طے کرنا)
وجود بمعنی وجود ماسوائے اللہ (طباطبائی)

بہ یک کفِ بُردن صد دل = ایک ہاتھ میں سو دل لے جانا۔
کف بمعنی ہتھیلی مراد ہاتھ۔ جس طرح ہاتھ میں سو دانوں کی تسبیح لی جاتی ہے اس طرح سو دل رشتہ میں پروئے ہوئے ہاتھ میں لے کر جانا۔

بیاباں نورد = صحرا میں چکر کاٹنے والا۔ بیاباں گرد۔ بیاباں بمعنی صحرا۔ ریگستان۔ جنگل۔ ویرانہ۔
نوردیدن بمعنی لپیٹنا۔ طے کرنا۔ صحرانوردی کرنا۔

میں بیاباں گرد ہوں اور چرخ ہے عالم کا دور
ہر رگِ جاں نوکِ خامہ تھا مری تحریر کا (راقم)

بیانِ حسنِ طبیعت = حسنِ طبیعت کا بیان۔

بے بحث و جدال = بلا تکرار۔ بغیر تکرار اور حجت کے۔

بے بہرہ = بدنصیب۔ ناواقف۔ بے سواد۔

بے پروبالی = بے پر و بال کا ہونا یعنی مجبور ہونا۔ پست ہمتی۔

بے حوصلگی = بے حوصلہ پن۔ کم ہمتی۔

بیخودی = آپے میں نہ ہونے خاص طور پر نشہ کی وجہ سے۔ مستی۔ بے ہوشی۔ بے پروائی۔

بے خود بمعنی متوالا۔ بے حواس۔ مدہوش۔

بے خودی لے گیا ہم کو
دیر سے انتظار ہے اپنا (میرؔ)

بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب = طغیانی کے استقبال کی مسرت کی وارفتگی سیلاب کے استقبال کی خوشی میں آپے سے باہر ہونے کی حالت۔

بے دادِ انتظار = ستمِ انتظار۔ انتظار کی سختی۔ انتظار کی اذیت۔ بے داد بمعنی جبر و تعدی۔ ظلم و ستم۔ جور و جفا۔

یہ ریاضت کسی دشمن کی بھی برباد نہ ہو
اور سب دکھ ہوں جہاں میں یہ بیداد نہ ہو (انیسؔ)

بے دادِ دوست = محبوب کا ستم۔

بے دادِ ذوقِ پر فشانی = ذوقِ پرواز کی ستم آرائی۔ اڑنے کے شوق کا ظلم۔

بیدادِ رشکِ غیر = رشکِ دشمن کی ستمگری۔ رقیب سے رشک کرنے کا ظلم۔

بیدادِ عشق = عشق کے مظالم۔ عشق میں پیش آنے والی تکلیفیں۔

بیدادِ کاوشہائے مژگاں = بیداد بمعنی ظلم کاوش۔ کھوج (کاویدن بمعنی کھود کر نکالنا) کریدنا۔ چھیدنا۔ سوراخ کرنا۔ مژگاں بمعنی پلکیں۔ محبوب کی پلکوں (جو سوئی کی طرح باریک اور نکیلی ہیں) کا کریدنے کی ستم گاری۔ مژگانِ یار کی کاوش کی ستم آرائی۔

بے دلی ہائے تماشا = دنیا کی بے التفاتی سے نظارہ کرنا۔ دنیا کے عجائبات کی طرف عدم توجہی سے تماشا بے دلی بمعنی افسردگی۔ دل برداشتہ ہونے کی کیفیت

تمنائیں تو جب ہوتیں کہ تم کچھ مہرباں ہوتے
تمہاری بے دلی نے خاتمہ ہی کر دیا دل کا (اعجاز نوح)

بے دماغ = بدمزاج۔ زود رنج۔ تنک مزاج۔ متمرد۔

وہ بے دماغ ہوں کہ ہوا درد سر مجھے
سایہ ہما کا بھی مرے سر پر جو پڑ گیا (اسیرؔ)

بول اے یار کیا ہوا ہے قصور
ہم سے اتنا جو بے دماغ ہوا (مرزا علی عیشؔ)

بے دماغی = بیزاری۔ نفرت۔ چڑچڑاپن۔ بے التفاتی۔ بدمزاجی۔

در ہائے فردوس وا بود امروز
از بے دماغی گفتیم فردا (بیدلؔ)

بے دماغی کوں تری دیکھ کے اے جان سراج
شمع یاں خوف سے جلتی ہے سراپا بیدرد (سراج اورنگ آبادی)

بے ربطی = بے جوڑ ہونا۔ بے میل ہونا۔ بے موقع۔ غیر مسلسل۔ بے تسلسل۔ انتشار۔

وہ میری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا
رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا (غالبؔ)

بے ربطیِ شورِ جنوں = دیوانگی کے شور کی بے ترتیبی۔ جنون کے شور و شیون کی بدنظمی۔

بے ربطیِ عنواں = سرخی کی بے ربطی۔ بے ربط بمعنی بے جوڑ۔ بے میل۔ بے تسلسل۔

بیژن = (بیژن) ایران کا ایک مشہور پہلوان ایسر گیو اس، اس کا ذکر فردوسی نے شاہنامہ میں کیا ہے اور اس کی بہادری کی تعریف کی ہے۔

آنکھ بھر دیکھے اُسے گو تو تیور جل جائیں
چاہ نہیں کانپ اٹھے اس کی پلک بیژن (انشا)

بے سبب آزار = بے وجہ ستانے والا۔ بغیر کسی سبب کے دکھ پہنچانے والا۔ بلا وجہ تکلیف پہنچانے والا۔

بے سر و پا = بے سر اور بے پاؤں۔ بے اصل۔ بے بنیاد۔ سراسیمہ۔ پریشان

ہر بلائے فلک بے سر و پا پھرتا تھا
زرد پتا تھا کہ آندھی میں اُڑا پھرتا تھا (تعشق)

بے شانۂ صبا = بغیر ہوا کی مشاطگی کے۔ شانہ بمعنی کنگھی۔ کنگھا

ہم بھی تو ہلا دیتے بکھر زلف کو اس کی
کاش ہم کو بتاتا فلک شانہ کسی کا

خدا جانے یہ آرائش کرے گی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینے کو یاد کرتے ہیں (سید احمد دہلوی)

بے شبہ و عدیل = عدیم النظیر و عدیم المثال جس کا مثل دوسرا نہ ہو۔ بے شبہ بمعنی بے نظیر۔ جس کا کوئی ہمسر نہ ہوا۔

ماں صدقے جائے گر چہ یہ ہمت کی ہے دلیل
ہاں اپنے ہم سنوں میں تمہارا نہیں عدیل (انیس)

بے صرفہ = بے فائدہ۔ بے معرف۔ بیکار۔ بکثرت۔

میں پیار کرتا ہوں یوں ہی بادۂ عشق علی
جس طرح بے صرفہ پی جاتا ہے دیوانہ شراب (رشک)

بیضۂ آسا = انڈے کی مانند۔ بیضہ بمعنی انڈا۔ آسا بمعنی مانند۔

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا (آتش)

بیضۂ قمری = قمری کا انڈا۔

کیا عجب نیرنگیٔ قدرت ہے اب طوطے کی طرح
زاغ کے بیضے سے بھی پیدا ہو بچہ سبز بال (نسیم)

بیضۂ مور = چیونٹی کا انڈا۔

بے کاریٔ جنوں = جنوں میں بیکار رہنا۔

بیگانۂ وفا = وفا نا آشنا۔ وفا سے بیگانہ۔ بیگانہ بمعنی پرایا، غیر

اپنے مضموں تو پسند آتے ہیں ہر اک کو امیر
ہے وہ شاعر جو کرے معنی بیگانہ پسند (امیر)

بے محابا = بے خوف۔ نا کھٹکے۔ نڈر۔ بے تکلف۔

قتل و غارت میں وہ ایسا بے محابا ہو گیا
گھر تو کیا تفرقۂ عاشق خرابا ہو گیا

مسند سے اٹھا کے بے محابا۔ بولا بیٹے سے جان بابا (گلزار نسیم)

بیم رقیب = رقیب کا ڈر۔ رقیب کا خوف۔

بے نوائے گوشہ نشیں = بے گھر کونے میں پڑا رہنے والا۔ بے نوا بمعنی بے گھرا، بے کس۔

مرغ چمن ہوا تری فرقت میں بے نوا
کل ہاتھ میں اٹھا کے پیالا نکل گیا (سحر)

گوشہ نشیں بمعنی کونے میں پڑا رہنے والا۔

بیکسی ہائے تمنا = تمنا کی کس مپرسی۔ تمنا کا بے مقصد ہونا۔

بیم رقیب = رقیب کا ڈر۔ رقیب کا خوف۔ بیم بمعنی خوف۔ اندیشہ۔ ڈر۔

جبکہ ہو تو ناخدا کشتی اسلام کا
کیا اسے موجوں کا خوف کیا اسے طوفاں سے بیم (ظفر علی خاں)

بے نوائے گوشہ نشیں = بے گھر کونے میں پڑا رہنے والا۔
بے نوا بمعنی بے گھرا۔ بیکس۔

مرغِ چمن ہوا تری فرقت میں بے نوا
کل ہاتھ میں اٹھا کے پیالا نکل گیا

گوشہ نشیں بمعنی کونے میں پڑا رہنے والا

بیکسی ہائے تمنّا = تمنا کی کس مپرسی۔ تمنا طلب۔ مقصد ہونا۔

پ

پابستگیِ رسم و رہِ عام = عام رسم و راہ کی پابندی۔

بستن مصدر بندھنا۔ باندھنا

پابست = جس کے پاؤں بندھے ہوئے ہوں۔ مقید۔ پابند

چھٹا جو کوئی گرفتاریوں سے دنیا کی
تو سلسلہ میں فقیری کے وہ ہوا پابست (ذوق)

پا بہ دامن = پاؤں سکوڑ کر بیٹھ جانا۔ ایک جگہ پابند ہو کر بیٹھ جانا۔

گوشہ گیر۔ بے نیاز۔

خلق کی صحبت سے دامن اپنا جھاڑ
پا بدامن اب وہ ہے جیسے پہاڑ (آتشِ خوبی)

پا بہ حنا = پاؤں میں مہندی لگانا۔

پا جائے ہے = کھو جائے ہے۔ تاڑ جائے ہے۔

شب ہم بزمِ عیش میں آنکھیں چرا گئے
کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے (مومن)

کیا رفتگی سے میری تم گفتگو کرو ہو
کھویا گیا نہیں میں ایسا جو کوئی پاوے (میر)

پاداشِ عمل = عمل کی جزا۔ مکافاتِ عمل۔

پاداش بمعنی صلہ۔ جزا۔ سزا۔

مصیبت اٹھائی اذیت ملی   یہ پاداشِ عشق و محبت ملی (اکبر)

عمل بمعنی کام۔ فعل۔

کل شیخ کوئے یار میں پہونچا گیا مجھے
ہاں یہ عمل تو اس سے ہوا ہے ثواب کا (مصحفی)

پارۂ جگر = جگر کا ٹکڑا۔ کلیجہ کا ٹکڑا۔ بہت عزیز

میں کون ہوں جو مجھ پہ توجہ کی ہو نظر
بھائی حسن میں نورِ نظر پارۂ جگر (تعشق)

پارہ ہائے دل = دل کے ٹکڑے۔ لختِ دل

پرتو نور ہے یا شمعِ شب افروز ہے تو
آتشِ حسن کا یا پارہ دل سوز ہے تو (مطلع انوار)

پاسِ بے رونقیِ دیدہ = آنکھوں کی بے رونقی کا لحاظ

پاس بمعنی لحاظ۔ مروت۔ رعایت

لحد ہے تنگ نکیرین بیٹھے لٹ
نہ پاس کچھ بھی کچھ پائینتی سرہانے کا (شان)

کعبہ میں اک دن اگر رہتے تو دو دن دیر میں
شیخ سے بڑھ کر بھی پاس برہمن چاہیے (امیر)

پاسخِ مکتوب = خط کا جواب۔ پاسخ بمعنی جواب

کاش آپ وہ آئیں جو سنیں ناز کی باتیں
قاصد سے ادا پاسخِ پیغام نہ ہوگا (مومن)

مکتوب بمعنی خط۔ لکھا ہوا۔ کتابت کیا ہوا

پاسِ ناموسِ وفا = وفا کی نیک نامی کا لحاظ۔

ناموس بمعنی نیک نامی۔ عزت۔ عصمت۔ آبرو۔ شرم

نسبت تو دیتے ہیں ترے لب سے پر اک دن
ناموس یوں ہی جائے گی آبِ حیات کی (میر)

پاشنہ پائے ثبات = پائے ثبات کی ایڑی

پاشنہ بمعنی ایڑی کا۔

پڑی ہے پاؤں میں زنجیر بھاری
ہوا ہے پاشنوں سے خون جاری (منیر)

پائے ثبات = پاؤں جمنا۔ پاؤں کا قرار پکڑنا۔ ثابت قدمی

پائے بمعنی پاؤں۔ ثبات بمعنی قیام

ہیں کڑی منزلیں محبت کی
شرط اول ہے اس میں پائے ثبات (فوائد دل)

پائے افگار = زخمی پاؤں

پائے خم = خُم کے پاؤں۔ خم بمعنی شراب کا مٹکا

بہشت عدن گر خواہی بیا با ما بہ میخانہ
کہ از پائے خمت روزے بحوض کوثر اندازم (حافظ شیرازی)

پائداری = ثبات۔ قیام۔ مضبوطی۔ جاودانی

پائدار بمعنی ثابت۔ مضبوط

زخون فاختہ دیوار بوستان غلطید
زجائے خویشتن آں سرو پائدار نرفت (صائب)

پائے سخن = بات چیت۔ گفتگو۔ کلام۔ گفتگو کرنے کی طاقت

پائے سخن را اگر دراز است دست
سنگ سراپردۂ او در شکست (شیخ نظامی)

پائے طاؤس = مور کے پاؤں۔

پایہ = رتبہ۔ مرتبہ۔ قدر۔ منزلت۔ عمارت میں اینٹ یا پتھر کا ستون۔ بنیاد۔

طوبیٰ ہے اس نشان کا سایہ بلند ہے
اس وقت عرش سے مرا پایہ بلند ہے (انیس)

پرافشاں = اڑنے کے لیے پر پھڑپھڑانا۔ پرواز سے قبل بازوؤں کو پھڑپھڑانا۔

پرافشانی بمعنی ترک علائق کرنا۔ مضطرب۔ پریشان۔ بے تاب

راتوں کی نم ہواؤں میں تاروں کی چھاؤں میں
بیتے دنوں کی یاد پرافشاں ہے کیا کروں (سموم وصبا)

متصل مرغ دل جو تڑپے ہے
کس کے سینے میں پرفشاں ہے یار (قائم)

پر بلبل گلنار = بلبل کے پر گلنار بن گئے۔

پرتو خور = آفتاب کی حرارت۔ پرتو مہر۔ سورج کا عکس۔ دھوپ۔

جب تک کہ چمک مہر کے پرتو سے نہ جائے
اقلیم سخن میری قلمرو سے نہ جائے (انیس)

پرتو خورشید = سورج کا عکس۔ دھوپ

پرتو بمعنی عکس۔ سایہ۔ خورشید بمعنی سورج۔ آفتاب

پرتو پڑا ہے کس در دنداں کی آب کا
آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا (وزیر)

پرتو مہتاب = چاندنی۔

پرتو نقش خیال یار = محبوب کے خیال کے نقش کا عکس

پرتو بمعنی عکس۔ سایہ۔ پرچھائیں۔

پرخاش = کُد۔ مخالفت۔ کینہ۔ عداوت۔ غبار۔

ہر کہ خواہد کہ بمن کند پرخاش
عاشق و رندم و بگویم فاش (رشید کا)

اپنوں سے آشتی ہے زہر خاش غیر سے
ہم صلح و جنگ میں نہیں رکھتے ریا سے ربط (مظفر)

پردہ ساز کا = باجے کا وہ پردہ جس سے نغمہ پیدا ہوتا ہے۔

پردہ دارِ رازِ عشق = عشق کے راز کو چھپانے والا۔

پردۂ ساز = باجے کا پردہ

پردہ بمعنی ہیل۔ وہ ٹکڑا جو تار سے بجنے والے ساز میں لگا ہوتا ہے

جس کے دبانے سے سُر نکلتے ہیں۔

اللہ رے حجابیوں کی کوئی حد نہیں رہی

پردے پہ ہاتھ رکھتے ہیں وہ اب ستار کے (داغؔ)

پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں = نغمہ سرائی ترانۂ الاماں

پردہ سنج بمعنی نغمہ سنج۔ نغمہ سرا زمزمہ بمعنی نغمہ گیت

الاماں بمعنی الحذر۔ پناہ بخدا۔ امن مانگنا۔ پناہ چاہنا

موت آتی ہو تو ٹل جائے یہ آتی تو رُکے

الاماں داغؔ قیامت ہے طبیعت میری (داغؔ)

پردۂ عماری = عماری کا پردہ۔ اونٹ کی محمل۔ ایسے کجاوہ جس میں

پردے دار عورتوں کے بیٹھنے کے لیے نشست بنائی جاتی ہے۔

میں پیدل نہیں چل سکتی کہ عماری میں بٹھا دو

بابا مجھے ناقہ کی سواری میں بٹھا دو (انیسؔ)

پُرسش = حال دریافت کرنا۔ خیریت پوچھنا۔ پوچھ۔ دریافت۔

پرسشِ احوال۔ پُرسیدن (مصدر) بمعنی پوچھنا سے (ا)۔

باز پرس کرنا۔

کلثوم اٹھا دے گی گھڑی ہو کے بہت خاک

پرسش نہ کرے گا کوئی اس خاک ملی کی (میرؔ)

مثل پرسش نہ لحد میں نہ حساب اللہ کے یہاں ہے (انیسؔ)

پرسشِ جراحتِ دل = دل کے زخموں کی تواضع۔ دل کے زخموں کا

حال پوچھنا۔

پرسشِ حال = دریافتِ حال۔ دریافتِ خیریت۔ حال پوچھنا۔

قائم اک بات میں ہے تمہاری لیکن

پرسشِ حال تم اس خستہ کی کب کرتے ہو

(قائم چاندپوری)

پرسشِ طرزِ دلبری = دل لینے کے طریقے کے متعلق دریافت۔

پرفشانیٔ شمع = شمع کا جھلانا۔ شمع کو پر پھڑپھڑانا۔ شمع کی پرفشانی۔ (اقبال)

پرافشانی قفس ہی کی بہت ہے

کہ پرواز چمن قابل نہیں پر (میرؔ)

ہم قفس زاد قیدی ہیں ورنہ

تا چمن ایک پرفشانی ہے (میرؔ)

پُرکاری = چالاکی۔ عیاری۔ پُرکار بمعنی عیار۔ چالاک۔ ہوشیار

کیا لگا لیتا ہے خوباں کو لفظی کرتی ہے داغ

آئینے کی سادہ لوحی ساتھ پرکاری مجھے (یقینؔ)

آنکھ مستی میں کسو پر نہیں پڑتی اس کی

پر بھی اس سادہ و پرکار کی ہشیاری ہے (میرؔ)

پرکاہ = تنکا۔ خشک گھاس کی پتی۔ مراد کم مقدار۔ بے مقدار

تیرے فیضِ نگاہ کو پرکاہ

پہونچ کر چاہیے نہ ہو مغرور (سوداؔ)

کوہ غم مثلِ پرکاہ اٹھا لیتا ہوں

ناتوانی میں بھی عالم ہے توانائی کا (آتشؔ)

پُرگل = پھولوں سے بھرا ہوا۔

پرنیاں = حریر۔ نقشی ریشمی کپڑا۔ پھول دار ریشم

مثل دیکھے پرنیاں آنے کو ہے (اسمٰعیل)

کیوں عار بزم شاہ سے کرتے ہیں اہل فقر
کچھ فرش بوریے سے تو کم پرنیاں نہیں (شیفتہ)

بزم گلشن میں تہی جیب و تہی دامن رہے
گرچہ زیر پا ہمہ پرد پرنیاں رکھتے ہیں ہم (نور فرد دس)

پروازِ شوقِ ناز = شوقِ ناز کی پرواز۔ پرواز بمعنی اڑان

ایک پرواز کو بھی رخصت صیاد نہیں
ور نہ ہر کنج قفس بیضۂ فولاد نہیں (میر)

پری چہرہ = خوبصورت۔ پری کے ایسا چہرہ رکھنے والا۔

اوس پری چہرہ نے دیکھا ہے مگر منھ اپنا
آج آتا ہے نظر مجھ کو پری آئینہ (ناسخ)

وہ یار پری چہرہ کہ کل شب کو سدھارا
طوفاں تھا، تلاطم تھا، چھلاوا تھا شرارا (سیف و سبو)

پریشانیِ صہبا = شراب کی پریشانی۔ انتشار مے۔

پری وش = پری کی مانند۔ حسین خوبصورت۔

زیبا تھا دم جنگ پری وش اُسے کہنا
معشوق بنی سُرخ لباس اس نے جو پہنا (انیس)

نظر پڑا اک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا (نظیر اکبرآبادی)

پشتِ چشم = ناز و انداز اور غمزہ و اغماض سے کنایہ ہے مراد بے توجہی۔

اے غزال چیں چہ پشت چشم نازک میکنی
چشم ہا آں چشم ہاے سرمہ سار او دیدہ است (صائب)

پشت خار = لوہے کا ایک آلہ جس کے ایک سرے پر
چھوٹا سا پنجہ بنا ہوتا ہے اور فقرا اس سے پیٹھ کھجانے
کے لیے ہر وقت ساتھ رکھتے ہیں۔ جو لوگ لکڑی کا بنواتے
ہیں دوسرے سرے پر ہاتھی دانت کا پنجہ لگواتے ہیں۔

پھرتا تھا اس گلی میں عجب وضع سے ریاض
اک پشت خار ہاتھ میں اور سر مُنڈا ہوا (ریاض خیرآبادی)

پشتِ دست = ہاتھ کی پشت، ہاتھ کی ہتھیلی کا برعکس حصہ
(غالب نے اس کے معنی صورت عجز لکھے ہیں۔)

کس طرح کا ہمیں تاسف سے نہ ہر دم پشت دست
ہاتھ سے کھو بیٹھے ہیں سر رشتۂ تدبیر ہم (انشا)

مل مل کے پشت دست سے آنکھیں کرو نہ لال
سلجھاؤں آؤ اُلجھے ہوئے گیسوؤں کے بال (انیس)

سو گیا تھا رات کو وہ رکھ کر جبیں پر پشت دست
مہر نے دیکھا اسے رکھ دی زمیں پر پشت دست (مصحفی)

پیش آں چشم سیہ دل می گذارد پشت دست
گرچہ خط بسیار ازیں کافر مسلماں کردہ است (صائب)

پشت گرمیِ تاب و تواں = قوت برداشت کا سہارا۔
پشت گرمی بمعنی قوت برداشت۔ تقویت۔
تاب و تواں بمعنی قوت۔ سکت۔

ہاتھوں سے مرے تاب و تواں چھوٹ گئی ہے
کیا اس سے وفا جس کی کمر ٹوٹ گئی ہے

اہل دلّی مذکر بولتے ہیں۔

نہیں تو چھوڑتا آہ و فغاں جی بے تری ہمت
اگرچہ غم نے دل میں کچھ نہیں تاب و تواں چھوڑا (ظفر)

پشتِ فلک خم شدہ تا ارزمیں = آسمان کی پیٹھ زمین کے

سامنے خمیدہ آسمان زمین کا احترام کرتا ہے ۔

پنبہ آگیں = روئی بھرے ہوئے ۔ روئی رکھے ہوئے

پنبۂ بالش = تکیہ کی روئی ۔ پنبہ بمعنی روئی

خروش و جوش مرغانِ چمن کا
ہوا ہے پنبہ کیا تیرے دہن کا (سودا)

بالش بمعنی تکیہ ، مسند

بالش سے سروکار نہ تکیہ سے غرض ہے
دنیا کسی تکیے میں بچھونا ہو گا (انیس)

پنبۂ مینا = روئی جو بطور ڈاٹ کے شراب کی صراحی میں لگائی جاتی ہے

در مے روشن رگ تلخی شود در گہائے خواب
پنبۂ مینا اگر از پنبۂ گوشم کنند (صائب)

جام بلورین بادہ لعلیں صبح بہار و گلشن رنگیں
پنبۂ مینا بر سر مینا اختر صبح و گنبد خضرا (ذوق)

کہتے ہیں جس کو پنبۂ مینائے شب فروز
ہم میکشوں میں نام ہے صبح بہار کا (ریاض خیرآبادی)

پندار کا صنم کدہ = خودداری کا بتکدہ ، توقیر و خودداری کا بت خانہ

پندار بمعنی نخوت ، غرور ، خودداری

سرکشی کر کے ہے کیا کیا اپنی ہستی پر حباب
دیکھ لو اک دم میں پندار کیا تھا کیا ہوا (ظفر)

پنہاں = پوشیدہ ، چھپا ہوا

سمجھے نہ کوئی کس کو ہوں پنہاں کیے ہوئے
ہستی مری ہے مجھ کو نمایاں کیے ہوئے (حق کلکتوی)

پہلو تہی = تغافل ، بے پروائی ، جان بچانا ، ٹال مٹول کرنا ، انجان بن جانا ۔

پہلو تہی نہ عاشقِ خستہ سے کیجیے
بیمار سے نہ ہاتھ مسیحا اٹھائیے (صبا)

پہلوئے اندیشہ = پہلوئے خیال

پیچ و تاب = بے چینی ، بیقراری ، اضطراب ، الجھن ، پریشانی ، غم و غصہ ۔

تڑپ تڑپ کے کٹی رات یادِ گیسو میں
عجب طرح کا طبیعت میں پیچ و تاب رہا (سحر)

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب میں
کیا جانے لکھ دیا اسے کیا اضطراب میں (ذوق)

پیچ و تابِ ہوس = ہوس کا پیچ و تاب ، ہوس کا اضطراب ، ہوس کی بے چینی ۔

تڑپ تڑپ کے کٹی رات یادِ گیسو میں
عجب طرح کا طبیعت میں پیچ و تاب رہا (سحر)

پیرزن = بوڑھیا ۔ تلمیح ہے اس بڑھیا عورت کی طرف جس نے فرہاد کو جب وہ پہاڑ کو کاٹ کر دودھ کی نہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا تو خسرو پرویز کے اشارے پر خود کو شیریں کی دایہ بنا کر شیریں کی موت کی جھوٹی اطلاع دی تھی ۔ پیرزن کے لفظی معنی ہیں بوڑھی عورت ۔

اک پیرزن اتنے میں نظر آگئی ناگاہ
داماد کے آنے کی کھڑی دیکھتی تھی راہ (انیس)

پیرِ کنعاں = مراد حضرت یعقوب علیہ السلام پدر حضرت یوسف علیہ السلام ۔

غنی روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را (غنی کشمیری)

نسیم مصر کا دم پیر کنعاں کا ہے کو بھرتا
اگر کوچے کی تیرے خاک آلودہ ہوا لگتی (مومن)

پیر کنعاں کے لیے تسکین خاطر چاہیے
بوئے یوسف بھی رواں اب پیرہن کیساتھ ہے (درخشاں)

پیش جانا = آگے بڑھنا، آگے نکل جانا، شروعات کرنا، ابتدا کرنا، فوقیت پانا، قابو چلنا، کارگر ہونا۔

ایک تو قتل سے خوش ہو ولیکن مجھ بغیر
پیش جاوے گی مرے قاتل یہ جلادی کہاں (فغاں)

پیش دستی = ابتدا کرنا۔ پہل کرنا۔ سبقت کرنا

بزرگی جسے دیکھ پستی کیا
ظفر میں اسے پیش دستی کیا (علی نامہ)

پیش دستی جو کرے اس معرکے میں اے محب
مرد میدان سخن اس کو کہیں شمشیر جنگ (محب)

پیش نظر = نظر کے سامنے۔ نگاہوں کے روبرو۔ موجود۔ مقابل حصول

تھی پیش نظر وصل میں تنہائی کی صورت
بھائی کو نہ آتی تھی نظر بھائی کی صورت (انیس)

یار جب پیش نظر ہوتا ہے
دل مرا زیر و زبر ہوتا ہے (سراج اورنگ آبادی)

پیکاں = تیر کے آگے کا حصہ۔ مراد تیر۔

ڈوب کے سینے میں اس رنگ سے پیکاں نکلا
دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارماں نکلا (داغ)

پیک تیز خرام = تیز رو قاصد، تیز چلنے والا ہرکارہ

دیا یہ خط کسو اک پیک کے ہات
کر جانا یاں سے واں تک جسکو اک بات (سودا)

پیکر تصویر = تصویر کا بدن، تصویر کا جسم، تصویر کا خاکہ
پیکر یعنی جسم، بدن، تن۔

ناتواں وہ ہوں مرے نقش میں بھرتے ہیں لہو
رنگ ہر پیکر تصویر میں بھرنے والے (داغ دہلوی)

پیکر عشاق = عاشقوں کا وجود، عاشقوں کی ہستی۔ پیکر یعنی جسم، بدن

جس شکل میں جو پیکر ہستی ہو مٹائے
جب تک نہ لباس ابدی تجھکو خدا لائے (حق لکھوی)

پیمان وفا = وفا کرنے کا عہد۔ وفاداری کا قول و قرار

توڑنا مومن نہ پیمان وفا
ہیں مسلم عاشقی کے فن میں ہم (مومن)

پینس = ایک سواری ہوتی تھی جس پر امیر لوگ بیٹھتے تھے اور اس کو کم از کم چار کہار کاندھوں پر اٹھا کر لے چلتے تھے۔ اس کو فینس بھی کہتے تھے اور پالکی اور میانہ بھی۔

پیوند = تعلق، جوڑ، علاقہ، عہد، پیمان۔

ہوئے اک دم جو تھی یک جادہ خرسند
ہوئے باہم ہزاروں عہد و پیوند (سودا)

چھپا ہے عیب عریانی سے رخت جسم انساں کا
مرا داغ جنوں پیوند ہے میرے گریباں کا (اثر)

اشک کو کب ہے شناسائے جگر سے پیوند
صاحب درد کی رکھتا ہے نظر سے پیوند (سودا)

پئے تعمیر سرا = محل سرا کی تعمیر کے لیے۔ قصر کی تعمیر کے لیے۔

پئے نذر کرم = رحم فرمائی کی نذر کی خاطر، خداوند کریم کی بخشش

کوندا دینے کے لیے

پے ہم = مسلسل۔ لگاتار۔ تابڑتوڑ۔ پیہم پے در پے

تالے زمیں پہ ٹوٹ کے پیہم گرا کیے
چشمِ فلک سے قطرۂ شبنم گرا کیے (انیس)

پیہم کے معنی میں "پے ہم" اردو میں غالب کے علاوہ اور کسی شاعر نے استعمال نہیں کیا ہے۔

ت

تابِ جلوۂ دیدارِ دوست = دوست کے دیدار کے جلوے کی طاقت۔ جلوہ دیدار یار کی طاقت۔

تاب بمعنی طاقت۔ مجال۔

کہ جس کو نہ ہو تاب لانے کی تاب
شتابی سے مرنا ہے اسکا صواب (میر)

تابِ رنجِ نومیدی = غم محرومی کی تاب۔ مایوسی کے غم کی برداشت۔ تاب بمعنی برداشت۔

نے تصور میں صبا بوسہ تو مرجھائے وہ گل
برگِ گل کو تاب ہے بلبل تری منقار کی (ناسخ)

تابِ شرارت = جلانے کی طاقت۔ نقصان پہنچانے کی صلاحیت۔ تاب بمعنی حرارت۔ گرمی

ساری بے تابی ہے الفت کی جلن تک بعد مرگ
تاب جب جاتی رہے گی دل کو تاب آجائیگی (تسلیم)

تاجِ زریں = سنہرا تاج۔

رکھا جائے یاقوت کا سر پہ تاج
نہ لیجے سارے جہاں کا خراج (ذوق گشت)

تارِ اشکِ یاس = ناامیدی میں بہتے ہوئے آنسوؤں کا تار۔ اشکِ یاس بمعنی آنسو جو یاس اور ناکامی کے عالم میں مسلسل بہتے جائیں۔

جلد اس پہ تارِ اشک سے یوں حالِ دل کھلا
دم میں خبر پہنچتی ہے جس طرح تار پر (مظہر عشق)

تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں = جدائی کے غم کی کاوش کی لوٹ۔

تاراج کرنا بمعنی برباد کرنا۔ لوٹ لینا۔ تباہ کرنا۔

تاراج بمعنی تباہ۔ برباد

ماں ایسی کہ سب جس کی شفاعت کے ہیں محتاج
باپ ایسا صنم خانوں کو جس نے کیا تاراج (انیس)

تارِ بستر = بستر کا تار۔ تار بمعنی ڈورا۔ دھاگا۔ سوت۔

تارِ بستر یعنی بستر کے تار کے مانند نحیف و نزار

سو جگہ جس میں رفو ہوں وہ ہے اچھا دامن
ہوں نہ دو تار بھی جس میں وہ گریباں اچھا (جگر مرادآبادی)

تارِ شعاع = وہ سفید خط جو غروب آفتاب کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے آسمان پر چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے جس کو قرن الشمس کہتے ہیں۔

تارِ نفس = آہ۔ سانس کا تار۔ سانس کا سلسلہ۔

نہ بچا تارِ نفس خلق میں جینے کے لیے
چاک زخموں کے فقط رہ گئے سینے کیلیے (انیس)

تارِ نگہ = نگاہ کا تار

گماں از رشتۂ دام است آں صید نزاکت را
کہ از چشم منش تارِ نگہ ہے ہر گرہ پیچد (مرزا بیدل)

تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل = عشق کے میدان میں نئے نئے داخل ہونے والے۔ بزمِ عشق کے نو وارد۔

تاک = انگور۔ انگور کی بیل۔

اس چمن میں کیا ضرورت ہے گھٹا کی ساقیا
ابرِ رحمت بن کے سر پر تاک کے چھائی ہوئی (نوازش)

تالیف نسخہ ہائے وفا = وفا کی کتابوں کی تالیف کا کام۔ فنِ عاشقی پر کتابیں تیار کرنا۔

تبریدیں = ٹھنڈی دواؤں کا استعمال جو یونانی اطبا (مریض کو جلاب دینے کے بعد کراتے ہیں تاکہ معدے کی حرارت کم ہو اور مریض کو جلاب کی وجہ سے کمزوری ہو گئی ہے۔ اس میں کمی ہو۔

تبرید چاہیے کبھی چھوٹے نہ مصحفی
جاتی نہیں ہے تپ مجھے آزار گرم ہے (مصحفی)

اس قدر سرد مزاج اور پھر اس پر تبرید
خوف یہ ہے کہ پہنچ جائے نہ خارج کا اثر (شبلی نعمانی)

تپشِ شعلۂ سوزاں = روشن شعلے کی گرمی۔ جلتے ہوئے شعلے کی حدت۔ تپش بمعنی گرمی۔ حرارت۔ سوزش۔ تمازت۔

پاسِ خموشی، سوزِ تپش میں بھی ہے وہی
سمجھی نہیں کسی نے ادائے زبانِ شمع (دیوانِ سخن)

تپشِ شوق = گرمیِ شوق۔ شدتِ اشتیاق

دل یہ کہتا ہے ہمارے دم سے ہیں آثارِ عشق
درد ہم سے ہے تپش ہم سے ہے سودا ہم سے ہے (داغ)

تپِ عشقِ تمنّا = تمنائے تپِ عشق۔ تپِ عشق کی آرزو

عیسیٰ کو یقیں ہے کہ نہ جائے گی تپِ عشق
وہ درد کا میرے کبھو درماں نہ کرے گا (سوز)

تپِ گرمیِ رفتار = گرمیِ رفتار کی تپش۔
گرمیِ رفتار بمعنی چال کی تیزی

تجاہل پیشگی = جان بوجھ کر انجان بننے کی عادت۔ علم ہوتے ہوئے لاعلمی ظاہر کرنے کا شعار۔ تجاہل شعار

اس نے پہچان کر بھی مارا
منہ نہ کرنا ادھر تجاہل تھا (میر)

کہنا وہ ہائے میرے تجاہل شعار کا
کیا رعب جو سنا ہے تمہارا ہی نام ہے (رعب)

تجدید = از سرِ نو کرنا۔ نیا کرنا۔ کوئی کام نئے سرے سے دہرانا۔

تجدید وضو کر کے پھرے نہر سے غازی (انیس)

تجدید کر وضو کوں علی آگے دھر قدم
مرغابیاں جو گھر موں تھیں دامن میں ہو کے ضم (اکرم کتھا)

تجمّل حسین خاں = فرخ آباد کے نواب جنھوں نے غالب کو دعوت دے کر بلوایا تھا۔

تحصیل = حاصل کرنا۔ جمع کرنا۔ محصول وصول کرنا۔

قضائے خاک کے پتلوں کو کر کے زیرِ زمیں
کیا ہے داخل تحصیل کے خزانے کا (صبا)

خاموش ضمیر آپ کے مطالب ہوئے تحصیل
ہر بند پہ تحسین ہے کہتا تجھے جبریل (منیر)

تحویل = تبدیلی۔ حوالہ کرنا۔ سپردگی۔ تغیر۔

دیکھیے کب شب ہو، کب آ کے گلے ملتے وہ ماہ
دن تو ہے نوروز کا خورشید کی تحویل میں (امانت)

مٹی کی جون میں تحویل ہوئی جاتی ہے
جسم کا روح بھی تحلیل ہوئی جاتی ہے (بہارستان)

سورج چاند یا کسی ستارے کا ایک برج سے دوسرے برج میں آنا۔ کسی ستارے کا کسی برج میں داخل ہونے کا عمل۔

جب کہ برج قوس میں تحویل ہو پیرِ فلک
تجھ صفائے شست کی تعریف لکھتا ہے وہاں (ایمان)

ترانۂ ہل مزید = ھل من مزید کی صدا۔ کچھ اور زیادہ کی صدا۔

ھل من مزید قرآن کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے جس کے معنی ہیں کیا کچھ اور بھی ہے۔ قیامت کے دن جب گنہگار دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور اس سے پوچھا جائے گا کہ گنجائش ہے تو دوزخ جواب میں کہے گی ھل من مزید یعنی: کیا ابھی اور ہے یعنی ابھی بہت گنجائش باقی ہے۔

ترانہ بمعنی نغمہ۔ الاپ۔ الیلے۔ ایک خاص قسم کا گیت۔

سنے جب اس کے خطبوں کے ترانے
لگے افلاک اکثر چرخ کھانے (ہشت بہشت)

ہے رنج و راحت ایک اسے جس کے کان میں
صوتِ تغنی ترانۂ گلزار ایک ہے (مصحفی)

ترادش = ٹپکنا۔ ترشح۔ ظاہر ہونا۔

ہوئی تپ دل کو اشکوں کی ترادش ہونے والی ہے
کہ گرمایا ہوا ہے خوب بارش ہونے والی ہے (ظفر)

ہاں سینے سے نمائش داغ درون دروغ
ہاں آنکھ سے ترادش خون جگر غلط (ناظم)

ترکِ رسوم = رسموں کا ترک کر دینا۔ رسم و رواج کو چھوڑ دینا۔

ترک بمعنی دست برداری۔ چھوڑنا۔ کنارہ کشی۔ تیاگ۔

رسوم جمع رسم کی بمعنی رواج۔ طریقہ۔ ریت۔ قاعدہ۔

ہو ترکِ ساغر مے اس بہار میں کیونکر
کہ شاخِ گل نے ہر اک سو چمن میں جام لیا (قائم)

ہے وہ کافر جو سمجھے اس کو مباح
ترک میں اس کے ہے امید فلاح (ساقی نامۂ مصحفی)

ترکِ نبردِ عشق = میدانِ عشق چھوڑ دینا۔

تریاکی قدیم = پرانا افیونی۔ افیون کے نشہ کا پرانا شوقین۔

تریاک بمعنی (تریاق) زہر مہرہ۔ افیون۔

تحت کیونکر نہ ہو دماغ خراب
دشتِ در دشت ہے گل تریاک (میر)

رہی اس طرح بعد از مرگ دنیا کی ہوسناکی
خرابی کر کے تو یہ جس طرح ہو جائے تریاکی (ذوق)

یاراں زکشید تیغ بے باکی را
بھو رسا زید من خاکی را
دشوار تر از بریدن شاہ رگ است
تریاک اگر برید تریاکی را (اشرف)

تسبیحِ مرجاں = مونگے کی تسبیح۔

مونگا جس کو مرجان (سمندری پتھر) بھی کہتے ہیں جو سمندر میں اگتا ہے اور پتھر کی طرح سخت ہوتا ہے اور اس کا رنگ خون کی طرح سرخ ہوتا ہے۔

تسبیح بمعنی سو دانوں کی مالا۔ سبحہ۔ سمرن۔

تجھ زلف کے دام کوں زاہد کہیں تسبیح لو
بعض کہیں جپتے یہی زنار ہے کفار کا (حسن شوقی)

تسبیح ریا کو کھٹکھٹانے والے
کب صدق کی راہ پر ہیں جانیوالے (الہام)

تسکین اضطراب = بے چینی کو سکون ہو جانا۔ اضطراب سے تسکین دینا — دلاسا دینا۔ اضطراب بمعنی بے چینی۔ بے قراری۔

یہ آب آتشیں ہے اور دریا خون ناحق کا
مگر نفسِ شقی کی پیاس میں تسکیں نہیں ہوتی (آیات وجدانی)

کہتے ہیں تم کو ہوش نہیں اضطراب میں
سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں (مومن)

تسلیم = حکم ماننا۔ سپرد کرنا۔ سونپنا۔

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے (نامعلوم)

تسلیم و رضا کے لیے جو وقت ملا ہے
وہ وقت کروں صرف میں کس طرح دعا میں (مولف)

ز دور می نہد انگشت بر زمیں خورشید
چو پیش رائے منیر تو می کند تسلیم (ظہوری)

تشنگیِ شوق = (تشنگیِ ذوق) شوق کی پیاس مراد شوق کی فراوانی۔ تشنگیِ ذوق بمعنی ذوقِ سخن کی تشنگی۔

تشنگی مرگاں = شدت آرزو میں جان دے دینے والے۔ آرزو سے شوق میں جان دینے والے۔

تشنۂ خوں = خون کا پیاسا۔ جانی دشمن۔

تشنۂ خوں وہ نہ ہوتا جو مرا اے سفاک
کاٹنے میں جوہر سے نہ خنجر کی زباں پر پڑتے (ظفر)

تشنۂ فریاد = فریاد کرنے کا آرزومند۔ تشنہ بمعنی خواہشمند۔ آرزومند۔ مشتاق۔

خضر تشنہ ہے اس کے دیدار کا
مسیحا شہید اس کے بیمار کا (میر)

تشنہ لب = پیاسے ہونٹ مراد پیاسا۔ تشنہ دہن۔ تشنہ کام۔ پیاسا جس کے ہونٹ پیاس کی وجہ سے سوکھ گئے ہوں۔

بڑھ بڑھ کے پیدلوں سے سواروں سے جنگ کی
ایک ایک تشنہ لب نے ہزاروں سے جنگ کی (انیس)

تشویش مرہم = فکرِ مرہم۔ زخم کے لیے مرہم مہیا کرنے کی فکر۔

تعجیل = جلدی کرنا۔ عجلت۔

ان کو جانے کی جو تعجیل پڑی رہتی ہے
اس لیے جیب میں ہر وقت گھڑی رہتی ہے (سخن دہلوی)

خجلت حلم تو داد دست زمیں را تسکین
غیرت حلم تو داد دست زباں را تعجیل (انوری)

مصحفی بھیج نہ قاصد کو یہ تعجیل ہے کیا
دن ہیں برسات کے نالے تو اتر جائیں گے (مصحفی)

تعزیت مہر و وفا = مہر و وفا کو پرسہ دینا۔ مہر و وفا کی ہلاکت پر اظہار ہمدردی اور غم خواری کرنا۔ تعزیت بمعنی پرسہ۔ ماتم پرسی۔ مرنے والے کے اعزا و اقربا سے اظہار ہمدردی۔

ارمان تعزیت کے کبھی کم نہ ہوئیں گے
وہ حشر تک حسین کے ماتم میں روئیں گے (انیس)

تعلیم ضبط = ضبط محبت کی تعلیم۔ صبر و استقامت کی تلقین۔

تغافل دوست = تغافل کو پسند کرنے والا۔ تغافل بمعنی غفلت برتنا۔ بے پروائی کا سلوک کرنا۔

تغافل سے جو باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی (مومن)

محشر کے روز بھی نہ کھلے گی لحد میں آنکھ
کشتہ ہوں اک نگاہِ تغافل پسند کا (امیرؔ)

تغافل ہائے تمکیں آزما = صبر آزما چشم پوشی۔
تغافل بمعنی جان بوجھ کر غفلت کرنا۔ بے التفاتی۔ کم توجہی۔ بے پروائی۔

شہر میں جو نظر پڑا اس کا
کشتۂ نازیا تغافل تھا (میرؔ)

تغافل ہائے ساقی = ساقی کا شراب پلانے سے گریز کرنا۔

تغیرِ آبِ برجا ماندہ = ایک جگہ ٹھہرے ہوئے پانی کا تبدیلی۔
آبِ برجا ماندہ بمعنی ایسا پانی جو نشیب نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ ٹھہر جائے۔

تقاضائے نگہ کرنا = دیدار کا تقاضا کرنا۔

تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور = منصور کی تنک ظرفی کی تقلید۔
تقلید بمعنی پیروی — تنک ظرفی بمعنی کم ظرفی —— ایسا برتن جس کی سمائی کم ہو۔ منصور ایک صوفی بزرگ تھے۔ جنھوں نے اپنے سارے وجود میں ذاتِ باری کا جلوہ دیکھ کر۔ "اناالحق" کا نعرہ بلند کیا تھا۔ یعنی میں حق ہوں یا میں خدا ہوں۔ اس جرم میں ان کو سولی دی گئی تھی۔

یقینؔ تقلید میں مت سر پٹک پتھر پہ آ بس کر
یہ ممکن ہی نہیں ہر سر چڑھا فرہاد کو بہو پہنچے (یقینؔ)

تقلیل = کمی۔ کم کرنا۔ قلیل کر دینا۔

نفسِ امّارہ سے کیوں زیر ہوا جاتا ہے
زور کر روح میں تقلیلِ غذا سے پہلے (صباؔ)

اسی واسطے میں نے تقلیل کی
فضیلت مفصّل پہ مجمل کو دی (کلیاتِ واسطی)

تکرارِ دوست = دوست کی تکرار۔ تکرار بمعنی بار بار دہرانا۔
لفظ دوست کی بار بار تکرار۔ تکرار بمعنی مکرر کہنا یا مکرر کرنا، دوہرانا۔

لن ترانی نہ کرے بند زبان ادنیٰ
کہو موسیٰ سے یہ تکرار نہیں اچھا ہے (امیرؔ)

تکلّف برطرف = تکلف کو ایک طرف۔ بلا تکلف۔ اگر تکلف درمیان میں نہ ہو۔ بلا رو رعایت۔

میری طرف ساغر بکف آتا ہے وہ مست حیا
اے دل تکلف برطرف مستانہ ہے مستانہ ہے (دلیؔ)

ستم ڈھالو، جفائیں توڑ لو بے مہریاں کر لو
تکلف برطرف جی بھر کے میرا امتحاں کر لو (سنگ وخشت)

تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر = زخمِ جگر کو چھپانے کی زحمت۔
جگر کے گھاؤ کو پوشیدہ رکھنے کی تکلیف۔

تکمۂ پیراہنِ لیلا = لیلا کے لباس کے گریبان کی گھنڈی۔

کیا ہے تنگ عریانی نے مجھ کو اس قدر لاغر
کہ تکمہ بن گیا ہے سر گریبانِ تفکر کا (امیرؔ)

تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ = ہمتِ مردانہ کی تکیہ گاہ۔ جس پر ہمتِ مرداد کو بھروسا ہو۔ ہمتِ مردانہ بمعنی جواں مردی۔
تکیہ گاہ بمعنی بھروسے کی جگہ۔ آرام کرنے کی جگہ۔ ٹیک لگانے کی جگہ۔

ہمتِ مردانہ تجھ کو آفریں
کر کے چھوڑا سر ہوئی جس کام کے (آتشؔ)

جب سنگ آستاں ترا تکیہ گاہ تھا
ہم کو بھی کوئے عشق میں اک عز و جاہ تھا (قائم)

تلافیٔ مافات = جو کچھ گزر چکا ہے اس کا بدلہ۔ گذری ہوئی محرومیوں کا صلہ۔ ضائع شدہ چیز کا معاوضہ۔

تلافی بمعنی کمی کو پورا کرنا۔ کوتاہی کا تدارک کرنا۔ عوض۔ بدل۔

مافات بمعنی جو کچھ گزر چکا ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے۔

تسکین دو دکھ والے مریضوں کو نزع میں
اتنی ہی اب تلافیٔ مافات رہ گئی (بیدل نظر)

توبہ جناب شیخ نے کی ہے پس شباب
کیونکر نہ ہو تلافیٔ مافات کا لحاظ (راسخ دہلوی)

تماشا = نظارہ

اے خوشا گوش جو سنتے ہیں کہانی تیری
اے خوشا چشم جو کرتی ہے تماشا تیرا

؎ تماشا بن گئے خود ہی تماشا دیکھنے والے (اثر)

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی (سعدی)

تماشا کر = سیر دیکھ۔ مشاہدہ فرما۔

تماشا بمعنی سیر۔ یہ لفظ مشی سے نکلا ہے۔ مشی کے معنی چلنے کے ہیں۔ تماشا بمعنی مل کر چلنا۔ یہ لفظ اب اردو میں انگریزی کے لفظ (Show) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مری آنکھوں کی پتلی میں سما جا اور تماشا کر
کہ ہوتی ہے پری کس طور سے محبوس شیشے میں (انشا)

تماشا کیجیے = دیکھیے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تماشا کرنا۔ دیکھنا۔ مشاہدہ کرنا۔

جھلکے گا اختیار میں مجبوریوں کا رنگ
میری نظر سے گل کا تماشا کرے کوئی (بیخود دہلوی)

تماشائے نیرنگ = ظاہری رنگوں کا مطالعہ۔ اجسام ظاہری کا مشاہدہ کرنا۔

مختلف شکلوں میں اس کو جلوہ گر دیکھا کیے
یہ تماشا ہم تو بیٹھے عمر بھر دیکھا کیے (بیخود دہلوی)

تماشائی = تماشا دیکھنے والا۔

اور کیا خاک ملے گی دل بسمل کی مراد
جو تماشا ہے جہاں کا وہ تماشائی ہے (داغ)

تمثال دار = صورت رکھنے والا آئینہ۔ جس آئینہ میں تصویر ہو۔

تمثال بمعنی پیکر۔ صورت۔ شبیہ والا۔ عکس۔ سایہ۔ مورت۔ پتلا۔ مجسمہ۔

جو ترا دست جواب آئینہ گیتی پر
اس کی تمثال کبھی ہو نہ ترا پائے فلک (سودا)

ہیں ترے آئینے کی تمثال ہم نہ پوچھو
اس دشت میں کھیں ہے پیدا اثر ہمارا (میر)

تمنائے زباں = زبان کی آرزو۔ گفتگو کرنے کی خواہش۔ کلام کرنے کی آرزو۔

تندیٔ خو = عادت کی تیزی۔ تند مزاجی۔ تیز طبعی۔ غصیلی طبیعت۔ تند خوئی۔ غصہ کرنے والا مزاج۔ مغلوب الغضب۔

تند بمعنی تیز۔ تند خو بمعنی ذرا ذرا سی بات پر غصہ کرنے والا۔

پاتا نہیں تند خو کدورت کے سوا
دامن میں ہوا کے کچھ بجز خاک نہیں (انیس)

تندیِ صہبا = شراب کی تیزی۔ شراب کی کڑواہٹ۔ شراب کے نشہ کی تیزی۔

شراب اس بہت تند اور تیز تھا
عجب آب و آتش آمیز تھا (قطب مشتری)

تند ہے اور ایسے کمسن کے لیے
ساقیا ہلکی سی لا ان کے لیے (صنم خانۂ عشق)

تنِ رنجور = بیمار جسم۔ لاغر بدن۔ روگی جسم۔ نحیف و نزار جسم۔

تنک آبی = پانی کی کمی۔ تنک بمعنی باریک۔ ہلکا۔ تھوڑا۔ کمی۔ اوچھاپن۔ اتھلاپن۔ کم مائیگی۔ کم حوصلگی۔

تنک آب اس قدر مت جان چشم کو محبت کے
دلا تو ایک کیا گر ایک لشکر ہو تو پی جائے (ظفر)

تنگیِ چشمِ حسود = حسد کرنے والے کی آنکھ کی طرح تنگ۔

حسد بمعنی جلنا۔ کسی کو اچھی حالت یا کامیاب دیکھ کر جلنا اور یہ چاہنا کہ اس کی عزت شہرت اور کامیابی اس سے چھن جائے یا وہ اچھائی اس میں باقی نہ رہے۔

تنگ چشم بمعنی تنگ نظر۔ کم ظرف۔ بخیل۔ کنجوس۔

بھر بھر کے جام بادہ کشوں کو پلا دیے
شیشے تھے تنگ چشم مگر حوصلہ کیا (شوق قدوائی)

تنگ چشمی بمعنی کم ظرفی۔ اوچھاپن۔

تنگ چشمی ہے فلک کی یہ کہ مانند حباب
تھے جو دریا دل حباب کرنے لگے دل تنگیاں (محب)

تنِ مجروحِ عاشق = عاشق کا زخمی بدن۔ عاشق کا بدن جو زخموں سے چور ہو۔ مجروح بمعنی جراحت رسیدہ۔ زخمی۔ زخم خوردہ۔ گھائل۔

تُور = فریدوں شہنشاہ ایران کا درمیانی بیٹا۔ فریدوں نے جب اپنی سلطنت اپنے بیٹوں میں تقسیم کی تو سرزمین ترک و چین تُور کے حصہ میں آئی جس کا نام توران پڑا۔

دگر تور را داد توران زمین
ورا کرد سالار ترکان چین (فردوسی)

بگفت اے خداوند ایران و تور
کہ چشم بد از روزگار تو دور (سعدی)

توسن = گھوڑا۔ سرکش گھوڑا۔ ایسا گھوڑا جو تند و شوخ ہو۔

حُر چلا فوجِ مخالف پہ اڑا کر توسن
چوکڑی بھول گئے جسکی تگاپو سے ہرن (انیس)

رونقِ گلشنِ فردوس ترا نقشِ قدم
سرمۂ چشم کواکب ترے توسن کا غبار (دیوان سخن)

توسنِ دولت = دولت کا گھوڑا۔ توسن بمعنی گھوڑا۔

توسنِ طبع = طبیعت کا گھوڑا۔ توسن بمعنی سرکش اور شریر گھوڑا۔ طبیعت کی تیزی جو شوخ و تند خو گھوڑے کی طرح قابو سے باہر ہو جائے۔

سوار توسن معنی ہوں چوگان طبیعت میں
لیا ہوں گوئے میدان سخن میں ہم ردیفوں سے (الہامات سرامکا)

توضیح = تشریح۔ وضاحت۔ روشنی ڈالنا۔

نہ توضیح کی کچھ نہ تاویل کی
کسی پر کسی کو نہ تفضیل دی (تسلیم)

توغّل = مہارت۔ دستگاہ۔ مشق [illegible]۔ کمال۔ علمی تبحر۔ انہماک۔ غور و خوض۔ لگن۔ شغف۔ کمال تحقیق۔

توفیر = اضافہ۔ زیادتی۔ وافر کرنا۔ کثرت۔ فراوانی۔

بڑھادی ہے مصیبت اور بھی نا اتفاقی نے

یہ ہے خود فالتو مدّا اس میں پھر توفیر کیسی ہے (وجاہت)

ابر نہیں، تیری ہوا میں اے بہارستانِ حسن

آسماں پر دود ہے مجھ آہ کی توفیر کا (چمنستانِ شعرا)

توفیرِ درد = درد کی زیادتی۔ توفیر بمعنی زیادتی۔ افراط۔ بہت کرنا۔ بہت ہونا۔ وافر کرنا۔

تو دیر زی کہ جہاں کم کند از آں ہر روز

ز عمرِ خلق کہ در عمرِ تو کند توفیر (امیر خسرو)

توقیعِ امارت = امیری کا فرمان۔ امیر ہونے کا فرمان۔ دولت مندی کا فرمان۔ توقیع بمعنی فرمانِ شاہی۔

ہمارا نامۂ اعمال اس کے فیض نسبت

عجب کیا ہے بنے توقیع جو خُلدِ مخلد کا (ناظم)

امارت بمعنی دولت مندی۔ حکومت

گماں ہے مرقد کہنہ کا مجھ کو ہر عمارت پر

یہ غافل کیا سمجھ کر جان دیتے ہیں امارت پر (صبا)

توقیعِ سلطنت = فرمانِ شاہی۔ توقیع بمعنی دستخط۔ مہر۔

توقیع کو کیوں مہرِ نبوت کی نہ مانیں

یوں اس کو شہا مٹیں جو پیمبر کا نشاں ہو (ناظم)

تونبا = پکا ہوا خشک کدو جس کو فقرا کشکول کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اسی قسم کی گول خشک کدو طنبورے یا ستار کے چیندے کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

چھیڑا ستار محفلِ عشرت مہک گئی

تونبے کو تم نے طبلۂ عطار کر دیا (منیر)

تہمت کشِ تسکین = تسکین حاصل کرنے کا الزام۔ تسکین حاصل کرنے کا بہتان۔

تہمت بمعنی بہتان۔ جھوٹا الزام۔

جیتے جانے کی تہمت کس سے اُٹھتی کس طرح اٹھتی

بچالی تیرے غم نے زندگی کی آبرو برسوں (فانی بدایونی)

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کا

چاہے ہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا (میر)

تہیۂ طوفاں = طوفان کا عزم۔ طوفان بپا کرنے کا ارادہ۔ آنسوؤں کا طوفان بہانے کا عزم۔

تہیہ بمعنی تیاری۔ آمادگی۔ انتظام۔ عزم۔ ارادہ۔

تنگیِ سے نکل اس سینۂ افلاک کے اے دل

تہیہ عرش پر اُڑنے کا ہے کر بال و پر پیدا (شاہ نصیر)

تہیہ طوفاں سے مراد رو رو کر اس قدر آنسو بہانا کہ طوفان برپا ہو جائے۔

تیر خطا ہونا = تیر نشانے پر نہ بیٹھنا۔ تیر خطا کرنا۔

وہ تیر امتحاں میں کیوں کر خطا نہ ہو

قسمت میں جو عدو کی ستمگر لکھا نہ ہو (دیوانِ سخن)

تمنّا جیتے جی رد عضا کی تھی مر کر ملی جنّت
کدھر تیر دعا پھینکا کدھر پہنچا خطا ہو کر (ریاض نعت)

تیرِ غیر = دشمن کا تیر۔ رقیب کا تیر۔

تیر نیم کش = ایسا تیر جس کو پوری طرح کھینچ کر نہ چھوڑا گیا ہو۔ وہ تیر جس کو آہستہ سے کھینچ کر چھوڑا جائے۔ وہ تیر جو پار نہ نکل جائے بلکہ اٹک کر رہ جائے۔

تیز گام = تیز قدمی۔ تیز رفتاری۔ چال کی تیزی۔ تیز گامی۔

یہ کاروانِ ہستی ہے تیز گام ایسا
قومیں کچل گئی ہیں جسکی رواروی میں (بانگِ درا)

میری تیزی کیا سلجھے گی حرف و سخن میں گنجلک ہے
کوئی بھی عاقل الجھ پڑے ہے ناصح ایسے دیوانے سے
(میر)

تیشہ = کلہاڑی۔ بسولا۔ پتھر کاٹنے کا آلہ۔

میرے سنگِ مزار پر فرہاد ؛ رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد
(میر)

پیاسا ہوں یہ جائز نہیں پیشے میں ہمارے
کٹتا ہے پہاڑ ایک ہی تیشے میں ہمارے (انیس)

تیغِ تیز عریاں = ننگی یا دستہ رکھی ہوئی تلوار۔ تیز دھار والی تلوار جو نیام سے باہر ہو۔

تیغ جوہر دار = جوہر رکھنے والی تیغ۔ اعلیٰ قسم کی فولادی تلوار۔ وہ تلوار جس میں جوہر کے نشان ہوں۔

چھوٹتا ہے کب لہو میرا کسی تدبیر سے
تیغ جوہر دار قائل ہے سوا زنجیر سے (ناسخ)

تیغِ خصم = دشمن کی تلوار۔ خصم بمعنی دشمن۔

ان پر تو عزیز مہرباں تھا
ہارون دلی کا خصمِ جاں تھا (مولانا سبط حسن فاخر)

تیغِ دودم = دو دھاری تلوار۔

اس تیغِ دودم کا ترے زخمی
آرام نہ ایک دم کرے گا (جوشش)

انبوہ سے یہ تیغ دودم تول کے نکلے
گویا درِ خیبر کو علی کھول کے نکلے (انیس)

تیغِ ستم = ستم ڈھانے والی تلوار۔ ہزار ظلم و ستم۔

ظلم نگندہ و ہزاراں صف طوطی طالب
ہر کجا یک تیر تیغ ستم آمیختہ ام (طالب آملی)

ث

ثروت = مال و دولت کی زیادتی ، سامان کی شان و شوکت۔ حشمت ، خوش حالی۔

ثمرفشاں = پھل ٹپکانے والا ، پھل بکھیرنے والا۔
ثمر بمعنی پھل ، میوہ ، نتیجہ

دنیا میں کوئی شخص لگاتا ہے گر شجر
ہوتی ہے یہ امید کہ دے گا کبھی ثمر (انیس)

بار ہو کر ہوا میں سب پہ بار
کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر (قدر)

ثوابِ طاعت و زہد = عبادت گذاری اور پرہیزگاری کا ثواب۔ ثواب بمعنی نیکی کا بدلہ ، نیک کام کی جزا۔

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند
جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج (ناسخ)

طاعت بمعنی اطاعت ، فرماں برداری ، عبادت ، بندگی۔
زہد بمعنی عبادت ، بندگی۔

زہد بے جا کو سمجھے ہیں تقویٰ
ترکِ دنیا کو سمجھے ہیں طاعت (نظم طباطبائی)

ثور = بیل ، برج ، آسمانی گائے کی شکل کا ہے۔

چمکی جو اس کی تیغ جمال آسمان پر
ہو جائیں ثور وجدی ہلال آسمان پر (امیر)

مکہ معظمہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام جس کے ایک غار میں مدینہ ہجرت فرماتے وقت رسول اکرم صلعم نے قیام فرمایا تھا۔

ج

جادادِ بادہ نوشیٔ رنداں = رندوں کی مے نوشی کی جاگیر۔ جاداد بمعنی جائداد ۔ بادہ نوشی بمعنی شراب نوشی۔ رنداں جمع ہے رند کی بمعنی شراب پینے والے۔

جادہ = راستہ ، پگ ڈنڈی ، وہ نشان یا لکیر جو لوگوں کی آمد و رفت سے زمین پر پڑ جائے۔

دیں دار کریں کیوں نہ زیارت کا ارادہ
مل جاتا ہے واں سے رہِ فردوس کا جادہ (انیس)

ہو نہ مجھ سے جدا کہ جادہ صفت
منزلِ عشق کا سراغ ہوں میں (قائم)

جادۂ راہِ فنا = فنا کی طرف جانے والے راستہ کی پگڈنڈی۔ جادہ بمعنی پگڈنڈی۔
جادہ اور راہ دونوں لفظ بڑی حد تک ہم معنی ہیں۔
جادۂ راہ بمعنی سیدھا راستہ۔

جادۂ راہِ وفا = وفا کی راہ پر لے جانے والا راستہ ، جادہ اور راہ دونوں ہم معنی لفظ ہیں ، جادہ پگڈنڈی کو بھی کہتے ہیں ، راہِ راست۔

یارب اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی
جادۂ راہِ بقا ہے خطِ پیمانہ دل (ڈاکٹر اقبال)

جادۂ رہ = جادۂ راہ ، منزلِ راہ۔

جادۂ رہِ خور = گذرگاہ خورشید۔
جادۂ رہ بمعنی گذرنے کا راستہ۔ خور بمعنی خورشید۔

جادۂ سرِ منزلِ تقویٰ = پرہیزگاری کی منزل کا رستہ۔
ایسا مسلک اختیار کرنا جو منزلِ تقویٰ کی رہنمائی کرے۔

جادۂ صحرائے جنوں = دشتِ جنوں کی راہ۔
جادہ بمعنی راہ، راستہ، پگڈنڈی۔

دیں داد کریں کیوں نہ زیارت کا ارادہ
مل جاتا ہے واں سے درِ فردوس کا جادہ (رئیس)

جاگیرِ سمندر = سمندر کی جاگیر، زمین یا گاؤں جو حکومت کی طرف سے کسی شخص کی خدمات کے صلہ میں دیا جائے۔

اس کے کوچے میں ٹھہرنے کو جگہ چاہی اگر
بولے درباں جاؤ کیا بستی ہیں جاگیریں کہیں (مرآۃ الغیب)

سمندر ایک جانور ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ سے نکلتے ہی مر جاتا ہے۔

دلِ سوزاں کو مرے خوف ہے کیا آتش کا
ہوں سمندر کی طرح میں تو پلا آتش کا (نصیر)

کب ہے ہمارے سینۂ سوزاں میں لختِ دل
آتش کدے میں ہیں یہ سمندر بھرے ہوئے (ذوق)

جامِ زر = سونے کا پیالہ۔
جام بمعنی پانی پینے کا برتن۔ مجازاً شراب کا پیالہ۔

پلادے تک دو دو جام ساقی
کہ ہو رندوں میں تیرا نام ساقی (رشک)

جامِ زمرد = زمرد کا پیالہ۔
زمرد سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر ہوتا ہے جسکو پنا کہتے ہیں۔
زمرد کے مانند سبزے کا رنگ (ہوس)

جامِ سفال = مٹی کا پیالہ، مٹی کا کوزہ، کلھڑ۔

تکلف برطرف دونوں ہیں یکساں وقتِ میخواری
سفالیں جام آیا سامنے یا جامِ جم آیا

جامِ واژگوں = اوندھے ہوئے پیالے۔

جامۂ احرام = عمرہ اور حج کے وقت باندھا جانے والا بغیر سلا کپڑا جس کو زائرین باندھ کر کعبہ شریف کی زیارت کرتے ہیں اور عمرہ اور حج کے ارکان بجا لاتے ہیں۔

جامۂ احرام زاہد پر نہ جا
تھا حرم میں لیک نامحرم رہا (میر)

جامہ بمعنی کپڑا

دشمنِ دیں وہ سالک ہے کہ جس نے قائمؔ
جرعۂ مے کے عوض جامۂ احرام دیا (قائم چاندپوری)

جاں پناہا = جان کو پناہ دینے والا، بادشاہوں کو مخاطب کرنے کے القاب۔

جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گذار = شوقِ کوچہ گردی کا کشتہ۔ جاں دادہ بمعنی جان دے دیا۔
ہوا بمعنی شوق، ہوس، خواہش۔ سرِ رہ گذر سے مراد گذرگاہِ یار، رہ گذرِ معشوق، وہ راہ جدھر سے معشوق گذرے، محبوب کی گذرگاہ میں چلنے والی ہوا پر قربان۔

جاں سپاری = جان دینا، جاں بازی، جان قربان کرنا۔

جو سختی دیکھیا اس سوں یاری کیا
وَلے اس ستی جاں سپاری کیا (خاور نامہ)

جاں ستاں تر = زیادہ قاتل ، بڑی جان لیوا۔

جاں ستاں بمعنی جان لینے والا۔

در پے تھی سرکشوں کے جو وہ تیغ جاں ستاں
گوشوں سے تھی بلند صدائے اماں اماں
(انیس)

جاں فزا = جان کو بڑھانے والا ، حیات بخش ، روح افزا

نوید جاں فزا ہے کیا خبر قاتل کے آنے کی
بتاؤ تو سہی اے داغ ایسے شادماں کیوں ہو
(گلزار داغ)

جاں گداز = جان کو پگھلانے والا ، جان گھلانے والا

دل سوز شعلہ خو ، شرر انداز ، جاں گداز
لشکر کش و شکست رسان و ظفر نواز (انیس)

جاں گدازی قہر و عتاب = غصہ اور غضب سے جان کو پگھلا دینا ، ایسا غصہ کرنا جو جان کو پگھلا دے۔

گداختن مصدر پگھلنا ، پگھلانا

جاں گدازی بمعنی جان گھلنا ، جان گھلانا

گلہ نہیں ہے ہمیں اپنی جاں گدازی کا
جگر پہ زخم ہے اس کی زباں درازی کا (امیر)

قہر بمعنی طیش ، غضب ، غصہ ، خشم ، آفت

ہے قہر وہ جو دیکھے نظر بھر کے جن نے میر
برہم کیا جہانِ مژہ دم زدن کے بیچ (میر)

سچ ہے ہجوم شوق بھی ہے قہر اے نسیم
کیا کیا بلائیں سہتے ہیں ہر شب برائے زلف (نسیم)

عتاب بمعنی غصہ ، غضب ، عتاب ، خفگی

سنتے ہیں اس کو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتیں

تبسم اس کے لب پر ایک دن وقت عتاب آیا
اُسی دن سے ہماری زندگی میں انقلاب آیا
(آغا حشر لکھنوی)

جاں گسل = جان کو گھلانے والا ، جان لیوا

گسیختن ، گسلیدن بمعنی توڑنا۔

آفت تھی قہر تھی بُرش تیغ جاں گسل
کرتی تھی شکل کو وہ ہیولیٰ سے منفعل (انیس)

جان و دل ختم رُسُل ۔ آخری رسول (محمدؐ) کے دل وجان

مراد تن من سب کچھ۔

جان و دل دے کے اب اس بُت کو دعا دیتے ہیں
ہم کو توفیق جو دیتا ہے خدا دیتے ہیں
(آغا حشر لکھنوی)

ختم رسل ۔ رسولوں کی رسالت پر مہر لگانے والا ،
آخری رسول خاتم النبیین۔

جاہ = رتبہ ، مرتبہ ، عزت

تیرا جو ہوا بندۂ درگاہ بڑھا
اعزاز بڑھا مال بڑھا جاہ بڑھا (میر)

جائے خندہ = ہنسی کا مقام۔

جبرئیل = فرشتہ کا نام جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو اللہ کا پیام پہونچانے پر مقرر تھے۔ جن کے ذریعہ سے انبیاء کرام پر وحی نازل ہوتی تھی۔ روح القدس ، روح الامین۔

فرمایا حکم خالق کون و مکاں کا ہے
ہٹ جاؤ جبرئیل یہ وقت امتحاں کا ہے
(عشق)

جو اں وہ ہے واں جبرئیل (انیس)
اڑے حشر تک، تو پہنچتا نہیں (انیس)

جذبۂ بے اختیارِ شوق ۔

جذبہ بمعنی کشش ۔ بے اختیار بمعنی بے قابو ۔
شوق بمعنی خواہش ، محبت ، آرزو یعنی جہاں دینے
کے شوق کی کشش سے بے قابو ہو جانا ، آپے میں نہ رہنا ۔

جراحت = زخم ، گھاؤ ۔

ناوک مژگاں سے دل پر وہ جراحت کھائی ہے
چشم سوزن کو بھی جو لے بخیہ گر ملتی نہیں (ذکر)

جراحت پیکاں = زخم پیکاں ۔

جراحت بمعنی زخم ، مجروح ہونا ۔
پیکاں بمعنی تیر کا پھل ، تیر کے آگے کا آہنی حصہ ۔

ناوک مژگاں سے وہ دل پر جراحت کھائی ہے
چشم سوزن کو بھی جو لے بخیہ گر ملتی نہیں (ذکر)

دب کر سینے میں اس رنگ سے پیکاں نکلا
دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارماں نکلا (داغ)

خلش افزا دل دشمن میں جو پیکاں ہوں گے
وہ مرے دل کے نکلے ہوئے ارماں ہوں گے (احتوخ لکھنوی)

جراحتِ دل = زخمِ دل ، دل کا گھاؤ ۔

اتنی جراحتوں پر جیتا ہے سوز صاحب
سینہ ہے یا کہ ترکش دل ہے کہ سنگ خارا (سوز)

جُرعہ خوار = خوشہ چیں ، گھونٹ پینے والے مراد
استفادہ کرنے والے ۔ جرعہ بمعنی گھونٹ ۔

خون دل پیتے ہیں یہ خون جگر کھاتے ہیں
ان کی قسمت میں بھلا جرعۂ صہبا کیسا (داغ)

جرأت آزما = جرأت کو جانچنے والا ، ہمت کا امتحان
کرنے والا ، بہادری اور دلیری کو پرکھنے والا ۔

جرأت بمعنی ہمت ، بہادری ، دلیری ، مردانگی ،
جواں مردی ، شجاعت ۔

کیا کیا نہ جواں مرد ہوئے خلق میں پیدا
لیکن کوئی عباس کی جرأت کو نہ پہونچا (انیس)

جرأت رندانہ = رندوں کی ایسی ہمت ۔

جرأت بمعنی ہمت ، بہادری ، دلیری ۔
رندانہ بمعنی رندوں کی طرح جس طرح رند شراب کے
نشہ میں نتائج سے بے پروا ہو کر جرأت سے اقدام کرتے ہے
اس قسم کی جرأت کو جرأت رندانہ کہیں گے ۔

جرأتِ فریاد = فریاد کرنے کی جرأت ۔

جزوِ اعظم = سب سے بڑا جزو ، لازم ترین اور اہم ترین
جزو ، سب سے بڑا حصہ ۔

دل بے تاب سے ہے پیچ و تاب اے جان گیسو میں
کہ تھا سیماب جیسے جزو اعظم مارِ جادو میں

جسمِ اطہر = پاک جسم ۔

جگر تشنۂ آزار = دکھ اٹھانے کا پیاسا جگر ، جگر جس کو
تکلیف اٹھانے کی تشنگی ہو ، اذیت پسند جگر ۔

جگر تشنۂ ناز = ناز و انداز کا پیاسا جگر ، جگر جو ادا و ناز
کا شائق ہے ۔

جگر گوشہ = جگر کا کونہ، لختِ جگر مجازاً فرزند عزیز۔

غازی پکارا او نجس دم تند و جھول
لیجو نہ منھ سے نام جگر گوشۂ رسول (انیس)

دل و چشم ہے اس سے لبریز نور
کہ وہ ہے جگر گوشۂ کوہ طور (میر حسن)

جگر لخت لخت = جگر جو ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔

جلالی = صفت خداوندا جس میں غضب کا اظہار ہو۔ مراد غیض و غضب۔

چینِ ابرو نے دکھایا الٹی سیفی کا اثر
یار کا نقشِ جمالی بھی جلالی ہوگیا (بحر)

جلوۂ برقِ فنا = فنا کر دینے والی بجلی کا جلوہ، ہلاک کر دینے والی بجلی کی چمک۔

جلوۂ بینش = محبوب، عقل و دانش کو روشن کرنے والا یعنی محبوب حقیقی۔

جلوہ پرداز = جلوہ افروز، جلوہ گر، جلوہ دکھانے والا۔

جلوہ پرداز جوں میں بچوں کو
جوں ہوا کو شراب میں دیکھا (شاہ کمال)

جلوۂ تماشا = جلوہ حسن کا تماشا دکھانے والا۔

جلوۂ تمثال = عکسِ رخ، چہرے کا پرتو، چہرے کا عکس۔

جلوۂ حسنِ غیور = غیرت مند حسن کا جلوہ۔

غیور بمعنی غیرت مند، خود دار۔

مقتل میں کس کے حلق پہ رکھ دی تھی ہائے تیغ
خود کاٹتا تھا اپنا گلا جو غیور تھا (جلال)

جلوہ زار آتشِ دوزخ = دوزخ کی آگ کا جلوہ زار، دوزخ کی آگ کا مخزن۔

جلوۂ گل = سیرِ گل، کھلے ہوئے پھولوں کا مشاہدہ۔

جلوۂ موجِ شراب = شراب کی موج کا جلوہ۔

جلوہ نما = جلوہ افروز، جلوہ فرما۔

خورشید سا تھا جلوہ نما خانۂ زیں پر
گھوڑا دو رکا بہ تھا پہ تھے پاؤں زمیں پر (انیس)

آئینۂ مہ میں یہ کہاں جلوہ نمائی
روشن ہوا دل جس کو وہ صورت نظر آئی (انیس)

ازبسکہ دل اس رشک پری پر جو بندھا ہوں
ہر موسوں مرے رنگ جنوں جلوہ نما ہے (ولی)

جلے پھپھولے پھوڑنا = دل کی بھڑاس نکالنا، دل کا بخار نکالنا، طعن طنز کی باتوں سے دل کا بخار نکالنا۔

جل گیا جب کسی سے بولے ہم
پھوڑتے ہیں جلے پھپھولے ہم (داغ)

جم = جمشید کے نام کا مخفف، عالی شان بادشاہ۔

جمشید ایران کے عظیم الشان بادشاہوں میں سے ہے۔ جشنِ نوروز منعقد کرتا تھا ضحاک نے اس پر قابو پاکر اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔

کی یہ آمد کہ اچھا نہ سبھی ذکر نبرد
کس نے آراستہ کی بزم طرب صورت جم (مرآۃ الغیب)

جمال دل فروز = دل کو منور کرنے والا حسن۔

جمال بمعنی حسن۔ دل فروز بمعنی دل کو فروزاں کرنے والا

دل کو روشن کرنے والا۔

جمال کمال = کمال کا حسن۔

جمالی = منسوب بہ جمال، باری تعالیٰ کی وہ صفت جس میں جلال نہ ہو۔

کیا رسم جمالی نے وہ عمل
شکلِ بلبل ہوئی وہ گل بکل (دشتِ گلزار)

جمجاہ = شہنشاہ جمشید کا مرتبہ رکھنے والا۔

نہ بات منے جام سو جم جاہ دیکھو
پکڑے رہیں سورج کو نبیچ ماہ دیکھو
(قلی قطب شاہ)

جمع وخرچ = آمد وخرچ، آمدنی ومصارف۔ خرچ در اصل خرج ہے۔ غالب کے نزدیک خرچ سے لکھنا غلط تھا۔ نسخۂ رام پور میں جمع وخرج لکھوایا تھا۔

فردِ حساب صرف اس بیاہ کے ہو کم
گو لاکھ جمع وخرج کا ہو دفترِ آسمان (ذوق)

جمعیتِ احباب = دوستوں کی یکجائی، مجمع احباب، دوستوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا۔

ہندوؤں میں ہے ملاپ اسلامیوں میں انقلاب
اُن کی جمعیت بھی دیکھو اِنکی پریشانی بھی دیکھ (بہارستان)

جنبشِ بالِ جبریل = جبریل کے پروں کی حرکت۔

جنبشِ جوہر = جوہر کی حرکت، جوہر کی چمک، بےتابی، بےقراری۔

جنّت نگاہ = نگاہوں کے لیے جنت کا نظارہ، وہ چیز جو آنکھوں کو خوشگوار معلوم ہو۔

جنسِ رُسوائی = چیز، رُسوائی کا سبب بننے والی چیز۔ جنس کی جمع اجناس۔

جنوں جولاں گدائے بے سر وپا = آوارہ بے سروساماں فقیر۔ جنوں جولاں۔ وحشی، آوارہ، دیوانوں کی طرح مارا مارا پھرنے والا۔ بے سروپا۔ بے حقیقت، بے سروسامان۔

جنونِ ساختہ = بناوٹی دیوانگی، مصنوعی جنون۔

جنون علامت = پاگل پن کی نشانی، علامتِ دیوانگی

جنونِ نارسا = عشق نارسا، عشق بے اثر۔ نارسا بمعنی نہ پہنچ سکنے والا، رسائی نہ رکھنے والا۔

جنونِ وتمکین = دیوانگی ودانشمندی۔

جواں مرگ = عالم شباب میں مر جانے والا، جس کو جوانی میں موت آجائے، جوانہ مرگ۔

یوں تو ہے از پے زمانہ مرگ
نہ مرے پر کوئی جوانہ مرگ (شوق)
اُف بلا ہے غم ہجر وجواں مرگ ضیا
موت بے وقت بھی آئی تو غنیمت آئی (ضیا سخن)

جواں میر = جواں مرگ۔

جواہر طرف کلہ = ٹوپی کے گوشے پر ٹکے ہوئے جواہرات۔

جوشِ بادہ = شراب کا ابال۔

جوشِ بہار = بہار کا جوش۔

جوشِ جنونِ عشق = عشق کے جنون کا جوش۔

جوشِ رشک = فراقِ رشک، رشک کی زیادتی۔

جوششِ فصلِ بہاری = فصلِ بہار کا جوش۔

جوشِ قدح = پیالے سے شراب کا ابلنا، گردشِ جام۔

جوشِ گل = پھولوں کا جوش، پھولوں کی بھرمار، پھولوں کی کثرت۔

جوشِ گل بادِ بہاری کے اثر سے اٹھا
بارِ صد بار ہر اک شاخِ شجر سے اٹھا (فنچا آرزو)

یہ جوشِ گل یہ موسمِ باراں یہ رنگ مے
واعظ کی بات کون سنے اس بہار میں (سنگ وخشت)

جوہر = فلسفہ کی اصطلاح کرایہ ہے ذاتِ ممدوح کے جوہر سے۔

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو (بالِ جبریل)

جوہرِ اندیشہ = سوچنے کا جوہر۔

جوہرِ آئینہ = فولادی آئینہ پر قطعی کرتے وقت پڑی ہوئی لکیریں، آئینہ کی لہریں جو چمک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

مرا دل پاک ہے از بس وَلی زنگ کدورت سے
ہوا جیوں جوہرِ آئینہ مخفی پیچ و تاب اس کا (ولی)

جوہرِ آئینۂ زانو = زانو کے آئینہ کے جوہر، زانو پر رکھے ہوئے آئینہ کے جوہر۔

جوہر = فولادی آئینہ میں صیقل کرنے سے جو نیلگوں دھاریاں پڑجاتی ہیں ان کو جوہر کہتے ہیں اور شعراء ان دھاریوں کو غبار سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہ جوہر فولادی تلوار میں بھی پائے جاتے ہیں۔

کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہیں گلے
نقشِ حُب اے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا (آتش)

دل کے آئینہ کو گر کردے گداز
یار اپنی گرمیٔ رخسار سے
جوہر اس سے یوں اٹھا لیں جس طرح
حرف قرطاس غلط بردار سے (ذوق)

جوہرِ آئینۂ سنگ = پتھر کے آئینہ کا جوہر۔

جوہرِ بے داد = ظلم و ستم کے جوہر۔

جوہرِ تیغِ آب دار = دھاردار تلوار کے جوہر، جوہر تلوار کے ان قدرتی نقوش کو کہتے ہیں جس سے تلوار کی خوبی ظاہر ہوتی ہے۔

قتلِ عشاق سے اب نفرت ہے
تیغِ ابرو سے یہ جوہر ہی گیا (گویا)

جوہرِ تیغ کہسار = کہسار کی تلوار کا جوہر، فارسی میں تیغ کوہ پہاڑ کی چوٹی کے معنی میں آتا ہے۔ غالب نے بجائے کوہ کے کہسار کی ترکیب استعمال کی ہے۔ جوہر کا لفظ تیغ کی رعایت سے آیا ہے جو تلوار میں ہوتا ہے۔ تیغ کوہ یعنی بلندی کوہ۔

چوں آہوے چیں شد ز کشتن ستوہ
شکم بر دو بنیاد بر تیغ کوہ (امیر خسرو)

ہشدار گر خراش دلِ سنگ خارا شد
آخر بہ تیغ کوہ سرِ کوہ کن جدا (راجب)

جوہرِ دستِ دعا آئینہ = دستِ دعا کے آئینے کا جوہر۔

جویائے زخمِ کاری = کاری زخم کھانے کی تلاش میں کاری زخم کی جستجو کرنے والا۔

جوئے خوں = خون کی نہر، لہو کا دریا۔

جوئے یعنی جو بمعنی نہر۔

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بے کراں ہے زندگی
(بانگِ درا)

جوئے شیر = دودھ کی نہر، جو بمعنی نہر۔

شیر بمعنی دودھ۔

اشارہ ہے فرہاد کی سخت محنت اور کوشش کی طرف جس نے شیریں کو حاصل کرنے کے لیے پہاڑ کھود کر دودھ کی نہر نکالی تھی۔ فرہاد کو اسی لیے کوہ کن کے لقب سے پکارتے ہیں جس کے معنی ہیں پہاڑ کھودنے والا۔ اردو میں جوئے شیر لانے کا محاورہ سخت مشکل کام کو محنت اور لگن کے ساتھ پورا کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

کوہ کن میں ہوں تو بے شیریں وہ ترک
کم نہیں تلوار جوئے شیر سے
(غالب)

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی
(بانگِ درا)

جہانِ خراب = ملکِ خراب، ویران دنیا۔

خراب ضد ہے آباد کی، مراد دنیا۔

حیراں ہیں جل کے اہلِ عدم سے کہیں گئے کیا
جی بھر کے سیر کی نہ جہانِ خراب کی

جہاں دار کرم شیوہ = شہنشاہ مہربانی کرنا جس کی عادت میں داخل ہے۔ (مراۃ الغیب)

جہاں دار بمعنی دنیا کا مالک یا حاکم۔

کہا اس محبت کے بیمار سے
وہ ملک جنوں کے جہاں دار سے

جیبِ خیال = خیال کی جیب۔

چ

چارہ جوئی = علاج کرنا، علاج کی تدبیر، مداوا کرنا، تدبیر نکالنا۔

تجھے چارہ جوئی سے اب کیا کریں
کہو تم سو دل کا مداوا کریں
(میر)

چارہ سازیٔ وحشت = وحشت کا مداوا، دیوانگی کا علاج۔ چارہ سازی بمعنی علاج، معالجہ، تدبیر۔

یہ وقت کون سا آیا ہے اے خدا مجھ پر
کہ چارہ ساز لرزتے ہیں چارہ سازی سے
(عزیز لکھنوی)

چارۂ غمِ الفت = آزارِ الفت کا مداوا، بیماریٔ عشق کا علاج۔

چراغاں = بہت سے چراغوں کی روشنی۔ چراغاں کرنا بمعنی دیئے جلانا، روشنی کرنا، خوشی کرنا۔

کچھ نہ کچھ گورِ غریباں پر بھی ساماں ہو گیا
چار تارے جو غم سے ٹوٹے چراغاں ہو گیا
(آتش)

چراغانِ سرِ رہ گذرِ باد = وہ چراغ جو ہوا کے راستہ پر رکھے ہوں ، ہوا کے جھونکے سے جلد بجھ جانیوالے چراغ ۔

چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ = پروانے کے دل کے شبستان کی روشنی ۔

چراغاں بمعنی روشنی ، بہت سے چراغوں کا جلنا ۔

شبستاں بمعنی خواب گاہ ، رات گذارنے کی جگہ ۔

چراغاں کرنا = چراغوں کی روشنی کرنا ۔ بکثرت چراغ جلاکر جشن منانا ۔

کچھ نہ کچھ گورِ غریباں پر بھی ساماں ہوگیا
چار تارے چرخ سے ٹوٹے چراغاں ہوگیا (تعشق)

چراغِ خانۂ درویش = فقیر کے گھر کا چراغ ۔

چراغِ رہ گذارِ باد = ہوا کے راستہ پر جلتا ہوا چراغ ، جلد بجھ جانے والا چراغ ۔ ہوا کے تھپیڑے سے خاموش ہو جانے والا چراغ ۔

چراغِ مردہ = بجھا ہوا چراغ ۔

عدو جو لاش پہ آکے نہ رنج ہو پسِ مرگ
چراغ مردہ کرے آپ سے کہاں فریاد (عزیز)

چرانا نگاہ = نظر بچانا ، آنکھ بچانا ، ٹالنا ۔

چرخِ بریں = آسمان ، نواں آسمان ۔

چرخِ کج باز = فلک کج رفتار ، ٹیڑھی چال چلنے والا آسمان ۔

چرخِ کہن = پرانا آسمان ، چونکہ دنیا جب سے بنی ہے آسمان کا وجود ہے اس لیے اس کو چرخِ کہن اور پیرِ فلک کہا جاتا ہے ۔

ظلم کی فریاد کیوں کرتے اگر ہم جانتے
آپ کی تائید پر چرخِ کہن ہو جائیگا (جلیل)

چرخِ مکوکب = ستاروں والا آسمان ۔

مکوکب اس کپڑے کو کہتے ہیں جس پر چاند ستارے بنے ہوئے ہوتے ہیں ۔

چرخِ نیلی فام = نیلے رنگ کا آسمان ۔

چرخ بمعنی آسمان ، پھرنے والا ، چکر لگانے والا ۔

سہ پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زارِ صبح (انیس)

پرانے زمانے میں خیال کیا جاتا تھا ، آسمان زمین کے گرد چکر لگاتے ہیں اس لیے آسمان کو چرخ بمعنی چکر لگانے والے کہتے تھے ۔

ہر گھڑی گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا (غالب)

چشمِ بینا = دیدۂ بینا ، دیکھنے والی آنکھ ۔

چشمِ تنگ = تنگ نظر رکھنے والی آنکھ مراد آنکھ جو وسیع النظر نہ ہو ۔

چشمِ خریدار = خریدار کی آنکھ ۔

چشمِ خوں فشاں = خون بہانے والی آنکھ ۔

چشمِ دلّال = دلّالی کرنے والی آنکھ ۔

دلّال بمعنی سودا کرنے والا ، خریدار اور بیچنے والے کے درمیان واسطہ ۔

میں کہیں یار کہیں اور مری آنکھیں ہیں کہیں
ہے بڑا بایع و دلّال وخریدار میں فرق (اکبر)

چشم روزن = جھروکے کی آنکھ۔

روزن بمعنی جھروکہ، سوراخ، روشن دان۔

ضد سے اپنے روزنِ دیوار کر دیا ہے بند
اُن سے اشبہ جو ہمارے دیدۂ بیدار ہیں
زخم بھی تو مرہمِ زخمِ کہن ہے چارہ گر (ناسخ)
بند تیر یار سے سینے کا روزن ہوگیا (مومن)

چشم سوزن = سوئی کی آنکھ مراد سوئی کا ناکہ۔

چشم فسوں گر = جادوگر آنکھ، چشم فسوں ساز۔

فسوں گر (افسوں گر) بمعنی جادوگر۔

سامری کی نہ چلی نرگس جادو کے حضور
ہر فسوں گر کا ترے سحر نے افسوں باندھا (اکبر)

چشم محروم جمال = آنکھ دیدارِ حسن سے محروم، آنکھیں جمال دوست کے دیدار سے محروم۔

چشم مست ناز = ناز و انداز کے نشے میں سرشار آنکھیں۔

چشم نرگس = نرگس کی ایسی آنکھ،

نرگس ایک پھول ہوتا ہے جو شکل میں آنکھ کے مشابہ ہوتا ہے۔ شعرا آنکھ کو نرگس سے تشبیہ دیتے ہیں اس لفظ کا معرب نرجس ہے۔

چشم نقش قدم = نقش پا کی آنکھ۔

چشم نمائی = تنبیہ، جھڑکی، آنکھیں دکھانا۔

جب میں شروع قصہ کیا آنکھیں کھول دیں
یعنی ہتی مجھ کو چشم نمائی تمام شب (میر)

چشم وا گردیدہ = کھلی ہوئی آنکھ۔

چشم و چراغ صحرا = دشت کا چشم و چراغ، دشت کے لیے روشنی کا سبب۔

چشم و چراغ بمعنی فرزند، آنکھوں کی روشنی کا سبب۔

ایک فرزند یہ رکھے تھا الاغ
سارے گھر کا تھا اُسکے چشم و چراغ (سودا)

چشم ہائے کشادہ = کھلی ہوئی آنکھیں، تاک میں ہونا بحکا

چشمۂ حیواں = چشمۂ آب حیات۔

چل نکلنا = حد سے گذر جانا، بے تکلف ہو جانا، اترا جانا، آگے بڑھ جانا، سبقت لے جانا۔

دل سے کہدو کہ آہِ سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے (آتش)

گر کبھوں بیٹھوں تو فرماتے ہیں ہنس بیٹھے رہو
ساتھ چل نکلوں تو کہتے ہیں کہ چل نکلے ہیں آپ
کٹ گئے لاکھوں گلے اس تیزیٔ رفتار سے (نکہت)
اب تو چل نکلے زیادہ اپنے ہی خنجر سے آپ

چنگ و رباب = چنگ ایک قسم کا باجا جو ستار کی مانند (داغ) ہوتا ہے۔ رباب بھی ایک قسم کا باجا جو شکل سارنگی کے ہوتا ہے۔

خوشی سے پلا مجھ کو ساقی شراب
کوئی دن میں بجتا ہے چنگ و رباب (امیر مینائی)

چودہ منازلِ فلکی = فلک کی چودہ منزلیں یعنی چودھویں کا چاند بننے کے مراحل ، ماہ کامل بننے کی منزلیں۔

چور بننا = ملزم ٹھہرنا ، بدنام ہونا ، ہدف ملامت ہونا۔

میرا چرچا ہوا نہ کس کس میں
میں بنا چور ان کی مجلس میں (داغ)

چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت = تاج و تخت و مسند کی زینت و آرائش۔

چھ ماہی = کسی کے مرنے کے چھ ماہ بعد جو فاتحہ ہوتا ہے اُس کو عُرف عام میں چھ ماہی کہتے ہیں۔

چینِ جبیں = ماتھے کی شکن ، تیوری۔ چیں بمعنی شکن۔

زبس سوتی اٹھی تھی وہ نازنین
پڑی تھی عجب ڈھب سے چینِ جبیں (میر حسن)

چادر نہ گری سر سے نہ چین آئی جبیں پر
دو شکر کے سجدے کیے جھک جھک کے زمیں پر (انیس)

ح

حالِ شہیدانِ گذشتہ = گذرے ہوئے شہیدوں کے حالات۔

حبابِ موجۂ رفتار = چال کی لہر کا بلبلہ۔

حباب بمعنی بلبلہ۔ موجہ بمعنی موج لہر۔
رفتار بمعنی چال۔ رفتار کو موج سے تشبیہ دی گئی ہے۔

حبّذا = کلمہ تحسین و آفریں۔

پڑھ کوئی وہ غزل کہ اعدا بھی
حبذا حبذا کہیں سُن کر (مومن)

حجاب پاس وضع = وضعداری کے لحاظ کی شرم۔

حجرالاسود دیوار حرم = کعبہ شریف کی دیوار میں لگا ہوا سیاہ پتھر۔ حجر بمعنی پتھر۔

اسود بمعنی سیاہ۔ اسود وہ پتھر ہے جس کو بوسہ دیکر کعبہ کے زائرین طواف شروع کرتے ہیں۔

حدِّ وسع = حد امکان ، طاقت کی حد۔

حدیثِ زلفِ عنبر بار = گیسوے عنبر ریز کی گفتگو ، خوشبودار زلفوں کی بات۔

حذر = خوف ، ڈر ، پرہیز ، بچاؤ۔

ظلم کس کس غریب پر نہ کیا
تم نے اس کام سے حذر نہ کیا (داغ)

حرزِ بازوئے شگرفانِ خود آرا = خودنگر معشوقوں کے بازو کا تعویذ۔

حرز بمعنی پناہ کی جگہ ، تعویذ۔

سبطین مصطفٰے کو سمجھتے ہیں جو شنین
شیعو بلیس ہے یہ حرز صغیر و کبیر کا (انیس)

شگرف بمعنی زیبا ، عمدہ ، نیک ، حسین۔
خود آرا بمعنی خود کو سنوارنے والا ، خودنگر۔

حسن بے پروا کو خود بین و خود آرا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ اظہارِ تمنا کر دیا (حسرت موہانی)

حرفِ مکرر = دوبارہ لکھا ہوا حرف ، غلطی سے جو حرف دوبارہ لکھ دیا گیا ہو۔ اگلے زمانے میں لکڑی کی تختی پر جس کو لوح بھی کہتے تھے کھریا مٹی سے کلک کے قلم سے لکھنے کی مشق کرتے تھے۔ اور اگر کوئی حرف بھولے سے دوبارہ

لکھ جاتا تھا تو اس کو ہاتھ سے مٹا دیتے تھے اس دوبارہ لکھے ہوئے حرف کو مکرر کہتے تھے۔

مکرر بمعنی دوبارہ ، باردگر ، پھر۔

سب فوج کے ستھوں پہ جھپٹتے ہیں مکرر
ہاتھ ان کے اڑا دیتے ہیں شانوں سے برابر (تعشق)

حریص لذت آزار = تکلیف اٹھانے کی لذت کا آرزو مند لذت آزار کا بہت زیادہ خواہش مند۔

حریف جوشش دریا = طغیانی کا مدمقابل۔

حریف دمِ افعی = سانپ کی پھنکار کا مقابل ، سانپ کے زہریلے پن کا توڑ۔

حریف بمعنی مقابل ، بدخواہ ، مدمقابل۔

جلے سے حریفوں کے مؤدب نہ ڈرو
کو بڑھتی ہے جب شمع کا سر کٹتا ہے (موہب)

حریف دم عیسیٰ = دم عیسیٰ سے مراد قم باذن اللہ کہہ کر حضرت عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

حریف بمعنی مدمقابل۔

حریف راز محبت = محبت کا رازدار۔

حریف بمعنی ہم پیشہ۔

حریف مطلب مشکل = مشکل مطلب کا حریف ، مشکل مقصد حاصل کرنے کا ہم نوا۔ حریف بمعنی ہم پیشہ ، ہم کار ، دوست ، وہ شخص جو باہم مقابل ہو۔

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افگن عشق
ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد (غالب)

حریفِ مے مرد افگن عشق = مے نوشی عشق میں مقابلہ کے لیے آمادہ ہونے والا۔

حریف بمعنی ہم پیشہ ، ہم کار ، مقابل۔

مرد افگن بمعنی مرد کو پچھاڑ دینے والا ، مرد کو گرا دینے والا

افگندن مصدر ڈالنا ، پھینکنا۔

حسب گردشِ پیمانۂ صفات = پیمانۂ صفات کی گردش کے بموجب ، جام صفات الٰہی کی گردش کے لحاظ سے۔

حسرتِ اظہار = ظاہر کرنے کی آرزو ، تمنائے اظہار۔

حسرت بمعنی افسوس ، تاسف ، شوق ، تمنا۔

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے (ذوق)

بے شک اس دہر سے کد ہے مجھکو
حسرتِ عمر ابد ہے مجھے (مرزا رسوا)

ہوا سے زلف کو جنبش ہوئی ہمیں حسرت
کہ ایک نالہ تو ہم بھی کبھی رسا کرتے
(ناطق لکھنوی)

حسرت پرستِ بالیں = تکیہ پر سر رکھنے کی حسرت میں مبتلا ، بالیں پر سر رکھ کر سونے کی حسرت۔

بالیں بمعنی تکیہ ، سرہانا۔

آئی بالیں پر جو مجھ بیمار کے
خوب روئی موت ڈھاڑیں مار کے (امیر)

حسرت پروانہ = ناکامی پروانہ ، نامرادی پروانہ ۔

حسرتِ تعمیر = گھر تعمیر کرنے کی حسرت ۔

ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ
سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں (غالب)

حسرتِ حاصل = خرمن کی آرزو، پیداوار حاصل کرنے کی آرزو ۔

حسرت سنج ہوں = حسرت زدہ ، حسرت رکھنے والا ، آرزومند ۔

حسرتِ ناز = ناز اٹھانے کی حسرت ۔

حُسن تلافی = خوبصورتی کے ساتھ بدل کرنا ۔

تلافی بمعنی کمی کا پورا کرنا ، تدارک کرنا ، بدلہ کرنا ۔

تغافل سے جو باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی (مومن)

حسن تماشا دوست = نمود و نمائش پسند کرنے والا دوست ۔

حُسنِ خود آرا = خود کو آراستہ کرنے والا حسن ، خود کو سنوارنے والا حسن ۔

حسن بے پروا کو خود بین و خود آرا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ اظہار تمنا کر دیا (حسرت)

حُسنِ طلب = کسی چیز کو اشارے اور کنایہ سے طلب کرنا ، کسی چیز کی اس نیت سے تعریف کرنا کہ وہ اس کو دے دی جائے ۔

حُسنِ ظن = نیک گمان ، اچھا خیال ، خوش خیالی

بھلا حالی اور الفت سے ہو خالی
یہ سب تم صاحبوں کا حسن ظن ہے (حالی)

حُسنِ عمل = نیک کام کرنا ۔

حُسنِ فروغ شمع = شاعری میں شمع کی روشنی کا حسن ، کلام میں شمع کی طرح سوز و گداز کی صفت ۔

حُسن مہ = چاند کی خوبصورتی ، چاند کا حسن ۔

حظِ وصل = لطفِ وصل ، وصل کا مزا ۔

حظ بمعنی لطف ، ذائقہ ، مزا ، انبساط ۔

حظ اٹھاؤ ابھی جوانی کے
کچھ مزے دیکھو زندگانی کے (مومن)

حف نظر = چشم بد دور ، خدا نظر بد سے بچائے ۔

دیکھ کر بولی وہ گل رعنا
حف نظر اپنی ایڑی دیکھ ذرا (قلق)

حق ناشناس = حق نہ پہچاننے والا ، غیر منصف ۔

حق ودیعتِ ناز = امانت ناز کا حق ، مراد خنجر ناز کا حق ، خنجر ناز جو زخم جگر میں بطور امانت رکھا ہوا ہو ۔

حقیقت جاں کاہی مرض = بیماری جاں کاہی کی اصلیت ، مرض کی حقیقت جاں کاہی ۔

جاں کاہی بمعنی روح کو گھلانا ، جان کو تحلیل کرنا ۔

حکایاتِ خوں چکاں = خونی کہانیاں ، حکایات جمع حکایت کی بمعنی کہانی ، قصہ ۔

خوں چکاں بمعنی لہو میں لتھڑا ، خون میں تر ۔

نہ پوچھو وحشیوں سے کیوں گلہ ہے فصد پہ فصد
یہ خوں چکاں ہے حکایت زبان نشتر پر (وزیر)

حکایاتِ صبر گریز پا = جلد چلے جانے والی خبر کی کہانی ۔

حکم ناطق = قطعی حکم ۔

برائے انطفائے آتش و رنج
دیا یہ حکم ناطق بے شش و پنج (مرزا تقی خاں ہوس)

حلقہ بگوش = غلام جس کے کانوں میں غلامی کے حلقے پڑے ہوں، مطیع، فرمانبردار۔

طاعت میں اک عمر سے خانہ بدوش ہوں
تم سے کماکشوں کی میں حلقہ بگوش ہوں (آتش)

دستور تھا کہ غلام کے کانوں میں سوراخ کر کے ان کے کانوں میں سونے یا چاندی کے بالے بطور شناخت ڈالے جاتے تھے۔

بندۂ حلقہ بگوش ار نہ نوازی برود
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش (سعدی شیرازی)

حلقۂ بیرون در = دروازے کے باہر کی زنجیر کی کڑی، دروازے کے باہر کا حلقہ، بحرِ در۔

حلقۂ صد کام نہنگ = سیکڑوں مگرمچھوں کے منہ کا حلقہ۔

حلقۂ گرداب = بھنور کا حلقہ، بھنور کا دائرہ۔

حلقہ ہائے زلف = زلف کے حلقے۔

حمّام = غسلخانہ، گرم پانی سے نہانے کا غسلخانہ حمّام کہلاتا ہے۔ حم بمعنی گرم پانی، پانی گرم کرنا۔

بیگم یہ ٹھنڈی سانسیں بھرتی کس کے واسطے
خس خانے سے سوا جو یہ حمّام ہو گیا (جان صاحب)

حمایتِ عہد = حامی زمانہ۔

حمزہ = حضرت حمزہ رسول اکرمؐ کے چچا کا اسم گرامی۔ داستان امیر حمزہ نامی کتاب مشہور ہے جس میں خلافِ حقیقت واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

حنائے پائے خزاں = خزاں کے پاؤں کی مہندی۔ چونکہ بہار آنے پر رنگین پھول کثرت سے کھل جاتے ہیں اس رعایت سے بہار کو خزاں کے پاؤں کی مہندی کہا ہے۔

حُوت = بڑی مچھلی۔ آسمان کا بارہواں برج۔

تھے بحر خوں میں غرق جسد سب مثال حُوت
تھا خون ذوالفقار علیِ ولی کا قوت
ذنب تھا سنبلہ میں حوت میں راس
اسی سے ہو بخیر انجام تھی آس
(الف لیلیٰ) (مرزا تقی خاں ہوس)

حوران خلد = بہشت کی حوریں۔

حور بمعنی جنت کی حسین و جمیل عورتیں جن کی آنکھوں کی پتلیاں اور بال بہت سیاہ اور گھنے ہوں گے اور جو جنتیوں کے ساتھ بیاہ دی جائیں گی۔

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
تو ہے یکتا کوئی ثانی نہیں حقا تیرا (رند)

حوصلۂ فضل = فضل و کرم کا حوصلہ، حیرت آباد تمنا۔

حیرت نقش پا = پاؤں کے نشان کا تحیر، حیرانی نقش قدم۔

حیف = افسوس، ظلم، ستم۔

کھیل لڑکوں کا سمجھے تھے محبت کے تئیں
ہے بڑا حیف ہمیں اپنی ہی نادانی کا (میر)

خ

خاتمِ جمشید = جمشید کی انگوٹھی، خاتم معنی انگوٹھی، مہر۔
جمشید۔ قدیم ایران کے ایک مشہور بادشاہ کا نام۔
شیخ سعدی شیرازی نے گلستاں کے باب ہشتم میں بیان کیا ہے۔
سب سے پہلے جمشید نے اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی غالباً اس
سے مراد جمشید اعظم حضرت سلیمان علیہ السلام ہے۔

خاتمِ دست سلیماں = سلیمان کے ہاتھ کی انگوٹھی۔
خاتم سلیماں۔ حضرت سلیماں علیہ السلام کی انگوٹھی جس پر
اسم اعظم کھدا ہوا تھا اور اسکے اثر سے تمام مخلوقات آپ کی مطیع
کردی گئی تھی۔

گرچہ شیریں دہناں پادشہانند ولے
او سلیمان زماں است کہ خاتم با اوست (حافظ شیرازی)

خاتم دست سلیماں میرے ہاتھ آئی ہے آج
پوچھتی ہے آنے کو وہ غیرت بلقیس دن (رشک)

خارِ بیاباں = بیاباں کا کانٹا۔
خار صحرا۔ جنگل کا کانٹا۔

خارج آداب و تمکین = وقار و تمکیں کے آداب سے بالکل خارج
ہوجانا، بے ادبی کا مرتکب ہونا۔

خارِ کسوتِ فانوس = فانوس کے لباس کا کانٹا۔
فانوس بمعنی گول، شیشے کا ڈھکن جس کے اندر شمع جلایا جاتا ہے
تاکہ ہوا سے بجھ نہ جائے، چمڑے کی شکل کا باریک کپڑے سے منڈھا
ہوا چراغدان، برقی قندیل۔
کسوت بمعنی لباس، پوشاک۔

انوار نے وہ کسوت نقش و نگار دی
سلمے کی آسماں نے ولائی اتار دی (جوش ملیح آبادی)

خار خارِ الم حسرتِ دیدار = شوقِ دیدار کے غم کی خلش،
آرزوئے دید کے غم کے کانٹے۔

خاطر جمع = مطمئن، تسکین، اطمینان۔

باغباں اپنے گل و میوہ سے رکھو خاطر جمع
ہیں تو مشتاق چمن میں ہوں چمن آرائی کا (ناسخ)

خاقان = بادشاہ، چین کے بادشاہ کا لقب مراد بادشاہ،
سلطان۔

اٹھا خاقانِ چین بہر عبادت
رہا معروفِ طاعت حسبِ عادت (مرزا تقی خاں ہوس)

خاک = مٹی، راکھ، گرد، دھول، غبار۔

گل ہے کہ خاک رنگ نہیں جس میں بو نہیں
دل ہے کہ سنگ جس میں کوئی آرزو نہیں (مشتاق)

خاک سے کیوں اجتناب ایسا
ایک دن غیر خاک خاک نہیں (ناسخ)

خاک انداز = جس میں کوڑا کرکٹ ڈالا جائے۔
انداختن مصدر۔ ڈالنا، پھینکنا، وہ برتن جس میں خاک
ڈالی جائے جس کو انگریزی میں (Dust bean)
کہتے ہیں، وہ ظرف جس سے چولھے کی راکھ نکالی جائے، قلعہ
کی دیوار کا سوراخ جس سے کوڑا کرکٹ پھینکا جائے۔

خاک بہ فرقِ تمکین = خودداری کے سر پر خاک مراد ذلت و
خواری۔

خاک بہ فرق، بمعنی خاک بہ سر مراد محتاج ۔

آوارہ ، آفت زدہ ، ماتم زدہ ۔

در مزارے کہ منم خفتہ چو ماتم زدگاں
غم واندوہ فشانند بسر خاک آنجا
ہمہ سو خاک سیہ بر نہند
ازاں بہ کجا خاک بر سر نہند (فردوسی)

خاکِ دشتِ مجنوں = مجنوں کے صحرا کی خاک جس صحرا میں مجنوں دشت نوردی کرتا تھا اس کی خاک ۔

خاکِ صحرائے نجف = صحرائے نجف کی خاک، نجف عراق کا ایک شہر جہاں حضرت علی مدفون ہیں ۔

خال = تل، سیاہ تل جو جسم پر پڑتا ہے ۔

خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ
کیا ان دنوں زحل کا ستارہ بلند ہے (آتش)

خالِ کنجِ دہن = دہن کے کنارے کا تل ۔

خال بمعنی تل ، کنج بمعنی کنارہ ، دہن بمعنی منھ ۔

خالِ مشکیں رخِ دل کشِ لیلا = لیلا کے خوبصورت اور دل کش چہرہ کا مشک کی طرح سیاہ تل ۔

خالی زادا = اولے خالی ۔

خامہ = قلم ۔

ضبط کروں میں کب تک آہ
چل رے خامہ بسم اللہ

خامۂ خونچکاں = خون ٹپکتا ہوا قلم ۔

چکیدن مصدر ٹپکنا ۔ قلم جس سے بجائے روشنائی کے خون ٹپکے ۔

نہ پوچھو وحشیوں سے کیوں کھلی ہے فصد فصد
یہ خونچکاں ہے حکایت زبانِ نشتر پر (وزیر)

خامۂ مانی = مانی کا قلم

مانی ایک مشہور مصور کا نام ہے جو بابل میں پیدا ہوا تھا اس نے روم اور چین کے مصوروں سے نقاشی سیکھی تھی ۔ اور شاہ پور بادشاہ کے زمانے میں ایران آگیا تھا اس نے زردشت اور مسیحیت کی آمیزش سے ایک نیا دین بھی ایجاد کیا تھا ۔

خامۂ ہذیاں تحریر = فضول باتیں لکھنے والا قلم ۔

خامۂ مژگاں = پلکوں کا قلم ، پلکوں کا برش ۔

خانہ آرائی = مکان کو آراستہ کرنا ۔

آراستن (آرائیدن) مصدر سنوارنا ، سجانا ، سنورنا ، سجنا ۔

خانۂ آئینہ = آئینہ میں ، آئینہ کے اندر ، آئینہ کے گھر میں ۔

خانہ زاد = غلام ، کسی کے گھر میں پیدا ہونے والا غلام زادہ ، مراد قدیم ۔

خانہ زادانِ دل حریف ہوئے
درد و غم کی سپاہ نے مارا (رشک)

خانۂ زادِ زلف = زلف کے حلقوں میں پلے بڑھے ہیں ۔

خانہ زاد بمعنی گھر میں پیدا ہوا ، غلام ، بندہ ۔

خانماں خراب = جس کا گھر اجڑ گیا ہو ، خانہ خراب ، تباہ حال ، برباد ۔

اے خانماں خراب ہے تیرا ابھی گھر کہیں (نور اللغات)

خانہ ویراں سازیِ حیرت = حیرت کا گھر اجاڑنا ۔

حیرت کا خانہ ویراں کر دینا ۔

خانۂ مجنونِ صحرا گرد = بیابان میں پھرنے والے مجنوں کا مکان ، مجنوں کا مسکن ، مراد صحرا ۔

خانۂ مکتب = مکھنے کی جگہ، وہ جگہ جہاں لکھنے پڑھنے کا کام کیا جائے۔

خانہ ویرانی = گھر کا ویران ہونا، گھر کی بربادی، گھر کی تباہی، گھر کا اجڑنا، خانہ خرابی، خانہ بربادی۔

خجالت = شرمندگی، انفعال، خجل ہونا، حیا، ندامت۔

کوئی قطرہ عرق کا گر ترے رخسار پر دیکھا
چمن میں کیا خجالت موتیے کا پھول کھینچے گا (ظفر)

زر استی نہ بود شاخہائے بے بر را
خجالتے کہ من از قامتِ دوتا دارم (صائب)

خُجستہ = مبارک، میمون۔

خجلت تقصیر = قصور کرنے میں پس و پیش کرنا، قصور کرنے سے شرمانا، گناہ کرنے سے پرہیز کرنا۔

خجلت بمعنی خجالت، شرمندگی۔

یہ جلد بڑھ گئی وہ جھجھک کے سمٹ گئی
دیکھا جو غرقِ خوں اسے خجلت سے کٹ گئی (عشق)

خداساز بات = خداداد بات، من جانب اللہ، اللہ کی دین۔

خداساز بمعنی خدا کا بنایا ہوا۔

ایک قرآن ہے اور دوسرا اعجاز ہوں میں
وہ خدا کا ہے کلام اور خداساز ہوں میں (رشید لکھنوی)

خداوندِ بندہ پرور = بندوں کی پرورش کرنے والا بادشاہ۔

خداوند نعمت = نعمتوں کا مالک۔

ولی نعمت۔ نعمت عطا کرنے والے خداوند بمعنی صاحب، مالک، آقا۔

خرابات = شراب خانہ، میکدہ، خمار خانہ، جہاں جوے اور شراب کا شغل ہوتا ہو۔

نکلیں گے خانقاہ سے جس وقت پھر کے ہم
ہوں گے رند ہوں گے خرابات ہوئیگی (ظفر)

خرابِ بادۂ الفت = صہبائے محبت کا متوالا۔

خراب بمعنی برباد، ویران، مست، مدہوش، ضائع، اکارت، آوارہ، پریشان۔

؎ جو اٹھا مست اٹھا خراب اٹھا (حسرت موہانی)

تیری آنکھیں نہ پھر سکا ہم سے جو لے رشکِ قمر
نہ پھر لائے ہمیں یوں گردشِ ایام خراب (اسیر)

خرقہ = گدڑی، پیوند لگا ہوا لباس، فقرا کا لباس، درویشوں کا لباس۔

شیخ جو ہے مسجد میں ننگا رات کو تھا میخانے میں
جُبّہ، خرقہ، کرتہ، ٹوپی مستی میں انعام کیا (میر تقی میر)

خریدارِ ذوقِ خواری = ذوقِ رسوائی کا گاہک۔

ذوقِ رسوائی بمعنی بدنامی کا شوق۔

خریدارِ متاعِ جلوہ = حسن نمائی کا خواہش مند، جلوے کے اظہار کا خواستگار۔

خس بدنداں = دانتوں میں تنکا دبانا فارسی محاورہ ہے خس بدہن گرفتن بمعنی نہایت عجز ظاہر کرنا۔ صاحب فرہنگ آنند راج نے لکھا ہے کہ محمد قلی سلیم نے خس بدنداں گرفتن اسی معنی میں استعمال کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ہندی محاورہ ہے۔

خِسّت = بخل، کنجوسی، بخیلی۔

خستگی = تھکن، تکان، کسل مندی۔

ہے خستگی سفر کی نہ کچھ کام کیجئے

خستہ بمعنی شکستہ، خراب، بدحال، پریشان حال۔

خستہ تھے اٹھا کے جو تعب سو گئے شبیر
پائین لحد آخر شب سو گئے شبیر (عشق)

کیا کروں شرح خستہ جانی کی
میں نے مر مر کے زندگانی کی (میر)

خستہ تن = تھکا ہوا جسم، بیمار بدن۔ خستہ بمعنی تھکا ماندہ، بیمار۔

خستہ نوازی = غریب نوازی، بندہ نوازی، خستہ حال کی خبرگیری۔

خسِ جوہر = مراد خس جوہر آئینہ، جوہرِ آئینہ فولادی آئینہ میں ایک لمبا سا سبزی مائل خط ہوتا ہے جو آئینہ کا جوہر کہلاتا ہے۔ خس بمعنی گھاس (سبزہ کی رعایت سے جوہر کہا ہے)

خس خانہ = ٹھنڈک پہونچانے کے لئے خس کی خوشبودار گھاس کے پردوں یا ٹٹیوں سے گھرا ہوا مکان۔

خسرو = خسرو پرویز پسر ہرمز شاہ ایران شیریں کا عاشق جس کی داستان خسرو شیریں نظامی گنجوی نے نظم کی ہے۔

مراد بادشاہ۔

خسروِ آفاق = بادشاہِ عالم۔

خسروِ انجم = ستاروں کا بادشاہ مراد آفتاب۔

خسروانہ شکوہ = شاہانہ دبدبہ، شاہانہ شان و شوکت۔

خسروِ روز = دن کا بادشاہ۔

خسروِ شیریں سخن = شیریں کلام بادشاہ، شاہِ شیریں کلام۔

خس و خاشاک = کوڑا کرکٹ۔

سخن پہ نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز
خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحاں نہ ہوا (سحر)

خشتِ خُمِ صہبا = شراب کا مٹکا رکھنے کی اینٹ۔

خشت بمعنی اینٹ۔

ہر ذرہ مُفسّرِ تجلّی
ہر خشت نظیرِ دستِ موسیٰ (مولانا سبط حسن فلوآ)

خضر = ایک پیغمبر کا نام ہے جن کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے آبِ حیات پی کر زندگیٔ دوام حاصل کی۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بھولے بھٹکوں کو راستہ بتاتے ہیں۔

حضرت خضر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ جہاں بیٹھتے تھے وہاں سبزہ نمودار ہو جاتا تھا، اور جس جگہ سے گذرتے تھے وہ جگہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتی تھی اسی وجہ سے خضر آپ کا لقب پڑ گیا۔ عربی میں خضر کے معنی سبز اور سبزہ کے ہیں۔ قرآن کی سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جن بزرگ سے علم و حکمت سیکھنے کا ذکر ہے مفسرین نے ان کا نام خضر لکھا ہے۔

خضرِ سلطاں = بہادر شاہ ظفر آخری بادشاہ سلطنتِ مغلیہ کے فرزند کا نام۔

خضر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پیغمبر تھے جس کی حضرت موسیٰ

سے ملاقات ہوئی تھی ان کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے آبِ حیات نوش فرمایا تھا اور وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے قرآن کی سورہ کہف میں حضرت موسیٰ کا جن بزرگ سے مجمع البحرین میں ملاقات کرنے کا ذکر ہے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ وہ حضرت خضر تھے جنھوں نے حضرت موسیٰ کو علم و حکمت کی باتیں بتائی تھی یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ہمیشہ زندہ رہیں گے اور وہ راستہ بھولنے والوں کو راستہ بتائیں گے۔

عمرِ خضر سے اس کی زیادہ ہو زندگی
ڈھونڈے جو یار کی زلفِ دراز کا (آتش)

اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ سے ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے (ذوق)

خطِ ایاغ = خطِ پیمانہ، خطِ جام۔

خطِ پرکار = پرکار سے کھنچا ہوا خط پرکار وہ اوزار جس سے دائرہ کھینچا جاتا ہے۔

میری گردش کو دیکھ کر پرکار
چال ہی اپنی بھول جاتی ہے (ناصر)

خطِ پرکار بمعنی وہ سبزہ خط جس سے عیاری جھلکتی ہو۔

سادہ پُرکار ہیں خوباں غالب
ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں (غالب)

خطِ پشتِ لبِ بام = پشت لبِ بام کا ایک خط۔ چھت پر اُگے ہوئے سبزے کی ایک لکیر۔

خطِ پیالہ = بمعنی خطِ پیمانہ شراب کے پیالہ پر شراب ناپنے کی لکیر۔

یارب اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی
جادۂ راہِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل (ڈاکٹر اقبال)

خطِ جام = شراب کے پیالے کی لکیر شراب کے پیمانہ پر شراب ناپنے کے لیے جو سیدھی لکیر بنی ہوتی ہے اس کو خطِ پیمانہ یا خطِ جام کہتے ہیں۔

یارب اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی
جادۂ راہِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل (اقبال)

خطِ رخسارِ دوست = دوست کے عارض پر آیا ہوا سبزہ

خط = نیا سبزہ جو آغازِ شباب پر رخساروں کے گرد ظاہر ہوتا ہے۔

عارض و خط کے یہ اشارے ہیں
یہ حسین و حسن کے پیارے ہیں (حقی)

حسن تھا اُس کا عجب عالم فریب
خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا (میر)

خطِ ساغرِ راقم = اس منقبت کے راقم (یعنی غالب) کے ساغر کا خط۔

راقم بمعنی رقم کرنے والا، تحریر کرنے والا۔ خط بمعنی تحریر، لکیر۔

خطِ لوحِ ازل = وہ لازوال تختی جس پر اللہ تعالیٰ نے ازل کے دن جب کائنات کی تخلیق عمل میں آئی تھی۔ انسانوں کے تمام افعال جو ان سے سرزد ہونے والے تھے شروع سے آخر تک لکھ دیئے گئے اور اسی پر عمل ہو رہا ہے۔

خطِ نوخیز = رخسار پر نئے اُگے ہوئے سبزی مائل رُوئیں۔

خطیب = خطبہ دینے والا، مقرر، خطابت کرنے والا، جمعہ اور عیدین کی نماز میں جو شخص خطبہ دیتا ہے اس

کو بھی خطیب کہتے ہیں۔

خفائیؔ = مخفی، غیر ظاہر، غیر معروف، فارسی کے ایک شاعر کا تخلص۔

خفقانی = مرض خفقان میں مبتلا۔

اختلاج قلب۔ دل کی دھڑکن، ڈرپوک، گھبرائے ہوئے، وحشت زدہ۔

آج تنہا خفقانی سے ہیں گھر میں پھرتے
کل کے جو وصل کے عالم ہیں نظر میں پھرتے (ذوقؔ)

خلد سے آدم کا نکلنا = حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا، سب سے پہلا انسان جس کو خدا نے پیدا کیا ان کا نام آدم تھا جو مسجود ملائک بھی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی زوجہ حوّا کے ساتھ جنت میں رہیں مگر ایک خاص درخت کے قریب نہ جائیں لیکن حضرت آدم شیطان کے بہکانے میں آگئے اور اس شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا جس سے ان پر ان کی ستر ظاہر ہو گئی جب حضرت آدم کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے توبہ و استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کر کے ان کے قصور کو معاف کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ جنت سے نکل کر دنیا میں جا کر رہیں۔ اسرائیلی روایات کے بموجب حضرت آدم نے شجر ممنوعہ کا پھل اپنی زوجہ حضرت حوّا کے ورغلانے کی وجہ سے کھایا تھا۔

خلشِ خار = کانٹے کی کھٹک۔

خلشِ غمزۂ خوں ریز = خون بہانے والے غمزے کی خلش۔ خلش بمعنی چبھن، کھٹک

کم نہیں کاوشِ مژگاں سے خلش خاروں کی
جادۂ صحرا میں نہیں باڑھ ہے تلواروں کی (برقؔ)

غمزہ بمعنی ناز، نخرہ، معشوقانہ ادا۔

خلوت کدۂ غنچۂ باغ = باغ کے خلوت کدہ میں جہاں موسم بہار کی آمد سے کلیاں کھلی ہوئی ہوں۔

خلقِ حسد قماش = ایسی مخلوق جس کی سرشت میں حسد ہے، حسد شعار لوگ۔

خمارِ تشنہ کامی = پیاس کے نشہ کا اتار۔

خمار بمعنی نشہ کا اتار، تشنہ، پیاسا، تشنہ کامی، پیاس سے تالو کا خشک ہونا۔ کام بمعنی تالو۔

خمار بمعنی نشہ کا اتار۔

شکست پائی ہے توبہ کی طرح اس نے بھی
ہمارے پاس جو لے کے شو خمار آیا (ناسخؔ)

خمارِ شوقِ ساقی = ساقی کی آمد کے انتظار کے نشہ کا اتار۔

خمِ حلقۂ زنّار = جنیو کے حلقہ کا خم۔

خم بمعنی جھکاؤ، جھکنا۔

زنّار بمعنی جنیو ایک سوت کا تاگا جو عام طور پر اعلیٰ ذات کے ہندو پہنتے ہیں۔

لیکن یہ مقام وہ ہے ممتاز
خم ہے جسے دیکھ کر سرافراز
(مولانا سبط حسن فاطرؔ)

رندانِ عشق چھٹ گئے مذہب کی قید سے
کنٹھا رہا گلے میں نہ زنار رہ گیا (رند)

بے خود یہ تیری راہ میں تھے شیخ و برہمن
تسبیح گر پڑی کہیں زنار گر پڑی (رشک)

خمِ دستِ نوازش = کرم فرمائی کے ہاتھوں کا خم۔
دستِ التفات کا جھکاؤ گلے میں باہیں ڈالنے کو خمِ دست نوازش کہا ہے۔

خمیازۂ سیلاب = موجِ سیلاب، سیلاب کی انگڑائی۔

خمیازہ کھینچے ہے = انگڑائی لیتا ہے۔
خمیازہ کھینچنا بمعنی رنج اٹھانا، پشیماں ہونا، افسوس کرنا۔

رعشۂ پیری ہے وہ جوشِ جوانی کے عوض
اپنی بدمستی کا خمیازہ نہ کیوں کر کھینچیے (آتش)

خمیازہ ہوں ساحل کا = کنارے کے نشے کے اتار کی جمائی۔
نشے کے اتار کے وقت شرابی جمائیاں اور انگڑائیاں لیتا ہے اس کو خمیازہ کہتے ہیں۔ ساحل کے ٹیڑھے پن کو انگڑائی سے تشبیہ دی گئی ہے۔
خمیازہ بمعنی انگڑائی، مکافات، تکلیف، پشیمانی۔

جوڑے کا معانقہ طرب خیز
خمیازۂ قوس بہت انگیز (مولانا سید حسن ناطق)

خنجر آزما = خنجر کے وار کو آزمانا مراد قتل کرنے کے لیے خنجر استعمال کرنا۔
خنجر بمعنی کٹار — ایک قسم کا چھرا۔

عاشق کا کام تیغِ نگہ سے تمام ہے
خنجر نہ باندھیے مری گردن کے واسطے (رشک)

خندۂ احباب = دوستوں کی ہنسی، دوستوں کا مسخرہ اڑانا، دوستوں کا ہنسنے میں دانت نکالنا۔

خندہ ہائے بیجا = بے محل ہنسی، بغیر سمجھے بوجھے بے موقع ہنسی۔ پھولوں کی ہنسی کو پھولوں کا ہنسنا کہا ہے۔ چونکہ پھولوں کی ہنسی بغیر سمجھے بوجھے ہوتی ہے اس لیے پھولوں کے کھلنے کو خندہ ہائے بے جا کہا ہے۔

خندۂ دنداں نما = ایسی ہنسی جس میں دانت دکھائی دیں مراد ہنسنا۔

خندۂ زیرِ لب = مسکرانا، زیرِ لب ہنسنا، تبسم زیرِ لب، کھل کر نہ ہنسنا۔

خندۂ قاتل = قاتل کی ہنسی، خندۂ معشوق۔
خندہ بمعنی ہنسی، خندیدن مصدر ہنسنا۔

خندۂ گل = پھولوں کے چٹکنے کی آواز، پھولوں کا کھلنا۔

صدائے خندۂ گل سن کے یاد آتا ہے
تمہارا خندۂ بے اختیار باتوں میں (امیر)

خندہ ہائے گل = پھولوں کی ہنسی۔

بلبل کے کاروبار پہ ہے خندہ ہائے گل
کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا (غالب)

خو = عادت، خصلت، سرشت۔

ہنسی کو روک نہ ظالم مرے جنازے پر
مجھے گلہ نہیں ظالم یہی ہے خو تیری (تعشق)

خوابِ خوش = خوابِ شیریں، میٹھی نیند

خوابِ زلیخا = زلیخا کا خوابِ عشق۔

زلیخا عزیزِ مصر کی بیوی تھی جو حضرت یوسفؑ پر عاشق ہو گئی تھی حضرت یوسف حضرت یعقوب کے بیٹے تھے جنھوں نے خواب میں گیارہ ستارے اور آفتاب و ماہتاب کو اپنی بارگاہ میں سجدے کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

من از آں حسنِ روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را (حافظ)

خوابِ سنگین = گہری نیند، خوابِ گراں۔

خوابِ گل = پھول کا خواب، پھول کی نیند، سکوتِ گل۔

خوبانِ دل آزار = دل کو دکھانے والے حسین، حسینانِ دل آزار۔

خوبیٔ اوضاعِ ابنائے زماں = دنیا والوں کی وضع کی خوبی، اہلِ دنیا کی وضعداری کے محاسن۔

اوضاع جمع وضع بمعنی طور، طریقہ۔

ابنا جمع ابن کی ابنائے زماں بمعنی اہلِ جہاں۔

خوبیٔ ہوا = ہوا کی خوبی، ہوا کی اچھائی، ہوا کی موافقت۔

خود آرا = خود کو سنوارنے والا، خود پرست۔

حسنِ بے پروا کو خود بین و خود آرا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ اظہارِ تمنا کر دیا (حسرت موہانی)

خود آرائی = خود کو آراستہ کرنا، بناؤ سنوار، سنگار، آرائش، سجنا۔

آنکھ جھپکائی جہاں حسن خود آرائی نے
جھک کے اک سجدہ کیا چشمِ تماشائی نے (عزیز لکھنوی)

خود بیں = خود نگر، خوددار، بات کا پکا، اپنے وقار کو ملحوظ رکھنے والے۔

شش جہت آئینۂ حیرت بنے میرے لیے
کر دیا خود بیں کسی کی خود نمائی نے مجھے (عزیز لکھنوی)

حسنِ بے پروا کو خود بین و خود آرا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ اظہارِ تمنا کر دیا (حسرت موہانی)

خودداریٔ ساحل = ساحل کا رکھ رکھاؤ۔

خودداری بمعنی خود کو لیے دیے رکھنا، رکھ رکھاؤ۔

ع۔ امتحاں ہے ترے ایثار کا خودداری کا (اقبال)

خورشیدِ جہاں تاب = دنیا کو روشن کرنے والا سورج۔

تاب بمعنی گرمی، روشنی، چمک، برداشت۔

تافتن (تابیدن) مصدر چمکنا۔

ع۔ پیشانیاں خورشیدِ جہاں تاب کے مانند (انیس)

خور و خواب = کھانا اور سونا۔

چھوٹے گا وطن لطفِ خور و خواب نہ ہوگا
کل رات کو اس گھر میں یہ مہتاب نہ ہوگا (انیس)

خوشا = بہت اچھا، بہت خوب۔

خوشا بخت وہ آ کے دیں رنج ہم کو
نہ پوچھے کوئی شادمانی ہماری (جلال)

خوشامد طلب = خوشامد پسند کرنے والا، خوشامد چاہنے والا، چاپلوسی سے خوش ہونے والا۔

خوش لہجہ ایانِ چمن = چمن میں شیریں نوائی کرنے والے طیور

دربار شاہی میں شعر سنانے والے شعرا۔ چمن مراد دربار شاہی۔

خوف بد آموزی عدو = رقیب کے بدگمان کرنے کا ڈر۔ بدآموزی بمعنی بری باتیں سکھانا، خیالات خراب کرنا، الٹی پلٹی پڑھانا۔ عدو بمعنی دشمن مراد رقیب۔

خون جگر = جگر کا خون۔

چند اشعار یہ تب نظم ہوئے دقت سے
کھایا مشتاق نے جب خون جگر ساری رات (مشتاق)

خونچکاں = لہو بھرا، خون میں تر۔

نہ پوچھو وحشیوں سے کیوں کھلی ہے فصد پہ فصد
یہ خونچکاں ہے حکایت زبان نشتر پر (وزیر)

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خونچکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے (غالب)

خونچکاں کفن = خون میں ڈوبا ہوا کفن، کفن جس سے خون ٹپک رہا ہو۔ چکیدن مصدر ٹپکنا چکاں بمعنی ٹپکتا ہوا۔

خوں شدہ کش مکش حسرت دیدار = جس کا حسرت دیدار کی کشمکش میں خون ہو گیا ہو۔

خوں غلطیدہ = خوں شدہ، خون میں لوٹ پوٹ۔ (خوں غلطیدہ) غلطیدہ بمعنی لوٹتا ہوا، بھرا ہوا، لوٹ پوٹ۔

غلطیدہ فصل گل کی گھٹا چشم ناز میں
روداد شب تموج زلف دراز میں

خون گرم دہقاں = کسان کا گرم خون۔ (جوش ملیح آبادی)

دہقاں بمعنی دیہہ کا رہنے والا۔ دیہاتی، کسان۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو (اقبال)

خوں گشتہ = خوں شدہ جس کا خون ہو گیا ہو۔

خونناب = خون ملا ہوا پانی، پانی ملا ہوا خون۔

عشق میں یہ اثر گریہ خوناب ہوا
اشک شبنم سے چمن اور بھی شاداب ہوا (ناطق لکھنوی)

خون ناب = خون کے آنسو، پانی اور لہو ملا ہوا۔

خونابہ فشانی = خالص خون کا چھڑکنا، خالص خون بہانا۔

خون ہے دل = دل غمگین ہے، دل رنجیدہ ہے۔

خوئے سوال = مانگنے کی عادت، سوال کرنے کی عادت، خو بمعنی عادت۔

خیابان خیاباں = خیاباں کی کثرت روش روش خیاباں بمعنی پھولوں کی کیاری، باغ کے بیچ کا راستہ۔

خیال حسن = صاحب حسن کا تصور، مراد معشوق کا تصور۔

خیال طرۂ لیلا = لیلیٰ کی زلفوں کی آرائش کا خیال کرنا۔ لیلیٰ کے طرہ کا تصور کرنا۔

خیر باد = رخصتی کلمہ دعائیہ، خدا حافظ، مع السلام فی امان اللہ، رخصت کرنا، رخصت ہونا، خیریت سے رہو۔

واسطہ ان سے ہے نہ ہے دل سے
ہم نے دونوں کو خیر باد کہی (اختر مینائی)

د

دادوستد = لین دین، حساب کتاب۔

دادن مصدر دینا، ستاندن مصدر لینا

دارا = ایک مشہور بادشاہ پسر داراب بادشاہ کیانی جو بارہ سال کی عمر میں بادشاہ ہوا اسکندر داراب کے دوسرے بیٹے سکندر سے اس کی جنگ ہوئی جس میں ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ دارا کے مقتول ہونے کے بعد سکندر اس کی جگہ بادشاہ ہوا۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے (امیرؔ)

داراب = پسر بہمن ایران کا ایک مشہور بادشاہ اس کی ماں نے تخت و تاج پر قبضہ کرنے کی غرض سے جب وہ پیدا ہوا تو اس کو ایک صندوق میں رکھ کر اور اس صندوق میں بہت سے جواہرات بھر کر دریا میں ڈلوا دیا۔ ایک دھوبی نے صندوق کو نکال کر بچہ کو پالا۔ داراب بڑا ہو کر بہت بہادر اور شہسوار نکلا۔ جوان ہونے کے بعد جب اسکو اپنی اصلیت معلوم ہوئی تو اس نے گھوڑا اور اسلحہ خرید کر زمیندار کی خدمت اختیار کرلی۔ اتفاق سے رومیوں نے حملہ کر کے اس زمیندار کو ہلاک کر دیا اور جنگ چھیڑ دی اس جنگ میں داراب نے بڑی بہادری دکھائی اور ملکۂ ایران کی توجہ اور عنایت کا مستحق ہوا جو اصل میں اس کی ماں تھی۔ جب ملکۂ ایران کو داراب کی اصلیت معلوم ہوئی تو عذر و معذرت کے بعد اس کو ایران کے تخت پر بٹھلایا۔ داراب کی شادی قیصر روم کی لڑکی سے ہوئی چونکہ اس عورت کے منہ سے بدبو آتی تھی اسلیے اس سے آسودہ ہو کر باپ کے پاس بھجوا دیا اور اس سے جو لڑکا پیدا ہوا اس کا نام سکندر پڑا جو فرزند قیصر روم کہلایا۔

دار و رسن = سولی اور رسی۔

دار و رسن کنایہ ہے حسین بن منصور حلاج کے سولی دیے جانے کی طرف۔ اس کا شمار بزرگ صوفیا اور اولیا اللہ میں ہوتا ہے اس کو انا الحق کہنے کے جرم میں عباسی خلیفۂ وقت کی ایما سے وزیر حامد بن عباس کے حکم سے دار پر کھینچ کر سولی دے دی گئی۔

قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل
التجائے ارنی سرخیٔ افسانۂ دل (اقبالؔ)

ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں
یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

داغِ پلنگ = چیتے کا داغ، چیتے کی کھال کا سیاہ دھبہ پلنگ معنی چیتا جو ایک درندہ ہے اس کی پیٹھ پر خوشنما داغ ہوتے ہیں۔

لڑنے کو ترائی میں پلنگ آتا ہے دوڑو
دریائے شجاعت کا نہنگ آتا ہے روکو (انیسؔ)

داغِ تمنائے نشاط = شادمانی کی آرزو نہ ہونے کا داغ۔

داغِ حسرت ہستی = زندہ رہنے کی آرزو کا داغ۔

داغِ دلِ بے درد = اس دل کا داغ جس میں درد نہ ہو، بے درد والے دل کا داغ۔

داغِ ساماں = داغ جس کا سر و سامان ہو۔

سرمایۂ داغ۔ داغ جس کی پونجی ہو۔

داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا = شیدائی عاشق کے جگر کا داغ۔

داغِ طعنِ بد عہدی = وعدہ خلافی کے طعنوں کا دھبہ۔

داغِ عیوبِ برہنگی = ننگے ہونے کے عیب کا دھبہ، عیوب عیب کی جمع ہے بمعنی برائی، خرابی، النقص، برہنگی ننگا پن، عریاں ہونا، بغیر لباس کے ہونا، داغ بمعنی دھبہ۔

داغِ فراقِ صحبتِ شب = رات کی محفل کی جدائی کا داغ، بزمِ شب کی جدائی کا زخم۔

داغِ مہ = چاند کا داغ۔

داغِ ناتمامی = ناتمام رہنے کا داغ، ناکامی کا داغ، ناتمامی کا صدمہ۔

داغِ نہاں = پوشیدہ داغ۔

داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل = سمندر اور دریائے نیل کی پیشانی پر داغ لگانے والا۔

داغ نہ بمعنی داغ لگانے والا۔

ناصیہ بمعنی پیشانی۔

قلزم بمعنی سمندر، دریا۔

دال = دلالت کرنے والا، دلیل۔

حال ہے ہر ایک کا وضعِ مصاحب سے عیاں
دال حیدر کی تواضع پر ہے خم تلوار کا (فرحی)

دامانِ باغباں = باغباں کا دامن مراد پھولوں سے بھرا ہوا۔

دامانِ خیالِ یار = معشوق کے تصور کا دامن۔

دامِ تمنا = تمنا کا جال، آرزو کا جال۔

دامِ خیال = خیال کا جال۔

دامِ شنیدن =

دام بمعنی جال۔

شنیدن بمعنی سننا سننے کا جال بچھانا یعنی غور سے اور توجہ سے سن کر سمجھنے کی کوشش کرنا۔

دام گاہ = جال بچھانے کی جگہ مراد محفلِ عیش۔

دائم الحبس = حبس دوام، عمر قید، ہمیشہ کی قید۔

دبستان = مدرسہ مراد دبستان جہاں ادب سکھایا جائے، مکتب۔

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں (غالب)

دجلہ = عراق کے ایک دریا کا نام ہے جو بغداد سے ہو کر بہتا ہے مراد دریا۔

ہزار دجلہ کشیدم و تشنگی باقی است
حرارت دل ازیں آب آتشیں ننشست (باقر کاشی)

درِ آئینہ = آئینہ کا دروازہ۔

درازدستیِ قاتل = قاتل کی دور تک دسترس، قاتل کی زبردستی، قاتل کا ظلم۔ درازدستی بمعنی بے انصافی۔ ظلم و زیادتی۔

مطلق پتہ ملا نہ گریبانِ صبح کا
کیسی درازدستیِ شب ہائے تار ہے (شعور)

در پردہ = پردے کی آڑ میں، پردے میں چھپ کر۔

پس پردہ۔ خفیہ، پوشیدہ طور سے اشارے کنائے سے،
درحقیقت۔

کسی کی دار پردہ شکایت ہے اثر
تم نے کیوں شکوۂ افلاک کیا (اثر لکھنوی)

درپۓ دیوار و در = دیوار اور دروازے کی گھاتیں۔
درپے بمعنی تعاقب میں ہونا، پیچھے پڑنا۔

میرے ہم پیشہ ہیں درپے مرے نقصانوں کے
کچھ نہیں پاتے تو مضمون چرا لیتے ہیں (رشک)

درخزینۂ راز = راز کے خزانہ کا دروازہ،
پوشیدہ خزانہ کا دروازہ۔

درخور = لائق، قابل، سزاوار، موافق۔

رزق تو درخور خواہش ہے پہنچا سبکو
مور کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر (ذوق)

جاتا ہوں داغ حسرت ہستی لیے ہوے
ہوں شمع کشتہ درخور محفل نہیں رہا (غالب)

درخور عرض = لائق اظہار، ظاہر کرنے کے قابل۔

درخور عقد گہر = موتیوں کی لڑی کے قابل۔

درخور قہر و غضب = لائق عتاب، سزاوار غیض و غضب۔
درخور بمعنی لائق، سزاوار، قابل، موافق، مطابق۔

جاتا ہوں داغ حسرت ہستی لیے ہوے
ہوں شمع کشتہ درخور محفل نہیں رہا (غالب)

رزق تو درخور خواہش ہے پہنچا سبکو
مور کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر (ذوق)

درخور محفل = محفل کے قابل۔
درخور بمعنی لائق، سزاوار، موافق۔

رزق تو درخور خواہش ہے پہنچا سبکو
مور کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر (ذوق)

دردِ اثر بانگ حزیں = درد ناک غمگین آواز۔
درد اثر بمعنی درد کا اثر رکھنے والی۔
بانگ حزیں بمعنی غمگین آواز۔

درد تمہید = درد و الم سے آغاز، درد سے شروعات۔

دُردِ تہِ جام = شراب کے پیالہ کی تہ میں بیٹھی ہوئی تلچھٹ۔
درد جام ، درد بمعنی تلچھٹ۔

ساقیا درد سے صاف نہیں بیٹھ گئی
شربتی ڈاک تھی یہ زیر نگیں بیٹھ گئی (امیر)

درد مند سینہ فگار = غمگین سینہ زخمی رکھنے والا۔

دُردِ یک ساغر غفلت = غفلت کے ایک جام کی تلچھٹ۔

درس دفتر امکاں = درس کائنات۔
درس بمعنی سبق۔

درس عنوان تماشا = دیدار کی تمہید کا سبق مراد تماشا۔
درس بمعنی سبق۔ عنوان بمعنی تمہید، خاص ڈھنگ۔

بھیجے تھے خط پہلے وہ جس عنوان سے
اب تو اک مدت سے وہ عنوان گلہ آرا ہے (ظفر)

تماشا بمعنی دید، نظارہ، بازیچہ، کھیل، کرتب۔

اے خوشا گوش جو سنتے ہیں کہانی میری
اے خوشا چشم جو کرتی ہے تماشا تیرا (امیر)

ع تماشا بن گئے خود ہی تماشا دیکھنے والے (مشہور)

در گنجینہ گوہر = موتیوں کے خزانہ کا دروازہ، مراد محفل شاعرہ شلاہنہ۔

گوہر بمعنی موتی۔ گنجینہ بمعنی خزانہ۔

درماندگی = مصیبت، پریشانی، واماندگی۔

دُرِ معنی = معنی کے موتی۔

درنگ = دیر، وقفہ، سستی، تاخیر۔

گیا ہے بھول مری بے قراریاں قاصد
درنگ اس نے جو خط کے جواب میں کی ہے (ظفر)

دروازۂ خاور = مشرق کا دروازہ۔

در ہوائے یک نگہ گرم = نگاہِ الفت کی تمنا میں۔

ہوا بمعنی خواہش۔ نگہ گرم بمعنی محبت آمیز نظر۔

دریا آشنا = دریا کی وسعت۔

آشنا بمعنی واقف کار، پیراک، دوست، شریک حال۔

حالت بد میں نہیں کوئی کسی کا آشنا
کوچ کر جاتا ہے پیش از مردن بیمار خواب (آتش)

زورق آل نبی کے واسطے لنگر بنا
بحر توحید خدا کا آشنا پیدا ہوا (ناسخ)

دریائے بیتابی = دریائے اضطراب، بے قراری کا دریا۔

دریائے معاصی = گناہوں کا دریا معصیت کی جمع بمعنی گناہ، خطا۔

دریغ = افسوس، حسرت، غم، تامل۔

گردوں نشیں ہو خاک نشیں اے فلک دریغ (مومن)

دریغا = ہائے افسوس، آہ۔

دریغا کہ عہد جوانی گذشت
جوانی مگو زندگانی گذشت (سعدی)

دست تہِ سنگ آمدہ = پتھر کے نیچے آیا ہوا ہاتھ، مجبور و ناچار۔

دستگاہِ تمام = مہارت، کامل دستگاہ۔

دست گاہِ دیدۂ خونبار = چشم خوں فشاں کا کمال

دست گاہ بمعنی قدرت، مرتبہ، رسائی، مہارت، کمال، قدرت، مقدرت۔

یہ ضعف اب ہے کہ چلنا گراں ہے قدموں کو
سبک روی میں کبھی انکو دستگاہیں تھیں (امیر)

افطار صوم کی کچھ اگر دست گاہ ہو
اس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے (غالب)

دست مرہون حنا = مہندی کے ممنون منت ہاتھ یعنی ہاتھوں کی سرخی کا مہندی کا رہین منت ہونا۔

دست و جبیں = ہاتھ اور جبیں۔

دشت کا شیرازہ = شیرازہ صحرا میں شیرازہ بندش کو کہتے ہیں جس سے کتاب کے ورق تتر بتر ہونے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ دشت بمعنی صحرا جنگل۔

دشمن ایمان و آگہی = غارت گر عقل و ایمان فہم اور دین کا دشمن۔

دشمن کام = دشمن کی مقصد برآری کرنے والا۔

دشمن کے باب میں = رقیب کے بارے میں۔
رقیب کے متعلق، رقیب کی بابت دشمن بمعنی رقیب۔
باب میں بمعنی بارے متعلق۔

کب تک در امید پہ افتادہ جان دوں
ارشاد کچھ تو کیجیے بندے کے باب میں (رقؔی)

دشنہ = خنجر، کٹاری۔

دشنہ گردن سے خفا ہوتا تھا
سنگ بھی سر سے جدا ہوتا تھا (مومنؔ)

دشنۂ غمزہ = غمزہ کا خنجر، ناز و انداز کا خنجر۔
دشنہ بمعنی چھوٹا خنجر، کٹاری۔

دُشنہ گردن سے خفا ہوتا تھا
سنگ بھی سر سے جدا ہوتا تھا (مومنؔ)

غمزہ بمعنی چشم و ابرو اشارہ

دُشنۂ مژگاں = پلکوں کی کٹاری۔
دُشنہ بمعنی کٹاری۔

اس شاہ حسن نے کچھ مژگاں پھری ہوئی ہیں
غمزے نے دو دغلا یا شاید سپاہ کو بھی (میرؔ)

دُشنہ و خنجر = خنجر و کٹاری۔

دشواریٔ رہ = راستہ کی دقتیں، راستہ کی دشواریاں۔

دعوائے گرفتاریٔ الفت = اسیر محبت ہونے کا دعویٰ۔

دعوت مژگاں = مژگاں کو تیر چلانے کی دعوت دینا۔

دعویٔ وارستگی = آزادی کا دعویٰ، دعویٰ خود مختاری،
مطلق العنانی کا دعا۔

دفتر مدح جہاں داور = بادشاہ عالم کی مدح داور مخفف
ہے دادور کا بمعنی انصاف کرنے والا۔
حاکم، عادل، خدا کا نام۔

بچائے پردہ نشینوں کو قید سے داور
چھنے نہ سر سے کسی بے گناہ کی چادر (عشقؔ)

دفع پیکان قضا = تیر قضا کو دفع کرنا، موت کے تیر سے بچنا۔

دفینہ گہرہائے راز = راز کے موتیوں کا دفینہ۔
دفینہ پوشیدہ جو زمین میں دفن کر کے چھپا دیا گیا ہو۔

دکان متاع نظر = حسن نظر کی دکان۔
متاع بمعنی پونجی، سامان، اسباب تجارت، اثاثہ۔
(یہ لفظ دہلی میں مؤنث اور لکھنؤ میں مذکر بولا جاتا ہے)

بلا غارت گری آتی ہے ظالم تیرے غمزے کو
متاع صبر و طاقت سب مری اک پل میں غارت کی (ظفرؔ)

کی گہر ریزی ہمارے آبلوں نے ٹوٹ کر
تھا متاع عمر جو وقف بیاباں ہو گیا (شمیمؔ لکھنوی)

دل آزردہ = دل غمگیں، دل غمزدہ۔
رنجیدہ دل، دکھا ہوا دل۔
آزردہ بمعنی رنجیدہ، خفا، ناراض۔

یار آزردہ ہے آتش آسماں ہے برخلاف
کون سنتا ہے ہماری آہ و زاری اندنوں (آتشؔ)

دل آزردگاں = دل دکھے لوگ، دل شکستہ، وہ لوگ جن
کے دل غمگین ہوں، رنجیدہ دل رکھنے والے۔ آزردہ کا جمع
آزردہ دل لوگ۔

آزردہ دل کو حرف پہ لانے کا لطف کیا
کرتی ہے خوں چکاں مرے لب سے گزار بات (میر)

دل آشفتگاں = پریشان دل، پریشان خاطر، مراد عاشق۔
آشفتہ بمعنی پریشان ۔

جمع ہیں کس قدر آشفتہ خدا خیر کرے
اس کی ہر ہر شکنِ زلف میں اک اک دل ہے (داغ)

دلِ اُلفت نسب = الفت سے نسبت رکھنے والا دل۔

دل بہ دل پیوستہ = دل سے دل ملنا۔
پیوستن مصدر ملنا ملانا، جوڑنا۔

دلِ بے دست افتادہ = بے دست و پا کے پڑا ہوا دل، دل مجبور، دل ناچار، دل جس کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے ہوں۔

دلِ بے ہوائے گُل = گل کی آرزو کے بغیر دل
ہوا بمعنی خواہش، آرزو، تمنا، محبت، عشق۔

عاشق کے سر کے ساتھ ہے سودائے کوئے یار
مومن نہ تھا وہ جس کو ہوائے جناں نہ تھی (آتش)

پھر تیری ہوا کا دم بھرا تو
جی کو ہوا بتائیں گے ہم (مومن)

دل پذیر = دل پسند، دل کو لبھانے والی۔

زباں تا بود در جہاں جائے گیر
ثنائے محمد بود دل پذیر (سعدی)

آہو شکار و تیر کماں دار و شیر گیر
ہشیار و خوش نگاہ و سخن سنج و دل پذیر (انیس)

دل پروانہ چراغاں = پروانوں کے دل مثل چراغاں روشن ہیں۔

دل حسرت پرست = حسرتوں کی پرستش کرنے والا، وہ دل جسے حسرتوں سے عشق ہو۔

دل حسرت زدہ = حسرت و ارمان کا مارا ہوا دل۔

دل حق شناس = حق پہچاننے والا دل۔

دل دردمند = دل غمخوار، ہمدرد دل، شریک غم، دل غمگیں، ملول دل۔

مایوس ہر طرف سے دل دردمند ہے
دو بھر مجھے بھی یار کو بھی ناپسند ہے (جلال)

دل شوریدہ = پریشان دل، دیوانہ۔
شوریدن مصدر شور کرنا، برہم ہونا، جھگڑنا۔

دل فریبیٔ انداز نقش پا = نقش قدم کے ناز و انداز کی دلکشی، دل کو فریب دینے والا، دل کو سنبھالنے والا۔

طبقے زمیں کے ہوں کہ ورق آسمان کے
قدرت کے دل فریب رسالوں کو دیکھئے (عزیز لکھنوی)

دل کشا = دل کو کھولنے والا، دل کو خوش کرنے والا۔ کھلا ہوا، وسیع، کشادہ دل، شگفتہ۔

کس کو صیاد ہے ہوائے چمن
ہے قفس باغِ دل کشا میرا (اسیر)

دل گداختہ = پگھلا ہوا دل، دل جو رنج و الم سے پگھلا ہوا ہو، دل دردمند۔

دل محیط گریہ = دل گریہ سے گھرا ہوا، دل آنسوؤں میں ڈوبا ہوا۔

دل میں اتر جانا = دلنشیں ہو جانا، دل میں سما جانا۔

سر چڑھا کر یہ بڑھایا ہے مگر تو نے

چوٹی کھلتے ہی اتر جاتے ہیں گیسو دلیں (راسخ عظیم آبادی)

دل ناعاقبت اندیش = انجام کو نہ سوچنے والا دل۔

دل وابستہ = دل پابند، دل مبتلا، دل مقید۔

دل ودست شنا = تیرنے کی طاقت اور حوصلہ۔

شنا بمعنی تیراکی، ڈنڈکی ورزش۔

یعنی ایسے ہاتھ جس میں تیرنے کی طاقت ہو اور ایسا

دل جس میں تیرنے کا حوصلہ ہو۔

دل ہر قطرہ = ہر قطرہ کا دل۔

دلیل سحر = صبح ہونے کا ثبوت، دلیل بمعنی ثبوت، حجت۔

ہے جہاں صنعت صانع پہ دلیل

آیۃ اللہ ہے یہ بے تاویل (مرزا رسوا)

دماغ آہوے دشت تتار = تاتار کے جنگل کے ہرن

کا دماغ (جن ہرنوں کے نافے سے مشک نکلتا ہے وہ

زیادہ تر تاتار میں پائے جاتے ہیں)

تاتار ترکستان میں ایک مقام (تاتار کا مخفف تتار)

سرکش نامورانِ حلب و مصر و تتار

مجھ سے لڑنے کا تصور نہیں کرتے زنہار (حمید عظیم آبادی)

دماغ عجز = عجز کا دماغ، مرتبۂ عجز۔

دماغ عطر پیراہن = لباس کی خوشبو کی برداشت۔

دماغ نہیں بمعنی برداشت نہیں۔ پیراہن بمعنی لباس۔

پیراہن صد چاک کفن ہووے گا اس کا

سر نیزے پہ اور خاک پہ تن ہووے اس کا (انیس)

دماغ نفرین = لعنت ملامت کرنے کا حوصلہ، برا بھلا

کہنے کی ہمت۔

نفرین بمعنی ملامت، پھٹکار، لعنت۔

بسکہ نازک ہو گئی حالت دل بیتاب کی

اب اٹھا سکتا نہیں نفریں عزیز احباب کی (مصحفی)

دماغ نہ ہونا = ناپسند ہونا، گوارا نہ ہونا، برداشت نہ ہو

سکنا، تاب نہ ہونا۔

دم ذکر = ذکر کے وقت، یاد کرتے وقت۔

دم بمعنی وقت، لمحہ۔

دم بس یہ کس کے خوف سے ہم پی گئے آنسو

کہ ہر زخم جگر سے خون کا دریا نکل آیا (مومن)

دم سرد = ٹھنڈی سانس، ٹھنڈی آہ۔

دم بمعنی سانس، نفس، جان۔

خوش ہوں کہ الم رہے ہمیشہ تازہ

دم لے لوں کہ دم رہے ہمیشہ تازہ

ہنس بول لیا کرتا ہوں گلے سے

تا لذت غم رہے ہمیشہ تازہ (ناطق لکھنوی)

محشر ابھی بپا ہو دم سرد اگر بھروں (راسخ عظیم آبادی)

دم سماع = سماع کے وقت۔

سماع بمعنی سننا مراد راگ سننا، گیت سننا، گانا سننا۔

متناسب جو ہوں لحن والقاع

اس سے حاصل ہو مجھے ذوق سماع (مرزا رسوا)

دم = بمعنی سانس، دھار، شمشیر کا دم کے معنی تلوار،

کی دھار یا تلوار کی جان۔

دم بلبل اسیر کا تن سے نکل گیا
جھونکا نسیم کا جو نہی سن سے نکل گیا (ناسخ)

دواخانۂ ازل = ازل کا دواخانہ۔

دوامِ کلفتِ خاطر = مستقل دل کا ملال ، دوام ، ہمیشہ ، ہمیشگی ، مدام۔

یوں ہی سمجھو دوام خلقت کا
محض بہتان ہے قیامت کا (ناسخ)

دوچار = مقابل ، سامنا ، ملاقات۔

عازم کوئے گل عذار ہوئے
جا کے اس شوخ سے دوچار ہوئے (مرزا سودا)

دُودِ چراغ = چراغ کا دھواں۔

دود بمعنی دھواں ، بھاپ ، دُخان۔

میرے مزار پر جو پڑا پاؤں غیر کا
جلئے غبار خاک سے دودِ جگر اٹھا (اسیر)

دُودِ چراغِ کشتہ = بجھے ہوئے چراغ کا دھواں۔

دود بمعنی دھواں - چراغ کشتہ بمعنی بجھا ہوا چراغ۔

دُودِ چراغِ محفل = محفل میں جلنے والے چراغ کا دھواں۔

دود بمعنی دھواں۔

دُودِ شعلۂ آواز = آواز کے شعلہ کا دھواں۔

دودِ شمعِ کشتہ = بجھی ہوئی شمع کا دھواں۔

بجھی ہوئی شمع کا دھواں ہوں اور اپنے مرکز پہ جا رہا ہوں
کہ دل کی ہستی تو مٹ چکی ہے اب اپنی ہستی مٹا رہا ہوں
(ناطق لکھنوی)

دورِ قدح = دورِ جام ، گردشِ پیمانہ ، مراد شراب کا دور۔ ٹھہر ٹھہر کرکے نوشی کرنا۔

دوستدارِ دشمن = رقیب کا بھلا چاہنے والا ، رقیب کو دوست رکھنے والا ، دشمن کا خیر خواہ۔

دوش = کاندھا ، مونڈھا۔

تیرے کوچے سے بڑھے گا نہ جنازہ میرا
بعد مردن نہ دیا تو نے اگر دوش مجھے (انشا)

ع دہی سر و بال ہے دوش پر جو کبھی تھا زانوئے یار پر (فانی بدایونی)

دوش بمعنی گذری ہوئی رات۔

فکرِ فردا نہ کروں محوِ غمِ دوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں (اقبال)

دوشِ پیمبر = دوشِ نبی ، رسول کا کاندھا ، فتح مکہ کے بعد حضرت علی نے رسول اللہ کے دوش مبارک پر کھڑے ہو کر ان بتوں کو توڑا جو کفار مکہ نے کعبہ میں نصب کر رکھے تھے۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

دو عالم کا فشار = دونوں عالم کو بھینچ لینا ، دونوں عالم کو سخت گرفت میں لے لینا ، دونوں عالم کے غم بھول جانا۔

فشار بمعنی بھینچنا ، نچوڑنا۔

شد از فشار گردوں موئے سفید و سر زد
شیرے کہ خوردہ بودم در روزگار طفلی (صائب)

کسی کو میں نے دبوچا کنار میں نہ کبھی
ہوا ہے گور میں کس واسطے فشار مجھے (ناسخ)

دردِ دل افشردن = دل میں دانت گڑا دینا ، دانتوں

کو دل میں پیوست کر دینا۔

افشردن مصدر نچوڑنا، گڑونا۔

دنداں بہ دل چگونہ فشارم کہ می شود
لب باز کردنت پر پروانہ بوسہ ما (صائب)

دہانِ زخم = زخم کا منھ، لبِ زخم۔

دہان بمعنی سوراخ، منھ، دہن۔

یار سے رہتی ہیں باتیں پر نظر آتا نہیں
دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہاں ہو جائیگا (وزیر)

دھول دھپا = دھینگا مشتی۔

دی = گذرا ہوا کل، دی روز۔

دے = ایک فارسی مہینے کا نام۔

یہ شمسی سال کے دسویں مہینہ کا نام ہے یا بہت زیادہ کڑاکے کے جاڑے پڑنے کا مہینہ ہوتا ہے۔

اٹھ گیا بہمن و دے کا چمنستاں سے عمل
تیغ اردی نے کیا ملک خزاں مستاصل (سودا)

دیداں = دود کی جمع الجمع بمعنی کیڑے۔

دنداں۔ دانت۔

بعض شارحین نے دیداں کے بجائے دنداں پڑھا ہے۔

دیدۂ اختر = ستاروں کی آنکھ۔

دیدۂ بے خواب = نہ سو سکنے والی آنکھ، ایسی آنکھ جس میں نیند نہ ہو۔

دیدۂ بینا = دیکھنے والی آنکھ

گر گزیند سرمہ بر خاکِ درش مژگاں چو باز
چنگل انداز د بزاغ دیدۂ بینائے من (عرفی)

دیدۂ پُر خوں = خون سے بھری ہوئی آنکھیں، چشم خوں آلود۔

دیدۂ خونبار = خون رونے والی آنکھیں۔ وہ آنکھ جس سے خون کے آنسو نکلیں۔

خوں بار بمعنی خون برسانا، خون کی بارش کرنا۔

دیدۂ خوں نابہ فشاں = خون چھڑکنے والی آنکھیں۔

ایسی آنکھیں جو خون روئیں۔ خوں ناب۔ خون کے آنسو، خون اور پانی ملا ہوا، اشک خونیں۔

خوننابہ یوں بہانہ مری چشم سے کبھو (میر)

فارسی میں خوننابہ استعمال ہوتا ہے۔

دیدۂ عبرت نگاہ = عبرت کی نگاہ سے دیکھنے والی آنکھ نصیحت حاصل کرنے کی نظر رکھنے والی آنکھ۔

دیدۂ نخچیر = صحرائی جانور کی آنکھیں، شکار کی آنکھیں۔

مرتا ہوں یوں کہ بستۂ فتراک کیوں نہیں
میں ہوں وہی کہ تم جسے نخچیر کر چکے (انور)

دیدۂ یعقوب = یعقوب کی آنکھ، حضرت یعقوب ایک پیغمبر تھے جو حضرت اسحٰق کے فرزند تھے ان کا دوسرا نام اسرائیل تھا۔ ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ ہی کے فرزند تھے جن کی جدائی میں حضرت یعقوب کہا جاتا ہے اس قدر روئے تھے کہ ان کی آنکھوں کی سیاہی بہ گئی تھی اور صرف سفیدی باقی رہ گئی تھی اور روتے روتے آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں۔

دیوارجُو = دیوار کا ڈھونڈنے والا

دیوانِ بے شیرازہ = ایسا دیوان جس کا ورق ورق منتشر ہو۔

ڈ

ڈوبی ہوئی اسامی = زمین کا کاشتکار جس سے لگان وصول ہونے کی امید باقی نہ رہے۔

ڈوب جانا بمعنی واجب الادا رقم کے وصول ہونے کی امید باقی نہ رہنا۔ روپیہ ضایع ہوجانا، رقم کا ہاتھ سے جاتا رہنا نقصان ہوجانا۔

اسامی بمعنی کاشتکار، آدمی شخص، گاہک، مالدار۔

پڑتی ہے رہروِ الفت پہ نہیں ان کی نگاہ
ڈھونڈتا کوئی اسامی ہے وہ رہزن لوبھی (ظفر)

ذ

ذوالجلالی = صاحب جلال ہونا۔

ذوالجلال ۔ یہ نام اسمار الٰہی میں سے ہے۔ خدائے تعالیٰ جو بزرگی اور عزت والا ہے۔

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ
مظہرِ ذوالجلال والاکرام (غالب)

ذوقِ آرائشِ سر و دستار = مراد لباس فاخرہ پہننے کا شوق۔ ذوق بمعنی شوق، دلچسپی۔

شوق تھا ان کو علم و حکمت سے
ذوق کب نکتہ ہائے فطرت سے (نالۂ رسوا)

ذوقِ اسیری = گرفتار ہونے کا شوق۔

ذوق بمعنی دلچسپی۔

چار دن سے نہیں یہ شوقِ سخن
بچپنے سے مجھے ہے ذوقِ سخن (مرزا رسوا)

ذوقِ تماشا = شوق تماشا، شوق دیدار، دیدار کی تمنا۔

کچھ نہ کچھ تو مرے تڑپانے کا منشا ہوگا
شوق عبرت نہ سہی ذوق تماشا ہوگا (ناسخ لکھنوی)

امید نہیں ان سے ملاقات کی ہر چند
آنکھوں سے مگر ذوق تماشا نہیں جاتا (جرأت)

ذوقِ تن آسانی = آرام طلبی کا شوق۔

ذوق بمعنی شوق تن آسانی بمعنی راحت و آرام جسمانی۔

دیا دلوا دیا دینے کی راہیں اس نے بتلادیں
کمیٹی کی کہ ہو محتاج لوگوں کی تن آسانی (اقبال)

ذوقِ خامہ فرسا = لکھنے کا شوق۔

خامہ بمعنی قلم۔

(فرسودن (فرسائیدن) گھسنا، پرانا ہونا۔

ذوقِ خواری = ذوقِ آوارگی، ذوقِ رسوائی۔

ذوقِ دشت نوردی = صحرانوردی کا شوق جنگل جنگل پھرنے کا شوق۔

ذوقِ صدائے چنگ = باجوں کی آواز کا شوق۔

ذوقِ غفلتِ ساقی = ساقی کے غافل ہوجانے کا شوق ساقی کی غافل ہوجانے کی عادت۔

ذوقِ کاوشِ ناخن = ناخن کی کاوش کے ذوق۔

ناخنوں سے زخم کھجایا جائے تو خون بھی نکلتا ہے اور زخم۔

کی سوزش بڑھ جاتی ہے۔

ذوقِ گرفتاریِ ہم = غم میں مبتلا ہونے کی آرزو۔

ذوقِ گرفتاری بمعنی ذوقِ اسیری۔

ہم بمعنی آنے والی مصیبت کا غم، اندوہ۔

ذوقِ معاصی۔ گناہوں کا شوق، ذوقِ گناہ، ذوق بمعنی خواہش، شوق، لذت، نشاط، مزہ۔

معاصی جمع معصیت کی بمعنی گناہ، قصور۔

ذوقِ نظارۂ جمال = دیدارِ حسن کا شوق۔

ذوقِ نظر = شوقِ نظر، شوقِ دیدار، ذوقِ نظر بازی۔

ذوقِ وصل = ملاقات کرنے کا شوق، ملنے کی خواہش۔

ذوقِ نوائے مرغِ بستانی = باغ کے پرند کی فریاد سننے کا شوق۔ مرغِ بستانی سے مراد بلبل ہے جو چمن میں نالہ کرتا ہے۔

ر

رابطۂ خوفِ عظیم = باعثِ خوف، عظیم ہیبت کا سبب۔

رابطہ بمعنی تعلق، میل، قرابت۔

زن و شو میں اخلاص باہم ہوا
اس آشفتہ سے رابطہ کم ہوا (میر)

رابطۂ قربِ کلیم = حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے تقرب کا تعلق۔

رابطہ بمعنی ربط ضبط، راہ و رسم۔

ہر اک سے رابطہ اس نے بڑھایا
کمالِ خلق سے سب کو لبھایا (تسلیم لکھنوی)

رازِ مکتوب = خط کا مضمون، خط کا بھید۔

رازہائے سینہ گداز = سینہ پگھلا دینے والا راز۔

گداختن مصدر پگھلنا، پگھلانا۔

راز بمعنی بھید، پوشیدہ بات۔

نالے اب کرتا ہوں جب دل کا پتا ملتا نہیں
چپ رہوں کیوں خود نقاب اپنی الٹ دی راز نے (ثاقب لکھنوی)

راہِ خوابیدہ = سوتے راستے، راہ دور دراز، سنسان راہیں۔

در بدست آوردن زلفش مرا تقصیر نیست
ایں راہِ خوابیدہ کہ تہ می کند شبگیر را (صائب)

راہِ سخن = گفتگو کرنے کا راستہ، ہمکلام ہونے کی راہ۔

رایتِ لشکر = فوج کا علم، فوج کا جھنڈا۔

رایت بمعنی لشکر کا علم، جھنڈا۔

ہو مبارک تا صدی سال چتر و سلطنت
سایہ افگن سر پہ ہو رایت علم بردار کا (انجم)

ربُّ النّاس = انسانوں کا رب بمعنی اللہ تعالیٰ۔

رب بمعنی پالنے والا، خدا۔

یارب چمنِ نظم کو گلزارِ ارم کر
اے ابرِ کرم خشک زراعت پہ کرم کر (انیس)

رب ہمارا غیب داں ہے یہ کراماً کاتبین
رات دن تحریر کیا کرتے ہیں اہلِ دوش پر (داغ)

ربطِ نہانی = خفیہ تعلق، پوشیدہ تعلق۔

ربط بمعنی تعلق، بندش، لگاؤ، علاقہ۔

ربط باہم سلسلہ جنبانِ کیفیت ہوا
دیکھ کر دامن مجھے آیا گریباں کا خیال (مؤلف)

نہانی بمعنی پنہاں، پوشیدہ مخفی۔

ہاں سوزِ غم ہائے نہانی دیکھتے جاؤ
بھڑک اٹھی ہے شمعِ زندگانی دیکھتے جاؤ (فانی بدایونی)

رحمت عام = خدا کا لطف عام، خدا کا فیض عام۔

رحمت بمعنی اللہ کا کرم، اللہ کی مہربانی۔

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی (میر)

رخسار رہینِ غازہ = عارض گل گوں (پوڈر) کے محتاج چہرہ غازہ کا زیر بار احسان، رخسار گلگوں کے پابند

رخسار بمعنی گال، عارض۔

میں باغ میں ہوں طالبِ دیدار کسی کا
گل پر ہے نظر دھیان میں رخسار کسی کا (آتش)

رہین بمعنی گروی، رہن رکھا ہوا، زیر بار۔

رہینِ منتِ برقِ بلا ہوں
کہ یہ شمعِ مزارِ بے کساں ہے (رشک)

رخشِ سبک عناں = تیز رفتار گھوڑا۔

سبک عناں بمعنی سبک گام۔

ایں قامتِ خمیدہ و عمرِ سبک عناں
تیر کشادہ و کمانِ کشیدہ است (مرزا صائب)

عزمِ سبک عناں تو در جنبش آورد
ایں پائدار مرکزِ عالی مدار ہم (حافظ شیرازی)

رخشِ عمر = عمر کا گھوڑا، توسن عمر۔

رخش بمعنی گھوڑا۔

پیدا ہو جس سے رخشِ کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اس غبار کا (انند)

رخش کے لغوی معنی سفید و سرخ ملے ہوئے کے ہیں چونکہ ایران کے مشہور پہلوان کے گھوڑے کا رنگ سفید اور سرخ تھا اس لیے اس کو رخش کہتے تھے پھر ہر گھوڑے کو رخش کہا جانے لگا۔

رخصت = اجازت۔

رخصت ہے باغباں! کہ ٹک دیکھ لیں چمن
جاتے ہیں واں جہاں سے پھر آیا نہ جائے گا (سودا)

رخصتِ بیباکی و گستاخی = گستاخی کرنے اور نڈر ہو جانے کی اجازت۔ رخصت بمعنی اجازت۔

بے باکی بمعنی نڈر ہونا، بے خوف ہونا، بے جھجک ہونا۔

گستاخی بمعنی بے ادبی، شوخی۔

رخصتِ نالہ = نالہ کرنے کی اجازت، گریہ و زاری کی اجازت۔

ردِ سحر = جادو کا توڑ، جادو کے اثر کو زائل کرنے کا عمل جادو کے اثر کو پلٹا دینا۔ رد بمعنی پلٹا دینا، پھیر دینا، واپس کرنا، باطل کرنا، ناکام کرنا، بیکار۔

قتل پر ان کے ستمگار تو کد کرتے تھے
پر یہ کس خوبی سے سروار کو رد کرتے تھے (انیس)

ردِ قدح = قدح کو رد کرنا، شراب کے پیالہ کو واپس کرنا، انکار کرنا، شراب سے گریز کرنا۔

ردّ بمعنی بیکار کرنا ، ناکام کرنا ، واپس کرنا ، پھیر دینا

قدح بمعنی شراب، جام ، پیالہ ۔

ہاتھوں میں یار کے نہیں ساغر شراب کا
دستِ مسیح میں ہے قدح آفتاب کا (آتش)

اردو میں ردّ و قدح کا محاورہ بھی بحث و حجت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔

پسند منکر ناداں سے ہے خطاب کسے
ہے ردّ و قدح کی یاں عادت خراب کسے (اوج)

ق ہم = ایک دوسرے کا رزق ، ہم رزق ، ہم رزق ہونے سے مراد ایک دوسرے کو کھا جانا ۔

رزق بمعنی روزی ، خوراک ، کھانا ۔

واہ کیا رحمت رزاق ہے ماشاء اللہ
بیشی جرم سے کم رزق مقرر نہ ہوا (امیر)

سائی انجام = انجام کی رسائی ۔

رسائی بمعنی پہونچ ، باریابی ، تاثیر

یارے وعدہ وفائی کی امید
اپنی آہوں سے رسائی کی امید (مرزا رسوا)

ایسی رسائی کیجئے پیدا کہ کھینچ کر
خلوت میں انجمن سے ہمیں یار لے چلے (آتش)

ستخیز اندازہ = قیامت کی طرح ، قیامت کی کیفیت پیدا کرنے والا ۔ رستخیز (رستاخیز) مرکب ہے رست بمعنی آزاد ، چھوٹ رستن مصدر سے بمعنی چھوٹنا اور خیز سے بمعنی اٹھا خاستن مصدر سے بمعنی اٹھنا کنایہ ہے قیامت ۔

میدانِ رستخیز بڑا فتنہ زار ہے
وعدہ وہاں وفا ہو کسے اعتبار ہے (آسی جونپوری)

رسوائی اندازِ استغنائے حسن = حسن کی بے نیازی کی شان کی رسوائی ۔

رُسوم و قیود = ریت و رواج اور پابندیاں ۔

رسم کی جمع رسوم بمعنی رواج ، ریت ، طریقے ۔

قید کی جمع قیود بمعنی پابندی ۔

رشتہ = تاگہ ، دھاگا ، لگاؤ ، تعلق ، سلسلہ ۔

ایک شب جو تیری محفل میں نہ پلئے بارِ شمع
صبح ہوتے ہوتے ہو مانند رشتہ زار شمع (اسخ)

ایک رشتہ ہے لزوم ذہنی
جس کے تابع ہیں رسوم دینی (مرزا رسوا)

تار ایک ہی ہے سبحہ و زنار کا امیر
اسلام و کفر میں بھی ہے رشتہ قریب کا (امیر مینائی)

رشکِ سوال و جواب = سوال و جواب کرنے کا رشک

رشک بمعنی جلن ، حسد ، دوسروں کی اچھائی حاصل کرنے کی خواہش ۔

رشک کے مارے رقیب روسیہ ہوتے ہیں ذبح
چلتے ہیں کوچے میں اس کے صورت شمشیر ہم (حیا لکھنوی)

کیا رشک مہ وشوں کی مجھے پاگاہ کا
زائر ہوں آستان حبیب الٰہ کا (سالک دہلوی)

رشتۂ شیرازۂ مژگاں = مژگان شیرازہ کا رشتہ ۔

رشتہ بمعنی تاگا ، دھاگا ، ڈورا ، قرابت ، عزیزداری ۔

سب ہوں در یکتا نہ علاقہ ہو کسی سے
ندر انکی یہ ہوں گے جنھیں رشتہ ہے نبی سے (انیس)

ایک شب جو تیری محفل میں نہ پائے بار شمع
صبح ہوتے ہوتے ہو مانند رشتہ زار شمع (ناسخ)

شیرازہ بمعنی تاگا یا فیتہ جو کتاب کی جزبندی کے بعد پشتے کے دونوں طرف سلائی کے مضبوط رہنے کے لیے لگایا جاتا ہے۔

حرف شیرازہ جو ہوا ایثار
ہے رگِ جانِ عاشقاں زار (سودا)

رشتۂ فیض ازل = فیض ازل کا تاگا ،

ازل بمعنی زمانہ جس کی کوئی ابتدا نہ ہو، آغاز خلقت کا زمانہ۔

ازل میں تو بھی تھا جب دور میں جام شراب آیا
وگرنہ نور یہ تجھ میں کہاں سے آفتاب آیا۔ (ناطق لکھنوی)

رشتۂ گوہر = وہ دھاگا جس میں موتی پروئے ہوئے ہوتے ہوں۔ رشتہ بمعنی ڈورا، قرابت۔

سب ہوں در یکتا نہ علاقہ ہو کسی سے
ندر انکی یہ ہوں گے جنھیں رشتہ ہے نبی سے (انیس)

رشتۂ ہر شمع = ہر شمع کا تاگا۔

رشتۂ شمع = موم بتی (شمع) کا تاگا جو جل کر روشنی دیتا ہے۔ شمع کی بتی۔ رشتہ بمعنی تاگا (جو موم بتی میں جل کر روشنی دیتا ہے)

ایک شب جو تیری محفل میں نہ پائے بار شمع
صبح ہوتے ہوتے ہو مانند رشتہ زار شمع (ناسخ)

رعنائی خیال = رنگینی خیال، خیال کی شوخی۔

رعنائی بمعنی زیبائی مراد حسن۔

مصرع سرو میں لاکھوں ہی نکالوں شاخیں
باندھوں مضمون جو قدِ یار کی رعنائی کا (آتش)

رفتار عمر = عمر کی رفتار، عمر کا گذرنا، عمر کا بسر ہونا۔

رفتار بمعنی چال، چلنے کا انداز۔

پیدا نہ ہو زمیں سے نیا آسماں کہیں
دل کانپتا ہے آپ کی رفتار دیکھ کر (یگانہ چنگیزی)

رفتار قلم = قلم کی رفتار۔

رفتہ رفتار دوست = معشوق کی چال کا شیدائی ، محبوب کی رفتار کا دیوانہ۔

رفتہ بمعنی وارفتہ، بےخود، عاشق۔

وہ چلیں کیونکر مری میت کے ساتھ
جانتے ہیں رفتہ ہے رفتار کا (جلال)

رفعت ہمت صد عارف = سو عارفوں کے ہمت کی بلندی،

عارف بمعنی پہچاننے والا مراد خدا شناس۔

رفعت بمعنی بلندی، اونچائی۔

کبھی طاعت میں ملک سے بھی سوا
کبھی رفعت میں فلک سے بھی سوا (مرزا رسوا)

رفوئے زخم = زخموں پر رفو کرانا، زخموں میں ٹانکے لگوانا۔

رفو بمعنی سوئی سے اس طرح تاگے بھرنا کہ کپڑے کی بناوٹ سے مل جائے اور سلائی کا عیب ظاہر نہ ہو۔

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بڑا کام رفو کا نکلا۔ (مصحفی)

ہمیشہ ہم نے گریباں کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفوگر رہے رفو کرتے (آتش)

رقم آموزِ عبارات قلیل = کم الفاظ تحریر کرنے والا۔
رقم بمعنی تحریر، لکھنا۔

دل مایوس میں جب درد و الم ہوتا ہے
نگہ یاس سے چہرے پہ رقم ہوتا ہے (مولف)

آموختن مصدر سیکھنا، سکھانا آموز بمعنی سکھانیوالا، سیکھنے والا۔

رقم بندگی حضرت جبریلؑ امین = حضرت جبریلؑ امین کے سجدوں کے نشانات۔
رقم بمعنی نشان، مہر۔

رقم ہونا = تحریر ہونا، لکھا جانا۔

دل مایوس میں جب درد و الم ہوتا ہے
نگہ یاس سے چہرے پہ رقم ہوتا ہے (مولف)

ع- رقم ہو نام میرا دفتر غلمان داور میں (دبیر)

رقیب سر و ساماں = ساز و سامان کا دشمن۔
رقیب بمعنی دشمن، مخالف۔

رکاب = لوہے کے بنے ہوئے پاؤں رکھنے کے حلقے جو گھوڑے کی زین کے دونوں طرف لٹکتے رہتے ہیں اور جس میں پاؤں رکھ کر گھوڑے کی سواری کی جاتی ہے۔

جھکائے سر کو رسول جلیل روتے تھے
رکاب تھامے ہوئے جبرئیل روتے تھے (عشق)

رگ تاک = انگور کی رگ۔ رگ بمعنی نس مراد انگور کی بیل کی رگیں۔

رگِ جاں = گردن کی بڑی رگ جو دوسری تمام رگوں کو خون پہونچاتی ہے، شہ رگ۔

پُتلی کی طرح نظر سے مستور ہے تو
آنکھیں جسے ڈھونڈتی ہے وہ نور ہے تو
نزدیک رگ جاں سے ہے اُس پر یہ بُعد
اللہ اللہ کس قدر دور ہے تو (انیس)

رگ لیلیٰ = لیلیٰ کی رگ۔

رگ و پے = رگ پٹھا، سارا جسم۔

نشہ دوڑا جو رگ و پے میں ہمارے ساقی
نظر آنے لگے وہ عرش کے تارے ساقی (صفی لکھنوی)

ہر رگ و پے میں کس لیے ایک نئی امنگ ہے
دامن آرزو سمٹ صحن زمانہ تنگ ہے۔ (ناجب لکھنوی)

رگ ہر خار = ہر کانٹے کی رگ۔

رم = بھاگنا، ہرن کا وحشت سے تیزی سے بھاگنا، تیز رفتاری۔

رام کس طرح کرے گا کوئی صیاد اسے
اپنے سایے سے بھی رم کرتا ہے آہو اپنا (زند لکھنوی)

کیا کروں مدح تیرے اسپ کی اے شاہسوار
شیر کی آنکھ ہے رم آہوے صحرائی کا (امیر)

رنج بالیں = تکیے کے لیے رنج کا سبب، تکیے کے لیے تکلیف دہ، تکیہ کو ایذا پہونچانے والا۔

رنج رہ کیوں کھینچیے = راستے کی تکلیفیں کیوں اٹھایئے۔

رنج کھینچنا بمعنی صدمہ برداشت کرنا۔

مرض الموت محبت ہے نہ ہوگا جاں بر
رنج بیہودہ عبث لے مرے غمخوار نہ کھینچ (رند)

رنج گراں باری زنجیر = زنجیر کے وزنی ہونے کی تکلیف۔

رنج بمعنی تکلیف، زحمت، مشقت۔

الٰہی ہم کو آئے یا ہمارے دل کو موت آئے
کہ بیماری سے بدتر رنج ہے بیمارداری کا (اسیر)

رنج نومیدیٔ جاوید = دائمی ناامیدی کا دکھ۔

رنج بمعنی تکلیف، دکھ۔ نومیدی بمعنی ناامیدی، مایوسی۔ جاوید بمعنی ہمیشہ، دائم۔

نہایت ماندگی کا رنج اٹھایا
نشانِ منزلِ مقصد نہ پایا (امیر)

رندانِ درِ مے کدہ = شراب خانہ میں شراب پینے والے۔

رند شاہد باز = معشوق باز، مے نوش، حسن پرست، میخوار۔

رند بمعنی شرابی، آزاد مے کش

شاہد باز بمعنی حسینوں سے محبت رکھنے والا، حسن پرست، حسینوں سے رغبت رکھنے والا۔

رنگ ادائے گل = پھولوں کی ادا کا رنگ، پھول کے حسن کی رنگینی۔

رنگا رنگ = رنگ برنگ کی، قسم قسم کی، طرح طرح کی، دلچسپ، طرح طرح کی رنگینیاں۔

سر پہ ہے یہ فلک مینا رنگ
زیر پا سطح زمیں رنگا رنگ (مرزا شوق)

رنگ تماشا باختن = تماشے کی رنگینیوں میں کھو جانا۔

رنگ تمکین گل و لالہ = گل و لالہ کی خودداری کا رنگ۔

رنگ شکستہ = اڑا ہوا رنگ، منہ پر ہوائیاں اڑنا۔

رہنے نہ دے اثر مرے رنگِ شکستہ کا
مانی بھرے شبیہ میں گر لاکھ بار رنگ

رنگیں نوائی = خوش الحانی، شیریں نوائی، خوش نوائی۔

رواں = جاری، چلتا ہوا، جان، تیز،

گلزار میں چلے تو نسیم سحر بنے
ہو کے رواں جو بحر میں بہنے لگے تو گہر بنے (محبوب)

کوئی تو لمبی داڑھی لیے ہو گیا رواں
مونچھیں بھنویں تلک کوئی منڈوا کے مر گیا (نظیر)

روائے آغاز = آغاز کی رواق، شروعات، جب سے ابتدا ہوئی۔

روانیٔ روش = چال کی روانی مراد خوش خرامی، چال کی تیزی، تیز رفتاری۔

روبکار = پیش، مقدمہ کی سماعت کی تاریخ، سامنا

جاتا ہے بار بار عدالت میں کیوں اسیر
شاید مقدمہ ہے ترا روبکار کچھ (اسیر)

روبکاری = پیشی، عدالت میں پیش ہونے کا دن، مقدمے کی سماعت، مقدمے کی کارروائی۔

روح القدس = وہ روح جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ جبرئیل۔

وہ خاک اُمحو تضرّع تھے فرش پر
روح القدس کی طرح دعائیں تھیں عرش پر (انیس)

روحِ نباتی = قوت نامیہ، روح بالیدگی۔

روداد چمن = چمن کی سرگذشت، چمن کے واقعات، چمن کے حالات۔

روداد (رویداد) بمعنی ماجرا، احوال، کیفیت، سرگذشت۔

سر پھوڑنے کو ہم تھے جو فرہاد نے پھوڑا
روداد ہماری ہوئی روداد کسی کی (اشرف)

روزِ بازار جاں سپاری = جان سپرد کرنے کا بازار، جان نچھاور کرنے کی گرم بازاری۔

روزِ بازار بمعنی گرمی بازار، بازار لگنے کا دن۔

دیہات میں ضرورت کی چیزیں روزانہ نہیں ملتی ہیں، اس لیے ہفتہ میں ایک یا دو دن بازار لگتا ہے اس کو روزِ بازار یا بازار کا دن کہتے ہیں۔ اس روز خوب زوروں پر خریداریاں ہوتی ہیں۔

روزنِ دیوارِ زنداں = قید خانہ کی دیوار کا جھروکا۔

روزن بمعنی جھروکہ، زنداں بمعنی محبس، قید خانہ، جیل۔

ہمدمے اپنے روزنِ دیوار کر دیتا ہے بند
اُن سے اشبہ جو ہمارے دیدۂ بیدار ہیں (ناسخ)

روسیاہ = کالا منہ، گنہگار، خطا کار۔

احسان خوفِ پرسشِ روزِ جزا کے ہیں
رنگت سفید ہو گئی مجھ روسیاہ کی (جلال)

روشِ خاص = خاص روش، خاص راستہ، خصوصی راہ، خاص چال، خاص طرح کی رفتار

اس روش سے وہ چلے گلشن میں
بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی (امیر مینائی)

روشناس = صورت آشنا، جان پہچان والا، واقف کار۔

شادی ہے آگیا جو کبھی کوئی روشناس
دن کٹ گیا تو شب کو بڑھا اور بھی ہراس (عشق)

روشناسِ ثوابت و سیار = ساری دنیا میں متعارف۔ ثوابت وہ ستارے جو ایک جگہ پر قائم رہتے ہیں اور گردش نہیں کرتے۔ سیارہ ستارے جو گردش کرتے ہیں۔

روشناسِ خلق = تمام دنیا سے روشناس، تمام دنیا میں متعارف، جس کو دنیا بھر کے لوگ پہچانتے ہوں۔

روشناس بمعنی جان پہچان۔

دل نے ہم کو مثالِ آئینہ
ایک عالم سے روشناس کیا (میر)

روشناسی = ملاقات، باریابی، واقف کاری، روشناس ہونا۔

روکشِ خورشیدِ عالم تاب = ساری دنیا کو روشن کرنے والے سورج کا حریف۔

روکش بمعنی رعنائی و زیبائی اور حسن و جمال میں مقابل۔

روکش اس کا ہو کیا گل فردوس
وہ نزاکت وہ رنگ و بو ہی نہیں (داغ دہلوی)

روکشِ سطحِ چرخِ مینائی = نیلے آسمان کی سطح کے مقابل، ہم مقابل۔ روکش بمعنی رو در رو۔

ہے روکش آفتاب ذرّہ بلا ذریعہ و بے وسیلہ

وہاں لگائی ہے دل نے جہاں مجال نظر نہیں (ناطق لکھنوی)

مینا سبز رنگ کے پتھر کا سیاہ جوہر، نیلگوں سبز رنگ۔
شراب کی بوتل، صراحی، مینائی نیلگوں۔

زنگ پان سے سبز سونا بن گئے کندن کے گال
بتذلِ تشبیہ ہے سونے پہ مینا ہو گیا (ناسخ)

روکشی = مقابلہ، سامنا، دو بدو ہونا، منھ در منھ۔

رونقِ بزمِ مہ و مہر = چاند اور سورج کی محفل کی رونق۔

رونق کارگاہ برگ و نوا = برگ و نوا کی بارگاہ کی رونق مراد باغ کی رونق۔

رونقِ ہستی = رونقِ دنیا۔
ہستی بمعنی زندگی، دنیا۔

رُوے سخن = سخن کا اشارہ، تخاطب، خطاب۔

رُوے نگار = معشوق کا چہرہ۔
نگار۔ محبوب، نقش، بت۔

چہار چیز کہ دل می برند کدام چہار
شراب و سبزہ و آب رواں و روے نگار (زیب النسا)

رہ اضطراب = حالتِ بے قراری میں طے ہونے والا راستہ

رہام = پسر گودرز ایران کا مشہور ملّم بہادر اور شجاع پہلوان جس نے کہ خسرو کے زمانے میں بڑی بہادری سے جنگیں لڑیں۔

بہ پنجم چو رہام گودرز بود
کہ با بارماں او نبرد آزمود (فردوسی)

رہبرِ قطرہ = قطرہ کا رہنما، قطرہ کو راستہ دکھانے والا۔

رہِ پرسش = پرسانِ حال کا ذریعہ، پرسشِ حال کے لیے راستہ۔

رہروِ راہِ خلد = جنت جانے والا، جنت کی طرف سفر کرنے والا مسافر۔

رہزن = لٹیرا، قذاق، ڈاکو۔

نہ آیا جب دلِ غربت زدہ ناصح کی چالوں میں
لباسِ رہبری پہنے ہوئے رہزن پہ کیا گذری (صفی لکھنوی)

رہزنِ تمکین و ہوش = ہوش و حواس کو لوٹ لینے والا۔
رہزن بمعنی لٹیرا، ڈاکہ ڈالنے والا۔
تمکین بمعنی جگہ دینا، جگہ پر پاؤں رکھنا، شان و شوکت رعب داب۔

آتا ہے یہ جی میں کہ کروں عرضِ تمنّا
لیکن تری تمکین اجازت نہیں دیتی (صفی لکھنوی)

آتش نے "تمکین" مذکر نظم کیا ہے۔

تول دیکھا ہم نے میزانِ خرد میں بارہا
کوہ سے اے نازنیں بھاری ترا تمکیں ہوا (آتش)

رہنِ مے = شراب کے لیے گروی۔

رہِ وادیٔ خیال = وادیٔ خیال کا راستہ۔
وادی بمعنی نشیبی ہموار زمین، میدان۔

رَہ و رسمِ ثواب = ثواب حاصل کرنے کے طور طریقے مراد عبادت۔

رہین = گروی، رکھی ہوئی چیز مراد ضامن، ذمہ دار۔

رہینِ منتِ برقِ بلا ہوں
کہ یہ شمعِ مزار بے کساں ہے (رشک)

رہینِ ستم ہائے روزگار = زمانہ کے مصائب میں مبتلا، دنیا کی مصیبتوں میں گرفتار۔

رہین بمعنی گروی رکھی ہوئی چیز۔

رہینِ سخن = رہینِ فکرِ سخن، فکرِ سخن کا مرہونِ منت رہینِ شعر گوئی۔

ریاضت = عبادت، محنت، مشقت۔

حق تعالیٰ چمنِ خلد میں گھر دے بجائے
اس ریاضت کا خدا تجھ کو ثمر دے بجائے (انیس)

ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز = نیاز مند پیشانی کے سجدوں کی ریزش۔

ریزۂ الماس = ہیرے کا ٹکڑا، ہیرے کی کرچ۔

ریزۂ شیشۂ مے = شراب کی بوتل کی کرچیں۔

ریشہ = نس، رگ، جوڑا، بھوڑا، دھاگہ۔

کس زباں سے لمعۂ دندانِ جاناں ہو بیان
تار چاندی کا ہر اک ریشہ ہوا مسواک کا (اسیر)

ریشہ دوانی = سازش کرنا، شرارت کرنا، سازش کرنا، فساد پھیلانا، سراگیری پھیلانا۔

مجنوں کے سوزِ غم نے ریشہ دوانیاں کیں
دو لکڑیاں رگڑ کر لگتی ہے آگ بن میں (قلدر بلگرامی)

ریشگی = خلش۔

ریشۂ صد نیستاں = سیکڑوں نیستانوں کے ریشے، مدہا نیستانوں کی رگیں۔

ریشہ بمعنی درخت کی آگ۔

کس زباں سے لمعۂ دندانِ جاناں ہو بیاں
تار چاندی کا ہر اک ریشہ ہوا مسواک کا (اسیر)

ریشۂ نارنج صفت = نارنج کے ریشہ کی طرح نارنگی کے ریشے کی مانند۔

ریو و ریا = چاپلوسی اور نمائش۔

ریو بمعنی دکھاوٹ، ریاکاری بمعنی نمود و نمائش۔

خط لے کے وہ بشر کو اڑا دیو
پہونچا حمالہ پاس بے ریو (گلزارِ نسیم)

ریا بمعنی ظاہرداری، نمود و نمائش، دنیا سازی۔

طاعت میں ریا جو تجھ سے ناشی ہوگی
پرسش میں غضب کی جاں خراشی ہوگی (رشک)

ز

زانو تاملّ = فکر میں سر بہ زانو۔

زانوئے فکرِ اختراعِ جلوہ = نئے نئے جلوے دکھانے کی فکر میں غرق جلوہ دکھانے کے نئے نئے انداز اختراع کرنے کی فکر میں سر بہ زانو۔

زبان سپاس = شکر گذاری کی زبان، شکر ادا کرنے والی زبان۔

زبونی کشِ تاثیر = تاثیر کی احسان مندی۔
زبونی کش بمعنی ذلت احسان مندی۔

زحمت مہرِ درخشاں = آفتاب کی تیزی کی تکلیف، آفتاب کی گرمی کی زحمت۔

زخم پر نمک چھڑکنا = زخم پر نمک چھڑکنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے اس لیے زخم پر نمک چھڑکنے کا محاورہ تکلیف پہنچانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مراد تکلیف میں اضافہ کرنا۔

شب فرقت میں اس کانِ ملاحت کے تصور نے
نمک چھڑکا ہے زخمِ دیدۂ بیدار پر کیا کیا (آتش)

زخمِ تمنا کھانا = آرزو پوری نہ ہو سکنا، زخم محرومی، ناکامی کا گھاؤ۔

زخمِ تیغِ ناز = ناز و ادا کی تلوار کا گھاؤ۔

زخود رفتۂ بیدائے خیال = دشتِ خیال کا از خود رفتہ۔
از خود رفتہ بمعنی آپے سے باہر۔
بیدا بمعنی دشت، صحرا، بیابان۔

زخمِ سوزن = سوئی کا زخم، سلائی کا زخم، سوئی کے چبھنے سے جو زخم آئیں۔ سوزن بمعنی سوئی۔

فصلِ گل باقی ہے کر لو گے گریباں پھر چاک
آنے دو سوزن اگر پھر رفو آتی ہے (آتش)

زر از دست رفتہ = وہ زر یا وہ دولت جو صرف ہو کر ہاتھ سے نکل چکی ہو مراد گذشتہ امارت، تموّل تھی۔

زرہ امتثالِ امر = بطور تعمیل ارشاد۔
امتثال بمعنی حکم ماننا، حکم بجالانا۔

ذات اقدس تابع حکم خدائے لم یزل
اہل دیں کو حکم کی ہے اس کے لازم امتثال (تسلیم)

امر بمعنی حکم، بات جمع اوامر۔

نفی اس بات سے جو ہو اثبات
امر اس کا قبول کر ہیہات (ہشت گلزار)

زعمِ جنوں = جنون کا گمان، ظن دیوانگی۔
زعم بمعنی گمان، ظن، غرور۔

چند باتوں پہ ہے حکمت کا مدار
اور سب زعم ہیں ان کے بیکار (مرزا سودا)

زلفِ پرشکن = گیسوئے خم دار، گھونگھر والے بال۔

زلف کے سر ہونے تک = زلف کے باخبر ہونے تک زلف کی مہم سر ہونے تک۔

زمزم = بیت اللہ شریف میں واقع کنوئیں کا نام، زمزم کا پانی۔

دعا کرتا ہے یہ کعبہ میں زمزم
خدا وندا یہ طوفاں ہو کہیں کم (امیر مینائی)

جب حضرت ابراہیمؑ اپنی زوجہ ہاجرہ اور نومولود فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ کی وادی بے آب و گیاہ میں چھوڑ کر چلے گئے تھے اور حضرت ہاجرہ اپنی اور نومولود بچے کی پیاس بجھانے کے لیے صفا اور مروا پہاڑیوں کے درمیان چکر لگا رہی تھیں تو خدا کی قدرت سے حضرت اسمٰعیل

کے پاؤں رگڑنے سے جو چشمہ پھوٹ نکلا تھا اس کو
زمزم کہتے ہیں۔ آب زمزم کو مسلمان متبرک سمجھتے ہیں۔

؎ سلام لکھتا ہوں میں حرم کے قلم سے زمزم ٹپک رہا ہے (مونس)

زمزمۂ اہلِ جہاں = دنیا والوں کے نغمے، اہلِ جہاں
کی لاف زنی، دنیا والوں کی ہرزہ سرائی۔
زمزمہ بمعنی سرود، نغمہ، خوش آوازی کے ساتھ گانا

نوائے چغد سے ہیں گوش آشنا جن کے
خوش آئے گا نہ انھیں زمزمہ عنادل کا (نظم)

زمزمہ ساز = زمزمہ سنج، گانے والا۔

تار طنبورہ بنی آج رگ سنگ صفا
بے زباں زمزمہ سازی کرے موج زمزم (ذوق)

زمزمۂ مدحتِ شاہ = بادشاہ کی مدح سرائی کی
زمزمہ سنجی۔ زمزمہ بمعنی نغمہ، خوش آوازی سے
گانا، سرود۔

نوائے چغد سے ہیں گوش آشنا جن کے
خوش آئے گا نہ انھیں زمزمہ عنادل کا (نظم)

زمزمۂ نعتِ نبی = رسول اللہ کی نعت کا نغمہ۔
نعت اس نظم کو کہتے ہیں جس میں محمدؐ رسول اللہ کی مدح
کی جائے۔

کلام نعت جو بھیجا تو اب بطور رسید
فرشتے بھیج رہے ہیں سلام اور درود (اعلیٰ لکھنوی)

زُنّار = جنیو۔ سوت کا دھاگا جو مجوس اور اعلیٰ ذات کے
ہندو گلے میں پہنتے ہیں۔

زندانِ عشق چھوٹ گئے مذہب کی قید سے
کنٹھا رہا گلے میں نہ زنار رہ گیا۔

زنار کو مونث بھی نظم کرتے ہیں۔

؎ بے خود یہ تیری راہ میں بھٹکے شیخ و برہمن
تسبیح گر پڑی کہیں زنار گر پڑی (رشک)

زنانِ مصر = مصر کی عورتیں۔
یہ تلمیح ہے مصر کی ان عورتوں کی طرف اشارہ ہے جنھوں
نے یوسفؑ پر زلیخا کی وارفتگی کا قصہ سن کر طنز کیا تھا۔
اور زلیخا نے ان سب کو جمع کر کے حضرت یوسفؑ کو ان
خواتین کے سامنے پیش کیا تو وہ سب حضرت یوسفؑ
کے حسن کو دیکھ کر اس قدر مبہوت ہوئیں کہ اپنے اپنے ہاتھ
ان چھریوں سے کاٹ لیے جو پہلے سے زلیخا نے ان کو پھل
کاٹنے کو دے رکھی تھی۔

زینتِ جیبِ کفن = کفن کی جیب کی زیبائش۔ کفن کا
وہ حصہ جو گریباں کے طور پر مردے کے سینے پر ہو اس
کو جیب کفن کہتے ہیں۔

زندانی تاثیر الفت ہائے خوباں = حسینوں کی محبت
کی تاثیر کا اسیر۔
زندانی بمعنی قیدی، گرفتار، اسیر۔ تاثیر بمعنی اثر۔
الفت ہائے خوباں بمعنی حسینوں کی محبت۔

زنجیرِ رسوائی = سلسلۂ بدنامی، بہت زیادہ بدنامی،
سلسلِ رسوائی۔

زنجیرِ موجِ آب = پانی کی لہروں کا سلسلہ۔

زندگی افزا = روح افزا، زندگی بڑھانے والا۔

زنگار = سبز رنگ، زنگ، کساو۔ آئینہ کا میل جو سبزی مائل ہوتا ہے۔

آغاز سبزہ خط رخسار نے کیا
بے نور آئینہ ترا زنگار نے کیا (زکی)

زنگار رخ آئینہ حسن یقیں = حسن یقین کے آئینہ کا زنگار، حسن یقین کے آئینہ کا بے صیقل ہونا۔

زنہار = (زینہار) ہرگز۔

اردو میں یہ لفظ عام طور پر منفی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس قطعہ میں مرزا غالب نے اثبات کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

زنہار اوڑھنے کی نہیں کل کی اوڑھنی
باجی مجھے منگا دو جھلاجھل کی اوڑھنی

سچ پوچھو تو اُردو کی فقط صاف زبان ہے
مضمون نہیں زنہار وہ تحریر

زوال آمادہ = زوال کی طرف مائل، زوال کے لیے تیار۔

زود پشیماں = جلد پچھتانے والا۔

زہر آب = زہر آلود پانی۔

پھپھولا کام افعی میں ہے واں اب نمک جھلکا
فلک کے جام سے یک قطرۂ زہر آب غم میرا (ذوق)

زہر غم = غم کا زہر۔

زہرہ = ایک ستارہ کا نام جس کو ناہید بھی کہتے ہیں جو تیسرے آسمان پر ہے۔

دم رقص اُس نے جو کی زلف وا
تو زہرہ اسیر سلاسل ہوئی (صبا)

زہرۂ ابر = بادل کا پتا۔ زہرہ بمعنی پتا

آنکھ قاتل کی نہ کیوں کر ہو مرے زخموں پر
زہرہ پانی ہوا جاتا ہے نمک دانوں کا (امیر مینائی)

زہرۂ آب ہونا = پتا پانی ہوجانا، حوصلہ پست ہوجانا، دہشت زدہ ہونا۔

کہوں میں کیا کہ ہے ہمسر دل بیتاب پارے کا
اُسے تو دیکھ کر ہوتا ہے زہرہ آب پارے کا (ذوق)

زیارت کدہ = زیارت گاہ، جہاں لوگ زیارت کے لیے اکٹھا ہوں۔

زیارت گاہ حیرانی = حیرت کی زیارت گاہ۔

زیارت گاہ طفلاں = بچوں کی زیارت کرنے کی جگہ وہ جگہ جہاں کمسن لڑکے زیارت کے لیے اکٹھا ہوں۔

زیر بار منت درباں = درباں کا احسان مند۔

زیر بار منت بمعنی احسان کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا۔ زیر بار احسان۔

درباں بمعنی سنتری، پاسبان۔

اپنے جانے کی رواداری نہ ہوتی غیر کیا
لے در جاناں اگر ہوتے ترے درباں ہم (رشید)

زیست حرام ہونا = زندگی حرام ہونا، زندگی تلخ ہونا۔ زندگی میں کوئی مزہ باقی نہ رہنا۔

لیکن یہ وہ نگیں ہے کہ رہتا ہے جس سے نام
دم بھر لپ سے جدا ہو تو ہے زندگی حرام
(انیس)

زینت طینت = طینت کے لیے باعث زینت۔

طینت بمعنی فطرت، سرشت۔ یہ لفظ "طین" سے بنا ہے جس کے معنی گیلی مٹی ہے انسان مٹی کا بنا ہے اس لیے اس کے طینت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

طینت آدم میں حق اللہ کیا نشو و نما
ایک مشت خاک یوں پھیلی کہ دنیا ہوگئی (آفتاب لکھنوی)

س

سات اقلیم = ہفت اقلیم مراد کل کائنات، سارا عالم۔ قدیم زمانہ کے حکمانے دنیا کی تقسیم مشہور سات سیاروں یا ان خطوط سے کی ہے جن سے ربع مسکون کی چوڑائی معلوم کی جاتی ہے۔ ان حکمانے ربع مسکون کے عرض کو خط استوا سے نوے درجہ کا اندازہ لگایا اور اس میں سے تیس درجہ قطب شمالی کی سمت سے خارج کر کے اقالیم سبع کا ساٹھ درجہ عرض رکھا ہے اور اسی کے موافق زمین کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا تھا جو ہفت اقلیم کہلاتے تھے۔

سادگی آموز بتاں = معشوق کو سادگی سکھانے والا۔ معشوق کو آرائش نہ کرنے کی تعلیم دینے والا۔

سادگی ہائے تمنا = آرزوئے وصال کی ناسمجھی۔

سادہ پرکار = سیدھے سادے ہوشیار۔
سادہ بمعنی سیدھے سادے۔
پرکار بمعنی ہوشیار، چالاک۔

سادہ دل = نادان، احمق، صاف دل، بے کپٹ، بے کینہ، بھولا۔

وہ سادہ دل ہوں کہ تا دقت و کیں مجھکو
جمی ہوئی ہے بت بے وفا کے آنے کی
(مراد داغ)

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری
(ڈاکٹر اقبال)

سازِ انا البحر = نغمہ انا البحر۔
انا البحر = میں سمندر ہوں۔ ساز بمعنی باجا۔ انا بمعنی میں بحر بمعنی سمندر۔

ساز آہنگ شکایت = شکایت کے نغمے کا ساز۔

ساز چمن طرازیِ داماں = دامن کی گلکاری کا سامان

ساز صدائے آب = جل ترنگ کی آواز۔
جل ترنگ = پیالیوں میں پانی بھر کر لکڑی کی چھڑی سے بجاتے ہیں تو اس سے آہنگ پیدا ہوتی ہے۔

سازِ طالعِ ناساز = سازِ بد نصیبی، بد قسمتی کا ساز، الاپنے والا۔
ساز بمعنی باجا۔ طالع بمعنی قسمت، مقدر، نصیب۔
ناساز بمعنی نادرست، ناموافق، ناسازگار۔

ساز ہا مست طرب = موسیقی کے سازوں کی نشۂ طرب سے مستی۔ یعنی موسیقی کے ساز طرب کے نشہ میں مست ہیں۔

ساز ہستی = زندگی کا ساز مراد زندگی، حیات۔
ساز بمعنی باجا۔

دل میں پنہاں حسرتوں کا راز ہونا چاہیے
ساز اس محفل کا بے آواز ہونا چاہیے
(آتش لکھنوی)

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے
بج رہا ہے اور بے آواز ہے (نامعلوم)

سازِ یک ذرّہ = ایک ذرّہ کا وجود

ساغرِ جم = جمشید کا پیالہ، جامِ جہاں نما، جم جمشید کا مخفف

فردوسی نے شاہنامہ میں جم کا ذکر ایران کے ایک عظیم المرتبت بادشاہ کی حیثیت سے کیا ہے مشہور ہے کہ ایران کے سائنسدانوں نے اس بادشاہ کی شراب نوشی کے لیے ایک ایسا پیالہ بنایا تھا جس میں مختلف رنگوں کی شراب نوشی کے لیے خطوط بنائے گئے تھے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس پیالہ میں یہ صفت تھی کہ بادشاہ کو ساری دنیا کا حال معلوم ہو جاتا تھا اس لیے اس پیالہ کو جامِ جہاں نما بھی کہتے تھے۔

جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر
سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے (غالب)

ساغرِ سرشارِ دوست = دوست کا ساغرِ لبریز دوست کے ہاتھ کا شراب سے بھرا ہوا جام۔

ساغر کشِ حال = حال کی شراب کے ساغر پیتے رہے، غفلت میں گذارتے رہے۔

ساغرِ میخانۂ نیرنگ = میخانہ طلسم کا ساغر، میخانہ گردشِ ایام کا پیمانہ۔

سافل = نیچے والا، زیر، نیچ۔

سامانِ زنگ = زنگ کا سبب۔

سامانِ طرازِ نازشِ اربابِ عجز = عشاق کے غرور کا سامان مہیا کرنے والا۔

سامانِ عیش و جاہ = عیش و عشرت کا سامان۔

جاہ بمعنی رتبہ، قدر، عزت، مرتبہ۔

تیرا جو ہوا بندہ درگاہ بڑھا
اعزاز بڑھا، مال بڑھا، جاہ بڑھا (امیر)

دہلی میں مذکر اور مؤنث دونوں بولتے ہیں۔

بہارِ جہاں چلتی پھرتی ہے چھاؤں
ہوا کیا اگر جاہ حاصل ہوئی (مصحفی)

سامانِ نازِ زخمِ دل = زخمِ دل کے لیے سامانِ فخر و ناز۔

سامانِ وجود = سرمایۂ وجود، وجود کا سبب، باعثِ وجود، باعثِ بقائے عالم۔

ساقی بہ جلوہ = ساقی جس وقت جلوہ افروز ہوتا ہے۔

ساقیِ کوثر = نہرِ کوثر کا ساقی۔

اہلِ سنت والجماعت کے عقیدہ کے لحاظ سے روزِ حشر حوضِ کوثر پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ ایمان کی تشنگی بجھائیں گے اس لیے انھیں کو ساقیِ کوثر کہا جاتا ہے اہلِ تشیع ساقیِ کوثر سے حضرت علی مراد لیتے ہیں۔

احسان کرو اللہ و پیمبر کا تصدق
پانی دے مجھے ساقیِ کوثر کا تصدق (دبیر)

ساقیِ گردوں = ساقیِ فلک۔

گردوں بمعنی چرخ، فلک۔

ابتک اتنا میری آہ بے اثر میں درد ہے
جھک گیا ہے پیرِ گردوں کے جگر میں درد ہے
(پیارے صاحب رشید)

ساکنانِ خطۂ خاک = زمین کے رہنے والے۔
ساکن بمعنی سکونت رکھنے والا، رہنے والا۔
خطہ بمعنی ملک، سرزمین، قطعہ

آیا جو نظر وہ خطۂ پاک
ہونے لگا سست اسپِ چالاک (مولانا عبدالحسن فطرت)

سال = عمر کا سال مراد عمر۔

سامانِ صد ہزار نمکداں = ہزاروں نمکدانوں کا انتظام

سایۂ لالۂ بے داغ = ایسے لالہ کا سایہ جس میں کوئی داغ نہ ہو۔

سُبحۂ زاہد = زاہد کی تسبیح۔
سبحہ بمعنی تسبیح

فصلِ گل میں اس قدر ہے میکشوں کا دورِ دور
سبحۂ زاہد نے بنائی دانۂ انگور کی (ناسخ)

بعض شعراء نے سبحہ کو مذکر نظم کیا ہے۔

ذکر کرتا ہوں کسی کی نرگسِ مخمور کا
سُبحہ میرے ہاتھ میں ہے دانۂ انگور کا (اسیر)

سُبحۂ صد دانہ = سو دانوں کی تسبیح۔

سَبدِ گُل = پھولوں کی ٹوکری جس میں پھول توڑ کر جمع کیے جائیں۔

پھولوں سے سبز سبز شجر سُرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سبدِ گل فروش تھے (انیس)

سبزۂ خط = خط نمودار ہونے کی ابتدا، آغازِ خط۔
رخساروں پر بالوں کے اُگنے سے جو سبزی نمودار ہو

سبزۂ خط سے ہوا ہونے لگی سرخیٔ لب
چمنِ حُسن سے لال اُڑ گئے بن کے بلبل (محسن کاکوروی)

سبزہ زارہائے مطرّا = تروتازہ سبزہ زار۔
سبزہ زار بمعنی مرغزار۔ وہ جگہ جہاں سبزہ کثرت سے ہو۔

ہنستا تھا کوئی گل نہ لہکتا تھا سبزہ زار
کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخِ باردار (انیس)

مطرّا بمعنی شاداب، تروتازہ۔

سبزۂ نوخیزِ مسیحا = مسیحا صفت محبوب کے چہرے پر نیا اُگا ہوا سبزہ جس کے بالوں کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔
سبزہ نوخیز بمعنی تازہ اُگا ہوا سبزہ۔

چرخِ اوّل ہے ستاروں سے زمینِ گلشن
ہے زمیں سبزۂ نوخیز سے چرخِ اوّل (قلق لکھنوی)

سبزۂ نُہ چمن = نو آسمانوں کا سبزہ، نہ چمن مراد نو آسمان۔

سبقِ شوق مکرّر ہونا = سبقِ شوق کا دُہرانا، اظہارِ شوق کا بار بار اظہار کرنا۔

سُبک = خفیف، ذلیل، ہلکا، حقیر، رسوا۔

اس تیزی سے آئے وہ سُبک بال
پیچھے رہیں کاتبانِ اعمال (محسن)

سُبک دست = تیز دست، جلد کام کرنے والا، پھرتیلا، مشاق۔

جنوں کی سبک دستیوں کی قسم
نہ چھوڑوں گا گردن پہ تارِ گریباں (ممنون)

سُبک سر = حقیر، ذلیل، کمینہ، اوچھا پن۔

سُبو = گھڑا، مٹکا، ٹھلیا، شراب رکھنے کا برتن۔

دل کو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبُو جو مرا خام ہو گیا (وزیر)

سپاس = شکر، ستائش، اظہار احسان مندی

سر کرے ہے۔ شروع کر دیتا ہے۔

سپندِ بزمِ وصلِ غیر =
سپند بمعنی کالا دانہ جس کو نظر بد کے اثر کو دور کرنے کے لیے صدقہ کے طور پر اتار کر جلایا جاتا ہے
رقیب کی محفل وصل کو نظر بد سے بچانے کے لیے کالا دانہ۔

ستائش = تعریف، مدح، سراہنا۔
ستودن مصدر تعریف کرنا، سراہنا۔

ع کس حسن سے لب پر ہے ستائش اب وجد کی (انیس)

ستائش گر = تعریف کرنے والا، مدّاح۔

ستائش ناتمام = مدح نامکمل۔

ستم ظریف = ہنسی مذاق میں نوک جھونک کرنے والا، جس کی ستم میں ظرافت ملا ہوا ہو، ظرافت کے پردے میں ظلم کرنے والا۔

ہنس کر کبھو بلایا تو برسوں تلک رلایا
اس کی ستم ظریفی کس کے تئیں دکھاؤں (میر)

ستم ہمرہاں = ساتھ چلنے والوں کا ظلم، ہمراہیوں کے مظالم۔

سجّادہ = جانماز، وہ کپڑا جس پر سجدہ کیا جائے، مصلّے
بزرگان دین کی مسند۔

واں کلمہ کفر کا یہاں شکر اس غفور کا
واں جادہ نار کا یہاں سجّادہ نور کا (دبیر)

سخت جانی ہائے تنہائی = سخت جان اس کو کہتے ہیں جس کا دم مشکل سے نکلے سخت جانی کے معنی مرجانے کے اسباب کے باوجود نہ مرنا۔
تنہائی بمعنی اکیلا یعنی جان لیوا اکیلا پن۔

سختیِ کشانِ عشق = عشق کی سختیاں اٹھانے والے

سخنِ گرم = اثر کی گرمی سے بھرا ہوا کلام، پُر تاثیر اشعار

سراپا رہینِ عشق = سر سے پاؤں تک عشق کے پاس گرو ہمہ تن محبت میں مبتلا۔

سُراغِ تفِ نالہ = نالہ کی گرمی کا پتہ۔
سُراغ بمعنی کھوج، پتہ۔ تف بمعنی بخار، گرمی۔

دل اور جگر اپنے تو جلے آتش غم میں
جی کیونکہ بچاؤں کہو اس آگ کی تف سے (میر)

سُراغِ جلوہ = جلوہ کا سُراغ، جلوہ کی ٹوہ، جلوہ کا پتہ، جلوہ کی تلاش۔
سُراغ بمعنی پتہ، نشان، ٹوہ، تلاش، جستجو۔

ہے میرے تئیں سُراغ دل کا
پھرتا ہوں لیے یہ داغ دل کا (درد)

سرانگشتِ حنائی = حنائی انگلی کا سرا، حنائی انگلی کا پور، دست حنائی کی انگلیاں۔

سر بر ہونا = غالب ہونا، کامیاب ہونا، عہدہ برا ہونا۔

سر بسر = تمام و کمال، بالکل، اوّل تا آخر۔

وہ چھریرا بدن اس کا نازک
سَر بسر ناز، سراپا نازک (مرزا رسوا)

سر بہ گریباں = متفکر، فکرمند، گریباں میں سر ڈالے سوچ میں پڑے ہوئے، نادم ہونا، شرمندہ۔

آئینہ ہو اس رُخ کے حضور آن کے حیراں
پرتوِ گل رُخ کے وہ ہو سر بہ گریباں (دبیر)

سر بہ مہر = جس کے منہ پر مہر لگی ہو۔

کھلے گا یار کا جوڑا اُٹھے گی جنسِ جنوں
نہ سر بہ مہر رہے گا خزانہ زنجیر (بحر)

سَر پہ آرے چلانا = آزار پہونچانا، روحانی اذیت پہونچانا، ہلاکت میں پڑنا، جان پر بننا۔

اک ذرا پیچ جو گیسو میں سمجھ کر شانہ
آرا سر پر نہ کسی عاشقِ شیدا کے چلے (امیر)

سرِ پُر شور = سر شوریدہ، جس سر میں سودا سمایا ہو، سودائی، دیوانہ۔

سرِ پستانِ پریزاد = پری کے پستان کی بھٹنی، عورت کے پستان کا وہ سرا جس کو بچہ منھ میں لے کر دودھ پیتا ہے۔

دمبدم گوئیاں کی ہیں مجکو دلا یاد آئیاں
اودی اودی بھٹنیاں اور گوری گوری چھاتیاں (رنگین)

سرِ پنجۂ مژگانِ آہو = ہرن کے پلکوں کے سرے کا پنجہ۔

سرتاسر = بالکل، تمام، کمال، سر بسر، از ابتدا تا انتہا، از اوّل تا آخر۔

زہر آن میں بھرا ہے سرتاسر
نہیں کالے کا ان کے ہے منتر (شوق)

سرِ حدِ ادراک = عقل کی سرحد، سمجھ کی حدود۔
ادراک بمعنی عقل، فہم، سمجھ۔

غیر محسوسات کا ادراک کرتی ہے یہی
تخلیہ میں سیرِ ہفت افلاک کرتی ہے یہی (عزیز لکھنوی)

تجھے برسوں ہوئے ناوک لگائے او کمان ابرو
ابھی تک دل میں کچھ کچھ درد کا ادراک ہوتا ہے (نکہت الفت / [illegible])

سرِ دامن = دامن کا سرا۔
سر بمعنی سرا، چوٹی، نوک، اوپر، اندر، بیچ میں۔

چلتے ہیں اور دیکھنے والا کوئی نہیں
شمع سرِ مزارِ غریباں ہمیں تو ہیں (تسلیم لکھنوی)

گرم خرام ناز ہو تم یہ تو دیکھ لو
کس کا پڑا ہوا ہے سرِ رہگذار دل (امیر مینائی)

سرِ مژگاں مرے آنسو کا ستارہ چمکا
دار پر لب اثرِ جذبۂ منصور نہیں (عزیز لکھنوی)

سَر رشتۂ اوقات = زندگی کے تاگے کا سرا۔
سر بمعنی سرا رشتہ بمعنی دھاگہ، تاگا۔
اوقات جمع وقت کی بمعنی زندگی، ہستی۔

کی ترے ہجر نے تلخ سب اوقات
دن کو دن سمجھی اور نہ رات کو رات (شوق)

دن کو ہم ان سے بگڑتے ہیں وہ شب کو ہم سے
رسمِ پابندیِ اوقات چلی جاتی ہے۔ (حسرت موہانی)

سررشتۂ ایجاد = رشتۂ ایجاد۔

سررشتہ بمعنی رسی، ڈورا، علاقہ، تعلق، رشتہ، سلسلہ۔

آہ موزوں تجھے گلشن میں نہ کرنی تھی اسیر
مفت سررشتۂ آواز عنادل توڑا (اسیر)

کس طرح کاٹیں تاسف سے نہ ہر دم پشت دست
ہاتھ سے کھو بیٹھے ہیں سررشتۂ تدبیر ہم (ناسخ)

سررشتۂ سلامت = سلامتی کا سررشتہ،
سلامتی کا تعلق، سلامتی کا سلسلہ۔

آہ موزوں تجھے گلشن میں نہ کرنی تھی اسیر
مفت سررشتۂ آواز عنادل توڑا (اسیر)

سررشتۂ وفا = وفا کے رشتہ کا سرا

سر رہ گذر = سر راہ، راستہ میں۔

گرم خرام ناز ہو تم یہ تو دیکھ لو
کس کا پڑا ہوا ہے سر رہگذار دل (امیر مینائی)

سر سودائے انتظار = حسن انتظار کی خریداری کا شوق
متاع انتظار کی خرید کا خیال۔

سر بمعنی خیال، دھن، عشق، شوق

زاہد کو سر زلف سیہ فام نہیں ہے
مومن کی توجہ طرف شام نہیں ہے (صبا)

سرشار = سرمست، مخمور، بدمست۔

بچپنے ہی میں گنہگار ہوا
بادۂ عشق کا سرشار ہوا (رسوا)

مخمور را نگاہ تو سرشار می کند
بدمست را عتاب تو ہشیار می کند (صائب)

سبز شد خط لب یار بہار است بہار
اے جنون من سرشار بہار است بہار (سعدی)

سررشتہ داری = عدالت کا ایک عہدہ۔

سرشک سر بصحرا دادہ = اشک آوارۂ دشت،
اشک دیوانگی، آنسوؤں کو صحرا میں آوارہ ہونا۔

سرشک بمعنی آنسو، اشک۔

ع سرشک غم کو دل سے دیدۂ تر تک پہونچنا ہے (کمال لکھنوی)

سر بصحرا دادن بمعنی دیوانہ بنانا۔

صبا بہ لطف بگو آں غزال رعنا را (حافظ)
کہ سر بہ کوہ و بیاباں تو دادۂ ما را

سرگرانی = کشیدگی، خفگی، رنجیدگی، خمار، رنجش،
سر کا بھاری ہونا۔

بار الفت کا سنبھالا نہیں جاتا مجھ سے
سرگرانی ہے مری لغزش پا سے پیدا (صبا)

بجان صد گونہ بیداد تو کردم اختیار اما
بکویت از رقیباں سرگرانی خوش نمی آید (محمد حسن خان حسن)

سرگرم = مستعد، منہمک، کام میں دل سے لگنا، فریفتہ، مشغول

سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں عندلیب
مت آشیاں چمن میں مرے متصل بنا (سودا)

بیک آتش چو داغ لالہ می سوزم درین گلشن
نہ ہر شمع تو اندر گرد چوں پروانہ سرگرم (مرزا صائب)

سرگرم جفا = ظلم کرنے میں انہماک، ظلم و ستم میں شدت سے

سرگرم ہونا بمعنی آمادہ ہونا، شدت کرنا۔

عاشقاں از مے تہ شیشۂ دل سرگرم اند
چشم مخمور تو تر دستِ قدح پیمائی است
(محمد قلی سلیم)

سرگرم خرام = محو خرام۔

خرام بمعنی ناز و انداز کی چال۔

خاک میں ہمکو ملانا تھا خرام ناز سے
اعتق تو فتنۂ محشر ہمارے دل میں تھا
(دانش لکھنوی)

سرگرم نالہ ہائے شرر بار = آگ کی چنگاریاں برسانے

والے نالوں میں محو۔

شرر بمعنی چنگاری - بار بمعنی برسانے والے (باریدن

مصدر - برسنا، برسانا)۔

سرگشتہ = حیران، بھٹکا ہوا، پریشان۔ بمعنی دیوانہ، مست

کوفہ میں جو پابند بلا ہو گئے مسلم
سرگشتۂ صحرائے جفا ہو گئے مسلم (دبیر)

سرگشتگی = جوشِ وحدت، حیرانی، پریشانی، تردد۔

سرگشتگی میں میر کیا ساتھ دے سکے گا
اے آسماں ٹھہر جا، ناحق خراب ہوگا (صبا)

سرمایۂ ایجاد = سرمایۂ تخلیق، ایجاد کی پونجی۔

سرمایہ بمعنی پونجی، راس المال۔

عشق کا سرمایہ جو کچھ حسن کی دنیا میں تھا
شکر کرتا ہوں مجھے میری وفا سے مل گیا
(محشر لکھنوی)

سرمایۂ یک عالم = ایک دنیا کا سرمایہ، بقدر یک عالم۔

سرمایۂ دو عالم دو حرف جو ہیں کن کے
اک ان کی حکایت ہے اک میر فسانہ ہے
(ناطق لکھنوی)

سرمۂ مفت دال = نظر کے لیے وہ سرمہ جو جس کی کوئی

قیمت نہ ہو۔

سرمہ بمعنی کحل، آنکھوں میں لگانے کا بہت باریک پسا

ہوا سیاہ سفوف۔

بے ثباتی چمن حیرت نرگس سے کھلی
مل گیا کور سے سرمہ ہمیں بینائی کا (امیر مینائی)

سر نشوونما = نشوونما کرنے والا سر۔

سرنگوں = سر نیچا کیے ہوئے، سر جھکائے ہوئے، جھکے ہوئے

ع جب لشکرِ خدا کا عَلَم سرنگوں ہوا (انیس)

سرنوشت = تقدیر، ماتھا، پیشانی، قسمت کا لکھا،

خط تقدیر۔ نوشت بمعنی لکھاوٹ، تحریر۔

دھوئی کیوں اشک کے طوفان سے لوح محفوظ
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی
(ناسخ)

سرنوشت دو جہاں ابر = ابر کثیر کی خاصیت۔

سرنوشت بمعنی تقدیر کا لکھا۔

دو جہاں ابر بمعنی ابر کی کثرت۔

پھرتا نہ کس طرح سے محبت میں دربدر
یہ ٹھوکریں لکھی تھیں مری سرنوشت میں

سرِ برگِ ادراکِ معنی = معنی کو سمجھنے کا سامان، راز

حقیقت کو دریافت کرنے کی قوت۔

سمجھنے والا ، دماغ۔

سروبرگ کنایہ ہے دماغ سے۔

بسعیٔ عاشقانہ طبع اوچوں مائل افتادہ
سلیم از شوق آں دایم سروبرگِ غزل دارد (محمد قلی سلیم)

سروبرگ ستائش = دماغ مدح سرائی، تعریف کرنے کی طاقت، داد دینے کا حوصلہ۔

سروبرگ بمعنی دماغ۔

مابشوق نالہ از بلبل بہ گلشن می رویم
ورنہ کے مارا سروبرگ تماشائے گل است (اظفر خاں احسن)

سروچراغاں = چراغوں کا درخت۔

چراغ اس طرح ترتیب دیے جائیں کہ سرو کا درخت معلوم ہو۔

سرورتپ غم = تپ عشق کا نشہ، تپ غم کی کیفیت، لطف تپ غم۔

سرورِ خاص خواص = خاص لوگوں کے لیے سرورِ خاص

سُرور و سوز = کیف و مستی، سرور بمعنی انبساط، خوشی، فرحت، ہلکا نشہ۔

ذرا ہو گہری محبت تو خاک کر دے چرخ
مرا سرور ہے گل خندۂ شرر کا سا (مومن)

نشۂ زر میں یہ کم ظرف جہاں میں مدہوش
ایک بوتل کا سُرور آٹھ پہر رہتا ہے (شاد)

سوز بمعنی سوزش، جلن، تپش۔

نہ گئی ہائے تپ غم کی حرارت نہ گئی
وہی دھڑکن ہے وہی سوزِ جگر ہے کہ جو تھا (جلیل)

سروِ سبزِ جوئبارِ نغمہ = دریائے نغمہ کا سبز سرو۔

سروقد = سیدھے قد کا، سرو کی طرح، سیدھا قد رکھنے والا سروقامت۔

سروقد کوئی اور کوئی گل چہرہ
غیرت ماہ کوئی رشک مہر (مثنوی بہشت گلزار)

جو اس سروقد سے جدائی ہو
قیامت مرے سر پہ آئی ہوئی (اکبر الہ آبادی)

چونکہ سرو کا درخت بالکل سیدھا ہوتا ہے اور اس میں خم نہیں ہوتا اس لیے محبوب کے قد کو سروقد سے تشبیہ دیتے ہیں۔

دلے بر شاعرانِ نادیدہ
غلطیہا بہ خود پسندیدہ
سرو را قد یار می گویند
سرو چوبیست ناتراشیدہ (زیب النساء)

سرو صنوبر = سرو اور صنوبر دو درختوں کے نام ہیں جو سیدھا مخروطی اور خوشنما ہونے کی وجہ سے شعرا معشوق کے قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ صنوبر بھی سرو کے درخت کی ایک قسم ہے۔

دل میں اتنا سمایا ہے کہ جل جاتا ہوں
سرو نوخیز جو انگشت نما ہوتا ہے (مومن)

تمہارے قد کا صنوبر جواب کیا ہوگا
یہ مصرع نظری انتخاب کیا ہوگا (اسیر)

وہ ہی قد ہے مجھ سے طالب دل
سرو کو شوق ہے صنوبر کا (داغ)

سرِ ہر مو = بال کا ہر سرا۔

سرہنگ = فوج کا سردار، کمانڈر۔

آئے پھر سرہنگ کر کے دار و گیر
لے گئے درویش کو کر کے اسیر (شوق)

سزائے کمالِ سخن = کمالِ سخن کی سزا، سخن وری میں کمال حاصل کرنے کی سزا، شاعرِ کامل ہونے کی سزا، شاعرِ باکمال ہونے کی سزا۔

سُست رو = سست رفتار، آہستہ چلنے والا۔

سطحِ گردوں = سطحِ آسماں۔

سَطوتِ قاتل = قاتل کا رعب۔

سطوت بمعنی رعب، دبدبہ، جلال۔

دیکھ کر حیدرؓ کی سَطوت کہتی تھی بنتِ اسد
کیا پسر پیدا ہوا ہے شیرِ ژیاں پیدا ہوا (اسخ)

سعئ آزادی = آزادی کی جدوجہد، آزادی حاصل کرنے کی کوشش۔

سعئ بے حاصل = ایسی کوشش جس کا کچھ نتیجہ نہ نکلے، کوشش ناکام، بے نتیجہ کوشش۔

سَفَرَہ = بالفتح بمعنی مقصد۔

بالضم بمعنی دسترخوان۔

پئے مہمانیِ غم چوں حسودش سُفرہ اندازد
کند بر سفرۂ او شورِ بختِ آں نمکدانی (طالب آملی)

ادیمِ زمیں سفرۂ عام اوست
بریں خوانِ یغما چہ دشمن چہ دوست (شیخ سعدی)

سفینہ = کشتی، بیاض۔

دل پہ ہے بحرِ محبت میں ہجومِ غم دیاس
خوف ہے بیٹھ نہ جائے یہ سفینہ بھر کر (امیر)

سکندر = یونان کے ایک عظیم الشان فاتح بادشاہ کا نام جو ذوالقرنین بھی کہلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے سدِ سکندری تعمیر کرائی تھی۔ مورخین نے اس کے وقت میں حضرت خضر کا ہونا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جنہوں نے اس کے ہمراہ آبِ حیات کی تلاش میں نکلے تھے اور ظلمات میں چشمۂ حیوان دریافت کیا تھا اور آبِ حیات پی کر حیاتِ جاودانی حاصل کی۔

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا
مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے (امیر مینائی)

لایا تھا کیا سکندر دنیا سے لے گیا کیا
تھے دونوں ہاتھ خالی باہر کفن سے نکلے (مشہور)

سِلکِ عافیت = عافیت کی لڑی۔

سلک بمعنی ہار، موتیوں کی لڑی۔

خجلت دندانِ جاناں سے گہر ہیں آب آب
رشتۂ سلک اپنی مژگاں کی طرح تر ہو گیا (اسخ)

سنگِ سرِ رہ = راستہ میں پڑا ہوا پتھر۔

سنگِ فساں = وہ پتھر جس پر سے ہتھیار رکھی جائے۔

نامع برائے تندیِ تیغِ زبانِ تو
کافی است روئے سخت تو سنگِ فسانِ تو (محسن تاثیر)

سنگِ گراں = بھاری پتھر۔

گراں بمعنی بھاری، وزنی۔

کچھ نہیں راہ میں گر سنگ گراں ہے اے دوست
یہ جہاں کارگہ شیشہ گراں ہے اے دوست (مولف)

سنگ وخشت = پتھر اور اینٹ۔

سنگ بمعنی پتھر خشت بمعنی اینٹ۔

سوادِ اقلیم عدم = ملک عدم کی سرحد' سواد سے مراد وہ سیاہی ہے جو کسی شہر یا آبادی کی طرف نگاہ دوڑانے سے دور سے نظر آتی ہے۔ سیاہی، تاریکی۔

مبارک اس دل سودا زدہ کو کوچہ زلف
دیار حسن کا دلکش نظر سواد آیا (جلال)

اقلیم بمعنی ملک۔

بنو گے خسرو اقلیم دل شیریں زباں ہو کر
جہاں گیری کرے گی یہ ادا نور جہاں ہو کر (اکبر الہ آبادی)

عدم بمعنی ہستی، معدومیت، آخرت، مقام بعد مرگ۔

اس ہستی موہوم سے میں تنگ ہوں انشا
واللہ کہ اس سے یہ مراتب عدم اچھا (انشا)

عدم میں رہتے تو شاد رہتے اسے بھی فکر ستم نہ ہوتا
جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا

سوار سمند ناز = ناز و انداز سے چلنے والے گھوڑے کا سوار، (مومن)

شہ سوار - رخش ناز۔ وہ گھوڑا جو ناز و انداز سے قدم اٹھائے۔

ع سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

سوختن کباب = جلنا، کڑھنا۔

یعنی سوختن مصدر جس کے معنی جلنے اور جلانے کے ہیں۔ اس کی گردان کی جا رہی تھی یعنی سوخت، سوختند، سوختی سوختید، سوختم، سوختیم وغیرہ۔

سود چراغ کشتہ = بجھے ہوئے چراغ کا فائدہ۔

سود بمعنی فائدہ، نفع، بڑھوتی۔

تھا خواب کو خیال میں دل سے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی تو زیاں تھا نہ سود تھا (غالب)

چراغ کشتہ بمعنی بجھا ہوا چراغ - چراغ جو ٹھنڈا ہو گیا ہو۔

کہ اے شاخ گل دامن فشاں زیں بزم بیروں شد
کہ بوئے گل بمغزم از چراغ کشتہ می آید (صائب)

سوز جاودانی شمع = شمع کا ہمیشہ جلتے رہنا، شمع کا دائمی سوز۔

سوزش باطن = سوز پنہاں، پوشیدہ جلن۔

سوزش بمعنی جلن، کھولن۔

کیا کہیے کہ ہے سوزش داغ جگر ایسی
سنتا نہیں وہ غیرت شمس و قمر ایسی (آتش)

سوزِ غم ہائے نہانی = چھپے ہوئے غموں کی جلن، غم پنہاں کی سوزش۔

حال سوز غم ہائے نہانی دیکھتے جاؤ
بھڑک اٹھی ہے شمع زندگانی دیکھتے جاؤ (فانی بدایونی)

سوز نہاں = چھپی ہوئی جلن، مخفی آگ۔

سوگند = قسم، حلف۔

احساں نہ اٹھے گا ناکسوں کا
سوگند ہجوم بے کسی کی (اثر لکھنوی)

سوءِ ظن = بد گمانی ، گمانِ بد ، خیالِ بد ،
سوء بمعنی خرابی ، بگاڑ ، بدعملی ، ظن بمعنی گمان ، خیال ۔

ان کی صحبت میں ہو ضائع اوقات
سوءِ ظن سے نہیں خالی کوئی بات (مرزا سودا)

سویدا = وہ سیاہ نقطہ جو دل پر ہوتا ہے (اسود کی تانیث)

دخسار کے گل رنگ پہ یہ خال نہیں ہے
بوسے ترے لیتا ہے سویدا مرے دل کا (آباد)

شرم سے تم کو سمٹنا ہے تو سمٹو حسن سے
دل میں بن جاؤ سویدا پتلیوں میں تل بنو (عزیز لکھنوی)

سویدائے بہار = بہار کے دل کا سیاہ نقطہ

سویدائے دل چشم = دل کی آنکھ کا سیاہ تل ۔
سویدا بمعنی سیاہ نقطہ جو دل پر ہوتا ہے ۔

ہو گیا جزوِ بدن جائے گا اب کیا سودا
مردمک آنکھوں میں ہے دل میں سویدا سودا (انیس)

سوئے وادیٔ مجنوں = مجنوں کی وادی کی طرف ، جس وادی میں مجنوں رہا کرتا تھا اس جانب ۔

سیاستِ درباں = پہرے دار کا رعب داب ۔
سیاست بمعنی سخت گیری ، سختی ، چالبازی ۔

مبادا کس کے یہ میری خیانت
کرے وہ میرے اوپر کچھ سیاست (زلیخائے نظم)

لو ح پہلے تو مکر سے لے لو
پھر سیاست سے اس کو قتل کرو (گلشن عشق)

سیاہی = روشنائی ، پرانے زمانے میں جو روشنائی استعمال ہوتی تھی وہ ہمیشہ سیاہ ہوتی تھی اس لیے اس کو سیاہی بھی کہتے تھے ، کالک ۔

کھولا جو میرا خط تو سیاہی چپک گئی
گھبرا کے لکھ دیا انھیں حرفِ وصال کیا (داغ)

گو تم نے صاف کی مرے خوں سے تیغ
ممکن نہیں سیاہی روئے سپر مٹے (اسیر)

سیرِ چراغاں = چراغاں کی سیر ، چراغاں کا منظر دیکھنا ، چراغاں کا لطف اٹھانا ۔

اللہ اللہ آمد نورِ الٰہی کا یہ فیض
شام سے پہلے ہی ہر گھر میں چراغاں ہو گیا (محشر)

سیرِ عدم = عدم کی سیر ، نیستی کی سیر ، عدم بمعنی ناموجودگی ، نابید ۔

عدم میں رہتے تو شاد رہتے اسے بھی فکرِ ستم نہ ہوتا
جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا (امو محن)

سیرِ عرفا = عارفوں کی سیر ، عرفا جمع ہے عارف کی بمعنی خدا شناس ۔ صاحبِ معرفت ۔

اساتذہ بھی وہ عارف جو اپنے وقت کے تھے
غرض کچھ اور نہ تھی جن کی معرفت کے سوا (شاد عظیم آبادی)

سیرِ گل = پھولوں کی سیر ، سیرِ چمن ۔

سیرِ نجف = نجف اشرف کی سیر ، عراق کا ایک شہر جہاں حضرت علیؓ کا مزار ہے ۔

سیلابِ بلا = طوفانِ بلا ۔
سیلاب بمعنی پانی کا ریلا ، طوفانِ آب ، طغیانی ۔

میرے اشکوں کا فلک پر موجزن سیلاب تھا
ہالۂ مہ کی جگہ شب حلقۂ گرداب تھا (ناسخ)

سیلابِ گریہ = رونے کا طوفان، سیلِ اشک۔

سیلِ خانماں = گھر کا طوفان۔

سیل بمعنی طوفان، طغیانی۔ خانماں گھر کا اسباب، متاعِ خانہ۔

نے دل رہا بجا ہے نہ صبر و حواس و ہوش
آیا جو سیلِ عشق سب اسباب لے گیا (میر)

سیلِ گریہ = رونے کا سیلاب، اشکوں کی طغیانی، آنسوؤں کا طوفان۔

سیلیِ اُستاد = اُستاد کا چانٹا، اُستاد کا تھپڑ، استاد کا طمانچہ۔

کوئی گل بے سیلیِ بادِ صبا کھلتا نہیں
آب و گل کے اس کرے میں یوں سکوں ملتا نہیں (مولف)

نہلانے میں جب آنکھ اس سے لڑی ہے
حبابوں پہ موجوں نے سیلی جڑی ہے (شاد)

سیلیِ خارا = پتھر کی چوٹ۔

سیلیِ ندامت = شرمندگی کا تھپڑ۔

سیلی بمعنی تھپڑ، طمانچہ۔

ساخش کہ بہ سدرہ کشیدہ
سیلی بہ رخِ قمر کشیدہ (اسکالسترودینی)

از دستِ دیگرے چہ شکایت کند کہ او
سیلی بدستِ خویش زند بر قفائے خویش (حافظ شیرازی)

سیماب پشت گری آئینہ دے ہے = شیشہ پارے کی صیقل کی مدد سے آئینہ بن جاتا ہے۔

سیماب بمعنی پارہ جس سے شیشہ پر صیقل چڑھا کر آئینہ بنایا جاتا ہے۔ پشت گری بمعنی اعانت، مدد، ذریعہ، پشتی۔ آئینہ بمعنی شیشہ۔

سیم و زر = چاندی، سونا، سورج، چاند۔

سیمیا = وہ علم طلسم جس کے ذریعہ سے روح کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل کر سکتے ہیں اور ناموجود شے کو لوگوں کو دکھا سکتے ہیں۔

سینۂ اہلِ ہوس = مراد رقیب کا سینہ۔ ہوس پرست عاشق کے سینے سے۔

سینۂ توحید فضا = توحید سے معمور سینہ۔

سیہ گلیم = بدبخت، بدنصیب، سیاہ روز، بے دولت، جو ہمیشہ پریشان و مفلس رہا۔

سیہ مستی = بدمستی، مدہوش، سیہ مخفف ہے سیاہ کا۔

بزم میں ہر دم گریں کیوں کر نہ ہم اغیار پر
ہے سیہ مستی نگاہ نرگس مخمور سے (وحشت)

ش

شاخِ گل = پھولوں سے لدی ہوئی شاخ، جس شاخ پر پھول کھلا ہو، پھولوں کی ٹہنی۔

کی سیر جاذبِ الفت گل چیں نے کل چمن میں
توڑا تھا شاخِ گل کو نکلی صدائے بلبل (میر)

شاخِ نبات = مصری کی شاخ، مصری کے کوزے کی وہ لکڑی جو کوزہ بنانے کے لیے کوزے میں لگائی جاتی ہے۔

ہم کیا شاخِ نبات نے بھی
تجھ سا شیریں دہن نہ دیکھا (رشک)

شاخ و برگ = ڈالیاں، پتے اور پھل۔

شاعرِ نغز گوئے خوش گفتار = خوش گو اور خوش کلام

نغز بمعنی خوب، عمدہ، اعلیٰ، اچھا، نادر۔

حدیثِ عشق کی تفسیر سن لے جس کا جی چاہے
چھڑی ہے عندلیبوں میں جو بحثِ نغز گفتاری (محشر لکھنوی)

نغز گو بمعنی خوش گو۔

خوش گفتار بمعنی شیریں گفتار، خوش بیان۔

شانہ = کنگھی۔

ہاتھ میں آئینہ و شانہ پھر بھی شکن پیشانی پر
موجِ صبا سے تم تو نہ بگڑو زلفوں کو بل کھانے دو (صفی)

شانہ کشِ زلفِ یار = محبوب کے بالوں میں کنگھی کرنا۔

شانہ بمعنی کنگھی۔

خدا جانے یہ آرائش کرے گی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینے کو یاد کرتے ہیں (داغ)

زلف بمعنی کاکل، گیسو، گندھے ہوئے سر کے بال۔

یہ سلسلۂ لامتناہی ہے کہ زلف
گہوارۂ بادِ صبحگاہی ہے کہ زلف
اے جانِ جہاں یہ دوش سیمیں پہ ترے
ڈھلکی ہوئی رات کی سیاہی ہے کہ زلف (جوش ملیح آبادی)

شانۂ زلفِ الہام = الہام کی زلفوں کی کنگھی، الہام کی زلفوں کو سنوارنے والا۔

الہام بمعنی القا، جو بات خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جائے۔

وہ مشق رہی اور نہ وہ شوق ہے مومنؔ
کیا شعر کہیں گے اگر الہام نہ ہوگا (مومن)

شاہ جہاں گیر جہاں بخش جہاں دار = بادشاہ جو فاتحِ عالم، جہاں دار اور عالم گیر ہونے کی صفات کا مالک ہو۔

شاہ بمعنی بادشاہ۔

جہاں گیر بمعنی فاتحِ عالم، دنیا کو فتح کرنے والا۔

بنو گے خسروِ اقلیمِ دل شیریں زباں ہو کر
جہاں گیری کرے گی یہ ادا نورِ جہاں ہو کر (اکبر الٰہ آبادی)

جہاں بخش بمعنی دنیا کو عطا کر دینے والا، دنیا کو بخش دینے والا۔

جہاں دار بمعنی دنیا کا نگہبان، دنیا کا رکھوالا۔

قلزمِ عز و شرف کا درِ شہوار ہوں میں
سب جہاں زیرِ نگیں ہے وہ جہاں دار ہوں میں (انیس)

شاہد = شہادت دینے والا، صاحبِ حسن، محبوب، معشوق۔

اپنا شاہد سب حسینوں سے نرالا ہے فقیر
کس پہ دل آیا ہے دل آنے پہ ہم کو ناز ہے (فقیر)

شاہدِ ہستیِ مطلق = مطلق ذاتِ باری تعالیٰ، ذاتِ واجب الوجود۔

شاہِ روشن دل = شاہِ روشن ضمیر۔

ایسا بادشاہ جس کا ضمیر روشن ہو اور اپنی فہم و ذکاوت سے ہر بات کی تہ کو پہنچ جاتا ہو۔

روشن دل بمعنی زیرک، دانا، عقلمند، عارف، زود فہم۔

یہ فخر کم ہے کہ روشن دلوں کا مجمع ہے
فروغ نام کو اب کیا چراغ طور آئے (حسن لکھنوی)

شاہ سخن گستر = شاہ سخن فہم و سخن گو، شاعر سخن فہم۔

مدعی گرچہ سخن گوست سخن گستر نیست
مہمل و معنی بسیار چہ معنی دارد
شگفتہ باد گلستان معنی طالب (محسن تاثیر)
کہ دست روے سخن گستران ایران رُخ

شاہ سلیمان جاہ = سلیمان کا مرتبہ رکھنے والا بادشاہ۔ (مرزا صائب)

سلیمان ایک پیغمبر تھے جو نہایت جلیل القدر بادشاہ تھے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو مسخر کر دیا تھا۔ ہوا، جن، پری، دیو، وحشی جانور، پرند اور تمام جاندار۔ اور وہ تمام جانوروں اور پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے

رتبہ مرا بلند ہے میں خاکسار ہوں
دوشِ صبا پہ مثل سلیمان سوار ہوں (مولف)

شائبۂ خوبی تقدیر = تقدیر کی خوبی کا دخل

سائبہ بمعنی آمیزش، ملاوٹ، خوبی تقدیر بمعنی تقدیر کی خوبی مراد بدقسمتی بطور طنز استعمال ہوتا ہے۔

شایان دست و بازوے قاتل = محبوب کے دست و بازو کے لائق قاتل سے مراد محبوب ہے۔

شب رَو = رات کے وقت چلنے والا، چور، کوتوال۔

شب بمعنی رات۔

رو بمعنی چلنے والا مصدر رفتن۔ رویدن چلنا

شبستان = رات بسر کرنے کی جگہ، خلوت خانہ۔

غیر کے گھر میں ہو شمع شب افروز ہو تم
تم سے روشن ہے تمہیں دیکھو شبستاں کس کا (داغ)

شبِ قدر = ماہ رمضان مبارک کے آخری دہے کی ایک طاق رات جس کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ وہ رات ایک ہزار راتوں سے بہتر ہے اور اسی رات کو مجید نازل ہوا۔

شب قدر است و طے شد نامۂ ہجر
سلامٌ ھِیَ حتّٰی مَطلعِ الفجر (لاعلم)

مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی
سحر تک مہ و مشتری کا قِراں تھا (آتش)

شبِ مہ = چاندنی رات، شب ماہ۔

کیا بخت نے تاریکی فرقت میں پھنسایا
دیکھی نہیں آنکھوں نے شب ماہ مہینوں (امیر مینائی)

شبنم بہ گُل لالہ = لالہ کے پھولوں پر شبنم قطرے

شبنمستاں = وہ جگہ جہاں اوس گری ہو۔

شب ہاے تار برشکال = برسات کی اندھیری راتیں۔

شب ہاے تار بمعنی اندھیری راتیں، تاریک راتیں، شب تاریک۔

آتی ہے بوے داغ شب تار ہجر میں
سینہ بھی چاک ہو نہ گیا ہو قبا کے ساتھ (مومن)

برشکال بمعنی برسات۔

پیالے عشق کے چھلکاتی برشکال آئی
شراب خواروں کو کرتی ہوئی نہال آئی (تسلیم)

شجرِ بید = بید کا درخت، بے ثمر، لاحاصل۔ بید کے درخت میں کوئی پھل نہیں لگتا۔
شجر بمعنی درخت۔

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ میں ہے (آتش)

ہر شاخِ ہر شجر سے نہ تھا بجلیوں کو کام
ہر شاخِ ہر شجر پہ مرا آشیاں نہ تھا (فانی بدایونی)

شحنۂ شام = شام کا کوتوال۔
شحنہ بمعنی کوتوال، محافظ شہر۔

دروازے پہ دیوں کا تھا پہرا
جگنو کے خبر وہ شحنہ ٹھہرا (گلزار نسیم)

شرابِ طہور = پاک شراب، وہ شراب جو بہشت میں اہل بہشت کو دی جائے گی۔

اچھی کہی ملے گی شرابِ طہور کل
ترسو جناب شیخ کہاں تم کہاں شراب (حفیظ جونپوری)

سناتا ہے واعظ مجھے کیا حدیث
شرابِ طہورا کہاں ہے حرام (شاد لکھنوی)

شرارِ جستہ = چنگاری، شرارے جو آگ یا شعلے سے نکلیں۔
شرار بمعنی آگ کی چنگاری۔

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا
موسیٰ نہیں جو سیر کروں کوہ طور کا (سودا)

شرارِ سنگ = پتھر کی چنگاریاں۔ دو پتھروں کے رگڑنے سے جو چنگاریاں نکلیں۔

شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر = دل گرفتگی کے وجوہ کی وضاحت، دل گرفتہ ہونے کے اسباب کی تفصیل۔
(دل گرفتہ بمعنی رنجیدہ، غمگین)

ہو جو مسجد میں دل گرفتہ امیر
کسی بھٹی پہ کیوں نہ چل بیٹھو (امیر)

شرحِ ہنگامۂ ہستی = زندگی کی ہماہمی کی مفصل تشریح۔

شرع و آئین = شریعت و قواعد، اسلامی قوانین و ضابطے۔
شرع بمعنی راہ راست، آئین اسلامی، مذہبی قانون۔

بیان کرتے ہیں مستی میں راز بادہ پرست
شراب شرع میں اس واسطے حلال نہیں (امیر)

شرفِ مہر = آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے کو شرف مہر کہتے ہیں۔
شرف مہر بمعنی آفتاب کا رتبہ۔

شرمِ نارسائی = نہ پہونچ سکنے کی شرم، بارگاہ خداوندی تک نہ پہونچ سکنے کی شرم۔

شرمندۂ معنی نہ ہونا = معنی کا شرمندہ نہ ہونا۔ مراد بے معنی رہنا مہمل لفظ۔

شرمِ رسوائی = رسوا ہو جانے کی شرمندگی، رسوائی کی ندامت، ندامت رسوائی۔

شستِ بتِ ناوک فگن = تیر چلانے والے معشوق کا نشانہ۔ شست بمعنی نشانہ۔

دل کو اپنے ہدف تیر بلا پاتا ہوں
اس کماندار نے کیا شست ادھر باندھی ہے (مصحفی)

ناوک فگن = تیر چلانے والا، تیر انداز۔

نہ زخمی ہوتے وہ ابرو کماں دم پیکار
جفا پہ درد سے ناوک فگن ہوئے تیار (امیر مینائی)

شش جہت = چھ سمتیں مراد تمام عالم، اطراف عالم
پورب، پچھم، اتر، دکھن، اوپر، نیچے۔

غم کدہ ہے یہ شش جہت دیکھی
کسی پہلو یہاں فراغ کہاں (عشق)

آتی تھی مرحبا کی صدا شش جہات سے
پیاسا پلٹ رہا تھا بہادر فرات سے (نجم آفندی)

شعلۂ آتش = آگ کا شعلہ۔

شعلۂ آفتاب صبح محشر = قیامت کے دن کے آفتاب
کی کرن مراد تیز روشنی والے آفتاب کی کرن۔
کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن سورج سوا نیزے
پر آجائے گا اور اس کی شعاعوں میں دماغ کو پگھلا
دینے والی گرمی ہوگی۔

شعلۂ جوالا = گردش کرنے والا شعلہ۔

گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گماں
انگارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں (انیس)

شعلۂ دُودِ دوزخ = دوزخ کے دھوئیں کا شعلہ،
دوزخ کے دھوئیں کی لپک۔
دود بمعنی دھواں، دخان۔

میرے مزار پہ جو پڑا پاؤں غیر کا
جلے غبارِ خاک سے دودِ جگر اٹھا (اسیر)

شعلۂ شمع = شمع کی لو، شمع کا شعلہ۔

شغل اطفال = بچوں کا شغل، بچوں کا مشغلہ،
بچوں کا کھیل۔

شق ہوگیا = شگاف پڑگیا، پھٹ گیا، دراڑ پڑگئی۔
شق ہونا بمعنی پھٹ جانا، شگاف پڑجانا۔

کھل گئے پھول حقیقت نہ کھلی پھولوں کی
سینہ شق ہوگا مگر راز نہ افشاں ہوگا (ناطق لکھنوی)

شکایت رنج گراں نشیں = آلام شدید کی شکایت

شکایت ہائے رنگیں = محبت بھرے شکوے۔

شکست = ٹوٹ، شکستن مصدر، ٹوٹنا، پھوٹنا۔

تیری ہزار برتری، تیری ہزار مصلحت
میری ہر اک شکست میں میرے ہر اک قصور میں (اصغر گونڈوی)

شکست آرزو = آرزو کا ٹوٹ جانا، آرزو کا پورا نہ ہونا۔

شکست قیمت دل = دل کی قیمت کو گھٹانا، دل کی
قدر کو کم کرنا۔

شکل قمری = قمری کی طرح، قمری کی مانند۔

شکل نہالی = قالین یا بستر پر بنی ہوئی شبیہ۔
نہالی بمعنی فرش، توشک، فرش پر بنی ہوئی تصویر۔
نہالی بمعنی روئی دار بستر، توشک۔

قلب ماہیت ہوئی آرام جاں کے ہجر میں
پلنگ کے بستر سے نہال قد نہالی ہوگیا (بحر)

تار تار پیرہن میں بس رہی ہے بوئے دوست
مثل تصویر نہالی میں ہوں یا پہلوئے دوست (آتش)

شکنِ زُلفِ عنبر مُیا = گیسوے عنبر بُو کے بل ۔
عنبر کی طرح خوشبو دینے والے گیسوؤں کی شکنیں

شکوہ = شان و شوکت ، مرتبہ ، دبدبہ ۔

ہر جا فزوں شکوہ دکھاتا تھا طور کی
بجلی قدم قدم پہ چمکتی تھی نور کی (انیس)

شکوہ سنجِ رشکِ ہم دیگر = ایک دوسرے کے رشک کا شکایت کرنے والا ۔
شکوہ بمعنی شکایت ، گلہ ۔

چاک جگر و دل کا جب شکوہ بجا ہوتا
یوسف کا زلیخا نے دامن تو سیا ہوتا (اسلام الدین طوسی)

شکوۂ بے دست و پائی = بے ہاتھ پاؤں ہونے کی شکایت ، مجبوری کی شکایت ، بے کسی کا گلہ ۔
بے دست و پا بمعنی عاجز ، بیکس ، مجبور ۔

واللہ میرے سامنے بے دست و پا ہو تم
پر کیا کروں کہ امت خیر الوریٰ ہو تم (انیس)

شکوۂ جور = ظلم کی شکایت ، شکوۂ ستم ۔

شکیبِ خاطرِ عشق = عاشق کے دل کا صبر ۔
شکیب بمعنی صبر و قرار ، تحمل ، بردباری ۔
خاطر بمعنی دل ۔

آہ وہ غارت گر صبر و شکیب
سلسلۂ زلف شکن در شکن (حسرت موہانی)

شکیب و صبرِ اہلِ انجمن = اہل محفل کے صبر و قرار ۔
شکیب بمعنی صبر ، تحمل ، برداشت ، بردباری ۔

مجھے عشق میں اس کا تو غم نہیں کہ شکیب و قرار ذرا نہ رہا (اکبر)

شگفتن گلہائے عیش = عیش و نشاط کے پھولوں کا کھلنا ۔

شگفتن گلہائے ناز = ناز و انداز کے پھولوں کا کھلنا ۔
شگفتن بمعنی کھلنا ۔
معشوق کے گل ہائے ناز کا شگفتہ ہونا ۔

شمارِ سبحہ = تسبیح کے دانوں کا شمار کرنا ، مالا جپنا ، تسبیح میں عام طور پر سو دانے ہوتے ہیں ، ان کو گننا ۔

شمعِ بزمِ بے خودی = بے خودی کی محفل کی شمع ۔

شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ = لیلیٰ کے سیاہ خانہ کا چراغ ۔
لیلیٰ کے متعلق مشہور ہے کہ سیاہ فام تھی اور سیاہ خیمہ میں رہا کرتی تھی اس رعایت سے سیہ خانۂ لیلیٰ نظم کیا ہے ۔

شمعِ کشتہ = بجھی ہوئی شمع ۔

شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہوگی
کس قدر اے جان گرمی ہے تری رفتار میں

شمعِ ماتم خانہ = چراغ غمکدہ ، غم خانے کی شمع ۔ (خواجہ وزیر)

شناور = تیرنے والا ، تیراک ۔

بزم حیرت میں نہیں مردم بے ننگ کا کام
بحر تصویر میں کس روز شناور اترا (امیر)

شوخ تند خو = تیز مزاج معشوق ، گرم مزاج محبوب ، بد مزاج ، شریر ۔
شوخ بمعنی دلیر ، شریر ، کنایۃً محبوب ۔

اے داغ سناتے غزل اس شوخ کو ہم بھی
گر شعر کوئی قابل انعام نکلتا (داغ)

تُند خو بمعنی ذرا ذرا سی بات پر بگڑنے والا، بد دماغ، بد مزاج، تیز طبیعت۔

پاتا نہیں تُند خو کدورت کے سوا
دامن میں ہوا کے کچھ بجز خاک نہیں (انیس)

شوخیٔ اندیشہ = رنگینی خیال۔

شوخی بمعنی چلبلا پن، شرارت، بے قراری، تیزی۔

شرارت اسی بت میں کچھ آ گئی
کہ شوخی بھی واللہ شرما گئی (جلال)

شوخی تحریر =

شوخی بمعنی شرارت، دل لگی۔

تحریر بمعنی لکھاوٹ ایسی لکھاوٹ جس سے رال ٹپکتی ہو۔

ان میں شوخی ذرا نہیں ہوتی
اس بلا کی ادا نہیں ہوتی (مرزا رسوا)

شوخیٔ عرضِ مطالب = مطلب کی باتیں کہنے میں گستاخی۔

شوخیٔ گفتار = گفتگو کی شوخی۔

شوخی سے ٹھہرتی نہیں قاتل کی نظر آج
یہ برقِ بلا دیکھئے گرتی ہے کدھر آج (داغ)

شور = غل، شہرت، جنوں، نمکیں، کھاری۔

سب خریدار ہوئے رنج قفس سے صیاد
شور سن سن کے گلستاں میں فغاں دل میرا
(سالک لکھنوی)

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا (آتش)

پیاسے رہے آ کے چاہ دنیا پہ انیس
نکلا بھی اگر تو شور پانی نکلا (انیس)

شور سودائے خط و خال = شور جنون عشق۔

شور بمعنی زور، چیخنا چلانا، علامت جنوں۔

خط و خال = حسن چہرہ۔

خط بمعنی چہرہ پر اگا ہوا سبزہ۔

خال بمعنی تل، کاجل کا سیاہ نشان۔

شوریدہ حال = دیوانگی میں مبتلا، سودائی، شوریدہ سر، پریشان حال۔

شوریدہ بمعنی حیران، پریشان، دیوانہ، عاشق۔

میں وہ شوریدہ سر دیوانہ تھا جو بعد مردن بھی
چڑھا جاتے ہیں پتھر لوگ آ کر میرے مدفن پر [illegible]

شوق عناں گسیختہ = شوق بے لگام، شوق عناں گسستہ، تیز رفتار۔ گسیختن مصدر ٹوٹنا، توڑنا۔

ہر موج صبا عناں گسستہ
رنگ رخ یاسمیں شکستہ (صفی لکھنوی)

شوقِ فضول = اشتیاق بے حد، حد سے گذرا ہوا شوق

شوقِ ہر رنگ = عشق بہ ہر رنگ یعنی عشق جس رنگ میں بھی ہو۔

شہپر رنگ = رنگینی پرواز، شہ پر وہ پر جن کی مدد سے پرندہ اڑتا ہے، پنکھ۔

ذکر پرواز تو کیا تنگ ہے ایسا یہ چمن
جھاڑ بھی سکتے نہیں ہم کبھی شہپر اپنا (انجم)

ہاتھ میں رہتی ہے صیاد کے مقراض سدا
اس کی کیا خاک خوشی گر مرے شہپر نکلے (فدا)

شہسوار طریقۂ انصاف = انصاف کے طریقے کے شہسوار۔
مراد بڑے انصاف کرنے والے۔

طریقہ بمعنی طرز، روش، انداز، طور۔

فرہاد مر کے عشق کو دھکا لگا گیا
کچھ خودکشی طریقۂ اہل وفا نہ تھا

شہنشاہِ فلک منظر بے مثل و نظیر = بے مثال اور لاثانی عالی مرتبہ شہنشاہ۔

شہود = جمع شاہد کی بمعنی حاضر ہونا۔
جب سالک کو تمام موجودات عالم میں سوائے جلوہ حق اور ہر شے میں حق کے کچھ نظر نہیں آتا تو اس کیفیت کو اصطلاح صوفیا میں اس کو شہود کہتے ہیں۔

قابل غور ہیں اسرار وجود
دیکھنا چاہیے آثار شہود (سودا)

غور سے دیکھ شہود اشیاء
اک تماشا ہے نمود اشیاء (مرزا سودا)

شہیدانِ نگہ = نگاہوں کا شہید، جن کو نگاہوں سے قتل کیا گیا ہو۔

شہید گل خزانی شمع = شمع کے گل خزاں زدہ کا شہید۔
گل بمعنی پھول، شمع کے جلے ہوئے حصے کو بھی گل کہتے ہیں۔

یہ کس نے ہاتھ سے اپنا لیا گل شمع محفل کا
ہوا گلگیر میں عالم جو منقار عنادل کا (گویا)

شیرازۂ اجزائے حواس = حواس کے اجزاء کا انتشار، حواس کے اجزا کے شیرازہ کا بکھر جانا۔

شیرازہ بمعنی وہ موٹا دھاگا یا فیتہ جو کتاب کی جزبندی کے بعد پشتے کی دونوں طرف مضبوطی کے لیے جلد ساز لگا دیتے ہیں۔

صرف شیرازہ جو ہوا تیار
ہے رگ جان عاشقان زار (سودا)

شیرہ = پتلا گڑ جو پینے کی تمباکو میں ڈالا جاتا ہے۔ شکر یا گڑ کا گاڑھا رقیق پکایا ہوا شربت، پیس کر نکالا ہوا رس۔

لب شیریں یار کے آگے
قند گڑ ہے تو شہد شیرہ ہے (صبا)

تھی یہ الفت چشم جاناں سے مجھے طفلی میں بھی
شیر کے بدلے سدا شیرہ پیا بادام کا (ذوق)

شیشہ باز = شیشہ بازی کرنے والا۔

از سنگلاخ زر دل ایں شیشہ باز من
خنداں چوں کبک مست زکوہ دگر گذشت (امانت)

شیشہ بازی ایک قسم کا ناچ ہے کہ ناچنے والا گود سے پر شیشہ اور صراحی سر پر رکھ کر ناچتے ہیں اور ناچنے اور حرکت کے باوجود شیشہ و صراحی سر سے نیچے نہیں گرتے۔

شیوع = خبر لگنا، خبر ظاہر ہونا، شایع ہونا، پھیلنا

ہو گیا ہے جب شیوع معقولات
نہیں رہ سکتے مذہبوں کو ثبات (نظم طباطبائی)

شیون = نالہ و فریاد، آہ و بکا، نوحہ، ماتم۔

چھوڑ کر گھر ے ترے ہاتھوں سے نکل جائیں کہاں
تنگ ہمسایوں کا اے ذوق نہ کر شیون سے (ذوق)

کلیجا تھام لوگے جب سنو گے
نہ سنوائے خدا شیون کسی کا (ذوق)

ص

صاحب شاخ و برگ بار = پھل، پتوں اور شاخوں کا مالک۔

صاحبقرانی = حکومت

دو ستاروں کے ایک برج میں یکجائی کو علم نجوم کی اصطلاح میں قِران کہتے ہیں جب دو سعد ستارے اس طرح ملتے ہیں تو اس کو قران السعدین کہتے ہیں۔ امیر تیمور کو صاحب قران اول اور شاہجہاں کو صاحب قران ثانی کہا جاتا ہے۔

دادہ ای صاحب قران نرگس شہلا قلم
تا کندش در بنان نشو و نما ہا قلم (ظفر)

صاعقہ و شعلہ و سیماب =

صاعقہ بمعنی گرنے والی بجلی شعلہ بمعنی آگ کی لپٹ کو سیماب بمعنی پارہ۔

صبح بہار = بہار کی صبح، آغاز فصل بہار، موسم بہار کی صبح جو بڑی حسین اور دلکش ہوتی ہے۔

چوٹی میں وہ لپیٹے ہیں پھولوں کے ہار کو
بھولا ہے شام کہہ دو یہ صبح بہار کو

صبح بہار نظارہ = بہار کی صبح کا منظر۔

صبح وطن = وطن کی صبح جو بہت خوشگوار ہوتی ہے۔

ظلمت شام غریباں سے پریشاں ہو کر
تجھ کو اے صبح وطن میں نے بہت یاد کیا (مولف)

روح نے لطف بیاباں کا چمن میں پایا
شام غربت میں مزہ صبح وطن کا پایا (تعشق)

صحبت اہل کنشت = اہل بتکدہ کی صحبت کنشت غیر مسلم کی عبادت گاہ، بتخانہ۔

صحرا دست گاہ = صحرا کی وسعت رکھنے والا۔

دست گاہ بمعنی قدرت، سامان، سرمایہ، مشق، مہارت۔

یہ ضعف اب ہے کہ چلنا گراں ہے قدموں کو
سبک روی میں کبھی ان کو دست گاہیں تھیں (امیر)

صحرا نورد = دشت نورد، جنگل جنگل پھرنے والا جنگل میں آوارہ گردی کرنے والا۔

کہتے ہو تجھ کو دیکھتے ہیں کم
بندہ صحرا نورد رہتا ہے (تعشق)

صحن = آنگن۔

شام کو صحن میں حجرے سے نکلنا بی بی
تپ جو اترے تو عصا لے کے ٹہلنا بی بی (نفیس)

صدائے خندۂ دل = دل کے ہنسنے کی آواز۔

صد جلوہ = سیکڑوں جلوے۔

صد رنگ نالہ فرسائی = سو سو طرح سے نالہ و فریاد کرنا۔

صدرہ = سو راہیں، سیکڑوں راستے، سو طرح، سو بار، عربی زبان میں معقولات (فلسفۂ قدیم) کی ایک مشہور

کتاب کا نام ہے جس کے مصنف صدرالدین شیرازی تھے۔

صدف گوہر شکست = ایسی سیپی جس کے ٹوٹنے سے موتی نکلے۔ صدف بمعنی سیپ جس کے اندر سے موتی نکلتا ہے۔

مرغابیاں نثار کو تھیں زر لیے ہوئے
دوڑی صدف، ہتھیلی پہ گوہر لیے ہوئے (امیر مینائی)

چشم تر اشک سے دامن مرا بھر دیتی ہے
کیسے کیسے یہ صدف مجھ کو گہر دیتی ہے (اکبر)

گہر بمعنی موتی، مروارید، جوہر۔

صدگونہ سیکڑوں طرح سے۔

صدمۂ یک جنبشِ لب = ہونٹوں کی ایک حرکت کا صدمہ ہونٹوں کے ہلنے کی چوٹ

صرصرِ شوق = عشق کی آندھی، شوق کی ہوائے تند و تیز۔

صرصر بمعنی تیز ہوا، آندھی۔

یہ بھی لے صیاد ہے جورِ فلک
قید ہوں ہم باغ میں صرصر چلے (شعور)

صرفِ اعدا = دشمنوں پر صرف ہونا۔

صرف بمعنی مصروف، مشغول۔

رکن رکین عرش لیے فوج کا علم
کعبہ فلک پہ صرفِ طواف شہِ امم (دبیر)

صرف بہائے مے = شراب کی قیمت کا خرچ

صرف بمعنی خرچ۔

مقدور نہیں اس کی تجلی کے بیاں کا
جوں شمع سراپا ہو اگر صرف زباں کا (سودا)

صرفِ درباں = ڈیوڑھی بان پر ختم سمجھنا۔

صرف بمعنی مصرف۔

صرفِ بےجا کا تجھے شاید کوئی الزام دے
مفت کیوں ساماں خورد و نوش لیکر دام دے (مصحفی لکھنوی)

صرفِ وفا = جو وفا کی تمام مہموں کے لیے کافی ہو۔

خونِ دل عشق کے غم سے جو بچا تھا ناطق
صرف اخلاق ہوا صرفِ احباب ہوا (ناطق لکھنوی)

صرفہ = فائدہ، نفع، زیادتی، مہربانی، حیلہ، مکر، انصاف، افزونی، غلبہ، سبقت لے جانا۔

کفایت شعاری۔

کب لطف زمانی کچھ اس غنچہ دہن کا تھا
برسوں ملے پر ہم سے صرفہ ہی سخن کا تھا (میر)

ترسم کہ صرفہ نہ برد روز باز خواست
نانِ حلال شیخ ز آبِ حرام را (حافظ)

کیوں صرفہ نگاہ مری جان ہو گیا
اک تیر اور میں ترے قربان ہو گیا (داغ)

کنجوسی، بخل۔

مے کے دینے میں یہ صرفہ ہے تجھے اے ساقی
کہ ستمگر مرا دامن بھی کبھی تر نہ ہوا (عبدالکریم سوز)

محافظ، بچاؤ۔

صریرِ خامہ = قلم چلنے کی آواز، قلم سے لکھائی کی آواز،
اگلے زمانے میں جب کلک کے قلم سے کاغذ پر لکھتے تھے تو
ایک قسم کی چر چر کی آواز نکلتی تھی اس کو صریر کہتے ہیں۔

نہ ہے نشاط اگر کیجئے اسے تحریر
عیاں ہو خامے سے تحریرِ نغمہ جائے صریر (ذوق)

امیر اس کے خرامِ ناز کے مضمون جو لکھتا ہوں
صریرِ کلک بھی سوتے ہوئے فتنے جگاتی ہے
(امیر مینائی)

صفِ مژگاں = پلکوں کی قطار۔

صلائے عام = دعوت عام۔

صلا بمعنی ضیافت، آواز دے کر بلانا۔

کہہ کے اب یا میر کوثر ساقیا اک جام دے
بچ کے خسرو باغ رندوں کے صلائے عام دے (امنی)

صنعتِ حق = قدرت حق۔

صور = نرسنگا جس کو حضرت اسرافیلؑ قیامت کے دن
پھونکیں گے اور جس کو سن کر تمام مردے اپنی اپنی قبروں
سے نکل آئیں گے

نہ چونکا مرا بختِ خفتہ امیر
پھنکا صورِ محشر زمانہ ہوا (امیر مینائی)

شب ہے نہ سنگھیوں کی قال و قیل
گویا پھنکتی ہے صورِ اسرافیل (سودا)

صورتِ ارقام بطور تحریر۔

صورتِ اعجاز = معجزانہ کیفیت، کرامت کی شکل۔

صورتِ تکوین = تخلیق، وجود میں آنا۔

صورت بمعنی پیکر، نقش، نمونہ۔

ٹوٹے بت مسجد بنی مسمار میخانہ ہوا
جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا (رند)

صورت خانہ خمیازہ = انگڑائیوں کا صورت خانہ۔

صورت خانہ بمعنی بت خانہ۔

صورتِ دود = دھوئیں کے مانند، دھوئیں کی طرح۔

صورت بمعنی مانند، مثل۔

تا چند سر اسیمہ رہوں صورتِ سیماب
فرمایا کہ جب تک رہے شوخیِ اشتعالات (انور لکھنوی)

صورت رشتۂ گوہر = موتی کے تاگے کی مانند جس میں موتی
پروئے ہوتے ہیں۔

صورت بمعنی مثل، مانند، طرح۔

ناتوانی مجھے بیدم ہی پڑا رہنے دے
سانس آئے گی تو اڑ جاؤں گا پر کی صورت (اشرف)

صورتِ شمع = شمع کی مانند۔

صورتِ عالم = دنیا کی شکل۔

صورت بمعنی شکل، چہرہ۔

داغ کی شکل دیکھ کر بولے
ایسی صورت کو کون پیار کرے (داغ)

قمر نے رات کہا اس کی دیکھ کر صورت
کہ میں غلام ہوں اس شکل کا بہ صورت (امیر)

صورتِ مہرِ نیم روز = دوپہر کے آفتاب کی مانند،
مہر نیم روز بمعنی آدھے دن کا سورج۔

صومعہ = معبد، عبادت خانہ۔

صہبائے آتشِ پنہاں = شرابِ آتشِ عشق، عشق کی آگ جو عاشق کے دل میں پوشیدہ ہے۔

صیدِ زبوں = مریل شکار۔

صید بمعنی شکار۔

جو اس دشت میں تھا کوئی صید بھی
سو لگے ہی وہ ہو گیا صید بھی (امیر)

زبوں بمعنی خراب، تباہ، برا۔

پختہ کاری کو زبوں کہتے ہیں
ہوشیاری کو جنوں کہتے ہیں (مرزا رسوا)

صیدِ زدام جستہ = جال میں پھنس کر نکل بھاگا شکار

جستن مصدر کودنا، جستہ بمعنی کودا ہوا، بھاگا ہوا۔

صیقلِ آئینہ = آئینہ کی قلعی، آئینہ کی جلا۔

صیقل بمعنی صفائی، قلعی، زنگ دور کرنا۔

نگاہِ عشق پر کیا حسن کی صیقل مدد دے گی
تجلی برقِ ہستی سوز کی مدِ مقابل ہے (عزیز لکھنوی)

ض

ضابطِ جرِ ثقیل = جرِ ثقیل کی امداد، جرِ ثقیل کے قواعد

ضابطِ جرِ ثقیل۔ اس علم کو کہتے ہیں جس سے وزنی اور بھاری بوجھ کو اٹھانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا اصول معلوم ہوتے ہیں۔ مراد دشوار کام کو سر انجام دینا۔

عشق کھینچوا ہے اک زاہد جفاکش سے بزور
بار صد کوہ الم بے عمل جرِ ثقیل (ذوق)

ضامن نشاط = نشاط و مسرت کے ضامن۔

ضامن بمعنی کفیل، ذمہ دار، ضمانت کرنے والا۔

اک جھلک اپنی دکھا دے جو مہ و مہر کو تو
پھر میں ضامن ہوں ترے در سے اگر جائیں کہیں (مصحفی)

نشاط بمعنی خوشی، انبساط، شادمانی، فرحت، عیش۔

تمہاری بزم تو ایسی ہی تھی نشاط افزا
رقیب نے بھی اگر پی سرور آیا ہے (داغ)

ضبطِ شوق = شوق کو قابو میں رکھنا، اشتیاق دید کو قابو میں رکھنا۔ ضبط بمعنی تحمل، برداشت۔

سنے میں نے جو اس طرح کے کلام
ضبط کا دل کو پھر رہا نہ مقام (فریب عشق)

شوق بمعنی خواہش، آرزو، تمنا، اشتیاق۔

امیر آشنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کی
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق مژگاں کا (امیر)

ضروری الاظہار = جس کا ظاہر کرنا ضروری ہو۔

ضعفِ دماغ = دماغ کی کمزوری۔

ط

طاقت بہ قدرِ لذتِ آزار = آزار کے لطف کے موافق قوت، آزار اٹھانے میں جس قدر لذت ہے اس قدر برداشت۔

طاقت ربا = طاقت کو زائل کرنے والا، صبر آزما۔

طاقت سیلان = بہنے کی طاقت۔

طاقِ گلزار = باغ کا طاق، طاق گلستاں۔

طاق بمعنی محراب دار ڈاٹ، وہ خانہ جو مکان کی

دیواروں میں چھوٹی موٹی چیزیں رکھنے کے لیے خاص وضع سے بنایا جاتا تھا۔

دے مارا ہے سر زور سے جب ہجر میں میں نے
دیوار میں روزن نہ سہی طاق ہوا ہے (اسیر)

طاق سے تو اُتارے شیشہ
طاق پر رکھ کتاب اندیشہ (ذوق)

طاقِ نسیاں = ایسا طاق جس میں کوئی چیز رکھ کر بھول جایا جائے۔ نسیاں بمعنی بھول۔

شد مقرر ہے پرستی گردش چشمے کجاست
تا نہد بر طاقِ نسیاں شیشہ و پیمانہ را (مرزا صائب)

طالعِ بیدار بستر = بستر کی خوش نصیبی، بستر کا جاگا ہوا نصیب۔ طالع بیدار بمعنی خوش قسمتی، خوش نصیبی، جاگتی ہوئی قسمت۔

آیا نہ میرا دیدۂ بے خواب میرے کام
وہ بھی عدو کا طالعِ بیدار ہو گیا (ناظم لاہوری)

یار نے مجھکو مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا (داغ)

طالعِ شوق = شوق کا نصیب۔

طالع بمعنی بخت، نصیب، قسمت۔

ہم گلشنِ دوراں میں ہیں از خفتگیِ طالع
سرسبز تو ہیں لیکن جوں سبزۂ خوابیدہ (درد)

طالع تو خوب تھے نہ ہوا جاہ کچھ نصیب
سر پر مرے ہزار برس تک ہما پھرا (میر)

طاؤس شکار = مور کا شکار کرنا۔

طاؤس بمعنی مور، مشہور خوبصورت پروں کا ایک پرند۔

تقلید بن پڑی نہ تمہارے خرام کی
طاؤس لڑکھڑا کے گلستاں میں رہ گیا (صبا)

طبع = طبیعت۔

اُن کے آنے سے یاس ہونے لگی
طبع کچھ کچھ اُداس ہونے لگی (فریبِ عشق)

طبلۂ عنبر = عنبر کا صندوقچہ۔

طبلہ بمعنی ڈبا، صندوقچہ، ایک قسم کا ایک رُخا باجا جس کو ہاتھوں کی دھمک سے بجایا جاتا ہے۔

تیرے گانے سے معطر ہوئی محفل ایسی
لوگ کہنے لگے عطار کا طبلہ ٹوٹا (میر)

طرازِ دوام = ہمیشگی کا طغرا۔

طراز بمعنی زینت، نقش، آرائش۔

ذی حوصلہ، ذی علم، کریم و جواد
ذی علم، سخن طراز، شاعر، نقاد (ناطق لکھنوی)

طراوتِ چمن = چمن کی شادابی، چمن کی سرسبزی، چمن کی تازگی۔

طراوت بمعنی تازگی، شادابی، ٹھنڈک، شگفتگی۔

جس میں باقی رہے نظارتِ حسن
کہ انہیں چاہیے طراوتِ حسن (اکبر)

کیا کہوں میں سبزۂ رخسار گلگوں کا اثر
دیکھتے ہی میری آنکھوں میں طراوت ہو گئی (تسلیم)

طرب انشائے التفات = محبوب کے التفات کی خوشی پیدا کرنے والی، وہ مسرت جو معشوق کے التفات سے حاصل ہوتی ہے۔ طرب بمعنی خوشی، فرحت، مسرت۔

وفور طرب ہے یہاں اس قدر
کہ رکھتا ہے نغمے کا نالہ اثر (تسلیم)

انشا بمعنی پیدا کرنا، شروع کرنا، دل سے بات پیدا کرنا، عبارت لکھنا، طرز تحریر۔ التفات بمعنی توجہ، مہربانی۔

پہلے تو التفات ان پہ کیا
حکم پھر بادشاہ نے یہ دیا (امیر)

طرب خانۂ دہر = راحت کدۂ عالم۔

طرز استفہام = بطور سوال، سوال کرنے کے طور پر

استفہام بمعنی سمجھنے کے لیے کسی بات کا پوچھنا۔

رہی یہ گفتگو برسوں مگر ایسے وہ بھولے ہیں
نہ استفسار ہی سمجھے نہ استفہام ہی سمجھے (نعیم)

طرز تغافل = تغافل کا طریقہ، بے پروائی کا طریقہ، غفلت شعاری۔

تغافل سے جو باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی (مومن)

طرف نقاب = گوشۂ نقاب، نقاب کا کنارہ۔

طرف بمعنی کنارہ، سرا۔

طرف نہ ہونا = منہ نہ لگنا، مقابلہ کرنا، برابری کرنا۔

(یہ محاورہ اب متروک ہے اور اس معنی میں نظم نہیں کیا جاتا)

سودا تو اس زمیں میں غزل در غزل ہی لکھ
ہونا ہے تجھ کو میر سے استاد کی طرف

طرّہ = زلف، کاکل، کلغی۔

بوئے نافہ کاخر صبا زاں طرہ بکشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا (حافظ)

طرۂ گیسو ترا، طرۂ مری دستار کا
گلشن رخسار تیرا ہے سر پر گل فشاں (قدر بلگرامی)

طرۂ پُر پیچ و خم = بل کھائی زلفوں کے بل، گھونگھر والے بالوں کے بل۔

طرّہ ہائے خم بہ خم = گیسوئے خم دار، گھونگھر والے بال۔

طرہ بمعنی زلف، لٹ، کلغی، بل کھائے ہوئے بال۔

گلے بر طرہ دستار داری
خوشا بخت بلند باغباناں (غالب)

سر پہ طرّہ ہے مزین تو گلے میں بدھی
(ذوق)

طعمہ = خوراک، روزی، مراد لقمہ، قولہ طعمہ اجل یعنی موت کا لقمہ)

دل ہے بے لوث تو کیوں وجہ تسلی ہو دروغ
طائر مردہ مگر طعمۂ شہباز نہیں
تن پہ بوٹی نہ رہی زاغ کہاں کا طعمہ
واہ کب میں تجھے لے تیر فگن یاد آیا (بحر)

طعنۂ نایافت = نہ پانے کا طعنہ، طعنۂ ناکامی، طعنۂ نارسائی

طعنہ بمعنی طنز، آوازہ کسنا۔

ہم تڑپ کر ہوے ٹھنڈے ترے خنجر کے طفیل

طعنۂ غیروں نے دیا صبر و شکیبائی کا (امیرؔ)

نایافت بمعنی نہ پایا۔

تنور شکم دم بدم تافتن

مصیبت بود روز نایافتن (سعدیؔ)

طغرل و سنجر = طغرل سلجوقی خاندان کا پہلا بادشاہ، سنجر سلجوقی خاندان کا چھٹا بادشاہ۔

طفلان بے پروا = بے پروا بچے کسی بات کی پروا نہ کرنے والے لڑکے۔

طلائے دست افشار = ہاتھ سے دب جانے والا سونا، خالص سونا، کُندن، خسرو کے پاس موم کی طرح نرم قسم کا کُندن تھا جس کو ہاتھ سے دبا کر جو چیز چاہتے بنا سکتے تھے۔ پرویز نے اس کا ترنج بنالیا تھا جو اس کے دسترخوان کی زینت بنتا تھا غالبؔ نے اس سونے کو طلائے دست افشار نظم کیا ہے کیونکہ وہ موم کی طرح ہاتھ سے دب جاتا تھا۔

طلب مستی ناز = مستی ناز کا طالب کرنا۔

طلسم پیچ و تاب = طلسم اضطراب، بے قراری کا طلسم

طلسم بمعنی جادو، حیرت میں ڈالنے والا منظر، تماشا۔

جادو ہے یا طلسم تمہاری زبان میں

تم جھوٹ کہہ رہے تھے مجھے اعتبار تھا (بیخود دہلوی)

پیچ و تاب بمعنی غم و غصہ، اضطراب، بے چینی۔

تڑپ تڑپ کے کٹی رات یاد گیسو میں

عجب طرح کا طبیعت کو پیچ و تاب رہا (اسیرؔ)

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب میں

کیا جانے لکھ دیا اسے کیا اضطراب میں (ذوقؔ)

طلسم دل سائل باندھنا = دل سائل کا طلسم باندھنا

سائل بمعنی سوال کرنے والا۔

گدائے کوئے الفت بادشاہ خطۂ دل ہوں

کہیں ہر شے سے بے پروا کہیں ہر در پہ سائل ہوں

(ناطق لکھنوی)

طلسم۔ جادو کا پتلا جو وہمی خیالات سے بنایا جائے، جادو

طلسم باندھنا۔ حیرت انگیز بات کر کے دکھانا۔

طلسم قفلِ ابجد = حرفوں کی ترتیب سے کھلنے والے قفل کا طلسم

طمع خام = لالچ، حرص خام۔

طنابِ معمار = معمار کی وہ ڈوری جس سے وہ دیوار کی سیدھائی یا ٹیڑھاپن معلوم کرتا ہے۔

طناب بمعنی رسی، ڈوری۔

کون کہتا ہے کہ یہ نکلی ہے شب کو کہکشاں

ہے مگر کوئی طناب اس خیمۂ افلاک کی (اکبرؔ)

طواف کوئے ملامت = مراد طواف کوچۂ محبوب، اس کوچہ کا طواف جہاں جانے سے سوائے لعنت ملامت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

طواف بمعنی کسی مقدس چیز کے اطراف چکر لگانا، خانۂ کعبہ کے اطراف پھرنا۔

طواف کعبہ میسر ہے ہمکو گھر بیٹھے

جدھر نگاہ کی صورت تری اُدھر دیکھی (استاد نصیرؔ)

طوبیٰ و سدرہ = جنت کے درخت، طوبیٰ جنت کا ایک درخت ہے، سدرہ بھی جنت کا ایک درخت ہے جس کے پتے بیری کے پتوں کے مماثل ہیں اس درخت کا ذکر قرآن پاک کی سورہ والنجم میں آیا ہے۔

بُستانِ سرائے فیض و کرم میں بجائے سرو
سدرہ ہے نور کا کہیں طوبیٰ ہے نور کا (امیرؔ)

طوطیِ بسمل = تڑپتا ہوا طوطی۔

طوطی بمعنی ایک چھوٹا سا پرند جس کا رنگ سبز ہوتا ہے۔

صدا یہ قلقلِ مینا سے مے خانے میں آتی ہے
کہ بخت سبز اک طوطی ہے مستوں کے گلستاں میں
(امیر مینائی)

طوطیِ سبزۂ کہسار = کہسار کے سبزے کا طوطی

طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار = فصل بہار کے آنے کا غلغلہ، فصلِ گل آنے کی دھوم۔

طوفان بمعنی تیز ہوا، آندھی، سیلاب۔

دو تُند ہواؤں پہ بنیاد ہے طوفاں کی
یا تم نہ حسیں ہوتے یا میں نہ جواں ہوتا
(آرزو لکھنوی)

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے (دردؔ)

طوفانِ صدائے آب = پانی کی آواز کا طوفان، پانی کے طوفان کی آواز۔

طوفانِ طرب = جوش مسرت، شادمانی کا طوفان، طوفانِ نشاط۔

طوفانیِ کیفیتِ فصل = موسم بہار کے نشے کا جوش و خروش۔ فصل بمعنی فصلِ بہار۔

طوفِ حرم = حرم کا طواف، زیارت کعبہ شریف حرم کی زیارت کے لیے کعبہ شریف کا طواف ضروری ہے جو کعبہ شریف کے اطراف سات چکر لگا کر کیا جاتا ہے۔

طوقِ گردن = گردن کی طوق۔

طوق بمعنی ایک قسم کا زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے

گردن کو آج تک تری باہوں کی یاد ہے
یہ منّتوں کا طوق بڑھایا نہیں ہنوز
(جوش ملیح آبادی)

طُومارِ ناز = دفترِ ناز، صحیفۂ ناز۔

طُومار بمعنی دفتر، صحیفہ، نامہ۔

اک عمر کا قصہ ہے برسوں ہی کا جھگڑا ہے
سنتے وہ اسے کب تک طومار ہے دفتر کا (نسیمؔ)

طہارت = پاکی، پاکیزگی، صفائی۔

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضو سے آبِ پیکاں ہو گیا (امیرؔ)

طیور = طائر کی جمع بمعنی پرندے۔

کانپے شجر، طیور اڑے، آشیاں گرے
نزدیک تھا زمین ہو شق آسماں گرے (نعشقؔ)

ظ

ظرفِ تنگنائے غزل = غزل کے میدان کی تنگی، صنف غزل کی تنگ دامانی، غزل میں گنجائش کا کم ہونا۔

ظرف بمعنی برتن، استعداد، حوصلہ، گنجائش۔

کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے (انیس)

ظرفِ قدح خوار = مے نوش کا ظرف، شراب پینے والے کی پی کر نہ بہکنے کی برداشت

ظرف بمعنی گنجائش، سمائی

آج امتحاں ہے نالۂ بے اختیار کا
کل ظرف دیکھنا ہے ترے رازدار کا (حالی)

ظہوری = فارسی کا ایک شاعر جس نے عراق اور ایران کے بعد ہندستان کا سفر کیا اور دکن کی جانب بیجاپور پہنچ کر ابراہیم عادل شاہ کا درباری شاعر ہوگیا ظہوری نے نثر نگاری میں بڑی شہرت حاصل کی اس نے تین کتابوں کے علاوہ فارسی میں لکھے جو کہ سہ نثر ظہوری کے نام سے مشہور ہیں۔

ع

عاجزِ عرضِ یک افغاں = ایک نالہ کرنے سے عاجز، ایک نالہ کرنے کی بھی سکت نہیں۔

افغاں بمعنی فغاں، نالہ، شور، فریاد

اس قدر مشق رہی نالہ و افغاں کی ہمیں
یادِ محبوب میں ہم طرزِ سخن بھول گئے

عارِ بستر = ننگِ بستر، بستر کے لیے باعثِ شرم، بستر کے لیے باعثِ غیرت

عار بمعنی ننگ، غیرت، شرم، پرہیز

جمیل کیا اسی ہمت پہ تھا علاج سے عار
کراہنے کی صدا اب تو دور جانے لگی
(جمیل مظہری)

غضب ہے اس ستم گر پر دلِ امیدوار آئے
کرم سے جس کو نفرت ہو وفا سے جس کو عار آئے (داغ)

عارِ دل = ننگِ دل، دل کے لیے باعثِ ننگ، دل کے لیے باعثِ شرم

عار بمعنی ننگ، غیرت، شرم

بات کب ناگوار اٹھتی ہے
داغ سے کس کی عار اٹھتی ہے

عارفانہ کلام = معرفت سے پُر کلام، ایسا کلام جس میں معرفتِ الٰہی کے مضامین نظم کیے گئے ہوں۔

عارفانہ بمعنی معرفت سے بھرا ہوا، عارف کی طرح

تتلی کو جو دیکھا عارفانہ
تھا دل کی زباں پر یہ ترانہ (صفی لکھنوی)

عاشقِ اہلِ کرم = صاحبانِ خیر کے چاہنے والے، کرم گستروں کے عاشق۔

اہلِ کرم بمعنی صاحبانِ بخشش، مہربانی کرنے والے

عاشقِ دیوانہ = بے باک اور نڈر عاشق، عاشقِ وارفتہ، پاگل ہو جانے والا عاشق۔

عاشق کش = عاشق کو مار ڈالنے والا، قاتلِ عاشق

عالم آرائی = دنیا کی سجاوٹ، عالم کو آراستہ کرنا، عالم کی آرائش کرنا، دنیا کو آراستہ کرنے کی صورت حال۔

آنکہ نابینائے مادر زاد اگر حاضر شود
در جبین عالم آرائش بہ بیند بہتری (انوری)

عالمِ تقریر = تقریر کی دنیا۔ تحریری کیفیت۔

عالم بمعنی دنیا، سماں، منظر، انداز۔

در ہمی سے برہمی سے دیکھئے
دونوں عالم کا عجب عالم ہوا (امیر)

دریا میں رواں ہے حال امواج
عالم ہے یہاں رواروی کا (امیر)

عالمِ تمکین وضبط = سنجیدگی اور ضبط کے ماحول میں مراد معشوق کا سنجیدہ ہونا اور عاشق کا ضبط وتحمل سے کام لینا۔

عالم کفِ خاک = دنیا ایک مٹھی بھر خاک کے برابر۔

عالمِ ہستی = عالمِ حیات، زندگی کا عالم، دنیا۔

سازوبرگ عالمِ ہستی وہی ہے کیا نہیں
یہ بتاؤ یاد کرتے ہو ہمیں بھی یا نہیں (عزیز لکھنوی)

عتبۂ عالی = آستانِ عالی، بلند پایہ چوکھٹ۔

عجزِ اعجازِ ستائش = مدح سرائی کی معجز بیانی کا عجز۔

عجز بمعنی مجبوری، بیچارگی، انکسار۔

ہے مشیت وہاں ارادت میں
عجز اس کو نہیں ہے قدرت میں (سراج لکھنؤ)

عجزِ حوصلہ = پست ہمتی۔

عجزِ ہمت = پست ہمتی، حوصلہ کی پستی۔

عجز بمعنی نارسائی، کسی کام پر قدرت نہ ہونا۔

تو نے دیکھا یہاں سے عجز بصر
حکم کرتی ہے صاف عقل بشر

عدم سے بھی پرے ہوں = عدم سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔

عدم بمعنی ناموجود یعنی موجود نہیں ہوں۔

عدم میں رہتے تو شاد رہتے اسے بھی فکرِ ستم نہ ہوتا
جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا (مومن)

عدو = دشمن۔

مری یہ ہجر میں حالت ہے زندگی بھر کی
کبھی عدو کی شکایت کبھی مقدر کی (مومن تمام) (شفیق)

اس کو اُجاڑنے کی فکر گو ہمیں مدتوں سے تھی
دل کا مرے عدو ہوا نالۂ جاں گداز کیوں (شاد عظیم آبادی)

عذرِ بارش = پانی برسنے کا عذر۔

عذر بمعنی بہانہ، حیلہ۔

ہم سمجھتے ہیں آزمانے کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو (مومن)

عذرخواہ = معذرت خواہ، معافی کا طلبگار۔

یوں بانوئے غریب تھی زینب سے عذرخواہ
جو ہانہ بنایا در پہ ادھر ذوالجناح شاہ (اوج)

تقاضا وہی عذرخواہی وہی
وہی نا شکیبی وہی عذرداری (شاد عظیم آبادی)

عذرخواہ لبِ بے سوال = سوال نہ کرنے والے لبوں کا طالبِ عفو ہونا۔

عذرخواہ بمعنی معافی کا طالب، معذرت خواہ۔

پی کے مے ان واعظوں سے عذرخواہی کیا کروں
بوئے مے آتی ہے ہونٹوں سے الٰہی کیا کروں (امیر)

عذرِ مستی = مستی کا بہانہ۔

عذر بمعنی بہانہ۔

قتل کو دوڑ کر چلے آئے
وصل میں عذر تھے نزاکت کے (امیر مینائی)

عذر واماندگی = تھکن کا عذر۔

واماندگی بمعنی تھکاوٹ، تکان۔

عربدہ میدان مانگا = میدان جنگ مانگا، مبارزت طلب کرنا، جنگ کرنے کی خواہش ظاہر کرنا، میدان جنگ چاہنا۔

عربدہ بمعنی بدخوئی، لڑائی جھگڑا، جنگ۔

بے گنہ چاہنے والوں کا جو خوں کرتا ہے
تجھ کو کچھ شرم بھی اے عربدہ جو آتی ہے (عاشق)

عرض = فلسفہ کی اصطلاح، وہ شے جو خود قائم نہ ہو بلکہ دوسری چیزوں کی وجہ سے عالم وجود میں آئے۔

ہم رہیں جس کی طرف محتاج مانند عرض
ذات پر قائم رہے اپنی وہ جوہر چاہیے (عزیز لکھنوی)

عرض خمیازہ ایجاد = ایجاد کی انگڑائی کا مظاہرہ۔

عرض سبزہ = سبزی کا اظہار، سبزی کی نمائش، اپنی سبزی کے سبب۔

عرض ستم ہائے جدائی = جدائی کے ستم بیان کرنا۔

عرض بمعنی پیش کرنا، بیان کرنا، کہنا۔

سنیے اب ایک ہے یہ میری عرض
علم کا سیکھنا ہے سب پر فرض (صفی لکھنوی)

عرض گراں جانی = سخت جانی کا اظہار۔

عرض متاع عقل و دل و جان = دل و جان اور عقل و فہم کا سرمایہ پیش کرنا۔

عرض ناز = ناز و انداز کی جلوہ نمائی، ناز و انداز کی نمائش

عرض ناز شوخی دنداں = دانتوں کی شوخی کے ناز و انداز کا اظہار۔

عرض نیاز عشق = عشق کی عاجزی اور نیازمندی کا اظہار۔

عرض ہنر = اظہار ہنرمندی، ہنر کا پیش کرنا۔

عرق = پسینہ۔

رفتار نبض بگڑی آیا عرق جس پر
کشتی کہیں پہ ڈوبی طوفاں اٹھا کہیں پر (عالم)

عرق انفعال = ندامت کا پسینہ۔

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے (اقبال)

عرق فشاں = پسینہ چھڑکنے والا۔

عرق بمعنی پسینہ۔

کبھی دیکھے ہماری عرق فشانی دھوپ
جلے بھنوں پہ کرے اپنی مہربانی دھوپ (سحر)

عریضہ نگار = عرضی گذار، درخواست پیش کرنے والا۔

عریضہ بمعنی درخواست، گذارش۔

نوشتہ ہے منیر بے نوا کا
شہنشہ کو عریضہ بے گدا کا (منیر)

عزاخانہ اقبال = خوش نصیبی کا ماتم خانہ۔

عزاخانہ بمعنی ماتم خانہ، ماتم کا گھر۔

جب دل کو نہیں ماتم احباب سے فرصت
بہتر ہے کہ اب دل کو عزا خانہ بنا دے
(عزیز لکھنوی)

عشرتِ پارۂ دل = راحتِ دل۔
عشرت بمعنی عیش و راحت۔
پارہ دل۔ لختِ دل مراد دل۔

عشرتِ صحبتِ خوباں = حسینوں کی صحبت کا لطف، حسینوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے مزے۔
عشرت بمعنی عیش و نشاط، آرام، خوش دلی۔

کسی کو عشرت ہے رات اور دن کسی کو غم سے نہیں فراغت
یہ مختلف حال بھی جہاں میں عجب طرح کا معاملہ ہے
(شاد عظیم آبادی)

عشرتِ قتل گہ اہلِ تمنّا = عاشقوں کے مقتل کی خوشیاں، قتل گاہ میں عشاق کی مسرت۔

عشرتِ قطرہ = قطرہ کے لیے مسرت کا سبب، قطرہ کے لیے باعثِ راحت۔

عشقِ پُرعربدہ = عشقِ جنگجو۔

عشقِ خانہ ویراں ساز = گھر کو ویران بنانے والا عشق۔

عشقِ خون نابہ مشرب = خون پینے کا مشرب رکھنے والا۔
عشق۔ خون نابہ مشرب۔ خالص خون پینے کی عادت رکھنے والا۔

عشقِ نبرد پیشہ = لڑائی لڑنے کا پیشہ کرنے والا، ایسا عشق جو ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا طالب ہو۔

عشوہ = غمزہ، دلفریب ادا، ناز و انداز۔

عشوہ بھی ہے شوخی بھی تبسّم بھی حیا بھی
ظالم میں اور اک بات ہے ان سب کے سوا بھی
(اکبر الہ آبادی)

عشوؤں کو چین ہی نہیں آفت کیے بغیر
تم اور مان جاؤ شرارت کیے بغیر
(جوش ملیح آبادی)

عطر آگیں = عطر بیز، معطّر، خوشبودار۔

امید کے وعدہ ہائے رنگیں
مانند گلابِ عطر آگیں
(صفی لکھنوی)

عقدِ گردنِ خوباں = حسینوں کی گردن کی لڑی۔
عقد بمعنی گرہ، لڑی۔

کو بکو بکنے لگیں جب قنتیاں انگور کی
پانی پانی درج میں عقدِ لآلی ہو گیا
(بحر)

عقدہ = گرہ، گانٹھ، الجھاؤ۔

اور وہ کون سا عقدہ ہے کہ آساں ہوگا
ایک ملنا تھا تمہارا سو ہے دشوار مجھے
(سوز)

ہزار طرح کے عقدے پڑے ہوئے دل میں
کھلا نہ ایک ترا عقدۂ نقاب دریغ
(مومن)

عقدۂ احکامِ پیغمبر = رسول اللہ کے احکام کی گرہ مراد شریعت اسلامی کی گتھی۔
عقدہ بمعنی گرہ، گتھا، گتھی۔

عقدۂ دشوار = سخت گرہ، عقدۂ لاینحل، امرِ مشکل۔

عقدہ کشائی = گرہ کشائی، مشکل کشائی، تکلیف دور کرنا، گرہ کھولنا۔

پڑی ہے اک گرہ دل میں ہمارے دست کم ہمت سے
مدد اے ناخنِ ہمّت دمِ عقدہ کشائی ہے
(ذوق)

عقدۂ مشکل = مشکل سے سلجھنے والی گتھی۔

عقدہ بمعنی گتھی، گرہ، گانٹھ۔

جو عقدہ ہمکو خدا بناتا تو عقدہ کار بنتے اپنا
جو تار ہمکو خدا بناتا تو اپنے اشکوں کے تار ہوتے
(قدر بلگرامی)

عقوبت = عذاب، سزا، دکھ۔

خدایا میں بندۂ گناہ گار ہوں
عقوبت کا تیری سزاوار ہوں (نامعلوم)

علی الرغم = برخلاف، برعکس۔

آیا مہ صیام علی الرغم محتسب
روزے شراب سے سر بازار توڑ کے (مصحفی)

علم = جھنڈا، رایت، نشان۔

کیا نالہ اگر دل نے تو آنسو بھی رواں ہونگے
کہ لشکر جمع ہوتا ہے علم جس دن نکلتا ہے
(امیر مینائی)

عُلو = بلندی، اونچائی۔

قد پر ترے وہ راست قبائے عُلوّ جاہ
زیبندہ جس کے واسطے بالا بر آسماں (ذوق)

عمرِ جاوداں = عمرِ دوام، ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی

شبِ وصال نہ ہو روزِ انتظار نہ ہو
تو ہم بھی فکر کریں عمرِ جاوداں کے لیے (محسن)

عمرِ طبیعی = جگہ اور زمانے کے اعتبار سے کسی شخص کی زیادہ سے زیادہ عمر۔

اے شمع تیری عمرِ طبیعی ہے ایک رات
رو کر گذار یا اسے ہنس کر گذار دے (ذوق)

عمرِ ورع = پرہیزگاری کی زندگی، پرہیزگاری میں گذری ہوئی عمر۔

ورع بمعنی پرہیزگاری، پارسائی، تقویٰ۔

پیری میں زہد و ورع جوانی میں رندیاں
ہے روز بحرِ رنج و تعب شب برائے عیش (بحر)

عناں = لگام، باگ، لجام، راس۔

بلا سے خاک ہو برباد سارے خاکساروں کی
سمندِ ناز کی اس سے عناں پھیری نہیں جاتی
(بہادر شاہ ظفر)

عناں گیر = روکنے والا، باگ پکڑے ہوئے راستہ روکنا۔

عناں بمعنی لگام، باگ۔
گیر مصدر گرفتن بمعنی پکڑنا۔
عناں گیر ہونا بمعنی لگام پکڑ کر بڑھنے سے روکنا۔

جانِ عناں گیر سواری است کہ تا دنگری
از درِ دیدہ دروں آید و تا دل برود
(ملا وحشی)

عناں گیر خرام = چلنے میں رکاوٹ۔

عناں بمعنی لگام، باگ۔
عناں گیر ہونا۔ لگام پکڑ لینا، روک لینا۔

ہر موج صبا عناں گست
رنگِ رخِ یاسمن شکستہ

عنقا = لاجواب، نایاب، کمیاب، معدوم۔

ایک ایسا فرضی ناپید پرندہ جس کا صرف نام سنا گیا ہے مگر اس کو کبھی کسی نے دیکھا نہیں ہے۔ نایاب چیز جو ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے عنقا کہتے ہیں، معدوم۔

کم عطا ہوئی عنقا دہن ملا نایاب
جو کچھ خدا نے دیا تم کو انتخاب دیا (امانت)

درد دل پوچھنے والا کوئی میرا نہ رہا
ہو گئی صورت عنقا مرے غمخوار کی شکل (آتش)

عنوان = سرنامہ، ابتدا، آغاز، دیباچہ، شروع، طرز، طریق۔

بھیجتے تھے خط ہمیں پہلے وہ جس عنوان سے
اب تو اک مدت سے وہ عنوان بھی جاتا رہا (ظفر)

دیکھو قسمت کا لکھا اس نے پڑھا خط سو بار
دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا (ذوق)

عہد تجدید تمنا = از سر نو تمنا کرنے کا عہد، از سر نو امید کرنا مراد تجدید عہد تمنا۔

عید نظارہ = نظارہ کی عید، عید نظارہ مراد ہلال عید نظارہ۔

عہدے سے باہر آنا = عہدہ برآ ہونا، حق ادا کرنا، فرض ادا کرنا، ذمہ داری سے سبکدوش ہونا۔

عیاذاً باللہ = خدا کی پناہ، معاذ اللہ۔

عیار آبروے زر = سونے کی آبرو کی کسوٹی۔

عیار بمعنی کسوٹی، سیاہ پتھر کا ایک ٹکڑا جس پر کھرے اور کھوٹے سونے چاندی کو پرکھا جاتا ہے۔

بک جاتے ہیں ہم آپ متاع سخن کے ساتھ
لیکن عیار طبع خریدار دیکھ کر

عیار طبع خریدار = خریدار کی پرکھنے والی طبیعت۔
خریدار کا سخن فہم مزاج، خریدار کا مذاق سخن فہمی
عیار بمعنی کسوٹی جس پر سونے کو پرکھا جاتا ہے۔

سکۂ شہ کا ہوا ہے روشناس
اب عیار آبروے زر کھلا (غالب)

عید ماہ صیام = عید الفطر، مسلمانوں کی عید جو رمضان شریف ختم ہونے کے بعد آتی ہے، عید رمضانی۔

عیش بے تابی = راحت اضطراب، بے چینی میں آرام پانا

عیش تمنا = تمنائے عیش و عشرت۔

عیش طرب = عیش و جشن، عیش و راحت، عیش و عشرت۔

غ

غارت گر جنس وفا = وفا شعار عاشق کو برباد کرنے والا یعنی معشوق۔

غارت گر بمعنی برباد کرنے والا، قزاق۔

عشق وہ غارت گر ایماں ہے یہ چاہے اگر
واعظوں کو کلمہ پڑھوائے منات ولات کا (ظفر)

غارت گر ناموس = عزت و آبرو کا غارت کرنے والا۔

ناموس بمعنی نیک نامی، عصمت،

آبرو، شرم، عفت، عزت

نسبت تو دیتے ہیں ترے لب سے پر اک دن
ناموس یوں ہی جائے گی آب حیات کی

غالیہ مو = خوشبودار بال، مہکتے ہوئے بال، مشک و عنبر اور دوسرے خوشبودار اجزا کو ملا کر بال میں لگانے کے لیے سیاہ رنگ کی ایک مرکب خوشبو بناتے ہیں جس کے متعلق

کہا جاتا ہے کہ حکمت جالینوس کی ایجاد تھی۔

غالیہ مو بمعنی خوشبودار بالوں والا محبوب۔

غبارِ وحشتِ مجنوں = مجنوں کی دیوانگی کا غبار۔

غرقِ دریا = دریا میں ڈوبنا۔ غرق بمعنی ڈوبنا۔

دل کا جہاز آنسوؤں میں غرق ہو گیا
آنکھوں کی روشنی میں بہت فرق ہو گیا (تعشق)

غرقِ مے = شراب میں ڈوبا ہوا مدہوش ہو، غرقِ مے۔

غرقِ نمکداں = نمکداں میں ڈوب جانا، زخم پر نمک لگنے سے جلن اور تکلیف ہوتی ہے اس لیے غرقِ نمکداں ہونے کی تکلیف اور بڑھ جاتی ہے۔ مراد انتہائی تکلیف۔

غرورِ دوستی = محبت پر غرور، دوستی پر فخر و ناز۔ غرور بمعنی گھمنڈ، تکبر

شاہوں سے پوچھتی ہے تہِ خاک عاجزی
کیسی یہ تمکنت تھی یہ کیسا غرور تھا (امیر مینائی)

غرورِ عز و ناز = اعزاز و ناز پر فخر، رتبہ اور ناز و انداز پر گھمنڈ۔

غرّہ اوجِ بنائے عالمِ امکاں = دنیائے فانی کی بلندی پر گھمنڈ۔

غرّہ بمعنی غرور، گھمنڈ۔ اوج بمعنی ترقی، بلندی۔

بنا بمعنی بنیاد، تعمیر، عمارت۔

عالمِ امکاں۔ ممکنات کی دنیا، عالمِ فانی۔

ع تھا عالمِ امکاں کی ہر اک شے میں تزلزل

ں محشر میں تو لازم ہے دیدارِ سلیم اس کا
شاید ہو یہیں ممکن یہ عالمِ امکاں ہے (مؤلف)

غسلِ صحت = صحتیابی کا غسل، بیمار کے صحت پا جانے کے بعد جو پہلا غسل ہوتا ہے اس کو غسلِ صحت کہتے ہیں۔

موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو
غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو (ذوق)

غفلت شعاری = غفلت کرنے کی عادت، تغافل۔

بے وفائی آپ کی غفلت شعاری آپ کی
میرے دل نے عادتیں سیکھی ہیں ساری آپ کی (تعشق)

غلط بردار = وہ چاقو جس سے غلط لفظ چھیل کر مٹا دیا جائے، غلط تحریر کا مٹانے والا کاغذ جس سے حرف خود بخود و جلد

جوہر اس سے یوں اٹھا لیں جس طرح
حرف قرطاس غلط بردار سے (ذوق)

غم آوارگی ہائے صبا = صبا کی آوارگی کا غم۔

غم خار = خارِ غم، خارِ حسرت، خار کا غم، خار کی آرزو۔

غمزہ = چشم و ابرو کا اشارہ، ناز، نخرہ، معشوقانہ ادا۔

ناز، ادا، آن، حیا، غمزہ، کرشمہ، شوخی
لے گیا دل کو اڑا کر کوئی ان ساتوں میں (امیر)

غمِ شبیر = حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا غم۔

آج شبیرؑ پہ کیا عالمِ تنہائی ہے
چاند پر حضرتِ زہرا کے گھٹا چھائی ہے

غمگساری = غم خواری، ہمدردی، غم بٹانا۔

غم گیتی = دنیا کا غم۔

غم محرومی جاوید = دائمی محرومی کا دکھ، دائماً محروم رہنے کا رنج۔

غنچہ تا شگفتن = کلی کے کھلنے تک، کلی کے پھول بننے تک

غنچۂ گل = پھولوں کی کلی۔

غنچۂ ناشگفتہ = منھ بند کلی، کلی جو ابھی کھلی نہیں
مراد: دہن تنگ۔

غیب غیب = جو چیز آنکھوں سے اوجھل ہو اس کو غیب کہتے ہیں۔ ایسی شے جس کو حواس خمسہ محسوس نہ کر سکیں۔
غیر موجودگی، پوشیدہ، ناموجود۔

جب کہا میں نے دہن دکھلایئے
غیب سے آواز آئی دیکھئے (عاشق)

غیر از نگاہ = سوا نگاہ کے۔

غیر از نگہِ دیدۂ تصویر = بجز نگاہ چشم تصویر یعنی جس طرح دیدۂ تصویر میں نگاہ ہوتی ہے اس طرح دشت عشق میں کوئی جادہ (راستہ) نہیں ہے۔

غیر اطاعت = بغیر اطاعت، حکم بجالانے کے سوا۔

غیرتِ صرصر = جس کی تیزی سے آندھی کو غیرت آئے،
تیز رو ہوا سے زیادہ تیز۔

غیر جلوۂ گل = جلوۂ گل کے سوا، پھولوں کے جلووں کے علاوہ۔ جلوۂ گل یعنی پھولوں کی کثرت۔

ف

فاقہ مستی = تنگی میں مگن رہنا۔
فاقہ مست یعنی غربت اور تنگی میں بھی مست رہنے والا

داغ اب فاقہ مست بن بیٹھے
مانگ کھانے کے ہیں ہزار طریق (داغ)

فتح و ظفر = کامیابی اور فتح مندی، نصرت و فیروزی۔

اقبال جس کا عرف ہے وہ اک غلام تھا
فتح و ظفر نقیبوں کی جوڑی کا نام تھا (دبیر)

آدمی چاہے تو دیو آسماں کو مار لے
نفس سرکش پر مگر فتح و ظفر ملتی نہیں (صبا)

فتراک = شکاری کے گھوڑے کی زین کے پاس شکار باندھنے کے لیے جو چمڑے کا تسمہ لٹکا ہوتا ہے اس کو فتراک کہتے ہیں یعنی شکار بند۔

کیا عہد کوئی اس بت سفاک سے باندھے
سر کاٹ کے عاشق کا جو فتراک سے باندھے (مصحفی)

میں اگر زینت فتراک کے قابل ہوتا
حلق میرا ابھی تہِ خنجر قاتل ہوتا (مصحفی)

فتنۂ شور قیامت = قیامت کے شور کا فتنہ۔
فتنہ بمعنی ہنگامہ، شورش، فساد۔

حشر میں اٹھے ہیں مردے قبر سے
یہ بھی ہے فتنہ تری رفتار کا (رعنا)

فتنۂ طاقت رُبا = طاقت کو زائل کرنے والا فتنہ۔
رُبا کا مصدر ربودن ہے بمعنی اچک لے جانا۔
دل رُبا، ہوش ربا وغیرہ الفاظ اسی مصدر سے بنے ہیں۔

فتیلہ = بتی (چراغ کی موٹی بتی، پلیتا)

پھر دل میں آہ سرد ہوئی میرے شعلہ زن
لو پھر بھڑک اٹھا یہ فتیلہ بجھا ہوا (ذوق)
یہ لفظ فتل سے بنا ہے جس کے معنی بٹنا اور بل دینا ہے۔

فراغ = آزادی، فراغت، آرام، چھٹی، فرصت۔

عمرِ جاوید تو خضر کو ملی
عیشِ جاوید سے فراغ ہوا (داغ)

وہ دن کدھر گئے کہ ہمیں بھی فراغ تھا
یعنی کبھو تو اپنا بھی دل تھا دماغ تھا (درد)

فرخی فرجام = مبارک انجام۔

فرخی بمعنی سعادت، نیکی۔

بشارت مجھ کو صبحِ وصل کی دی
اذاں کے ساتھ یمنِ فرخی نے (ذوق)

فرجام بمعنی انجام، عاقبت۔

زاہدا سب مبتلا ہیں اپنے اپنے حال میں
میں مستِ جام کا تو نفسِ نافرجام کا (خواجہ وزیر)

فردا = کل، مراد فردائے قیامت، آنے والا کل، روز آئندہ۔

دمِ مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا تری
فکرِ فردا تو نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل (محسن)

در ہائے فردوس وا بود امروز
از بے دماغی گفتیم فردا (بیدل)

فردِ جمع و خرچ = آمد و خرچ کا دفتر۔

فرد بمعنی حساب کتاب کے درج کرنے کا دفتر۔

محشر میں موجزن جو نسیمِ کرم ہوئی
اڑتی پھرے گی فرد ہمارے حساب کی (امیر)

جمع و خرچ بمعنی آمدنی اور مصارف۔

نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے
مری نگاہ میں ہے جمع و خرچ دریا کا (غالب)

فرد فرد = ناپختہ کار، ناتجربہ کار، ایک ایک، علیحدہ علیحدہ، الگ الگ۔

انجم کی فرد فرد میں بیگانگی ہوئی
برخواست کی چراغوں کو پروانگی ہوئی (انیس)

فردوسِ بریں = جنت کا سب سے بلند درجہ، فردوسِ معلی۔

من ملک بودم و فردوسِ بریں جایم بود
آدم آورد دریں دیرِ خراب آبادم (حافظ شیرازی)

فردوس گوش = کانوں کو بہشت کے سریلے نغموں کا لطف حاصل ہونا۔

فرش پا انداز = وہ فرش جو آنے جانے کے لیے دروازے کی چوکھٹ کے پاس بچھایا جاتا ہے۔

پائدان۔ پا انداز بمعنی پاؤں رکھنے کی جگہ۔

قد کو ترے جس جگہ مشقِ خرامِ ناز ہے
اس جگہ شورِ قیامت فرشِ پا انداز ہے (سودا)

فرشِ پا انداز کیا صحرائے وحشت میں ملا
سوزنی میرے لیے خارِ مغیلاں ہو گئے (الم)

فرش راہ = راستہ کا فرش، بچھ جانا، راستہ کا بچھونا۔

فرشِ شش جہتِ انتظار = شش جہت (شمال، جنوب، مشرق، مغرب، اوپر، نیچے) انتظار کا فرش۔

فرصت کاروبار شوق = عشق بازی کی فرصت ، عاشقی کرنے کی مہلت ۔ فرصت بمعنی موقع محل ۔

خوش کہ جلوے ہی جلوے ہیں چار سو رقصاں
فغاں کہ فرصت نظارگی بہت کم ہے (جگر مرادآبادی)

فرصت ہستی = جینے کی فرصت ، زندگی کی مہلت ، فرصت بمعنی وقت ، موقع ۔ ہستی بمعنی زندگی ۔

دنیا میری بلا جانے مہنگی ہے یا سستی ہے
موت ملے تو مفت نہ لوں ہستی کی کیا ہستی ہے (فانی بدایونی)

عہد پیری میں تو کر یادِ الٰہی غافل
رات تو کٹ گئی غفلت میں سنبھل فرصتِ صبح (آتش)

فرطِ رافت = غایت درجہ رحمت ، بڑی عنایت و شفقت ۔
فرط بمعنی زیادتی ، کثرت ، فراوانی ، افراط ۔

استادہ فرطِ خلق سے شبیر ہو گئے
نذروں پہ ہاتھ رکھ کے بغلگیر ہو گئے (دبیر)

رافت ۔ رحمت کی شدت ۔

راز و نیاز اُس کلب خصم سے زیادہ
ہم پر نہیں ہے رافت اس ترک جاں ستاں کی (مومن)

فرِ فروغ = روشنی کی ترقی ۔
فر بمعنی رفعت ، بلندی ، شکوہ ، شان و شوکت ، فارسی میں نور ، روشنی ، چمک کے معنی بھی مراد ہیں ۔

شاد باد آں سوار سرخ قبائے
کہ ہمی آں شکار بُرد بہ بر
راست گفتی کہ آفتابستی
بر جہاں گسترید تابش و فر (حکیم فرخی)

فرقِ ارادت = عقیدت کا سر ۔
فرق بمعنی سر ۔ ارادت بمعنی عقیدت ، اعتقاد ۔

اپنے دل سے مجھے ارادت ہے
میں کسی پیر کا مُرید نہیں (اکبر)

فرقِ ناز = جس سر میں ناز بھرا ہو ، سرِ پُر غرور ۔
فرق بمعنی سر ۔

جو آیا گھاٹ پر وہ شطِ خوں میں غرق تھا
نے دست و پا نہ صدر نہ گردن نہ فرق تھا (انیس)

فرد = پیوست ، اُتر جانا ۔

فروع = جمع فرع کی بمعنی شاخیں ، ٹہنیاں ۔

ایمان و شرع کا میں فروع و اصول ہوں
میں آیۂ خدا و حدیثِ رسول ہوں (انیس)

فروغ پذیر = ترقی پذیر ، ترقی حاصل کرنا ۔
فروغ بمعنی ترقی ، عروج ۔

فلک پہ مہر نے پیدا بہت فروغ کیا
پر اس کے رُخ سے جو دعویٰ کیا دروغ کیا (ذوق)

فروغِ شعلۂ خس = تنکے کے جلنے سے اٹھنے والے شعلے کی بھڑک ۔ خس کے شعلے کی روشنی ۔
فروغ بمعنی شعلہ ، چمک ، آگ کی نمائش ۔

فروغِ شمعِ بالیں = سرہانے جلنے والی شمع کی روشنی ۔
سرہانے جلنے والی شمع میں روشنی بڑھ جانا ۔
فروغ بمعنی روشنی ، تابش ۔

فروغِ طالعِ خاشاک = تنکے کی قسمت کا عروج ۔

خاشاک بمعنی تنکا، گھاس، کوڑا کرکٹ۔

طالع بمعنی مقدر، قسمت۔

فروغ بمعنی ترقی، عروج، روشنی، چمک۔

فروغِ مے = سرورِ مے، شراب نوشی، شراب کی دمک۔

فرہاد = شیریں کا عاشق، کوہکن۔

جانِ شیریں بھی گئی اور نہ ملی شیریں بھی
پوچھو فرہاد سے اس تلخیِ حسرت کے مزے (ذوق)

فریادِ دلہائے حزیں = غمگین دلوں کی فریاد، غمزدہ دل کا نالہ و فریاد۔

فریادیِ بیدادِ دلبر = معشوق کے ظلم کی فریاد کرنے والا۔

فریبِ سادہ دلی = سادہ لوحی کا فریب۔

فریبِ وفا خوردگاں = وفا کا فریب کھائے ہوئے لوگ، وفا کے دھوکے میں آئے ہوئے لوگ۔

فریدوں = ایران کے ایک مشہور اور قدیم حکمراں کا نام ہے، جو ضحاک کو ہلاک کرکے ایران کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔

فسانہ خوانیِ شمع = شمع کی فسانہ گوئی، شمع کی داستان گوئی، شمع کی قصہ خوانی۔

فشارِ ضعف = کمزوری کا دبانا۔

فشار بمعنی ہر طرف سے دبانا، بھینچنا۔

کسی کو میں نے دبوچا کنار میں نہ کبھی
ہوا ہے گور میں کس واسطے فشار مجھے (ناسخ)

بعد فنا بھی ظلم فلک سے نہیں نجات
کس مردے پر فشار نہ زیرِ زمیں ہوا (امیر)

فضائے حیرت آبادِ تمنا = عشق کے حیرت کدہ کی فضا۔

فضا بمعنی میدان، کھلی ہوئی جگہ، زمین کی فراخی

آبادی فضائے عالم ہم سے خاک ہو
کچھ ساتھ لے گئے نہ جہانِ خراب سے

حیرت آباد بمعنی عالمِ حیرت، جہاں حیرت کی فراوانی ہو۔

تمنا بمعنی آرزو، امید، شوق، اشتیاق، مُرادِ عشق

فطرت وسواس قریں = وسوسوں میں مبتلا فطرت۔

فلک العرش = وہ آسمان جس پر اللہ تعالیٰ کا عرش قائم ہے۔ فلکِ ہفتم۔

فلکِ پیر = بوڑھا آسمان۔

چونکہ جب سے دنیا وجود میں آئی ہے آسمان کا وجود بھی پایا جاتا ہے اس لیے اس کو شعرا فلکِ پیر نظم کرتے ہیں۔

جو نکمے ہیں کوئی کام نہیں کر سکتے
انھیں بوڑھوں میں شمار فلکِ پیر بھی ہے (داغ)

فلکِ ناانصاف = غیر منصف آسمان، انصاف نہ کرنے والا آسمان، فلکِ ستمگر۔

فنا تعلیمِ درسِ بے خودی = درسِ بے خودی میں فنا۔

درس بمعنی سبق، جمع دروس۔

بے خودی بمعنی مستی، دیوانگی، آپے سے باہر ہونا۔

فنا ہونا، سراپا ڈوب جانا، معدوم، مٹنا، نیستی۔

جب کوئی کہتا ہے ہستی کو کہ ہستی خوب ہے
اس کی غفلت پر فنا اس وقت ہنستی خوب ہے (ظفر)

فوتِ فرصتِ ہستی = جینے کی مدت کا گذر جانا،

ہستی کی مہلت کا ضایع ہو جانا ، زندگی کی مہلت
کا رائگاں جانا ۔

فیض رسا = فیض پہونچانے والا ۔

فیل گراں جسد = بھاری جسم والا ہاتھی ،
عظیم الجثہ ہاتھی ۔

فیض معنی = فیض باطنی ، معنوی فیض ۔

ق

قاضیِ حاجات = قاضی الحاجات ، ضرورتوں کا پورا
کرنے والا مراد خداوند کریم ۔

اے زر تو خدائی ولیکن بخدا
ستار العیوب و قاضی الحاجات (عالم)

مردہ دل ہے شکر کرتی قاضی حاجات کا
ہے توکل پر گذر تکیہ خدا کی ذات کا
(احسان صاحب)

قاطعِ اعمار = عمر کو قطع کرنے والا ۔
قاطع بمعنی قطع کرنے والا ، کاٹنے والا ، تراشنے والا ،
اعمار جمع عمر کی ۔

قافِ تریاق = تریاق کا آخری حرف "ق" جس کی شکل
گول ہوتی ہے ۔

قالبِ خشتِ دیوار = دیوار کی اینٹوں کا سانچا ۔
قالب بمعنی کالبد ، سانچا ، ڈھانچہ ، بدن ، جسم ،
جسد ، تن ۔

زندہ در گور اب تو ہے بے تیرے او آرامِ روح
بن گیا ہے قالبِ خشتِ لحد اندامِ روح
(وزیر)

پیتا نہیں شراب جو میں بے وضو کیے
قالب میں میرے روح کسی پارسا کی ہے

چوں یکے زیں چہار شد غالب
جان شیریں بر آید از قالب (سعدیؔ)

قبلۂ آلِ نبی = رسولؐ کی اولاد کا قبلہ ۔
قبلہ بمعنی کعبہ ، وہ سمت جدھر منھ کر کے ساری دنیا کے
مسلمان نماز پڑھتے ہیں ۔

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے (حالیؔ)

قبلۂ چشم و دل = چشم و دل کے قبلہ و کعبہ ۔

قبلۂ حاجات = حاجتوں کا قبلہ ، سب کی حاجتیں بر
لانے والا مراد واعظ ۔

تو سمجھتا ہی نہیں پیرِ خرابات کی بات
نقش ہے دل پہ مرے قبلۂ حاجات کی بات (منتہیؔ)

کیا رُت بہ فیضِ قبلۂ حاجات آ گئی
ساقی خدا کا شکر کہ برسات آ گئی (جوش ملیح آبادیؔ)

قبلۂ کون و مکاں = دنیا جہان کے قبلہ و کعبہ ،
قبلۂ کونین ۔

قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز = مشتاق نگاہوں کا نصب العین ۔
نگاہ نیاز کا منظور نظر ، نگاہ نیاز کی توجہ کا مرکز ۔

قبلہ نما = قبلہ دکھانے والا ، قبلہ بتانے والا ، وہ سمت
جس طرف منھ کر کے مسلمان نماز پڑھتے ہیں ، وہ آلہ
جو قبلہ کا رُخ بتائے ۔

کعبہ مدِ نظر قبلہ نما ہے تا حال
کوے جاناں کی طرف دل نگراں ہے کہ جو تھا (آتش)

قدِ آدم = آدمی کے قد کے برابر، آدمی کی لمبائی کے موافق۔

میرے غبار کو قدِ آدم اڑا نسیم
لگے وہ بے سوار تھا اب شہسوار ہے (امیر)

قدِ آدم تری تعظیم کرتی اٹھ کے خاک اپنی
پس مردن جو دیتی ناتوانی اے پری فرصت (ذوق)

دُ پر تشدید کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔

دکھائیں غیر انھیں آئینہ دو بھر زندگانی ہے
مریں گے ڈوب کر ہم قدِ آدم اس میں پانی ہے

سب سرو قدانِ عرشِ اعظم
تعظیم کو اٹھے قدِ آدم (محسن کاکوروی)

قدح = پیالہ، جام، پیمانہ، بڑا پیالہ۔

ہاتھوں میں یار کے نہیں ساغر شراب کا
دستِ مسیح میں ہے قدح آفتاب کا (آتش)

تجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب الٹا
کہ پڑا ہے آج خم میں قدحِ شراب الٹا (انشا)

اُس نے جو دل کو منھ نہ لگایا دو نیم ہے
یہ جامِ جم ہوا قدحِ گُل نہ ہو سکا (مومن)

قدحِ بادہ = جامِ شراب، شراب کا پیالہ۔

قربِ ہر روزہ = ہر روز کا تقرب، ہر روز قریب رہنا۔

قط = تراشنا، کاٹنا، قلم کی نوک کو کاٹنا، کلک کا قلم۔ چاقو سے بنایا جاتا تھا اور موٹا یا باریک لکھنے کے لیے حسب ضرورت قط لگایا جاتا تھا۔ جب قلم لکھتے لکھتے گھس جاتا تھا تو اس کو قط لگا کر ٹھیک کر لیتے تھے۔

اس قدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے الٹا ہو گیا قطِ خامۂ تقدیر کا

قطعِ نظر = امید منقطع کر لینا، ماسوا، علاوہ بریں، خیال چھوڑ کر، ترک کر دینا۔

سر جائے گا ولیکن نظریں اُدھر ہی ہوں گی
کیا تیری تیغ سے ہم قطعِ نظر کریں گے (میر)

قفائے خندہ = ہنسی کے بعد، کھل جانے کے بعد۔

قفا بمعنی گردن کا پچھلا حصہ، پیچھے، پشت کی جانب۔

جو گھبرائے ہوئے ہو کیا کسی کے ساتھ سوئے ہو
قفا کی سمت جو چمپا کلی معلوم ہوتی ہے (لطافت لکھنوی)

قفائے ناقہ گر اقیس خستہ گھبرا کر
نہ آوے یوں کوئی وارفتہ سراغ کو چوٹ

فغاں جرس کی ہے ایسی جو آج درد انگیز
قفائے قافلہ کوئی تو بے قرار رہا (مصحفی)

خندہ بمعنی ہنسی۔

قفسِ مُرغِ گرفتار = مرغِ اسیر کا پنجرہ جو دوسرے پرندوں کو جال میں پھانسنے کے لیے جال کے قریب رکھا جاتا ہے۔

قفس بمعنی پنجرہ جس میں پرندہ پالنے کے لیے بند کیے جاتے ہیں۔

اب جو چھوٹے بھی ہم قفس سے تو کیا
ہو چکی واں بہار ہی آخر (میر حسن)

مرغِ گرفتار بمعنی بند کیا ہوا پرندہ، پرندہ جس کو
پکڑ کر بند کر دیا گیا ہو۔

قفلِ ابجد = حروف کے ذریعہ کھلنے والا قفل، ایسا
قفل جو مقررہ حروف کے میل سے کھل جاتا ہے۔
ابجد سے مراد حروفِ تہجی۔ اہلِ علم نے عربی کے اٹھائیس
حروف کو ترتیب دے کر ہر حرف کے اعداد مقرر کر دیئے
ہیں جن کو خاص طور پر مادہ تاریخ نکالنے کے لیے استعمال
کیا جاتا ہے۔ الفاظ کی ترتیب یوں ہے۔
ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت،
ثخذ، ضظغ۔
حروف کے اعداد حسب ذیل ہیں
ا ب ج د ، ہ و ز ، ح ط ی ، ک ل م ن ،
۱ ۲ ۳ ۴ ، ۵ ۶ ۷ ، ۸ ۹ ۱۰ ، ۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰ ،
س ع ف ص ، ق ر ش ت ، ث خ ذ ،
۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰ ، ۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰ ، ۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰ ،
ض ظ غ ۔
۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰

قفلِ بے کلید = بغیر کنجی کا تالا۔
قفل بمعنی تالا کلید بمعنی کنجی۔
مژدہ ہو میکشوں کو ہوا چاند عید کا
محتاج قفلِ میکدہ تھا اس کلید کا (امیر)

قفلِ درِ گنجِ محبت = محبت کے خزانے کے دروازے
کا قفل۔

قلزم آشامی = شراب کے سمندر کے سمندر پی جانا۔
قلزم بمعنی سمندر۔
وہ جہازی نظر آیا نہ وہ قلزم نظر آیا
ساحل پہ سمندر کا تلاطم نظر آیا (انیس)
آشام بمعنی پینے والا مصدر آشامیدن بمعنی پینا۔
خلد کی نہرِ عسل کو زاہد
جانتے ہیں زندِ آشام تلخ (ناسخ)

قلزم خوں = لہو کا سمندر، دریائے خوں۔
قلزم بمعنی ساگر، گہرا دریا، سمندر۔
رواں قلزم نکتہ دانی ہے آج
زباں بحرِ موجِ معانی ہے آج

قلزم صرصر = آندھی کا سمندر۔
قلزم بمعنی سمندر، گہرا اور عمیق سمندر۔
صرصر بمعنی آندھی، تیز ہوا، جھکڑ۔
یہ بھی لے صیاد ہے جور فلک
قید ہوں ہم باغ میں صرصر چلے (شعور)
* صاف کرتی ہوئی میدان کو صرصر بھاگی (تعشق)

قلمِ سرنوشت = تقدیر کی تحریر لکھنے والا قلم، خطِ تقدیر
لکھنے والا قلم، قلم سے نوشتۂ تقدیر لکھا جائے۔

قمار خانۂ عشق = عشق کا جوا گھر۔
قمار بمعنی جوا، ہار جیت کا کھیل۔
سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہکن
بازی اگرچہ لے نہ سکا سر تو کھو سکا (سودا)

قمار محبت میں بازی صدا
وہ جیتا کیا اور میں ہارا کیا (امیر حسن)

قمار خانہ یعنی جوا گھر، جہاں ہار جیت کے کھیل کھیلے جائیں۔

سرِ نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا (امیر مینائی)

قمری پرواز = قمری کی مانند پرواز۔
قمری کا رنگ خاکستری ہوتا ہے اس لیے قمری پرواز کے معنی خاک کا مثل قمری اڑنا۔

قمری کا طوق = قمری ایک مشہور پرندہ ہے جس کے گلے میں طوق کی مانند نیلے رنگ کا حلقہ بنا ہوتا ہے اور فاختہ کے مانند ہوتا ہے

تپ سوزِ محبت کے لیے چارہ نہیں قمری
یہ گنڈا نیلگوں گردن پہ کیوں لے تفتہ جاں باندھا (ذوق)

کمر یار کی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوئے طوق گلو آتی ہے (آتش)

قمری کفِ خاکستر = قمری ایک مٹھی بھر خاک۔

قند = یہ لفظ کھنڈ یا کھانڈ کا معرب ہے۔ یعنی شکر، چینی معرب

اب وہ مزہ نہیں لبِ شیریں کے قند میں
چوکا ہوا ہے یہ کسی خدمت رسیدہ کا (امیر)

واہ کیا ناسخ بھی ہے شیریں بیاں
شعر جو ہے لکھنؤ کا قند ہے (ناسخ)

قوام = چاشنی، شکر کا شیرا جو شکر کے شربت کو پکا کر بنایا جاتا ہے اور جس میں سے گاڑھا ہو جانے کے بعد تار نکلنے لگتا ہے۔

بوسوں سے غیر کے لبِ شیریں ہوئے ہیں تلخ
بگڑی وہ چاشنی وہ قوامِ عسل گیا (نسیم)

قوتِ نامیہ = بڑھنے کی قوت، قوتِ نشوونما، قوتِ بالیدگی۔

بڑھ کے آوازِ سُم رشکِ صبا کہتی ہے
قوتِ نامیہ قدموں سے لگی رہتی ہے (مودب)

قیدِ حیات = قیدِ زندگی، جینے کی پابندی۔

چھٹ کر کہاں اسیرِ محبت کی زندگی
ناصح یہ بندِ غم نہیں قیدِ حیات ہے (مومن)

قیدِ ہستی = قیدِ حیات، زندگی قید سے استعارہ ہے۔

قیدِ ہستی سے چھٹے سارے اسیرانِ قفس
ہم بھی دو چار گھڑی اور ہیں مہمانِ قفس (رشید لکھنوی)

قیس و کوہکن = قیس عرب کے قبیلہ بنی عامر کا ایک شخص تھا جو لیلیٰ کے عشق میں مبتلا تھا جو عام طور پر مجنوں کے نام سے مشہور ہے۔ جنونِ عشق میں ساری عمر دشت نوردی کرتا رہا اور اسی حالتِ محرومی و ناکامی میں جان دے دی۔

تمنا ہے یہی قیسِ حزیں کے روزِ محشر میں
مری لیلیٰ مجھے مل جائے یارب حور کے بدلے (قیس)

کوہ کن — فرہاد کا لقب تھا جس نے شیریں کے عشق میں کوہ ستوں کو کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی۔

چوں شہ بشنید قولِ انجمن را
طلب فرمود کردن کوہ کن را (نظامی)

ک

کار فرما = کام بتلانے والا، حاکم، حکم کرنے والا، حکم دینے والا، مراد معشوق۔

بارگاہِ حسن تک پہونچا تو گیا دیکھا عزیز
اک نظر تھی کارفرما اور قتل عام تھا (عزیز لکھنوی)

کار فرما ہے فقط حسن کا نیرنگ کمال
چاہے وہ شمع بنے چاہے وہ پروانہ بنے (اصغر گونڈوی)

کارفرما چل گیا = کام چلانے والا چل گیا جس کے دم سے کام چلتا ہو یا جس کا حکم چلتا ہو اس کو کارفرما کہتے ہیں۔

کارفرمائے دین و دولت رغبت = دین و حکومت اور مقدر کا حکمراں۔

کارگاہ ہستی = زندگی کا کارخانہ، کارگاہِ حیات
کارگاہ بمعنی کارخانہ۔

کارگاہ دہر میں تکلیف تھی آرام تھا
کوئی مجھ ناکام سے پوچھے تجھے کیا کام تھا (ثاقب لکھنوی)

کاسۂ گردوں = آسمان کا پیالہ، جام فلک، آسمان کی گولائی اور خلا کی وجہ سے پیالہ اور جام تشبیہ دیتے ہیں۔
کاسہ بمعنی پیالہ، کٹورا، بادیہ، جام

اک دل حسرت طلب تھا اسکو توڑا آپ نے
اب تو کاسہ بھی گدائی کا نہیں سائل کے پاس (ثاقب لکھنوی)

کاغذ آتش زدہ = آگ لگا ہوا کاغذ، ایسا کاغذ جس کو آگ دکھائی گئی ہو۔

کاغذ باد = پتنگ، ہوا میں اڑنے والا کاغذ، کنکوا۔

نامۂ میر کو اڑاتا ہے
کاغذ باد کر گیا قاصد (میر)

کاغذی = کاغذ کا بنا ہوا، باریک مراد بودا، ناپائدار۔

کاکلِ سرکش = بے قابو زلفیں، لہراتے ہوئے بال، پیچ و تاب کھانے والے گیسو۔
کاکل بمعنی سر کے بڑے بال، زلف، بالوں کی لٹ۔

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے (ذوق)

سرکش بمعنی نافرمان، باغی، کسی سے نہ دبنے والا۔

خود علاقے کا بندوبست کرو
جو کہ سرکش ہیں ان کو پست کرو (نالۂ رسوا)

کالبد = قالب، سانچہ، ہیولیٰ، بدن، پیکر، جسم۔

عزیز روح کے دم تک ہے کالبدِ گل کا
یہ اب حال ہے بے مغز جب ہوا چھلکا (آتش)

کام کا آدمی = وہ آدمی جو دوسروں کے کام کرے، جس سے لوگوں کے کام نکلیں۔
مرد کار آمد، کارگذار، کار نمایاں کرنے والا آدمی ہوشیار، تجربہ کار، کارداں۔

لطف آرام کا نہیں ملتا
آدمی کام کا نہیں ملتا (داغ)

کام و زباں = زبان و دہن۔
کام بمعنی تالو مراد دہن۔

نیش کی جا نوش ہے دنبالۂ زنبور میں
کام میں افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلہ (ذوق)

کان پر رکھ کر قلم = اگلے زمانے میں طریقہ تھا کہ منشی اور محرر قلم کو کان کے اوپر رکھ لیا کرتے تھے تاکہ گم نہ ہو جائے۔

کاوکاو = یہ لفظ فارسی کے مصدر کاویدن سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کھودنا، ڈھونڈنا، تلاش کرنے کی تکلیف اٹھانا، سخت محنت کر کے ڈھونڈ نکالنا، جان توڑ کوشش کرنا یعنی بغیر دم لیے ہوئے مسلسل کوشش کرنا، خون پسینہ ایک کر دینا۔

کائی = پانی کی سطح پر یا پانی پڑنے کی وجہ سے زمین اور دیواروں پر جو سبزی جم جاتی ہے، گہرا سیاہی مائل رنگ۔

گذرگاہ جہاں دیکھو یہ رنگ آسماں دیکھو
مجھے باور نہیں آتا کہ ہو سیلاب پر کائی (نظم طباطبائی)

کبابِ دلِ سمندر = سمندر کے دل کا کباب۔
سمندر ایک پرند ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ سے نکلنے کے بعد مر جاتا ہے۔

دل سوزاں کو مرے خوف ہے کیا آتش کا
ہوں سمندر کی طرح میں تو پلا آتش کا (نصیر)

کثافت = مادیت، گاڑھاپن، غلاظت، گندگی، میلاپن، مٹائی۔

ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی
ہیرے میں کسی طرح کثافت نہیں ہوتی (ناسخ)

کسبِ رنگِ فروغ = رنگ کی زیادتی حاصل کرنا، رنگ کا فروغ حاصل کرنا۔
کسب بمعنی حاصل کرنا، پیدا کرنا، سیکھنا۔

مصرع: خواہش قدر ہنر کسب ہنر سے پہلے (جلیل)

فروغ بمعنی شعاع، چمک، رونق، سان، زیادتی، فراوانی۔

نسیم صبح عشرت سے فروغ شوق دولت سے
ہجوم خواب غفلت ہوں چراغ عمر غافل ہوں

کسبِ سعادت = سعادت کمانا، سعادت حاصل کرنا۔ (اکبر الٰہ آبادی)

کشاد خاطر وابستہ = پریشان خاطری کا ازالہ۔

کشاد و بست مژہ = پلکوں کا بار بار کھلنا اور بند ہونا
کشاد بمعنی کھلا ہوا، کھلنے کا عمل۔
بست بمعنی بند۔

کشاکش = کھینچا تانی، کش مکش، اینچا تانی

ستمگروں کی کشاکش میں آبرو ہو ہوا
کہ ہوتی سان پہ ہے تیغ تیز تر چڑھ کر (ذوق)

کشاکشِ غمِ پنہاں = عشق پنہاں کی کش مکش، چھپی ہوئی محبت کی کشمکش۔

کشاکش ہائے ہستی = کشمکش حیات۔

کشائش = کام بننا، مقصد حاصل ہونا، کشود کار، فراخی، کشادگی۔

کشت = کھیتی، فصل، زراعت۔

آب و تابِ دل نے دل کی لٹائیں خواہش
کشتِ دہقاں مل کے برق و سیل نے برباد کی (اسیر)

کُشتۂ لعلِ بُتاں = معشوقوں کے لبِ لعلیں کا کشتہ عاشق جو محبوب کے سرخ ہونٹوں کا مارا ہوا ہو۔

کشش دم = سانس لینا، سانس کھینچنا۔

کششِ کافِ کرم = لفظ کرم کے کاف، کاف کے مرکز کی کشش۔

کشش بمعنی حروف کا کھنچاؤ۔

ابرو کا عشق ہے خط تقدیر میں رقم
ہر حرف میں کشش نظر آئی کمان کی (اسیر)

کشمکش = کھینچا تانی، کشاکش، الجھاؤ۔

کچھ وہ کھینچے کھینچے رہے کچھ ہم کھنچے کھنچے
اس کشمکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا (رشید)

کرتا ہے دستِ جنوں جب کشمکش
جی الجھتا ہے نفس کے تار سے (ذوق)

کشمکشِ چارۂ زحمت = تکلیف کو دفع کرنے کی کش مکش۔

کشمکشِ نزع = نزع کی کشمکش، موت و زیست کی کشمکش۔ نزع بمعنی مرتے وقت، دم نکلنے کی حالت۔ کشمکش بمعنی رقت، العقباحق، تنگی۔

ڈوبے لٹوں کی سلے حسینوں کی چاہ میں
جیسے یقین کشمکش اشتباہ میں (جوش ملیح آبادی)

کعبۂ امن واماں = امن وامان کا قبلہ، امن و امان کا مرکز۔

کعبہ بمعنی بلند، مرتفع مراد بیت اللہ، قبلہ، بیت الحرام کعبہ وہ مربع عمارت ہے جس کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے مکہ میں تعمیر کیا تھا اور مسلمانوں کا قبلہ ہے جس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے اور جہاں ہر سال حج ہوتا ہے۔

کعبۂ ایجادِ یقیں = کعبۂ یقین کے موجد، ایجادِ یقیں کے کعبہ، یقین کی ایجاد کے مرکز، ایجادِ یقین کے موجد۔

کعبہ سنتے ہیں کہ گھر ہے بڑے داتا کا ریاضؔ
زندگی ہے تو فقیروں کا بھی پھیرا ہوگا (ریاض خیرآبادی)

کعبہ کے گرد ایک کرن گھومنے لگی
روحِ محمدِ عربی جھومنے لگی (جوش ملیح آبادی)

ع کعبے سے اِن بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ فتح کرنے سے قبل تک کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے تھے جو فتح مکہ کے بعد کعبہ سے نکال دیئے گئے۔ اس مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ بت بھی عرصہ دراز تک کعبے میں رہ چکے ہیں اور ان کو کعبہ سے دور کا تعلق رہا ہے۔

کفِ افسوس ملنا = پچھتانا، پشیماں ہونا، رنج کرنا، افسوس سے ہاتھ ملنا۔

کف بمعنی ہاتھ کی ہتھیلی، پاؤں کا تلوا۔

یدِ بیضا کا ترے ماہ سے ہو نور دوچند
کھول دے اپنا جو تو سامنے مہتاب کے کف (ظفر)

کبھی مل کے کفِ افسوس یہ کرتا تھا کلام
یہ مرا دستِ نجس اور وہ پاکیزہ لجام

کُفر سوز = کفر مٹانے والا، کُفر کو جلانے والا۔

کفِ سیلاب = سیلاب کے جھاگ۔
کف بمعنی پھین، جھاگ، سفید سفید بلبلے جو پانی کے زور سے بہاؤ میں پیدا ہوتے ہیں۔ آدمیوں کے منھ سے بھی غصّہ کی حالت میں جھاگ نکلنے لگتا ہے۔

کفِ قاتل = قاتل کی ہتھیل، قاتل کا ہاتھ۔

فانی کفِ قاتل میں شمشیر نظر آئی
لے خواب محبّت کی تعبیر نظر آئی (فانی بدایونی)

کفِ گل فروش = پھول بیچنے والے کی ہتھیلی مراد، پھولوں سے پُر۔

کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ = خاک کی ہر مٹھی اڑ کر آسمان تک پہونچ گئی۔

کفِ ہر خاکِ گلشن = چمن کی خاک کی ہر مٹھی، چمن کی ہر مشتِ خاک۔

کفیل = کفایت کرنے والی، ذمہ دار، ضامن، مواخذہ دار۔

بچپن میں کیا خدا نے دیے رُتبہ جلیل
شبیر سے بزرگ کے دونوں ہوئے کفیل (تعشق)

کفیلِ عمر = عمر کا ضامن۔

کل = مراد فردا، فردائے قیامت۔

کیوں گنہ لیتے ہیں تھوڑی سی پلانے والے
کل ملے کوثر اُسے آج جو دے خُم مجھکو (داغ)

کُلفتِ افسردگی = مرجھانے کی تکلیف۔
کلفت بمعنی تکلیف، مصیبت، بے چینی، پریشانی۔

مٹا سکی نہ نہیں تر مژگانِ تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دستِ موج نے دامانِ ساحل کی (اسیر)

افسردگی بمعنی مرجھانا، دل کا بجھ جانا، دلگیر ہونا۔

گو راہ میں ہمراہ بھی ہو راحلہ و زاد
جاتی نہیں افسردگیِ خاطرِ ناشاد (انیس)

کلکِ قضا = قضا کا قلم۔
کلک بمعنی نے، نرکل، قلم، خامہ۔

لکھتا ہوں ترے حسنِ خداداد کی تعریف
ہے کلک مرے ہاتھ میں جبریل کے پر کا (ہلم)

کم آزار = کم تکلیف پہونچانے والا، کم ستم ڈھانے والا۔ کم ظلم کرنے والا۔

کمال گرمیِ سعیِ تلاشِ دید = دیدار کی جستجو میں دوڑ دھوپ کی انتہا۔

کمندِ شکارِ اثر = اثر کو شکار کرنے والی کمند۔
کمند بمعنی رسی پھندا جس میں شکار کو پھنسایا جاتا ہے۔

ہزار کوس ہو محبوب دوڑ کر آئے
عجیب جذب کمندِ خیال رکھتی ہے (اسیر)

کمیں = گھات، دشمن یا شکار کے لیے چھپ کر بیٹھنا۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی (نصیر الملت)

کمینِ بے زبانی = بے زبانی کی گھات۔

کمیں بمعنی گھات ، شکار کے لیے چھپ کر بیٹھنا۔

اے حلقۂ زلف دام داری ہے عبث
اے ناز و ادا کمیں ہماری ہے عبث (مومن)

کنارہ کر = علیحدہ ہو جانا ، کنارہ کش ہو جا۔

نقاب منھ سے اٹھا دے اگر ہمارا چاند
کنارِ چرخ سے کرنے لگے کنارہ چاند (نسیم دہلوی)

سب بُرے وقت میں کرتے ہیں کنارہ افسوس
آیا ساحل نہ کبھی ماہیٔ بے آب کے پاس (امانت)

کنجِ قفس = پنجرے کا کونہ۔

کھلی ہے کنجِ قفس میں مری زباں صیاد
میں ماجرائے چمن کیا کروں بیاں صیاد (ارشد؟)

کنگرِ استغنا = بے پروائی کا کنگورہ۔

کنگر بمعنی کنگرہ یعنی کنگورہ کٹے ہوئے طاقچے جو خوبصورتی کے لیے قلعہ کی دیوار یا شہر پناہ پر خوبصورتی کے لیے بناتے ہیں
استغنا بمعنی بے نیازی ، بے پروائی۔

کام ہوئے ہیں ہمارے ضایع ہر ساعت کی سماجت سے
استغنا کی چوگنی اس نے جوں جوں میں ابرام کیا (میر؟)

کواکب = جمع کوکب کی بمعنی ستارے۔

کواکب سپہ = ستاروں کی فوج۔

کواکب جمع کوکب کی بمعنی اکثر ستارے سپہ بمعنی فوج۔

کوتاہیٔ نشو و نما = نشو و نما کی کمی۔

کوزہ = پانی کا برتن ، مٹی کا گلاس جس کو ہندی میں کُلّھڑ کہتے ہیں مٹی کا آب خورہ ، کٹورہ۔

تصویرِ صنم ہم نے منبر کے قریں رکھ لی
کوزہ جو وضو کا تھا پیمانہ بنا ڈالا (اعظم؟)

پانی پینے میں جو اس شیریں دہن کا منھ لگے
قند کا کوزہ وہیں بن جائے کوزہ آب کا (ناسخ)

کوکبۂ شہریار = بادشاہ کا محافظ سواروں کا دستہ ، شاہی باڈی گارڈ ، شاہی جلوس ، شاہی سواروں کے ساتھ چلنے والا سواروں کا دستہ۔

کوکب بمعنی انبوہ ، بڑا ستارہ۔

شہریار بمعنی بادشاہ۔

کوہِ طور = اس پہاڑ کا نام ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی تجلی نظر آئی تھی اس کو طورِ سینا بھی کہتے ہیں

کوہ کن = فرہاد کا لقب۔

چونکہ فرہاد نے شیریں کے عشق میں امید وصل پر پہاڑ سے دودھ کی نہر نکالنے کے لیے پہاڑ کھودا تھا اس لیے اس کا نام کوہ کن پڑ گیا یعنی پہاڑ کھودنے والا۔

کندیدن مصدر کھودنا۔

دل پہ ہو گر داغ سوزاں عشق میں اے کوہکن
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہے (ذوق)

کوے = کوچہ ، گلی۔

اپنی وحشت سے ہے شکوہ دوسرے سے کیا گلہ
ہم سے جب بیٹھا نہ جائے کوے یاراں کیا کرے (رشید لکھنوی)

کھل جاؤ = بے تکلف ہو جاؤ ، بے حجاب ہو جاؤ ، شرم مت کرو ، ہمراز ہو جاؤ۔

کھوئے جاتے ہیں = گُم ہوجاتے ہیں، یکایک ہوجاتے ہیں، از خود رفتہ ہوجاتے ہیں۔

کیا رفتگی سے میری تم گفتگو کرو ہو
کھویا گیا نہیں میں ایسا جو کوئی پاوے (میر)

شب تم جو بزمِ غیر میں آنکھیں چرا گئے
کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے (مومن)

ذکر کے آتے ہی کیوں کھوئے گئے
یہ تو واعظ کچھ پتے کی بات ہے (نسیم بھرت پوری)

کیخسرو = ایران کا عالی مرتبت شہنشاہ مراد بادشاہ۔

بلند مرتبہ، بادشاہ طول۔

کیش = مسلک، دھرم، مذہب۔

کیموس = غذا کے ہضم ہونے کا دوسرا درجہ پہلے درجہ کو کیلوس کہتے ہیں۔

گ

گذرگاہِ خیال = خیالات کے گذرنے کی جگہ۔

گذرگاہ بمعنی راستہ، راہ، شارعِ عام۔

مسافر کو رہتا ہے ڈر راہ میں
یہ دُنیا بھی تو اک گذرگاہ ہے (امیر لکھنوی)

گذرگاہِ خیالِ مے و ساغر = شراب نوشی کے تصور کی گذرگاہ۔

گردبادِ رہِ بےتابی = بےتابی کے راستہ کا بگولا۔

گردباد بمعنی بگولا، ہوا کا چکر جو غبار کو لے کر اونچا ہو جاتا ہے۔

شعلوں نے صاف سروِ چراغاں بنا دیا
اٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

گردِرہِ جولانِ صبا = صبا کے راستہ کی گرد۔

صبا بمعنی پروا ہوا جو سرد و خوش گوار ہوتی ہے۔

گردِرہ (گردِ راہ) بمعنی راستہ کا غبار۔

محبت سے لبریز سینہ ہے آج
نفس گردِ راہِ مدینہ ہے آج (صبح خنداں)

جولاں بمعنی گھوڑے کی دوڑ، گھوڑے کو دوڑانا۔

جولاں سمندِ ناز کو لے شہسوار دے
تو سُرمۂ چشمِ ماہ میں میرا غبار دے (ذوق)

صبا بمعنی پچھلی رات کو چلنے والی پُروا ہوا۔

وہ سوئے گورِ غریباں جو کبھی آتے ہیں
پھول دامن میں لیے ساتھ صبا آتی ہے (ریاض خیرآبادی)

گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں = سیکڑوں رنگیں۔

جلووں کے پیمانے کی گردش مراد جلوۂ حسن کے ساغر کی گردش۔

گردشِ سیارہ = ستاروں کی گردش مراد بدقسمتی۔

ستارہ گردش میں ہونا بمعنی قسمت کا برگشتہ ہونا۔

گردش بمعنی چکر۔

سیارہ بمعنی ستارہ، گردش کرنے والا ستارہ جو ستارے گردش نہیں کرتے اس کو ثابت کہتے ہیں۔

شب نظر کی میں نے فرقت میں جو سوئے آسماں
اژدہا تھی کہکشاں عقرب ہر اک سیارہ تھا (ناسخ)

دیکھو کیا حال ہے سیاروں کا
عجب انداز ہے ان تاروں کا (ہوسوا)

گردشِ مجنوں = مجنوں کی آوارگی۔

گردنِ مینا = مینا کی گردن۔

گردوں = آسمان، فلک، چرخ۔

اب تک اتنا میری بے آہِ اثر میں درد ہے
جھک گیا ہے پیر گردوں کے جگر میں درد ہے
(بیان صاحب شہید)

گردہ تصویر زمین = کرۂ زمین، پوری دنیا، سارا عالم

گرز = ایک ہتھیار کا نام ہے جو سر پر مارا جاتا اور اوپر سے موٹا ہوتا ہے۔

مرا مضموں نہ باندھے غیر اپنے شعر میں کہدو
نہیں زیبا کہ دستِ زال میں ہو گرزِ رستم کا
(اسیر)

گرسنہ = بھوکا۔

تنور چرخ سے لیتے گرسنہ کب کے آثار
ذرا بھی لگتا اگر قرص آفتاب میں سیخ (ظفر)

گرم بازارِ فوجداری = فوجداری کی گرم بازاری۔

فوجداری ان مقدمات کو کہتے ہیں جن میں ارتکابِ جرم پر سزا دی جاتی ہے۔

گرم بازاری یعنی خوب خرید و فروخت کا کاروبار بیوپار کی شرکت۔

نہیں ہے دیر سے خورشید کی وہ گرم بازاری
ہوا ہے دھوپ کا منہ زرد شاید وہ نکلتے ہیں
(امیر مینائی)

گرم خرامِ ناز = ناز و انداز سے چلنے میں معروف، ناز و ادا کے ساتھ چلنا۔

گرم بمعنی سرگرم، معروف۔

گرم سفر رہے پر منزل کو ہم نہ پہونچے
آوارگی نے ہم کو ریگِ رواں بنایا (مصحفی)

خرام ناز بمعنی ناز و انداز کی چال، رفتارِ ناز۔

خاک میں ہم کو ملانا تھا خرام ناز سے
اعتقادِ فتنۂ محشر ہمارے دل میں تھا (دانش لکھنوی)

گرم دامن افشانی = گرم ترک لباس، معروف ترک لباس
دامن افشاندن غرور و ناز کرنا، کسی چیز سے خود کو دور رکھنا، ترک کرنا۔

جاں فشاں و راز داری و راہ کوب سر باش
تا شوی باقی چو دامن بر فشانی زیں دمن
(خاقانی)

گرم غزل خوانی = غزل پڑھنے میں معروف۔

گرم نالہ ہائے شرر بار = چنگاریاں برسانے والے نالوں میں سرگرم۔

گرہِ نیم باز = ادھ کھلی گانٹھ، گرہ جس کو ڈھیلا کر کے چھوڑ دیا ہو اور پوری طرح کھولا نہ گیا ہو۔

گریبانی کرنا = چاک کرنا، گریباں کردن بمعنی چاک کرنا۔

گریۂ سحری = صبح کا رونا۔

گستاخ طلب = گستاخی کے ساتھ مانگنے والا۔

گستاخیٔ فرشتہ = فرشتہ کی بےادبی۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ابلیس جو شیطان کے نام سے موسوم ہے اور جس نے باری تعالیٰ کے حکم کے باوجود

حضرت آدمؑ کے روبرو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا
فرشتہ تھا۔ یہ خیال از روئے قرآن پاک غلط ہے۔
ابلیس جنوں میں سے ایک جن تھا نہ کہ فرشتہ۔

گفتۂ غالب = غالب کا کہا ہوا، کلام غالب، غالب کے کہے ہوئے اشعار۔

گلباز = گل بازی بمعنی پھولوں سے کھیلنا مراد مسرور شاطر، چالاک۔

گل زخم بدن میں اب گل بازی کا عالم ہے
نکل جاتا ہے مضموں دل سے اگر زخم لب کا (اکبر)

گُل جیبِ قبائے گُل = پھولوں کے گریباں کی زینت۔

گلچین طرب = پھول چننے کی مسرت، مسرت کی گل چینی، لطف اندوز ہونا مسرت کے چمن کی گل چینی، عشق و نشاط کی گل چینی کرنے والا۔
گلچیں بمعنی پھول توڑنے والا، پھول چننے والا۔

بگڑے ہوئے ہیں عاشق گلزار باغ میں
گلچیں نے پھول توڑ لیا ہے گلاب کا

گلچین گلستانِ تسلّی = تسلّی کے باغ کا پھول چننے والا۔ (جدید لکھنوی)
گلچیں بمعنی پھول چننے والا، پھول توڑنے والا۔
چیدن مصدر چننا۔
گلچیں بمعنی فائدہ حاصل کرنے والا، لطف اندوز ہونے والا۔

رنگ ہوں دامنِ یک رنگیٔ طینت سے جدا
کوئی گلچیں نہ ہو اس باغ میں بندہ کے سوا (ناظم)

گُلخن = بھاڑ، انگیٹھی، بھٹی، چولھا، آتشدان۔
ترکی میں گل بمعنی خاک، راکھ اور خن بمعنی خانہ یعنی خاک دان۔

سدا دل شعلہ افروز آتشِ ہجراں سے رہتا ہے
نہیں ہوتا ہے یہ گلخن کبھی اے جانِ من ٹھنڈا (ظفر)

گُل در قفائے گُل = پھول کے پیچھے پھول، پھول کے بعد پھول، قفا بمعنی پیچھے۔

گُل فروشِ شوخیِ داغِ کہن = پرانے زخموں کی خون آلودگی کے پھول بیچنے والا۔
گل فروش بمعنی پھول بیچنے والا، مالی۔

اب جو وہ بنوائیں گہنا یاد رکھنا گل فروش
پھول بچ جائیں تو میرے قبر کی چادر بنے (رشید)

گُلفشاں = پھول چھڑکنا، پھول برسانا، پھول جھڑنا، پھول برسنا، پھول بکھیرنا۔

کیا گُل فشاں زباں ہے اُس تنگ تر دہن میں
بلبل چہک رہا ہے اک غنچہ چمن میں (اقدس)

گُلفشانی = پھول چھڑکنا، خوش بیانی۔

چمن میں رہ کے ساری عمر مشق گلفشانی کی
قفس میں آتے آتے آگئی طرزِ فغاں مجھکو (جلیل)

گُل فشانی ہائے نازِ جلوہ = جلوہ ناز کی گل ریزیاں۔

گُل کترگئی = شگوفہ چھوڑ گئی، عجیب و غریب کام کرنا۔
گل کترنا بمعنی پھول کترنا، پھول تراشنا، گل کاری کرنا، شگوفہ چھوڑنا، غضب کرنا، غضب ڈھانا۔

عشق بھی خوب گل کترتا ہے
دیکھو مگر بہارِ لختِ دل (جرأت)

گل کترتی ہیں ہزاروں تری آنکھیں کافر
ہے عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقراض (ذوق)

کرکے آزاد ہر اک شہپرِ بلبل کترا
آج صیاد نے یہ اور نیا گل کترا (نصیر)

چھوڑا گلزار سے دور اور پر بلبل کترے
ہائے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے (جرأت)

گل کترے نہ بلبل مری فریاد کے آگے
سرسبز نہ شاگرد ہوا استاد کے آگے (مصحفی)

گلِ نسرین = سیوتی کے پھول، نسرین۔

گل نغمہ = گلبانگ، ترانۂ مسرت، بلبلوں کا گل کو دیکھ کر چہکنا۔

گمانِ رنجشِ خاطر = ناراض ہوجانے کا گمان۔

گنبدِ بے در = بے دروازے کا گنبد مراد آسمان۔
گنبدِ بے در کھلنا کنایہ ہے رسول اکرمؐ کے معراج کے سفر کا جب آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تھی۔

گنبدِ تیز گردِ نیلی فام = جلد جلد چکر لگانے والا نیلا گنبد مراد آسمان۔

گنجائشِ عداوتِ اغیار = غیروں کی دشمنی کی گنجائش رقیب کی عداوت کی سمائی۔

گنجفہ بازِ خیال = خیال کا گنجفہ کھیلنے والا۔
گنجفہ۔ ایک کھیل ہے جو تاش کی طرح کھیلا جاتا ہے۔ اس میں ۹۶ پتے اور آٹھ رنگ ہوتے ہیں، اس کھیل کو تین کھلاڑی کھیلتے ہیں۔

کوئی کیا جانے کھلاڑی کھیلتے ہو کیسے تم
بارہا اس گنجفے کو تم نے برہم کر دیا (آتش)

گنج ہائے گراں مایہ = بیش قیمت خزانے۔
گنج بمعنی خزانہ۔

جو تجھ کو دیکھ لیتا ہے پہنچتا ہے حقیقت تک
تری صورت مگر آئینۂ گنجِ معانی ہے (ناطق لکھنوی)

گنجینۂ گوہر = موتیوں کا خزانہ۔
گنجینہ بمعنی خزانہ، دفینہ، خزانے کی جگہ۔

بندھے دہان و کمر کے ہزار ہا مضمون
زمینِ شعر سے گنجینۂ نہاں نکلا

گنجینۂ معنی = معنی کا خزانہ۔

گودرز = جن پہلوانوں کا شاہنامہ میں ذکر ہے اس میں ایک گودرز بھی ہے جو کشواد کا بیٹا تھا اس کے سات لڑکے تھے سب نامی گرامی پہلوان تھے ان میں گیو اور بہرام کا شاہنامہ میں ذکر آیا ہے۔

گوشت کا ناخن سے جدا ہو جانا = تعلقات کا منقطع ہو جانا، خون کے رشتوں کا ٹوٹ جانا جو ناممکن ہے اسلئے اور لاینحل بات کے متعلق بولتے ہیں مثلاً بھائی بھائی میں تفرقہ پڑنا ایسا ہی ہے جیسے گوشت کا ناخن سے جدا ہو جانا جو ناممکنات میں سے ہے۔

گوشِ گل = پھول کے کان۔

گوشِ مہجورِ پیام = پیامِ شوق سے محروم کان۔

گوشِ نصیحت نیوش = نصیحت سننے والے کان، کان جو نصیحت کو سننے کی تاب لاسکیں۔

گوشۂ بساط = فرش کا کونہ۔

گوشہ بمعنی کونہ، طرف، جانب، پہلو کی جگہ

اک گوشہ کیتھی ہے تو اک گوشہ پستی
مغرب جو اگری ہے تو مشرق ہے چمپی (جوش ملیح آبادی)

گوشۂ دستار = دستار کا سرا، دستار کا سرا جہاں پھولوں کی کلغی لگائی جاتی ہے۔

کلے بر گوشۂ دستار داری
خوشا بختِ بلند باغباناں (غالب)

گومگو = کہوں یا نہ کہوں، تذبذب، دُبدھا، پس و پیش۔

گومگو نے عجب آفت میں پھنسا رکھا ہے
گوشِ دل تمکو نہیں تابِ تکلم مجھ کو (ادیب)

گوں = ہمت، موقع، مصلحت، فرصت، سُبیتا، اوج، قابل، خواہش، رغبت۔

یہی اپنے گوں کی باتیں ہیں
آہی جانا جدھر کو آنا ہے (درد)

عالم میں لوگ ملنے کی گوں اب نہیں رہے
ہر چند ایسا ویسا تو عالم بہت ہے یاں (میر)

یہ کارواں مرا تو رہنے کی گوں نہ نکلی
ہر صبح یاں سے ہم کو عزمِ سفر رہا ہے (میر)

ہمکو بجز بوسۂ لب میگوں
نہیں صہبائے خوشگوار کی گوں (ظفر)

گوہر بار = موتی برسانے والا، موتی لٹانے والا۔

ہو تری کلک کرم جبکہ شہا گوہر بار (ذوق)

گوہر = نایاب موتی۔

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل = کہوں تو مشکل نہ کہوں تو مشکل۔

گوے وچوگاں = گیند اور بلا۔

گُہر = موتی، گوہر۔

پائی تاروں نے ضیا بڑھ گئی تاریکئ شب
اس نے منہ ڈھانپ کے کانوں کے گُہر کھول دیے (بہار صاحب شیدا)

گُہر اندوزِ اشاراتِ کثیر = کثیر معانی کے موتیوں کا خزانہ۔

گہوارۂ جُنبائی = جھولا جھلانا، جھولے کو جھوک دینا۔

گہوارہ بمعنی جھولا۔

جنبانیدن مصدر حرکت دینا، ہلانا۔

لوٹتا تھا اس میں بدخوئی سے مِس مانندِ اشک
شوخئ طفلانہ سے جنباں مرا گہوارہ تھا (آتش)

گہ و بے گہ = وقت بے وقت، ہر وقت۔

گیرائی = دلکشی، کشش، گرفتگی، پکڑ۔

رہا یہ عقدہ لاینحل جو چاہا یک دست تھے ہارے
کسی کے ناخنِ ادراک نے کچھ کی نہ گیرائی (نظم طباطبائی)

گیو = شاہنامہ میں جن پہلوانوں کا ذکر ہے ان

یعنی گیہوں پر گود وزن بھی ہے۔

طاقت میں ہے پشن کی حقیقت نہ گیو کی
انگلی سے پھیرتا ہوں کلائی میں دیو کی (امیر)

ل

لافِ تمکیں = تمکین و وقار کی شیخیاں۔
لاف بمعنی شیخی، ڈینگ، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانا۔

رات محفل میں ستاروں کی گزاف و لاف تھا
صبح وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا (ناسخ)

تمکین بمعنی وقار، جاہ، مرتبہ، قدر۔

آتا ہے یہ جی میں کہ کروں عرضِ تمنا
لیکن تری تمکین اجازت نہیں دیتی (مصحفی)

لافِ دانش = معرفت کا دعویٰ، دانشمند ہونے کی ڈینگ۔ لاف بمعنی ڈینگ، شیخی، تعلّی، دون۔

وہ دہن ہوں نہ نکلا حرفِ غرور
وہ زباں ہوں نہ جس سے لاف ہوا (آتش)

لاگ = لگاؤ، تعلق، سروکار، رغبت، عداوت۔

عشق کو کس کے دل سے لاگ نہیں
کون سا گھر ہے جس میں آگ نہیں (ناسخ)

مصحفی سے تجھے کیا لاگ ہے چل جانے دو
اتنا درپے بھی نہیں ہوتا کوئی انسان کے (مصحفی)

لالہ کاری = پھولوں کا بکھرنا۔
لالہ بمعنی ایک قسم کا سرخ پھول جس کے اندر سیاہ دھبہ ہوتا ہے۔

ہے داغ چراغِ لحد کشتۂ الفت
پھولا ہے یہ لالہ تری بیدادگری کا (اسیر)

لائقِ تعزیر = لائق سزا، سزا دیئے جانے کے قابل۔
لائق بمعنی قابل، موزوں، زیبا۔

امتحاں کیا ہے مرا میں کسی لائق ہی نہیں
خوب تم کو تو ہے بندے کی حقیقت معلوم (نظام رامپوری)

تعزیر بمعنی سزا، جرم کی سزا دینا۔

تعزیر دیجے تیغ دو پیکر نکالیے
تقصیر وار ہوں میں زباں کاٹ ڈالیے (انیس)

لبِ آشنائے خندہ = ہونٹوں پر ہنسی، ہونٹوں کا ہنسی سے واقف ہونا، ہونٹوں پر ہنسی آنا۔

لبِ افسوس = افسوس ظاہر کرنے والے ہونٹ۔

لبِ بام = چھت کی منڈیر، چھت کے سرے پر، بالائے بام، بالا خانہ کا کنارہ۔

میں نہ مانوں گا لبِ بام نہیں ہے کوئی
جب میں روتا ہوں تو ہنسنے کی صدا آتی ہے (جاوید)

لب تشنۂ تقریر = بات کرنے کا آرزو مند، ہونٹوں میں گفتگو کرنے کی تشنگی رکھنے والا۔

لب تشنہ بمعنی پیاسا، آرزو مند۔

حسرت کشانِ درد میں لب تشنگانِ عاشقی
سیراب غم کردے کہیں پیرِ مغانِ عاشقی
اٹھو کر وہ خدا کا آرزو مند (حسرت موہانی)

لب تشنۂ شربت شکر خند (محسن)

تقریر بمعنی گفتگو، بات چیت، بیان۔

اے مصحفی جب ایسی غزل تو نے کہی ہے
کیونکر نہ فصاحت لبِ تقریر سے ٹپکے (مصحفی)

لذّتِ آزار = دکھ پہونچنے کی لذّت۔

لذّت بمعنی لطف، حظ، ذائقہ، خوشی۔

اس محبت کے مزے سے جو کوئی واقف ہوا
زندگی کی اس کو لذت عمر بھر ملتی نہیں (سحر)

لذّتِ دشنام = گالی کا مزا۔

لذت بمعنی ذائقہ، مزا۔ دشنام بمعنی گالی۔

کسی نے جو حیدرؑ کو دشنام دی
تو گویا پیمبر کو دشنام دی (ناسخ)

لذّتِ ریشِ جگر = زخمِ جگر کا مزا۔

ریش بمعنی زخم۔

لذّتِ سنگ = پتھر کی لذت، پتھر کھانے کا مزا، پتھر کے زخم لگنے کا لطف۔

لذّتِ فراغ = لطفِ فراغت، فراغت کا مزا۔

لذّتِ فراق = لطفِ ہجر، لذتِ جدائی۔

لذّتِ یاب = مزے لینا، لذت کشی، لذت حاصل کرنا، مزا حاصل کرنا۔

لطافت = نزہت، پاکیزگی، تازگی، باریکی، نزاکت، مزا، ذائقہ۔

گورا گورا بدن لباس سفید
یہ لطافت تو نسترن میں نہیں (ناسخ)

پہنچی ہے رفتہ رفتہ کہاں انتہائے عشق
اب دل میں اک لطافتِ غم ہے بجائے عشق (اختر)

لطفِ جلوہ ہائے معانی = باطن کے جلووں کا مزا۔

لطف بمعنی مزا، لذت، خوشی، فرحت۔

افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ (ذوق)

دیکھا جدھر وہ سامنے آیا نظر مجھے
کس سے کہوں میں لطف شبِ انتظار کا (رضا)

لطفِ خرامِ ساقی = ساقی کے ناز و انداز سے چلنے کی کیفیت۔

لطمۂ موج = لہر کا تھپیڑا، طوفانِ حوادث۔

لطمہ بمعنی دریا کا تھپیڑا، طمانچہ۔

نیل پڑ جائے مقرر کھائے گر دریائے نیل
لطمہ میرے اشک کے دریائے شور انگیز کا (ناسخ)

موج بمعنی لہر۔

لعا کی داڑھی = بہت زیادہ آراستہ و پیراستہ چیز کو کہتے ہیں۔ لعا کی داڑھی کے ہر بال میں بہ غرضِ آرائش موتی پروے ہوتے تھے لعا داستانِ امیر حمزہ کا اہم کردار ہے۔ یہ ایک مشرک بادشاہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

لگدکوبِ حوادث = حادثات کی دولتیاں، حادثات کی ضرب، حادثوں کی ٹھوکر۔

لگد بمعنی لات۔

کوفتن مصدر کوٹنا، چوٹ لگانا۔

لگدکوب بمعنی لاتوں کی مار، ٹھوکر کی ضرب۔

حوادث جمع حادثہ کی بمعنی سانحے، واقعات۔

گاؤ = لگاوٹ، تعلق، مائل کرنا، مائل کرنے کا انداز، لاگ، میلان۔

اے ظفر کرتے ہیں سب اُن سے لگاوٹ لیکن
کس کا لگا ہو وہاں اور لگاؤ کس کا (ظفر)

میں تو ملتا نہیں ہوں ان سے مگر
نہیں جاتا ہنوز دل کا لگاؤ (مصحفی)

ح قلم = دنیا کی تختی۔

لوح بمعنی تختی، سونے یا چاندی کی تختی۔

بہت اس سیم تن کی مدح کے مضمون سوجھے ہیں
مجھے درکار ہیں لوحیں پئے تحریر چاندی کی (ذوق)

ش اللہ = مخفف ہے لا وحشت اللہ کا یعنی اللہ اسے تباہ نہ کرے، اللہ اسے مامون و محفوظ رکھے، اللہ نظر بد سے بچائے۔

بارک اللہ زہے حسن کہ دل ہوبے تاب
لوحش اللہ زہے جلوہ کہ ٹھہرے نہ نگاہ

ح وقلم = تختی اور قلم، لوح محفوظ اور قلم قدرت، احکام الٰہی کی تختی اور اس کے لکھنے کے قلم قدرت۔

اینک بہ شہادت طلبم لوح و قلم را (اوحدی)

الی = بمعنی راتیں، جمع لیل کی۔

ہم = کمینہ، سفلہ، فرومایہ، خسیس۔

لئیم ایسے بخیل کو کہتے ہیں جو نہ خود کھائے نہ دوسرے کو کھانے دے۔

لیل و نہار = رات دن، شب و روز۔

گذر گئے اسی گردش میں اپنے لیل و نہار
شب فراق گئی روزِ انتظار آیا

م

مآل = انجام، حاصل، نتیجہ۔

مآل سوز و غم ہائے نہانی دیکھتے جاؤ
بھڑک اٹھی ہے شمع زندگانی دیکھتے جاؤ (فانی)

مآل سعیِ اسکندر = سکندر کی کوشش کا نتیجہ۔

آئینے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سکندر کی ایجاد تھی اسی طرف کنایہ ہے۔

ماتم یک شہر آرزو = ایسے شہر کے تباہ ہونے کا غم جس میں آرزوئیں آباد تھیں، شہر تمنا کا ماتم۔

ماند = عاجز، مدھم۔

ماندن مصدر رہنا، رہ جانا۔

مانعِ دشت نوردی = صحرا نوردی سے روکنے والا، جنگل جنگل پھرنے سے روکنے والا۔

مانع بمعنی روکنے والا، منع کرنے والا۔

دشت بمعنی صحرا، جنگل۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے (اقبال)

نوردی بمعنی طے کرنا، لپیٹنا مصدر نوردن۔

مانعِ ذوقِ تماشا = شوق دیدار میں رکاوٹ، دیکھنے کے شوق میں حائل۔

مانندِ صبح و مہر = (اکثر نسخوں میں صبح مہر ہے)
صبح مہر بمعنی آفتاب صبح ۔
مانند بمعنی مثل ۔ صبح و مہر بمعنی سویرا اور چاند ۔

مانیِ اندیشہ = خیال کا مصوّر ، مانی ایران کا مشہور مصوّر جس نے پیغمبری کا دعوی کیا تھا اور جسے بہرام اول کے حکم سے قتل کر دیا گیا تھا ۔ "مانی شاپورگاں" اور "ارژنگ" نامی کتابیں اس سے منسوب ہیں ۔ ایشیا اور یورپ کے ادبیات میں ایک بے مثال نقاش اور مصوّر کی حیثیت سے مشہور ہے ۔

سپہر گفتی نقاش نقش مانی گفت
کہ ہر زماں بنگارد ہزار گونہ صور (انوری)

جسے دیکھ کر ہوے مانی کو حیرت
وہ تصویر رنگیں بیاں کھینچتے ہیں (انیس)

ماہِ تاباں = چمکتا ہوا چاند ، روشن چاند ۔

ماہِ تمام = ماہ کامل ، پورا چاند ، بدر ۔

ماہ شبِ چہاردہم = چودھویں رات کا چاند ، ماہِ کامل ماہ دو ہفتہ ۔

مائدہ بذلِ خلیل = حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی فیاضی کا دسترخوان ۔

حضرت ابراہیمؑ جن کا لقب خلیل اللہ تھا اس قدر سخی تھے کہ ہر وقت ان کے دسترخوان پر مہمان ہونا ضروری تھا جب تک کوئی مہمان نہیں آ جاتا وہ انتظار میں کھانا نہیں نوش فرماتے تھے ۔

نہ جب تک ہم پیالہ ہو میں ہرگز نے نہیں پیتا
نہ ہو مہماں تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر میں (آتش)

مائدہ بمعنی دسترخوان جس پر کھانا چنا جائے ۔

تجھے معلوم ہے احوال سارا
کہ جن پر مائدہ تو نے اتارا (معراج المضامین)

بذل بمعنی جود و عطا ، سخاوت ، بخشش ، داد و دہش ۔

تم وہ باذل ہوا ے شہِ آصف
تم پہ خود بذل ناز کرتا ہے (اختر مینائی)

خلیل بمعنی دوست ، لقب حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔

مائدہ لذتِ درد = درد کی لذت دینے والے کھانوں کا دسترخوان ۔ مائدہ بمعنی دسترخوان ۔

مبادا = خدا نہ کرے کہ یوں ہو ، ایسا نہ ہو ، خدا نخواستہ ۔

غریبوں پر نہ کیجے جور کچھ خوف خدا بھی ہے
مجھے ڈر ہے کسی دل سے مبادا بددعا نکلے (میر سوز)

ہم نے اس بت میں جو دیکھا ہے نہیں کہہ سکتے
کہ مبادا نہیں سُن پائیں شریعت والے (اعوج)

بڑھاؤ نہ آپس میں اُلفت زیادہ
مبادا کہ ہو جائے نفرت زیادہ (حالی)

مبدل = بدلا ہوا ، بدلا گیا ، تبدیل شدہ ۔

متاعِ بُردہ = لوٹا ہوا مال ۔

متاع بمعنی مال و دولت ، پونجی ، سرمایہ ۔

کسی متاع پہ ایسی کہیں نہ لوٹ پڑے
حسین دل پہ مرے ہر طرف سے ٹوٹ پڑے (رشید لکھنوی)

متاعِ دست گرداں = نقد سودا، وہ چیز جو نقد فروخت کی جائے۔

متاع بمعنی سامان، اسباب، پونجی، سرمایہ،

دست گرداں وہ چیز جو سرِ راہ فروخت ہو، ہاتھوں ہاتھ بکنے والی چیز۔

دل عاشق کو ہاتھوں ہاتھ لے کر تول لیتے ہیں
مزیدی مال مفلس دست گرداں مول لیتے ہیں (ناسخ)

متاعِ خانۂ زنجیر = خانۂ زنجیر کی پونجی، خانۂ زنجیر کا سرمایہ۔

زنجیر کا اثاث البیت۔

متاعِ سخن = جنسِ سخن، کلام، اشعار۔

متاعِ ہنر = ہنر کی پونجی مراد ہنرمندی۔

متقابل = ضد، برعکس، بالمقابل، باہم۔

مقابلہ کرنے والا۔

مثلِ گلِ شمع = شمع کے گل کی مانند۔

گل بمعنی چراغ کی بتی کا جلتا ہوا سرا۔

یہ کس نے ہاتھ سے اپنے لیا گلِ شمع محفل کا
ہوا گلگیر میں عالم جو منقار عنادل کا (گویا)

مثلِ نقشِ مدعائے غیر = رقیب کی آرزو کے نقش کی طرح

رقیب کی مقصد برآری کے نقش کی مانند۔

مجالِ خواب = سونے کا حوصلہ، سونے کی طاقت، سونے کی قدرت، سونے کی ہمت۔

مجال بمعنی میدان جولاں گاہ، قدرت، طاقت، حوصلہ، تاب، مقدور۔

ہر ایک مو ہو بدن پر مری زباں گویا
مجال ہو جو ترے آگے گفتگو کی مجھے (ظفر)

استادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال
یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے (غالب)

مجلس فروزِ خلوتِ ناموس = رونقِ محفل، خلوتِ شرم و حیا۔

مجلس بمعنی نشست گاہ، محفل۔

مجلس فروز بمعنی محفل کو چمکانے والا، رونقِ محفل۔

خلوت بمعنی تنہائی۔

ناموس بمعنی شرم و حیا، عصمت و عفت، نیک نامی۔

مجملاً = اجمالاً، خلاصہ کے طور پر، بطور خلاصہ، مختصراً بطور اختصار۔

ہر سخن کو نہ اس نے طول دیا
مجملاً حال کچھ بیاں کیا

مجموعۂ خیال = خیالات کا مجموعہ۔

مجموعہ بمعنی اکٹھا کیا ہوا جمع کیا گیا۔

ہوا شیرازہ برہم جس گھڑی تارِ نفس ٹوٹا
پریشاں ہو گیا مجموعہ اپنے چار عنصر کا

محرمیٔ حسن = حسن کی رازداری، دیدارِ حسن۔

محرم بمعنی واقف کار۔

محرم بمعنی ہمراز، رازدار، واقفِ اسرار۔

محرومیٔ تسلیم = تسلیم و رضا سے محرومی۔

محرومی بمعنی ناامیدی، مایوسی، ناکامی۔

میری محرومی کی راہوں سے یہ دی اس نے صدا
قرب کی راہوں میں میری راہ اک دوری بھی ہو
(اصغر گونڈوی)

محشرِ خیال = خیالات کا ہجوم، ہنگامۂ خیال، خیالات کا اژدہام۔

محشرستانِ بیقراری = بے قراریوں کا حشر بپا ہونے کی جگہ۔

محو = کسی چیز پر سے کوئی چیز مٹانا یا صاف کرنا، حروف یا نقوش مٹانا، کھویا ہوا ہونا، منہمک ہونا، عاشق، خیال میں مستغرق ہونا۔

اے داغؔ سب زمانۂ ماضی کے ذوق شوق
اک بار دل سے محو فراموش ہو گئے (داغ)

یہ اشتیاقِ شہادت میں محو تھا دمِ قتل
لگے ہیں زخم بدن پر کہاں نہیں معلوم (آتش)

فکرِ فردا نہ کروں محوِ غمِ دوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں
(اقبال)

محوِ آرائش = آراستہ ہونے میں مصروف، سجاوٹ میں لگا ہوا۔

محوِ آئینہ داری = آئینہ دیکھنے میں منہمک، آئینہ دیکھنے میں کھویا ہوا۔

محوِ بالشِ کمخواب = کمخواب کے تکیہ پر سر رکھے ہوئے سونا، کمخواب ایک قسم کا قیمتی کپڑا جس پر سونے کے تار سے پھول پتیاں بنی ہوئی ہوتی ہیں، زربفت۔

بوٹیاں ہیں ترے کمخواب کے پیجامے پر
یا چمکتے ہیں پڑے یہ تہِ داماں جگنو

محوِ پرسشہائے پنہانی = پوشیدہ طور پر حالات دریافت کرنے میں مصروف، درپردہ حالات پوچھنا۔

محوِ تماشائے دماغ = دماغ کا تماشا کرنے میں منہمک، دماغ کے نشوونما کے معائنہ کرنے میں مصروف۔

محوِ تماشائے شکستِ دل = دل کے ٹوٹنے کا تماشا دیکھنے میں منہمک۔

محوِ سپاسِ بے زبانی = بے زبانی کے شکریہ میں کھویا ہوا، محو بمعنی گم، کھویا ہوا۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
(اقبال)

سپاس بمعنی شکریہ۔

محوِ عبرتِ انجامِ گُل = پھول کے انجام سے عبرت حاصل کرنے میں مصروف۔

محوِ ماہِ کنعاں = خوش حسن یوسف، ماہ کنعاں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام۔

حضرت یوسف علیہ السلام ایک نبی اسرائیلی پیغمبر تھے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند تھے۔ چونکہ حضرت یعقوب کنعان کے باشندے تھے اس لیے حضرت یوسف کو ماہِ کنعاں کہا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن شہرۂ آفاق تھا۔

محیطِ بادہ = شراب کا سمندر، مراد شراب۔

محیط بمعنی دریا، احاطہ کرنے والا۔

یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی
محیطِ خوں تری شمشیر سے رواں ہوتا (آتش)

رحمت تری محیط ہے خلاقِ بحر و بر
ذراتِ کائنات سے تا انجم و قمر (تعشق)

مدار = انحصار ، بھروسہ۔

پستِ مضموں پر جو رکھتے ہیں مدارِ شاعری
نارسائی فکر کی ہے حوصلہ عالی نہیں
تمام اہلِ جہاں پھر نہ کیوں ہوں سرگرداں (شعور)
جہاں کا چرخ کی گردش پہ جب مدار ہوا (نظم)

مدام = ہمیشگی ، دائم ، مسلسل ، سدا ، پیہم۔

بندھا پھر تو معمول اس کا مدام
کہ روز آنا جانا ادھر وقت شام (امیر حسن)

مدحت طرازی = مدح سرائی۔

مدحت بمعنی ستائش ، تعریف ، توصیف۔

دہیں یہ کہ کے محشر کو بھی پاس اپنے بلا لینا
کہ آ ہمراہ اد مدحت سرائے بزم یکتائی (محشر لکھنوی)

مدعا پایا = مطلب سمجھ میں آگیا۔

مدعا بمعنی مطلب ، آرزو ، غرض ، مقصد۔

بے مدو وعدہ قتل کا نہ ہوا
ظلم بھی حسب مدعا نہ ہوا (امیر مجروح)

مدعا طلبی = مطلب برآری ، کام نکلنا ، مقصد پورا ہونا ، مراد بر آنا۔

مدعا علیہ = جس کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیا جائے۔

رفع کردیں نزاع دیں وہ داد
مدعی ، مدعا علیہ ہو شاد (دشت گردان)

مدعی = رقیب ، دشمن ، عزیز۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں (رند لکھنوی)
مدعی جل کے نہ دیکھے مرے اشعار اسیر
چاہیے دیدۂ انصاف بھی ایراد کیساتھ (اسیر)

مرتبہ حسن قبول = قبولیت کا اعزاز ، شرفِ قبولیت۔

مرحبا = خوش آمدید ، سبحان اللہ ، صد رحمت ، شاباش۔

غرض جس نے اس کو سنایا یہ کہا
حسن آفریں مرحبا مرحبا (میر حسن)

مردمک = آنکھ کی پتلی۔

مردمک بن کے رہے دیدۂ بیدار میں روح
کہ مزا پائے سوا حسرتِ دیدار میں روح (ارشد)
ہو گیا جزو بدن جلنے کا اب کیا سودا
مردمک آنکھوں میں ہے دل میں سویدا سودا (اسیر)

مردمکِ دیدۂ عنقا = عنقا کی آنکھ کی پتلی۔

مردِ میداں = میدان میں مقابلے کے لیے آنے والا مرد ، سورما ، بہادر۔

مرد میداں نہیں جو مرد وفادار نہیں
کھل کے جو دے نہ مہک وہ گل گلزار نہیں (صفی لکھنوی)

مرشدِ جام = ایران کے مشہور صوفی بزرگ شیخ الاسلام ابو نصر احمد ابن ابو الحسن معروف بہ شیخ جام یا ژندہ پیل متوفی ۵۳۶ھ شیخ جام کی تربت خراسان میں مشہور زیارت گاہ ہے۔

مرغِ اسیر = مرغ گرفتار ، پنجرے میں بند پرندہ۔

مرغِ چمن = چمن میں رہنے والا پرندہ مراد بلبل ۔

اب کے قدغن یہ ہوا ہے کہ خبردار کہیں
شورشِ زمزمۂ مرغِ چمن زاد نہ ہو (انشاؔ)

مرغوب بتِ مشکل پسند = مشکلات کو پسند کرنے والے معشوق کا پسندیدہ

مرگِ ناگہانی = اچانک موت واقع ہونا مرگ مفاجات، مرگ اتفاق ۔

آنکھ لڑنے کا حادثہ نہ سنو
قصہ مرگِ ناگہانی ہے (ناطق لکھنوی)

مروحہ = پنکھا، دستی پنکھا ۔

کیا خاک ہو امید کمینوں سے عیش کی
کب مروحہ بنا پرِ زاغِ سیاہ کا (اسیرؔ)

مزدورِ طرب گاہِ رقیب = رقیب کے عشرت کدہ کا مزدور ۔

مزدوریِ عشرت گہِ خسرو = خسرو کے عشرت کدہ کی مزدوری ۔ عشرت کدہ بمعنی آرام گاہ ۔

عشرت کدہ محل خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں جو فرہاد کی محبوبہ شیریں کا عاشق تھا جس کے کہنے سے شیریں کا وصل حاصل کرنے کے لیے فرہاد نے کوہ بے ستون کو کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی

مژدہ = خوش خبری، بشارت ۔

دمِ بسمل ہوئی کیوں دیر اتنی دم نکلنے میں
قضا کیا مژدہ پہنچانے گئی ہے میرے دشمن کو (داغؔ)

کیا نمک پاش جراحت ہے تسلی ان کی
مژدۂ وصل سے دیتے ہیں دلاسے مجھکو (ظہیرؔ)

مژدۂ وصال = وصال کی خوشخبری ۔

مژگاں = پلکیں، مژہ کی جمع واحد بھی بولتے ہیں ۔

ہجوم اشک سے مژگاں اگر اونچی نہیں ہوتی
تعجب کیا کہ شاخِ پر ثمر اونچی نہیں ہوتی (ظفرؔ)

کیا کہوں جس دم مژہ اس فتنہ گر کی ہل گئی
نوک سی گویا جگر میں نیشتر کی ہل گئی (ظفرؔ)

مژگانِ چشمِ تر = بھیگی ہوئی آنکھوں کی پلکیں ۔

مژگانِ خوں فشاں = خون چھڑکنے والی پلکیں ۔

مژگانِ سوزن = پلکوں کی سوئی، پلک جو سوئی کی طرح نوکیلی ہے ۔

مژگانِ یتیم = یتیم کی پلکیں مراد اشک آلود پلکیں ۔

مژگانی کرے = مژگاں بن جائے، مژگاں کا کام کرے، پلکیں بن جائے، مثل پلک کے ہو جائے ۔

مژۂ خواب ناک = نیند سے بوجھل پلکیں، نیند میں ڈوبی ہوئی پلکیں ۔ مژہ بمعنی پلک ۔

اس کی مژہ یہ چشمِ سخن گو سے کہتی ہے
میں بھی زباں درازیوں میں تجھ سے کم نہیں

مژہ گوہر بار = موتی ٹپکانے والی پلک، آنسو بہانے والی پلک ۔

مژہ ہائے دراز لمبی لمبی پلکیں ۔

مستِ مے ذات = ذات کی شراب میں سرمست، مے ذات الٰہی کے نشہ میں مخمور ۔

مسرتِ پیغامِ یار = محبوب کے پیغام کی خوشی ۔

مسہل = جلاب، اسہال لانے والا، دست آور ۔

مسی آلود سر انگشتِ حسیناں = حسینوں کی مسی سے بھری ہوئی انگلی کا پور۔ مسی ایک سیاہی مائل پوڈر جس کو منجن کی طرح دانتوں میں ملنے سے دانتوں کی ریخیں سیاہ ہو جاتی ہیں۔ یہ شادی شدہ عورتوں کا سنگار تھا۔

مشاہدۂ حق = دیدارِ حق۔

عیاں ہو صورتِ شاہد جو چشمِ حق بیں سے
کرے بغور تو غافل مشاہدہ دل کا (ارشد)

مشتِ خس = مٹھی بھر گھاس، ایک مٹھی کوڑا کرکٹ
مشت بمعنی مٹھی

بدھو میاں بھی حضرت گاندھی کے ساتھ ہیں
اک مشتِ خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں (اکبر الٰہ آبادی)

مشتاقِ لذت ہائے حسرت = حسرت کی لذتوں کی مشتاق۔

مشقِ تماشا = دیکھنے کی مشق، مسلسل اور بار بار دیکھنا۔

مشکوئے مشکو = محلات، محل سرا، بالاخانہ، دولت خانہ۔

مشکیں لباس = سیاہ لباس، مشک سیاہ ہوتا ہے۔ اور خوشبودار بھی۔

مشکیں بمعنی کالا، سیاہ، مشک کے رنگ کا۔

مشکیں زلفوں سے مجھ کو کسوا
کالے ناگوں سے مجھ کو ڈسوا (گلزارِ نسیم)

مشہدِ عاشق = عاشق کی شہادت گاہ جس جگہ پر عاشق کو شہید کیا گیا ہو۔ مشہد بمعنی شہید ہونے کی جگہ۔

بعشقِ دیر بطوفِ حرم بسعیِ تمام
بلوحِ مشہدِ عاشق بسوزِ شمعِ مزار (میرؔ)

مشہود = جس کو دیکھا جائے۔ جس کا مشاہدہ کیا جائے، حاضر کیا گیا، موجود، ظاہر، متحقق۔

علی مدعا، علی مقصود
وہی مشہود ہے وہی موجود (میرؔ)

مصیبتِ ناسازیِ دوا = دوا کے ناموافق آنے کی مصیبت۔

مضروب = جس پر چوٹ لگائی جائے، جس پر ضرب ماری جائے، چوٹ کھایا ہوا، مجروح، گھائل۔

مُطرب = خوش کرنے والا، گانے والا، مغنی، قوال۔

کس کے ناموں نے کیا بزم کو روشن مطرب
آج کیوں شعلۂ آواز ترا مدھم ہے (امانت)

آؤ اے مطربانِ سیر آہنگ
ساتھ اپنے لیے رباب و چنگ (میرؔ)

مُطربِ بہ نغمہ = گانے والا اپنے نغمے سے۔

مطلب بر آنا = مطلب پورا ہونا، مقصد کا حاصل ہونا، آرزو پوری ہونا، مراد بر آنا، مقصود بر آنا، بر آنا بمعنی پورا ہونا، حاصل ہونا۔

جس وقت بلندی پہ قمر آتا ہے
مقصود دلِ زار کا بر آتا ہے (حیدر مرزا ادیب)

مظہرِ ذوالجلال والاکرام = خدائے ذوالجلال والاکرام کے مظہر یعنی ظلِ اللہ۔

مظہر بمعنی ظاہر ہونے کی جگہ، تماشا گاہ۔

مظہر وہ بت ہے نقشِ خدا کے ظہور کا
نقشِ قدم ہے سنگ کو رتبہ ہے طور کا (ناسخ)

مظہرِ فیضِ خدا = خدا کے فیضان کا مظہر۔
معتقدِ فتنۂ محشر = قیامت کے برپا ہونے کا معتقد، قیامت پر ایمان لانے والا۔
معتقد بمعنی اعتقاد رکھنے والا، دل سے بھروسہ کرنے والا، ماننے والا

وہ نہیں ہیں معتقد اپنی نگہ کے تیر کے
جی میں آتا ہے کر دکھلا دوں کلیجہ چیر کے
کس قدر معتقدِ حسن مکافات ہوں میں (ناطق لکھنوی)
دل میں خوش ہوتا ہوں جب رنج سوا ہوتا ہے (مرزا اسحاق)

معدن = کان، چاندی، سونا، لوہا، کوئلہ وغیرہ نکلنے کی جگہ۔

جگر ٹوٹے ہی جاتا ہے تو دل تڑپے ہی جاتا ہے
یہ سینہ ہے الٰہی یا کوئی معدن ہے پارے کا

معرضِ اظہار = ظاہر کیا جائے، مقامِ اظہار۔
معرض بمعنی اظہار کرنے کی جگہ، نمائش گاہ، پیش ہونے کی جگہ۔

سارے رئیس اعضا ہیں معرضِ تلف میں
یہ عشق بے محابا کس کو امان دے گا (امیر مینائی)

معزولی انداز و ادا = ناز و انداز کا معطل ہوجانا، ادا و ناز کی برطرفی، معزولی بمعنی عہدے سے ہٹ جانا۔
معزولی بمعنی معزول ہونا، موقوفی، برطرفی، عہدہ سے علیحدگی۔

معشوقِ شوخ = تیز طرار معشوق، شوخ و بے حجاب معشوق، محبوب شوخ و شنگ۔

معشوق فریبی = معشوق کو دھوکا دینا، معشوق کو فریب

میں مبتلا کرنا۔

معمور = بستی، آبادی، شہر، آباد، بسا ہوا، بھرا ہوا، لبریز (والبیت المعمور)۔

کیا عیش سے معمور تھی وہ انجمن ناز
ہم نے تو وہاں شمع کو گریاں نہیں دیکھا (داغ)

معنیِ الہام = الہام کے معنی بیان کرنے والا، القا کا مفہوم واضح کرنے والا۔
الہام بمعنی القا۔

وہ مشق رہی اور نہ وہ شوق ہے مومن
کیا شعر کہیں گے اگر الہام نہ ہوگا (مومن)

معینِ ملت و ملک = ملک و قوم کی امانت کرنے والے، حامی ملک و ملت۔

مغتنم ہے = غنیمت ہے۔

مغتنم ہے جواب کوئی دم ہے
فرصت زندگی بہت کم ہے (خواجہ درد)

مغنیٔ آتش نفس = ایسا گانے والا جس کی آواز میں سوز و گداز ہو، شعلہ نوا، گانے والا۔

مفیض وجود سایہ و نور = سایہ اور نور کو فیض پہونچانے والے یعنی خدا، رب العالمین۔
مفیض بمعنی فیض پہونچانے والا۔

مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں = شرم و حیا بالائے طاق رکھنے اور اعزاز و وقار کو رخصت کر دینے کا موقع

مقدارِ حسرتِ دل = بقدرِ حسرتِ دل، حسرتِ دل کے برابر۔

مقدّر = پوشیدہ، مخفی، غیر ظاہر، محذوف۔

مقدمِ سیلاب = سیلاب کی آمد۔ سیلاب بمعنی طغیانی، بہتا
مقدم بمعنی قدم رکھنے کی جگہ، ٹھہرنے کا مقام، مجازاً
آنا، آمد۔

رونقیں یار کے مقدم سے ہیں آبادی ہے
غیر کے گھر میں ہے ماتم مرے گھر شادی ہے (اللہ)

مقرر = یقینی، قرار کیا گیا، ٹھہرایا گیا، بلاشبہ، یقیناً۔

مارا ہے پھانسی دے کے مجھے زلف یار نے
ہوگا عذاب قبر مقرر تمام رات (آتش)
ساتھ اُس یار کے ہو کیونکہ نہ اغیار مدام
پاس ہوتے ہیں ظفر گل کے مقرر کانٹے (ظفر)

مقطعِ سلسلۂ شوق = شوق کے سلسلہ کا خاتمہ،
شوق سفر کا نقطۂ آخر، منزلِ قطع سفر شوق۔
مقطع بمعنی انتہا، اختتام۔

مکافات = تلافی، بدلہ، عوض، انتقام، سزا۔

وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجراں سے
نہیں ہوتی ہے مکافات محال انساں سے (آتش)

مگس کی قے = شہد۔ مگس بمعنی مکھی۔

ع سوز پر پروانہ مگس را نہ دہند (سودا)

ملخ = ٹڈی، ایک اڑنے والا کیڑا جو سبز پتوں اور کھیتی کو
کھا جاتا ہے، عربی میں اس کو جراد کہتے ہیں۔ یہ لاکھوں کی تعداد
میں نکلتے ہیں اور جس درخت یا کھیت پر بیٹھ جاتے ہیں اس
کو چاٹ کر صاف کر دیتے ہیں۔

ہر کجا چشمہ بود شیریں
ملخ و مور و مار گرد آیند (شیخ سعدی)

ملک الموت = موت کا فرشتہ، عزرائیل۔

جدھر سے لائے ہیں تشریف سب ادھر جائیں
فقط یہاں ملک الموت اب ٹھہر جائیں (میر عشق)

مناجات = التجا، دعا، دعائیہ نظم۔

مناجات کے لغوی معنی سرگوشی اور کانا پھوسی کرنے کے
ہیں۔ نجویٰ بمعنی کانا پھوسی کرنا، مناجات وہ بات جو
کان میں سرگوشی کے طور پر کہی جائے، اللہ تعالیٰ سے
اس طرح دعا مانگنا جس طرح کسی سے آہستہ اپنے دل کے
راز بیان کیے جاتے ہیں۔

وہ گئے دن جو رہے یاد بتوں کی اے داغ
رات بھر اب تو گذرتی ہے مناجاتوں میں (داغ)
التجا تجھ سے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ میں کس روز مناجات نہ تھی (انیس)

منّتِ طفلاں = لڑکوں کا احسان۔

منّت کش = احسان مند، رہینِ منّت، ممنونِ احساں۔

جان لینے کو تھی ادا کیا کم
میں تو منّت کش قضا نہ ہوا

منّت کش گلبانگ تسلّی = سکون بخشنے والی دلکش
آواز کا احسان مند ہونا، تسلّی دینے والی شیریں کلامی کا
ممنون ہونا۔
منّت کش بمعنی احسان مند، منت پذیر۔

گلبانگ بمعنی چہچہہ ، بلبل کی نغمہ سرائی ، خوشخبری ۔

نہ ہو آوارہ میں گلبانگ شہرت
جو رو تاراہ میں خاراے یوسف (محمد شاکر ناجی)

ہوا اُس کی گلبانگ سے ہمکو ظاہر
اڑا لیا ہے بلبل نے نالہ ہمارا (بحر)

منجملۂ اسباب ویرانی = ویرانی کے اسباب کے منجملہ ، ویران ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ۔

منصب = رُتبہ ، عہدہ ۔

اچھا جو زن کو منصب جعفر کا ہے خیال
بس مجھ سے میں علم انھیں دیتی ہوں لے سوال

منصب شیفتگی = عاشقی کا عہدہ ، اعزاز عاشقی ۔

منصب مہر و مہ و محور = چاند ، سورج اور زمین کے فرائض ، علم الافلاک کا علم ، چاند ، سورج اور زمین کی ماہیت اور ان کے اثرات ، محور وہ دھُرا جس پر گول پہیا گردش کرتا ہے مراد محور زمین ۔

منع گستاخی = گستاخی سے منع کرنا ، چھیڑ چھاڑ سے روکنا ، بے ادبی سے منع کرنا ، بدتمیزی نہ کرنے دینا ۔

منفعل = شرمندہ ، نادم ، شرمسار ۔

اپنے افعال زبوں پر منفعل ہوں اے خدا
کم نصیبی نے دکھایا ہے مجھے روز سیاہ (محشر لکھنوی)

منقار = چونچ ۔

سوائے شکر شکایت اگر کبھی کی ہو
الٰہی قطع ہو منقار سے زبان صیاد (نظم)

منکرِ وفا = وفا سے انکار کرنے والا ، وفا کا اعتبار نہ کرنے والا ۔

مُنکر بمعنی انکار کرنے والا ، نہ ماننے والا ، تسلیم نہ کرنیوالا ۔

انکار کیوں وجود امام زماں میں ہے
منکر تو شپرہ بھی نہیں آفتاب کا (ناسخ)

مواخذۂ روز حشر = روز قیامت کی جواب دہی ۔

مواخذہ بمعنی جواب دہی ، باز پُرس ۔

روز حشر بمعنی روز قیامت ، روز حساب ۔

رہے نہ حشر پہ یارب مواخذہ میرا
یہیں حساب ہو روز حساب کے بدلے (انجم)

موجِ بوئے گل = پھول کی خوشبو کی لہر ۔

موج خرام یار = معشوق کے ناز و انداز سے چلنے کی موج ،

موج بمعنی لہر ۔ خرام بمعنی چلنا ، قدم رکھنا ، ناز و ادا کے ساتھ چلنا ۔

خاک میں ہمکو ملاتا تھا خرام ناز سے
اعتقاد فتنۂ محشر ہمارے دل میں تھا (دانش لکھنوی)

موجد عشق = عشق کا ایجاد کرنے والا ۔

موجد بمعنی ایجاد کرنے والا ، بانی ، ابتدا کرنے والا ۔

حضرت اوج ہیں میرے استاد
وہ کہ ہیں موجد طرز ایجاد (اوج)

موجِ رنگ = رنگ کی لہر ۔

موج بمعنی لہر ، خوش طبیعت ۔

کہاں ہم اور کہاں بخشش ہماری
جلیل اک موج ہے ابرِ کرم کی

موجِ سبزۂ نوخیز = نئے اُگے ہوئے سبزہ کی کثرت ،
ہوا کے چلنے سے سبزہ میں لہریں سی پیدا ہوتی ہیں اس
لیے موجِ سبزہ کہا ہے۔
نوخیز بمعنی نیا اُگا ہوا۔

موجِ سرابِ دشتِ وفا = صحرائے وفا کے سراب کی لہر،
سراب ریگستان میں بالو ہوتے اگر اس طرح چم جاتی
ہے کہ دور تک لہریں بن جاتی ہیں اور دور سے دیکھنے
والے کو پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔

موجِ شراب = شراب کی لہر۔

موجِ شفق = آسمان پر سرخ شفق کی لہریں۔

موجِ صبا = ہوا کا جھونکا۔

موجِ گل = مراد پھولوں کی کثرت۔

موجِ محیطِ آب = سمندر کی موج۔
موج بمعنی لہر۔ محیط بمعنی احاطہ کرنے والا۔
محیطِ آب مراد سمندر۔

موجِ محیطِ بےخودی = بےخودی کے سمندر کی لہر،
موجِ بحرِ بےخودی۔

موجِ نگہ = نگہ کی لہر ، تارِ نظر۔

موجۂ خوں = خون کی لہر ، خون کی موج۔

موجۂ خوں میں ڈبو دے مرے قاتل مجھکو
کیوں بچا رکھا ہے تو نے لبِ ساحل مجھکو
(مولف)

موجِ ہستی = زندگی کی لہر۔

مُوحّد = خدا کو ایک ماننے والا ، خدا کو واحد ماننے والا ،
صرف ایک اللہ کو معبود ماننے والا۔

موشگافیٔ ناوک = تیر کی موشگافی۔
موشگافی بمعنی بال کو چیرنا ، بال میں شگاف ڈالنا ،
بال کی کھال کھینچنا۔

بال بھی ہو تو یہ محسوس نظر آتا ہے
موشگافی نہ کرو اس کی کمر کچھ بھی نہیں (رسا)

موئے آتش دیدہ =
مو بمعنی بال۔
ایسا بال جس کو آگ دکھائی گئی ہو اور وہ گرمی کی وجہ
سے مڑ کر زنجیر کی کڑی کی طرح ہو گیا ہو۔

موئے شیشہ = شیشہ کا بال۔
چٹخنے کی وجہ سے شیشہ میں پڑا ہوا بال۔

مہر آسا = سورج کی مانند ، آفتاب کی طرح۔
مہر بمعنی سورج۔ آسا بمعنی مانند۔

مہرِ تاباں = چمکتا ہوا سورج۔

مُہرِ دہاں = مہرِ خاموشی۔
منہ پر مہر لگنا بمعنی خاموش ہونا ، مہرِ لب۔

مہرِ درخشاں = چمکتا ہوا سورج۔
مہر بمعنی سورج ، آفتاب ، شمس۔

مہر بالائے فلک بےسروپا پھرتا تھا
زرد پتہ تھا کہ آندھی میں اڑا پھرتا تھا (آتش)

مہرِ عالمتاب = دنیا کو روشن کرنے والا سورج۔

مہرِ علَم = جس کا جھنڈا آفتاب ہو، آفتاب کا علم رکھنے والا۔

مہر بمعنی سورج، آفتاب۔

علم بمعنی جھنڈا۔

مہرِ گردوں = آفتاب، خورشید، سورج۔

مہرِ گیا = ایک بوٹی کا نام ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس بوٹی کو اپنے پاس رکھتا ہے اس پر سب لوگ مہربان ہوجاتے ہیں۔

مہر بمعنی مہربانی، محبت۔

گیا مخفف ہے گیاہ کا بمعنی گھاس، کاہ۔

خورشید میں ہے ضیا کرن کی
ہے مہر گیا اس چمن کی (گلزار نسیم)

مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی = محترم دوستوں کے خطوں پر لگنے والی مُہر۔

مہرِ نماز = سجدہ گاہ۔

طلعت = مہ جبیں، چاند کی طرح چمکدار شکل رکھنے والا۔ طلعت بمعنی دیدار، رخ، صورت، چہرہ، نظّارہ۔

جانبِ ماہ میں کیا آنکھ اٹھا کر دیکھوں
پھرتی ہے آنکھوں میں وہ طلعتِ زیبا تیری (سرور)

مہر طلعت، حور پیکر، مشتری رو، مہ جبیں
سیم بر، سیماب طبع و سیم ساق و سیم تن
(نظیر اکبرآبادی)

مہِ نو = ماہِ نو، ہلال، نیا چاند۔

مہ و اختر = چاند اور تارے۔

مہ خورشید جمال = آفتاب کی مانند چمک رکھنے والا چاند، سورج کی آب و تاب رکھنے والا چاند۔

مئے عشرت = شرابِ عیش، مئے نشاط۔

مئے گلفام = سرخ شراب، گلابی شراب۔

میں نے دیکھے ہیں بہت خونِ تمنّا کے رنگ
ساقیا دے نہ فریبِ مئے گلفام مجھے (ملک زادہ منظور احمد)

مے پرستاں = اے شراب پینے والو، اے مے کشو، اے مے پرستو۔

میر = میر تقی میر، اردو کا مشہور شاعر بمعنی امیر سردار۔

میزبانِ قیصر و جم = قیصر اور جمشید کی مہمان داری کرنے والا، میزبان بمعنی مہمان داری کرنے والا جس کے یہاں کوئی مہمان جائے۔

قیصر روم کے بادشاہوں کا لقب۔

جمشید ایران کے مشہور بادشاہ کا نام جس سے جامِ جمشید منسوب ہے۔

مے کدہ بے خروش = بے شور و غل کے میخانہ، شراب خانہ جہاں شور و غل نہ ہو۔

مینائے بے شراب = بغیر شراب کے شیشہ۔

مینا بمعنی شراب کا شیشہ، آبگینہ، شراب کی بوتل۔

محفل میں شورِ قلقلِ مینائے مل ہوا
لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قُل ہوا (ذوق)

آنکھیں تو ملاتے ہو مگر دل نہیں ملتا
ساغر تو بہت خوب ہے مینا نہیں اچھا (ابر)

مینائے بادہ ہاتھ سے یوں چھین لے گیا
خوں محتسب کا آج تو پینا حلال ہے
(احسان دہلوی)

مینائے مے = شراب کی بوتل، شراب کی صراحی۔

مے و نغمہ = شراب و نغمہ۔

نغمہ بمعنی راگ، سُریلی آواز، گانا، گیت، ترانہ۔

نغمہ کی ہے ہوس نہ تمنا شراب کی
ساقی بغیر بھول گئے ناؤ نوش کو (امیر)

کیا کہے جو تاثیر ہے اس بُت کی صدا میں
نغمہ کو ہے یہ وجد کہ رقصاں ہے ہوا میں
(مولف)

مے و انگبیں = شراب و شہد۔

مے بمعنی شراب۔ انگبیں بمعنی شہد۔

ن

ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار = آہِ شعلہ بار کی ناتمامی، آگ برسانے والی آہ کی ادھوری کامیابی۔

ناخنِ تاویل = توضیح و تشریح کرنے والے ناخن۔

تاویل بمعنی تشریح، توضیح، ظاہری مطلب سے ہٹ کر مطلب نکالنا۔

جی میں ہے اور پڑھوں میں کوئی مطلع ایسا
گوہرِ مخزنِ معنی ہے ہو جس کی تاویل (ذوق)

ناخنِ گرہ کُشا = گرہ کھولنے والا ناخن۔

کُشا بمعنی کھلنا، کھولنا۔

گرہ کُشا بمعنی گرہ کھولنے والا، مشکل کُشا۔

دل شگفتہ ہوا نہ پھولوں سے
کوئی کانٹا گرہ کُشا نہ ہوا (بحر)

نازِ بستر کھینچنا = بستر کے ناز اٹھانا، بستر پر آرام کرنا۔

نازپروردۂ بہار = بہاروں کی نازوں کا پالا۔

نازپروردہ بمعنی ناز کا پالا ہوا، لاڈ پیار سے پرورش کیا ہوا۔

نازشِ دودمانِ آب و ہوا = آب و ہوا کے دودمان کے لیے باعثِ فخر۔

نازش بمعنی فخر، ناز، اترانا۔

ساقیا ہے جوشِ بارش جوشِ رحمت کی دلیل
ہم سیہ کاروں سے نازش ہے بجا برسات کی (امیر)

دودمان بمعنی خاندان، نسل۔

ایک ایک دودمانِ علی کا چراغ تھا
جس کو بہشت پر تھا تفوق وہ باغ تھا (انیس)

دودمانِ آب و ہوا سے مراد ہے بہار، فصلِ گل۔

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی = خاک نشینی کے دنوں پر فخر و غرور۔ نازش بمعنی فخر۔

خاکستر بمعنی راکھ، گرد، نشستن، بیٹھنا۔

خاکستر نشینی بمعنی فرشِ خاک پر بیٹھنا۔

نازشِ مژگاں = پلکوں کے لیے موجبِ افتخار، پلکوں کے لیے باعثِ ناز۔

نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں = معشوقوں کی آنکھوں کی ہم نامی کا افتخار۔

نازکھینچوں = ناز اٹھانا، نخرے اٹھانا۔

نازگراں مایگیٔ اشک = آنسوؤں کا گراں قدری پر فخر کرنا، آنسوؤں کا بیش بہا ہونے پر غرور کرنا۔

گراں مایگی بمعنی گراں قدری جس کی قدر زیادہ ہو

مراد بیش بہا، گراں مایہ، بلند مرتبہ۔

گراں مایگی بمعنی بزرگی، سرداری، دولت مندی،

گراں مایہ سے مراد نفیس اور قیمتی شے۔

شرافت میں بے مثل آفاق سے
گراں مایہ اخلاق و اشفاق سے (تسلیم)

ناسازگاری = مخالفت، ناموافقت۔

ناسزا = نامناسب، نازیبا، بے جا، نامعقول،

سفلہ، کمینہ، فرومایہ۔

نہ کہنا دختِ رز کے حق میں حرف ناسزا واعظ
تجرد پیشہ رندوں کی نظر میں اگلی حُوت ہے (ذکی)

جو ناسزا حضور رشہ نامور گیا
دو ٹکڑے ہو کے نار میں وہ خیرہ سر گیا (میر مشیق)

ناصح = نصیحت کرنے والا، بری باتوں سے روکنے والا۔

یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی (آزردہ)

ناصیہ = پیشانی، جبیں، ماتھا لغوی معنی پیشانی کے بال۔

اس آستاں کی ناصیہ سائی محال ہے
قدسی نگاہباں ہیں اگر پاسباں نہیں (ظہیر)

ناصیہ سا = ماتھا رگڑنے والا، سجدہ کرنے والا،

پیشانی گھسنے والا، جبہ سائی کرنے والا۔

ناصیہ بمعنی پیشانی کے بال مراد پیشانی۔

سائیدن مصدر گھسنا۔

ہو کچھ تو میری ناصیہ سائی پہ التفات
اتنا نیازِ عشق کو رسوا نہ کیجیے

ناصیۂ عرش = عرش کی پیشانی۔

ناصیہ فرسا = پیشانی رگڑنے والا، ماتھا رگڑنے والا۔

ناصیہ بمعنی پیشانی، پیشانی کے بال، ماتھا۔

فرسا بمعنی گھسنے والا۔

فرسودن (فرسائیدن) گھسنا، بہت پرانا ہونا۔

دیکھتے ہو طرف سنگ در آتے جاتے
مجھ کو دیکھو کہ ہوا ناصیہ فرسا کیسا (داغ)

ناطقہ = قوت گویائی، بات چیت کا ملکہ۔

توحید میں مقام نہیں قال و قیل کا
ہے کس کو ناطقہ ترے ذکرِ جمیل کا (افسانۂ آزاد)

نافِ زمیں = زمین کی ناف، مرکز زمین، وسط زمین،

زمین کا مرکز۔

نافِ غزال = ہرن کی ناف، غزال اس ہرن کو کہتے

ہیں جس کی ناف سے مشک نکلتا ہے۔

نافہ = ایسے ہرن کی ناف کی پوٹلی جس سے مشک نکلتی ہے

مشک کی تھیلی جو ہرن کی ناف سے نکلتی ہے۔

آئے جو صبا کوچہ گیسو سے چمن میں
بن جائیں ابھی نافہ آہوئے ختن پھول

نہیں ہوا میں یہ بو نافۂ ختن کی سی
لپٹ ہے یہ تو کسی زلفِ پرشکن کی سی
(نظیر اکبر آبادی)

ناقوس = سنکھ۔

اذاں دی کعبہ میں ناقوس دیر میں پھونکا
کہاں کہاں ترا وحشی تجھے پکار آیا

ناکامیٔ نگاہ = نگاہ کی ناکامی، نگاہ نارسائی، نگاہ کا دیدار میں کامیاب نہ ہونا۔

ناکردہ گناہ = وہ گناہ جو کرنے سے رہ گئے ہیں، جو گناہ نہیں کئے جا سکے۔

ناگزیرِ الفتِ ہستی = جان سے محبت کرنے کے لیے مجبور، جان سے پیار کرنے کے لئے ناچار۔

نالہ فرسا = نالہ کش، نالہ کرنے والا۔

نالۂ مرغِ سحر = صبح کے بولنے والے پرندے کا نالہ۔

نالہ بمعنی آواز، چہچہانا، فریاد،

مرغِ سحر بمعنی صبح کو آواز نکالنے والا پرند۔

اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
(سعدی)

ناموسِ پیمانِ محبت = آبروئے عہدِ وفا، محبت کے عہد کی آبرو۔

ناموس بمعنی آبرو، شرم، عفت۔

نسبت تو دیتے ہیں ترے لب سے ہر اک دن
ناموس یوں ہی جائے گی آبِ حیات کی

ناموسِ دو عالم = کونین کی آبرو، دونوں جہاں کی عزت و توقیر۔

نامہ بر = خط لے جانے والا۔

نامہ بمعنی خط۔

بُردن لے جانا، بر بمعنی لے جانے والا۔

نامہ بر نے جواب کے بدلے
خط کے پرزوں کو لا دیا ہم کو
(مجروح)

نامۂ دلدار = معشوق کا خط، نامۂ محبوب۔

ناہید = زہرہ، ایک ستارے کا نام جو تیسرے آسمان پر ہے جس سے رقص و سرود منسوب ہے۔

اوس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو
(مومن)

غزل سرائی ناہید صرفہ لے نہ برد
در آں کہ حافظ بر آورد آواز
(حافظ شیرازی)

نبردِ عشق = معرکۂ عشق، عشق کی کشمکش۔

نبضِ بیمار بیمار کی نبض۔

نبض کلائی کی اس رگ کو کہتے ہیں جس کی حرکت سے طبیب مریض کے جسم کی اندرونی کیفیت کی تشخیص کرتے ہیں۔

نبضِ پری = پری کی نبض۔

نبضِ جگر = جگر کی رگ۔

نبضِ خس = تنکے کی نبض۔

خس بمعنی سوکھی گھاس۔

آنکھوں کے گرد میری مژگاں کی ہے یہ صورت
جیسے کنارِ دریا خس بہ کے آ رہا ہے
(سودا)

نخچیر = شکار، جنگلی جانور، صید

مرتا ہوں یوں کہ بستۂ فتراک کیوں نہیں
میں ہوں وہی کہ تم جسے نخچیر کر چکے (انور)

نخشب = قدیم زمانہ میں ماوراء النہر (ترکستان) میں ایک شہر تھا ترکی زبان میں اس کو قرشی کہتے ہیں۔ ایک شخص جو حکیم مقنع کے نام سے موسوم ہے بعض کیمیاوی اجزا سے ایک چاند بنایا تھا جو ایک کنویں سے طلوع ہو کر اسی کنویں میں غروب ہوتا تھا اس کی روشنی چار فرسنگ تک جاتی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ چاند دو ماہ تک غروب نہیں ہوتا تھا اس طلسمی چاند کو ماہ نخشب اور جس کنویں سے چاند نکلتا تھا اس کو چاہ نخشب کہتے ہیں۔

مہ سیماب داغ قلب مضطر
لحد عاشق کی نخشب کا کنواں ہے (قدر بلگرامی)

نخلِ رطب فشاں = کھجوریں ٹپکانے والا درخت۔
نخل بمعنی درخت، شجر۔

تھا کون سا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں
وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے (انیس)

رُطب بمعنی خرمائے تر، تازہ کھجور۔

ندیم دوست = محبوب کا ہم نشیں، دوست کا مصاحب۔

آداب کی جگہ ہے زکی بزم اتحاد
نازک ہے مثل شیشہ وہ دل ندیم کا (زکی)

نذرِ دل فریبی عنواں = دلفریب القاب کی نذر۔

نزار = کمزور، ضعیف، لاغر۔

مرا ہوں فرقت گل میں تو برگ گل ہو کفن
مرا برنگ رگ گل بدن نزار ہوا (ناسخ)

نژند = غمگین، اندوہناک، افسردہ، سرنگوں۔

سارے عالم سے کرے ہے کج روی چرخ نژند
قافیہ ہے بند از بس امن کی راہیں ہیں بند (امیر)

نسیم مصر = مصر کی سمت سے آنے والی ہوا۔
حضرت یعقوبؑ اپنے فرزند حضرت یوسفؑ کی جدائی میں نابینا ہو گئے تھے جب قید سے نکلنے کے بعد حضرت یوسف عزیز مصر کے عہدہ پر متمکن ہوئے اور ان کے بھائی بزمانۂ قحط غلہ لینے کے لیے کنعان سے مصر گئے تو حضرت یوسف نے خود کو ظاہر کر کے اپنا پیراہن حضرت یعقوب کے لیے روانہ کیا تاکہ اس کی بو سے ان کی بینائی واپس آجائے حضرت یوسف کے برادران جب اس پیراہن کو لے کر مصر سے کنعان کی طرف پہونچ رہے تھے تو دور ہی سے حضرت یعقوب کو اپنے بیٹے حضرت یوسف کی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔

نسیہ و نقد دو عالم = دونوں جہاں کے نقد اور ادھار یعنی نقد دنیا اور عقبیٰ کا ادھار۔
نسیہ بمعنی ادھار، قرض۔

دل میں سوچے کہ کون ٹھوکر کھائے
کون نسیہ پر اپنا نقد گنوائے (قدر بلگرامی)

نشاط = خوشی، شادمانی، انبساط

تمہاری بزم تو ایسی ہی تھی نشاط افزا
رقیب نے بھی اگر پی سرور آیا ہے (داغ)

نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری = فصلِ بہار آنے کی خوشی۔

نشاطِ آہنگ = سرور، خوش۔

نشاطِ بہار = بہار کی شادمانی، موسمِ بہار میں خوشی کا سرور۔

نشاطِ داغِ غمِ عشق = غمِ عشق کے داغ کی خوشی۔

نشاطِ عامِ عوام = عوام کے لیے عام خوشی۔

نشاطِ عشق = عشق کی امنگ، عشق کا مزا، سرورِ عشق، کیفِ عشق۔

نشاطِ کار = کام کرنے کی امنگ۔

نشانِ جگرِ سوختہ = جلے ہوئے دل کا نشان، جلے ہوئے دل کا پتہ۔

نشنیدن = نہ سننا۔

نشوونما = بالیدگی، بڑھنا، پنپنا، روئیدگی۔

طینتِ آدم میں تھی اللہ کیا نشوونما
ایک مشتِ خاک یوں پھیلی کہ دنیا ہو گئی
(ثاقب لکھنوی)

نشۂ رنگ = رنگ کا نشہ۔

نشۂ فکرِ سخن = شاعری کرنے کا نشہ۔

نشہ ہا شادابِ رنگ = نشۂ شراب کی رنگینی و شادابی، رنگِ محفل سے شراب کے نشے میں تازگی۔

نشیب و فراز = بلند و پست، اتار چڑھاؤ، اونچ نیچ۔

پتلوں سے خاک کے یہ گڑھے بھر سکے کہیں
دھبّے مٹے زمیں کے نشیب و فراز کا
(آتش)

وہ کیا سمجھ سکیں گے نشیب و فرازِ دہر
جو چل رہے ہیں راہ کو ہموار دیکھ کر
(ثاقب لکھنوی)

نصیرِ دولت و دیں = دین اور حکومت کے مددگار۔

نُطق = گویائی، بات کرنا، کلام کرنا، گفتگو۔

ویسا نہ ہوا اک لفظ زباں سے تری جاری
پیدا کرے ہر گز نہ ترا نطق وہ توقیر
(عبرت الغافلین)

نظارہ سوز = آنکھوں کو جلانے والا، مراد آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والا، آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا۔

نظارگی = دیدار، ناظر، دیکھنے کا عمل، نظر باز، دیکھنا، دید بازی۔

نظارۂ جمال = حسنِ محبوب کا نظارہ، جمالِ دوست کا دیدار۔

نظارۂ نرگس = نرگس کا نظارہ کرنا۔ نرگس اندر سے زرد اور باہر سے سفید رنگ کا پھول جو آنکھ کی شکل کا ہوتا ہے۔ نرگس کے پھول سے معشوق کی آنکھ کو تشبیہ دیتے ہیں۔

پوچھتی ہے وہ نرگسِ مخمور
کس کو دعویٰ ہے پارسائی کا (آصف)

نظر بندی = نگاہوں میں باندھ دیا جانا، حراست اور نگرانی تمام کرنے کے معنی میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

دیکھیں سب کچھ اور نہ دیکھیں کیا نظر بندی ہے یہ
دیکھیے اس کام کو اور کام کے استاد کو
(ناطق)

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا
کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی (داغ)

نظر خو کردۂ اختر شماری = تارے گننے کی عادت رکھنے والی نظر ، وہ آنکھ جس کو رات بھر تارے گنتے رہنے کی علت پڑ گئی ہو۔

نظر ہائے تیز تیز = غصہ بھری نگاہیں ، غضب آلود تیور۔

نظرگاہِ حیا = شرم کا سبب۔

نظرگاہ بمعنی تماشا گاہ ، سیر گاہ۔

نعل بہا = وہ خراج جو کمزور بادشاہ طاقتور بادشاہ کو ادا کرے ، وہ رقم جو مفتوح بادشاہ فاتح بادشاہ کو اس کی فوج کی واپسی کے تاوان کے طور پر ادا کرے۔

نعلین از پا مکش سیر تر و خشک کُن
نعل بہا خواستن از دل قلزم خوش است (باقر کاشی)
داغ بر سینہ نشان سم رخش غم اوست
جان و دل عرض کنم نعل بہائے دارد (ظہوری)

نغمۂ زیر و بم ہستی = زندگی کے نغمہ کا اتار چڑھاؤ۔

زیر و بم بمعنی سروں کا نیچا اونچا کرنا ، ڈھولک کے دونوں رخ۔

شادیانے خوشی کے بجنے لگے
زیر و بم رعد سا گرجنے لگے (دشت گلزار)

نغمہ سنج = نغمہ سرا ، دلکش آواز سے بولنا۔

گلوں سے دور رکھا مثل بلبل نغمہ سنجی نے
ہمیں خاموش مانند زبان خار رہنا تھا (تعشق)

نغمۂ شادی = شادی کا نغمہ ، ترانۂ مسرت۔

نغمہ بمعنی راگ ، گانا ، گیت ، سریلی آواز ، شادی بمعنی خوشی۔

نفس = سانس جمع انفاس ، دم ، ساعت ، لمحہ۔

نازک مزاجیاں وہ پری وش دکھا گئی
کانٹے گلے نفس کی جو آواز آ گئی (تعشق)

دنیا جو نہ میں چند نفس کے لیے لیتا
جنت کا علاقہ مری جاگیر میں آتا (اشرف)

نفس اہل وفا = اہل وفا کی سانس ، اہل وفا کی آہ۔

نفس باد صبا = باد صبا کا جھونکا۔

نفسِ بے اثر = آہ بے اثر۔

نفس بمعنی سانس مراد آہ۔

نفس پرور = روح پرور ، جاں فزا۔

پروردن (پروانیدن) پالنا ، پروردہ اور پرورش اسی مصدر سے نکلے ہیں۔

دل سے رکھتے ہیں لباس یوسف گل کو عزیز
اس میں پلتے ہیں تری بوئے نفس پرور کو ہم (رزمی)

نفس جاں گداز = جان کو پگھلا دینے والی آہ۔

نفس بمعنی سانس۔

گداختن پگھلانا ، جاں گداز جو جان کو پگھلا دے۔

نفس صدق گزیں = سچائی کو پسند کرنے والی سانس

نفس عطر سائے گل = عطر سے بسی ہوئی سانس ، نکہت گل ، پھولوں کی خوشبو۔

نفسِ قیس = مجنوں کی سانس۔

نفعِ عبادت = عبادت سے فائدہ ، عبادت کا حاصل۔

نفی = نہیں ، انکار ، اثبات کی ضد۔

نقابِ خاک = خاک کی نقاب۔

نقاشِ یک تمثالِ شیریں = شیریں کی تصویر بنانے والا۔

نقاش بمعنی بنانے والا ، تمثال تصویر ، شکل ، صورت۔

ہجرِ دلدار میں بھی وصل کا حاصل ہے لطف
ہر گھڑی پیشِ نظر یار کی تمثال ہے آج (رند)

نقشِ پا = پاؤں کا نشان ، نقشِ قدم۔

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمرِ رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغِ معصیت کو نقشِ پا سمجھے (ذوق)

نقشِ پئے مور = چیونٹی کے پاؤں کے نشان۔

مور بمعنی چیونٹی۔

نقشِ پئے ناقۂ سلمیٰ = سلمیٰ کی اونٹنی کے پاؤں کا نشان

سلمیٰ عرب کی ایک روایتی معشوقہ۔

نقشِ سویدا = دل پر کے کالے نقطہ کا نشان۔ دل پر جو کالا

تل کا سا نشان ہوتا ہے اسکو سویدا کہتے ہیں۔

شرم سے تم کو سمٹنا ہے سمٹو جس سے
دل میں بن جاؤ سویدا پتلیوں میں تل بنو (عزیز لکھنوی)

نقشِ قدم = پاؤں کا نشان جو راستہ میں چلنے سے بنتے

ہیں ، نقشِ پا۔

شکلِ نسیمِ صبح جو سوئے چمن گئے
آئی بہار نقشِ قدم پھول بن گئے (مودب)

نقشِ لاحول = لاحول کا تعویذ ، لاحول شیطان کو بھگانے

کی آیت لاحول مخفف ہے لاحول ولا قوت الا باللہ کا ،

خداوند تعالیٰ کے سوا کسی میں کچھ طاقت اور زور نہیں ہے۔

لاحول بھیجتے ہیں مخیر شراب پر
حضرت ہمارے اب تو بڑے پارسا ہوئے (محیز)

نقشِ مریدی = مرید کی سند ، مریدی کا تصویر۔

نقشِ معنی = اہلِ معنی کی ظاہر داری ، اہلِ حقیقت

کا اظہار۔

نقشِ نازِ بتِ طناز = شوخ و بے باک معشوق کے ناز و

انداز کی تصویر ، نقش بمعنی تصویر ، شبیہ۔

نقشِ شیریں میں ترے حسن کی پرواز کہاں
یہ نزاکت یہ ادا اور یہ انداز کہاں (مصحفی)

ناز بمعنی انداز ، معشوقانہ ادائیں۔

بُت بمعنی صنم ، مورت مجازاً معشوق۔

ترے بندوں سے کر بیٹھے یہ بُت دعویٰ خدائی کا
تماشا دیکھتا ہوں تیری شانِ کبریائی کا (اعلم)

طناز بمعنی شوخ ، بے باک ، بہت طنز کرنے والا۔

ٹکے بالیں پہ وہ طناز سراپا انداز
مجھ سے یہ کہنے لگا کیوں ہے تو غمگیں ناحق (ذوق)

نقشِ وفا = وفا کا نقش ، وفا کرنے کا زبانی جمع خرچ۔

نقش و نگارِ طاقِ نسیاں = بھول کے طاق کے نقش

و نگار بن کر رہ گئیں ، سب بھول گئے ، فراموش ہو گئیں

نقش و نگار بمعنی بیل بوٹے ، طاق دیوار میں محرابدار

جگہ چھوٹی موٹی چیزیں رکھنے کے لیے ہوتی تھی۔

میرے خوں سے اس کے در پر ہوں اگر نقش و نگار
اے ظفرؔ اک ایک ہو وہ رشکِ صد گلزارِ نقش (ظفر)

اگر طاق میں تم نے رکھ دی کتاب
تو کیا دو گے کل امتحاں میں جواب (مولوی اسمٰعیل)

نقطۂ پرکارِ تمنا = تمنا کے پرکار کا مرکز۔

نکتہ چیں = معترض، عیب گیر، خرابیاں نکالنے والا، مین میخ نکالنے والا، عیب پکڑنے والا۔

گاہ کہتا ہوں کہ کچھ دریافت کیجے حالِ دل
گاہ کہتا ہوں کہ کیا اس نکتہ چیں سے پوچھیے (تسلیم)

مثلایا ہم نے تل کا جل کا ان کے منہ پہ لیپے
لگے کہنے نہ تھا معلوم یاں ہیں نکتہ چیں بیٹھے (ظفر)

پھول جھڑتے ہیں ترے منہ سے جو اے رنگیں بیاں
نکتہ چیں آیا تری محفل میں گلچیں ہو گیا (داغ)

نکتہ داں = نکتہ شناس، باریک بیں، دقیقہ رس، سخن فہم۔

لکھی رشک کے خالِ معنبر کی مدح
قلم نے ہمیں نکتہ داں کر دیا (انیس)

نکتہ سرا ہونا = نکتے بیان کرنا، باریک مضامین نظم کرنا، علمی نکات کا نظم کرنا۔

نکتہ ہائے خرد فزا = عقل کو بڑھانے والے نکتے۔

نکوہش = ملامت، سرزنش، دھمکی۔

نکونامیٔ فرہاد = فرہاد کی نیک نامی، فرہاد شیریں کا عاشق جس نے خسرو کے کہنے سے شیریں کو حاصل کرنے کے لیے کوہِ بے ستون کو کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی۔ اور پھر یہ اطلاع پاکر کہ شیریں مر چکی ہے اپنا سر پھوڑ کر خود کو ہلاک کر لیا۔

نکہتِ گل = پھول کی خوشبو۔
نکہت بھی خوشبو۔

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں (انشا)

نکیرین = وہ دو فرشتے جو قبر میں دفن ہونے کے بعد مردے سے سوال و جواب کے لیے آتے ہیں۔

نکیرین آئے ہیں تربت میں بے پوچھے نہ چھوڑیں گے
بتاؤ کیا کہوں؟ استاد جبریل امیں آؤ (محشر لکھنوی)

نگار = معشوق، بت، خوبصورت

نگارِ آتش رخ = آگ کی طرح سرخ دہکتے ہوئے چہرہ والا معشوق۔

نگاہِ آشنا = دوست کی نظر، پہچانی ہوئی نگاہ۔

نگاہِ بے حجاب = بے حجاب نگاہِ ناز، ایسی نگاہِ ناز جس میں بے تکلفی اور بے حجابی ہو۔

نگاہِ بے محابا = بے تکلف نظر، بیباک نگاہ، شرم و حیا کے بغیر دیکھنا۔

نگاہِ عجز = ترک ہوس، عاجزی کی نظر۔

نگاہِ غلط انداز = انجان نظروں سے دیکھنا، بھول کر نظر ڈالنا، اچٹتی ہوئی نگاہ، سرسری نظر۔

وہ ملاقات کہ جو وجہ شکستِ دل تھی
اب نگاہِ غلط انداز کو بھی یاد نہیں (ظہیر کاشمیری)

نگاہِ گلچیں = گلچیں کی نظر۔

نگہِ جلوہ پرست = جلوہ کی پرستش کرنے والی نگاہ۔

نگہِ سرمہ سا = نگاہ سرمگیں، سرمہ لگی ہوئی آنکھوں کی نگاہ۔

نگینِ نامِ شاہد = نگینہ جس پر محبوب کا نام کندہ ہو۔

نمّام = چغلخور، سخن چیں، غمّاز۔
(پودینہ کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے)

نمرود = حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ایک کافر بادشاہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ جو خدا کے حکم سے گلزار بن گئی تھی۔

ع نارِ نمرود کو کیا گلزار

نمِ شبنم = شبنم کی نمی، قطرۂ شبنم۔

نمک پاشِ خراشِ دل = دل کی خراشوں کی نمک پاشی۔
دل کے زخموں پر نمک چھڑکنا
نمک پاش بمعنی نمک چھڑکنے والا

اے نمک پاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم
بات تو جب ہے کہ ہر زخم نمکداں ہو جائے (امید موہانی)

نمود = نشان، دکھاوٹ، ظہور، شہرت، ناموری، علامت۔

مرحبا دستِ جنوں اس تری چالاکی کو
نہ رہی نام کو بھی تارِ گریباں کی نمود (ظفر)

اے آسماں نمود نہیں اپنی چاہیے
بعد فنا مزار کا اپنے نشاں نہ ہو (آتش)

اے ظفر خاک سے انساں کا بنا ہے پتلا
خاکساری ہی سے دنیا میں ہے انساں کی نمود (ظفر)

بلا سے تری میں اگر مر گیا
نمود اس میں تیری تو قاتل ہوئی (رند)

نمودِ سایہ و نور = سایہ اور نور کا وجود۔
نمود بمعنی ہستی، بود، وجود، موجودگی، حیات۔

نمودِ صور = صورتوں کا ظاہر ہونا۔
نمود بمعنی ظہور۔ صُوَر جمع ہے صورت کی بمعنی اشکال۔

نمو کرنا = اُگنا، بڑھنا، افزائش، روئیدہ ہونا۔

نشتروں سے دلِ بلبل کو لہو کرتے ہیں
کیاریوں میں شجر و گُل جو نمو کرتے ہیں (ضیا)

ننگِ بے ہنری = بے ہنری کی شرم۔

ننگِ پیراہن = پیراہن کے لیے باعثِ ننگ۔
ننگ بمعنی شرم، رسوائی، بدنامی۔

یہ ننگ و نام مبارک رہے تجھے اے شیخ
مجھے نہ ننگ سے ہے ننگ کچھ نہ نام سے کام (میر سوز)

پیراہن - پہننے کا لباس، قمیص، کرتا۔

پیراہن صد چاک کفن ہووے گا اس کا
سر پٹکنے پہ اور خاک پہ تن ہووے گا اس کا (انیس)

ننگِ پیری = ضعیفی کے لیے باعثِ شرم۔

ننگِ سجدہ = سجدہ کے لیے باعثِ ننگ۔
ننگ بمعنی شرم، لحاظ، حیا، غیرت، ذلّت، رسوائی، سُبکی۔

افسوس کہ مر گیا ذکی آج
باقی وہی ننگ خانداں تھا (ذکی)

لایا مرے مزار پہ اس کو یہ جذبِ عشق
جس بے وفا کو نام سے بھی میرے ننگ تھا (میر)

ننگِ وجود = ہستی کے لیے شرم کا باعث، ہستی کے لیے بدنامی کا سبب۔

نو آموزِ فنا = فنا کے مقامات تک پہونچنے کے لیے سیکھنے والا مبتدی۔ نو آموز بمعنی نوسکھا، مبتدی، اناڑی۔ فنا، مٹنا۔

ہم سے نو آموز سے صیّاد راضی ہو چکا
نغمہ سنجی اک طرف آتی نہیں فریاد بھی (جلیل)

نواپرداز = آواز نکالنا، گفتگو کرنا، بات کرنا، سخن گو ہونا، گویا ہونا، نوازن، نواساز، نواسنج۔

ہم وہ ترانہ سنج ہیں جس باغ میں گئے
زاغ و زغن کو مرغِ نوازن بنا دیا (رشک)

نوازشِ ہائے بیجا = بے موقع مہربانیاں، بے محل عنایتیں۔

نواسنجِ فغاں = آہ وزاری کرنے والا۔
نواسنج بمعنی مطرب، گانے والا۔

کیوں نہ ہو کوچۂ محبوب میں عاشق نالاں
اس گلستاں کو یہ مرغانِ نواسنج دیے (اذیر)

نواسنجانِ گلشن = گلشن میں نواسنجیاں کرنے والے، صحنِ چمن میں چہچہانے والے، گلستاں میں نغمہ سرائی کرنے والے
نواسنج بمعنی آواز نکالنا، چہچہانا، چیخنا، فریاد کرنا۔

کسی کو دے کے دل کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو
نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو (غالب)

نواہائے راز = پوشیدہ آوازیں۔

نوائے جگر خراش = کلیجا چھیلنے والے نالے۔
نوا بمعنی آواز۔ خراش بمعنی چھیلنے والا مصدر۔ خراشیدن چھیلنا۔

نوائے مرغِ گرفتار = گرفتار پرند کی فریاد، بند پرند کی آواز۔

نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں = بادشاہ کے باغ کا تازہ پھل۔ شاہی باغ کے درخت کا ثمر نو رسیدہ۔

نوبہارِ حدیقۂ اسلام = اسلام کے باغ کی تازہ بہار۔ حدیقہ ایسے باغ کو کہتے ہیں جو چہار دیواری سے محصور ہو۔

عطرِ گُلِ حدیقۂ ایماں حسینؑ ہیں (انیس)

نوبہار بمعنی بہار کی ابتدا۔

نوبہارِ ناز = ایسے ناز و انداز والا معشوق جس کی چڑھتی ہوئی جوانی ہو۔

رنگ لایا ہے لڑکپن آپ کا
نوبہارِ گلشنِ ایجاد ہو (صبا)

نوحہ خواں = نوحہ پڑھنے والا، ماتم کرنے والا، سوگ منانے والا۔

ہر طرف برگ خزاں ہے نوحہ خوان عندلیب (مودب)

نوحہ گر = نوحہ کرنے والا ، آہ و بکا کرنے والا ، رونے پیٹنے والا ، بین کرنے والا ۔

آئے بہن کے پاس کہا ہو کے نوحہ گر
خیمے میں جاؤ ڈر ہے کہیں کھل نہ جائے سر (مودب)

نوحۂ غم = نوحۂ الم ۔

نوحہ کسی کی موت پر جو نظم کہی جائے اس کو نوحہ کہتے ہیں ۔ نوحہ بمعنی رونا ، بین کرنا ، مردے کی لاش پر آواز سے رونا ۔

نورالعین دامن = دامن کی آنکھوں کی روشنی ، دامن کی آنکھ کا تارا ۔

نوروز = یکم فروری جبکہ اہل نجوم کے حساب سے آفتاب برج حمل میں داخل ہوتا ہے یہ پارسیوں کے نئے سال کے آغاز کا دن ہے یہ آتش پرستوں کی عید نوروز کا دن ہے جس دن ایرانی قومی جشن مناتے ہیں کنایۃً خوشی کا دن ۔

خوش ہے عیب ہے اغیار ہیں جلسے ہیں یا ہوئیں
وہاں تو رات دن نوروز ہی نوروز رہتا ہے (داغ)

نوشت و خواند = لکھائی پڑھائی ، لکھنا پڑھنا ۔

نوشتن مصدر لکھنا ۔ خواندن مصدر پڑھنا ۔

نومیدی جاوید = ہمیشہ کے لیے ناامیدی ، دائمی مایوسی ۔

نوید = خوشخبری ، مژدہ ، بشارت ۔

لگ گئی آنکھ دیکھتا کیا خواب میں ہوں
کہ مجسم نظر آتی ہے نوید جہت

نوید امن = امن کی خوش خبری ۔

نوید مقدم یار = معشوق کی تشریف آوری کی خوش خبری ۔

نوید بمعنی خوشخبری ، مژدہ ، بشارت ۔

سنئے بختی نوید وصل دیتی ہے مجھے ہر دم
مسافر کو خوشی ہوتی ہے وقت شام منزل کی (مصحفی)

نہ چرخ و ہفت اختر = نو آسمان اور سات ستارے مراد کائنات ۔

نو چرخ بمعنی نو آسمان ۔ ہفت اختر بمعنی سبع سیارہ ، عقد ثریا ، پروین ۔ سات ستارے یعنی قمر ، عطارد ، زہرہ ، شمس ، مریخ ، مشتری ، زحل ۔

نیاز حسرت دیدار = نذر حسرت دیدار ، دیدار تمنا کے پیش کش ۔

نیام پردۂ زخم جگر = زخم جگر کے پردے کی نیام (جس میں خنجر ناز بطور امانت رکھا ہوا ہے) ۔

نیرنگ بیتابی = بے تابی کی نیرنگیاں ، بے تابی کے شعبدے ، بے تابی بمعنی بے قراری ۔

نیرنگ تمنا = تمنا کے نئے نئے رنگ ، فریب تمنا ۔

نیرنگ بمعنی فریب ، افسوں ۔

خوبی سے کرے دلوں کو تسخیر
نیرنگ نسیم باغ کشمیر (گلزار نسیم)

نیرنگ نظر = فریب نظر ، طلسم نگاہ ۔

نیرنگ بمعنی مکر ، فریب ، حیلہ ، دھوکا ، شعبدہ ۔

ڈھیر دیکھے گل رخوں کی خاک کے
وہ کیا نیرنگ ہیں افلاک کے

نیرنگِ یک بتخانہ = ایک بتکدہ کی رنگینیاں، کسی بت خانہ کی رونق بت خانہ مراد بزمِ حسیناں۔

نیروئے تن = طاقتِ جسمانی۔

نیستاں = نے اگنے کی جگہ، وہ مقام جہاں نرکل پیدا ہوتے ہیں۔ بمعنی بانسری۔

مردِ فقیر حق حق کرتے ہیں بورئے پر
شیر اپنے نیستاں میں آتش ڈکارتے ہیں
(آتش)

نیش = ڈنک، کانٹا، تیز نوک۔

ترک لذت کر دلا پہنچے نہ تا تجھ کو گزند
نوش تو پیچھے ہے پہلے نیش ہے زنبور کا
(ناسخ)

نیشتر = نشتر، فصد کھولنے کا اوزار، ڈنک، نوک دار اوزار۔

ہم اس نگاہِ ناز کو سمجھے تھے نیشتر
تم نے تو مسکرا کے رگِ جاں بنا دیا
(اصغر گونڈوی)

نیشکر = گنا، پونڈا۔

وصف ان شیریں دہانوں کا لکھوں گر اے وزیر
نیشکر دم میں بنا دوں کلکِ گوہر بار کو
(وزیر)

و

وابستہ تن = جسم سے وابستہ، جسم میں مقید، پابندِ جسم

واحسرتا = افسوس، حیف کی جگہ، ہائے ہائے، ہے ہے۔

گلا شہید کا یاد آگیا بہت روئے
کہاں پکار کے واحسرتا بہت روئے (امیر عشق)

وادیٔ پُرخار = کانٹوں سے بھری ہوئی وادی۔

وادی بمعنی گھاٹی، نشیبی زمین، کوہستانی زمین جو نشیب پر ہو، منزل، راستہ۔

کلیم اللہ کو اس وادی میں یکتا کہہ سکیں کیونکر
بعینہٖ دیکھتے ہیں آنکھ سے نورِ خدا ہم بھی
(اختر لکھنوی)

پرخار بمعنی کانٹوں سے بھری ہوئی۔

وارثِ گنج و تخت و افسر = تخت و تاج اور خزانے کے مالک۔

وارثِ ملک = ملک کا وارث۔

وارستگی = آزادی، فارغ البالی۔

وارستہ بمعنی آزاد، فارغ البال، بے پروا۔

فلک وارستہ پھرنے دے ہے کوئی پُرخروشوں کو
گیا ہے آخرش زنجیر سے پیلِ دماں باندھا
(ذوق)

وارستہ = آزاد، فارغ۔

ہوں نہ پابندِ تعلق ہیں جو وارستہ مزاج
نام میں بھی ہے جدا اک ایک حرف آزاد کا
(مرزا عیار)

واشدِ گل = پھول کھلنا۔

واشد بمعنی شگفتگی، کشادگی۔

ترے ہاتھ سے واشدِ دل نہ ہوگی
کھلے گا نہ تجھ سے معمّہ ہمارا (صبا)

وام = قرض، ادھار۔

اس نے بوسے لب میگوں کے دیئے وعدے پر
مژدہ اے بادہ کشاں بکنے لگی دام شراب (شاہ نصیر)

ہماری قیمت دل لیجیے کہ ہم تو کبھی
ادھار لیتے ہیں سودا نہ دام لیتے ہیں (داغ)

واماندگی = تھکن ، تکان ، تھکاوٹ ، پیچھے رہ جانا۔

واہو جانا = کھل جانا ، باز ہو جانا۔

دو قدم بڑھ کے دیکھتا کیا ہے
ایک دروازہ باغ کا وا ہے (فلق)

کچھ انبساط ہو لے چمن سے دور نہیں
جو وا ہو غنچۂ منقار بلبل تصویر (ذوق)

وبالِ دوش = کاندھوں کے لیے ناقابل برداشت ، بوجھ ، سختی ، دکھ ، گرانی۔

وبال بمعنی گرانی ، بوجھ۔

بجتے ہیں کان کے پردے دم آیا ہونٹوں پر
وبال گوش ہے نالہ بلائے جاں فریاد (آرزو)

وجدِ ذوق = زورِ شوق۔

وجد بمعنی بے خودی ، حال ، جذبہ ، حالت بے خودی۔

ہر چند بگولہ مضطر ہے اک جوش تو اس کے اندر ہے
اک وجد تو ہے اک رقص تو ہے بے چین سہی برباد سہی

وجودِ بحر = سمندر کی موجودگی ، سمندر کا موجود ہونا۔

وجود بمعنی ہستی ، حیات ، زندگی ، تکوین۔

وجود ذاتِ ملائک کو کالعدم کہتا
سمجھتا مور کو ہم صورت بتان چگل
(اختر لکھنوی)

وجہ تسلی = تسکین کا سبب ، تشفی کا موجب۔

وحشت = بدکنا ، آدمیوں سے بھاگنا ، جنون ، دیوانہ پن۔

وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھوں والوں کا (میر تقی میر)

صبر وحشت اثر نہ ہو جائے
کہیں صحرا بھی گھر نہ ہو جائے (مومن)

وحشتِ آتشِ دل - آتش دل کی وحشت ، دل کی آگ بھڑکنے سے گھبراہٹ۔

وحشت طبیعت ایجاد = اختراع پسند طبیعتوں کی وحشت ، ایسی طبیعتیں جو جدت طرازی اور معنی آفرینی کو پسند کرتی ہیں۔

وحشت کدہ = وحشت کا گھر ، وحشت خانہ ، وحشت سرا۔

وحشت کدۂ تلاش = جستجو کا وحشت کدہ مراد دنیا جہاں ساری زندگی انسان تلاش و جستجو کے جنون میں گذار دیتا ہے۔

وداعِ شوق = شوق کا رخصت ہونا۔

ودیعتِ خانۂ بے داد کاوش ہائے مژگاں = پلکوں کی سعی ستم آرائی کا امین۔

ودیعت بمعنی امانت و ودیعت خانہ جس میں امانت۔

بیداد بمعنی ظلم ، ستم ، بے دردی محفوظ ہو۔

کاوش بمعنی کوشش ، کھوج ، تلاش ، جستجو۔

مژگاں بمعنی پلکیں۔

ودیعتِ مژگانِ یار = معشوق کی پلکوں کی امانت۔

ودیعت بمعنی امانت ، سپردگی

ودیعت میں نے رکھا ہے کسی کو
پس مردن غبار ناتواں میں (ذکی)

ورطۂ ملامت = ملامت کا گرداب ، ملامت کا بھنور۔

ورطہ بمعنی مقام ہلاکت ، گرداب ، بھنور ، پانی کا چکر۔

اس ورطے سے تختہ جو کوئی پہنچے کنارے
تو میر وطن میرے بھی شاید یہ پہنچ جائے (میر)

وصی ختم رُسل = جس کے حق میں رسول اللہ نے وصیت کی۔
(بموجب عقیدہ اہل تشیع) مراد حضرت علیؓ۔

وصی بمعنی وہ شخص جس کو وصیت کی گئی ہو ، وصیت
پر عمل کرنے والا۔

چھپائیں کیونکر عقیدہ اپنا کہیں گے جبتک ہے روح باقی
وصی و داماد مصطفےٰ کا سوائے شیر خدا نہیں ہے (مونس لکھنوی)

وضع = روش ، طریقہ ، حالت ، دھج ، ڈھنگ ،
دستور ، طور طریق۔

ہر وضع دلفریب ہے ہر رنگ دل پذیر
کیا بات ہے کسی کے تن جامہ زیب کی (حسرت موہانی)

وضعِ احتیاط = طرز احتیاط ، نظم و ضبط ، سنجیدگی۔

وعدہ صبر آزما = ایسا وعدہ جو طاقت صبر کو آزمائش میں
مبتلا کرے یعنی وعدہ وفا ہونے کے انتظار میں بڑے
طویل عرصے تک صبر برداشت کرنا پڑے۔

وفا مقابل = وفا کرنے کے لیے آمادہ ہونا۔

وفورِ اشک = آنسوؤں کی کثرت ، اشکوں کی زیادتی۔

وقتِ وداعِ بہار = بہار کے رخصت ہونے کا وقت

وقفِ احباب = محبت کرنے والوں کے لیے وقف ،
چاہنے والوں کے لیے مختص۔

وقفِ بسترِ سنجاب = سنجاب کے بستر کے لیے وقف۔

سنجاب ۔ ترکستان میں گلہری کی مانند چوہے سے بڑا
ایک جانور ہوتا ہے جس کی کھال سے پوستین اور بستر بنایا
جاتا ہے ، اس کا رنگ خاکی ہوتا ہے۔

وقفِ کشمکش = مستقل اضطراب و بے چینی میں مبتلا ،
بے چینی کے لیے وقف۔

وقِنا عذابَ النار = (اے خدا) ہمکو آگ کے عذاب
سے محفوظ رکھ۔

ھ

ہاتھ دھو بیٹھنا = نا امید ہو جانا ، مایوس ہو جانا ،
آس چھوڑ بیٹھنا۔

بھلا میں ہاتھ دھو بیٹھوں نہ کیونکر جان سے اپنی
کہ چلنے میں تمہاری موج دریا کی روانی ہے (مصحفی)

جھک گئے ہیں آج اک ساغر سے ہم
ہاتھ دھو بیٹھے ہے کوثر سے ہم (داغ)

ہتھکنڈے = کارگزاری ، شعبدے ، چال بازی ،
عیاری ، دھوکا بازی۔

ہتھکنڈے غیر کے سن کر مجھے مکرا لوگے
پہلے دو چار گواہوں کو بلالوں تو کہوں (داغ)

مری زبان جلائے سے کیا جلے گا اثر
کہ جانتے ہی نہیں ہتھکنڈے دعا کے تم (داغ)

دل ترا چھین کر عدو کو دیا
ہتھکنڈے ہیں یہ دستِ قدرت کے (داغ)

ہجومِ خمِ دوشِ مزدور = مزدور کے کاندھے کے جھکاؤ کی زیادتی۔

ہجوم بمعنی بھیڑ ، انبوہ ، اژدہام ، کثرت۔

میں چلا لے کے ہجومِ غم و حسرت ہمراہ
اور وہ خوش ہیں کہ میں بزم سے تنہا نکلا (ذکی)

ہجومِ دردِ غریبی = بے وطنی کی تکلیفوں کا انبوہ۔

ہجومِ گریہ = رونے کی زیادتی۔

ہجومِ ناامیدی = ناامیدیوں کا اژدہام ، مایوسیوں کا جمگھٹا۔

ہدف = نشانہ ، زد ، مار۔

ناوک اندازیٔ مژگاں کو تری دیکھ کے آج
دل کی چھاتی پہ ہے ظالم ہدفِ تیر رہا (ظفر)

ہدفِ ناوکِ بیداد = تیرِ ستم کا نشانہ۔

ہدف بمعنی نشانہ ، اونچی چیز۔

ناوک بمعنی تیر بیداد بمعنی ظلم ، ستم۔

ہر بُنِ مو سے = ہر بال کی جڑ سے۔

بُن بمعنی جڑ۔ مو بمعنی بال۔

ہر بُنِ مو سے آہ کرتا ہوں
تم پہ جس دم نگاہ کرتا ہوں (ناظم)

ہرزہ = بیہودہ ، لغو ، بے معقول۔

ہرزہ گردی میں زبس وہ بُتِ ہرجائی ہے
آج اللہ نے صورت ہمیں دکھلائی ہے

ہرزہ سرا ہوں = بیہودہ گو ، فضول بکواس کر رہا ہوں۔

ہر گوشۂ بساط = فرش کا ہر کونہ۔

گوشہ بمعنی کونا۔ بساط بمعنی فرش ، شطرنجی ، بچھونا ، اسباب ، دسترس۔

ہستیٔ اشیا = چیزوں کی موجودگی ، وجودِ اشیاء۔

ہلاکِ حسرتِ پابوس = پاؤں چومنے کی آرزو میں مرنا۔

ہلاکِ فریبِ وفائے گُل = پھولوں کی وفاداری کے فریب کا کُشتہ ، فریبِ وفائے گل پر مٹا ہوا۔

ہمتِ دشوار پسند = مشکلات کو پسند کرنے والی ہمت۔

ہم طرحی = ہم آہنگی ، ہم آواز ہونا۔

ہم نفس = دوست ، ندیم ، ہمدم ، ہمکلام۔

بے کسوں کا پوچھنے والا یہاں کوئی نہیں
ہم نفس کوئی نہیں ہے ہم زباں کوئی نہیں (مولف)

ہمہ ناامیدی = سرتاسر ناامیدی۔

ہمہ بدگمانی = تمام بدگمانی۔

ہمہ بمعنی سب ، تمام ، کل۔

ہمہ پیمانہ ذوقِ تحسین = کلیتاً داد و تحسین حاصل کرنے کا پیمانہ۔

ہمہ خمیازۂ عرضِ صورت = سراسر عرضِ صورت کا خمیازہ۔

خمیازہ بمعنی انگڑائی ، مکافات ، بدلہ ، پشیمانی۔

جوڑے کا معانقہ طرب خیز
خمیازۂ قوسِ ہمّت انگیز (مولانا سید حسن قلقؔ)

عرض ، صورت ، اظہار ، ظاہرداری ، نمود و نمائش۔

ہمہ معمورِ شوقِ بلبل = بلبل کے چہچہوں سے معمور ، بلبلوں کی کثرت سے آباد۔

ہنجار = طرز ، روش ، راہ ، راستہ۔

ہنگامِ کمال = مکمل ہونے کے وقت ، جب کامل ہو جائے۔ تکمیل کو پہنچ جانے پر ، ماہِ بدر بن جانے کے بعد۔

ہنگامہ پیدائی = ہنگامہ کا ظاہر ہونا ، ہنگامہ آرائی۔ ہنگامہ کا وجود میں آنا۔

ہنگامہ بمعنی انبوہ ، اژدہام ، بھیڑ ، ہجوم۔

ہے گرمیِ ہنگامہ تڑپنا مرے دل کا
اک اک کو دکھاتے ہیں تماشا مرے دل کا (ظہیر)

ہنگامۂ زبونیِ ہمّت = حوصلہ کی پستی کا ہنگامہ۔

ہنگامہ بمعنی بھیڑ ، بلوہ ، اژدہام۔

زبوں بمعنی خراب ، خوار ، خرابی ، خواری۔

زبونیِ ہمّت بمعنی ہمّت کی پستی ، ہمّت کی خرابی۔

ہنگامۂ یارب = یارب یارب کرنے کا شور فریاد کرنا۔

ہوا باندھنا = رعب بٹھانا ، شیخی بگھارنا ، ڈینگ مارنا ، زمین آسمان کے قلابے ملانا۔

فلک کی خبر کب ہے ان شاعروں کو
یوں ہی بیٹھے گھر میں ہوا باندھتے ہیں
(مصحفی)

حضرتِ داغ تو شاعروں میں ہوا باندھتے ہیں
نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت

ہوا خواہ = ہمدرد ، خیر خواہ ، بہی خواہ ، بھلائی چاہنے والا دوست ، خیر اندیش۔

چلو جھوٹی سچی نہ باتیں بناؤ
خبر تک نہ لی اس ہوا خواہ کی (ظہیر)

ہوائے جلوۂ ناز = آرزوئے جلوۂ ناز ، جلوہ دیکھنے کی تمنا۔

ہوائے دیدار = دیدار کی خواہش ، آرزوئے دید۔

ہوائے سیرِ گُل = کھلے ہوئے پھولوں کی بہار دیکھنے کی خواہش۔ ہوا بمعنی خواہش۔

ہوائے کشتِ وفا = وفا کی کھیتی کی آرزو۔

ہوس = لالچ ، حرص ، خبط ، آرزو ، شوق ، تمنا۔

عدم ہے زیرِ قدم لامکاں ہے پیشِ نظر
ترے دہن کی ہوس ہے ترے کمر کی ہوا (دبیر)

ہوسِ بال و پر = بال و پر ہونے کی تمنا ، بال و پر رکھنے کی خواہش۔

ہوسِ زر = روپیہ کی لالچ ، دولت کی لالچ۔

ہوسِ سیر و تماشا = گھومنے پھرنے کا شوق ، سیر سپاٹے کی خواہش۔

ہوسِ شعلہ = شعلہ کی ہوس ، شعلہ کی لالچ ، شعلہ کی خواہش۔

ہوسِ گُل = پھول کی لالچ ، پھول کی طرح۔

ہولِ دل = دل کی دھڑکن، اختلاجِ قلب، دل کا دھک دھک کرنا۔

ہول بمعنی خوف، ڈر، دہشت، ہیبت۔

بس کہ ہے خوف بلائے شبِ فرقت سے مجھے
ہم نشیں ہول نہیں ہولِ قیامت ہے مجھے (حسرت)

قامت وہ یاد آتے ہی یوں ہولِ دل ہوا
ہو دل کو ہول جیسے قیامت کے نام سے (مجروح)

ہیچ مدانی = کچھ نہ جاننا، لاعلمی، ناواقفیت۔

آسودہ اپنی ہیچ مدانی سے ہوں ذکی
اندیشۂ فلک سے متاعِ ہنر نہ کی (ذکی)

ہیچ بمعنی بے حقیقت، ناموجود، معدوم، لاشے۔

مانندِ حباب ایک نفس میں ہے خرابی
اس منزلِ فانی میں ہے بنیادِ مکاں ہیچ
خوبانِ جہاں کا ہے تو کیا مو تماشا
جنکی کہ کمر ہیچ ہے جن کا کہ دہاں ہیچ (ظفر)

ہیولا = (ہیولیٰ) مادہ، صورت، طینت، ماہیت، خاک، ہمشکل۔

جلوہ کس کا ہے مصور کیا ہے ہیولا کیا ہے
میں کوئی چیز ہوں تم نے مجھے سمجھا کیا ہے (ظہیر)
جنوں سے میرے مجنوں بھاگتا جیسے بگولا ہے
کہ میں صورت ہوں وحشت کی وہ یوں ہی اک ہیولا ہے (ذوق)

ی

یادگارِ نالہ = نالۂ دل کی یادگار۔

یاس خیز = یاس انگیز، مایوس کن۔

یاس بمعنی ناامیدی، ہراس، مایوسی۔

یاس اس درجہ ہو گئی ہے کہ اب
وصل بھی آرزو فزا نہ ہوا (مجروح)

یک الف = ایک سیدھی لکیر۔

فولاد کے آئینہ پر صیقل کرنے سے جو لکیر پڑتی ہے اس کو الف صیقل کہتے ہیں۔

یک بیاباں = کثرت۔

یک بیابان ماندگی = ایک پورے بیاباں کی صحرا نوردی کی تھکن، مراد بہت زیادہ تھکن جو بیابان کی آوارگی کا نتیجہ ہو۔

یک قلم = بالکل، سراسر، سرتاسر، اول سے آخر تک، یک لخت۔

سچ ہی سچ لکھا ہے قاصد خط یہ ہم نے یک قلم
جھوٹ ہو تو ہاتھ ابھی اپنے قلم کرتے ہیں ہم (ظفر)
شرحِ فراق کا اثر دیکھ کے خط میں نامہ بر
کرتی قلم ہے یک قلم حرف رقم الگ الگ (ظفر)

یک قلم انگیز = بالکل برانگیختہ کرنے والا۔

یک قلم بمعنی بالکل، سراسر، فوراً۔

انگیز کا مصدر انگیختن (انگیزیدن) ہے۔ اٹھنا، اٹھانا، ابھارنا، برداشت کرنا۔

جس کی جانب سے ترا تیرِ نگاہ تیز چلے
اس کا دل میرا ہی سا ہو تو اسے انگیز چلے (ظفر)

یک کفِ خس = مشتی بھر گھاس، مٹھی بھر تنکے۔

یک سطرِ غبار = تھوڑا سا غبار ، خطِ غبار میں میں لکھی ہوئی ایک سطر۔

خطِ غبار ایک قسم کی تحریر مثلاً خطِ گلزار ، خطِ نسخ ، خطِ نستعلیق ، خطِ ریحان وغیرہ۔ خطِ غبار دو الگ الگ کاغذوں پر لکھا جاتا ہے دونوں کاغذوں کو ملا کر حروف پڑھے جاتے ہیں ورنہ تحریر غبار سی معلوم ہوتی ہے۔

لیا ہاتھ میں خانۂ مُشکبار
لکھا نسخ و ریحان و خطِ غبار (میر حسن)

یوسفِ ثانی = حسن و جمال کے اعتبار سے دوسرا یوسف۔

حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے فرزند تھے اور بنی اسرائیل پیغمبر تھے ان کا حسن شہرۂ آفاق تھا۔ عزیزِ مصر کی بیوی زلیخا ان کے حسن پر فریفتہ ہو گئی تھی۔

اسی باعث تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کارواں ہو کر (وزیر)

یوسف کے زنداں = یوسف علیہ السلام کو مندرجہ مسئلہ کی پاداش میں قید خانہ / زنداں میں ڈالا گیا۔
———— وہ قید خانہ جس میں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یوسفؑ کو بحیثیت قیدی رکھا گیا تھا۔

●●

فارسی

آوارہ گرد اشعار

—: تحقیق :—

نواب رحمت اللہ خاں شروانی

حرفے چند

بہت سے زبان زد شعر ایسے ہیں جن سے لطف سب اٹھاتے ہیں مگر کم لوگ جانتے ہیں کہ ہیں کس کے! اچھی بات (یا اچھے شعر) کے لیے کہا تو یہی گیا ہے کہ یہ دیکھو کہ کیا کہا، یہ مت دیکھو کہ کس نے کہا۔ مگر پھر خیال آ ہی جاتا ہے کہ کوئی اچھی بات ہے تو کہنے والے کو بھی یاد کر ہی لیا جائے۔ اس نے تو 'نیکی کر دریا میں ڈال' پر عمل کیا، ہم کسی کی نیکی کو دریا برد کیوں کریں۔

ہماری درخواست پر نواب رحمت اللہ خاں شروانی صاحب نے اپنے مطالعہ کے نتائج قلمبند کر دیے ہیں۔ قاضی عبدالودود صاحب تو اب ہمیشگی میں جا ملے۔ اب ہمارے ہم عصروں میں اس خاص فن میں ایسا عبور کم ہی کسی دوسرے کو حاصل ہے۔ اور ہو بھی کیسے سکتا ہے: قاضی صاحب کے مانند ان کے پاس بھی جو وقت بھی ہے صرف کتابوں کے مطالعہ کے لیے ہے، جس کے ثمرات ہم تک پہنچتے رہتے ہیں۔

تو، جناب' اب آپ بھی لطف اٹھائیے۔

— ع-ر-ب

آثار پدیداست صنادید عجم را

عرفی شیرازی کا مصرع ہے(۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ　　آثار پدید است صنادید عجم را

آغشتہ ایم ہر سر خارے بخون دل　　قانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم

یہ شعر مرزا غالب کا ہے(۲)۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب　　گر دلیلت باید از وی رو متاب

یہ شعر مولانا روم کی مثنوی کا ہے(۳)۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے(۴)۔

انچہ ما در کار داریم اکثری در کار نیست

یہ مصرع مرزا عبدالقادر بیدل کا ہے(۵)۔ مکمل شعر اس طرح ہے

حرص قانع نیست بیدل ورنہ از ساز معاش　　انچہ ما در کار داریم اکثری در کار نیست

آن قدح بشکست وآں ساقی نماند

یہ مصرع فریدالدین عطار کا ہے(۶)۔ مکمل شعر اس طرح ہے

از بمالش ذرہای باقی نماند　　آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

آنچہ کہ خواندہ ام، ہمہ از یاد من برفت　　الّا حدیث دوست کہ تکرار می کنم

یہ شعر شیخ سعدی کا ہے(۷)۔

۲

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند

مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے(۸)۔ پورا قطعہ اس طرح ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

ادیم زمین سفرۂ عام اوست بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

سعدی شیرازی کی بوستاں کا شعر ہے(۹)۔

از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

شیخ سعدی کی گلستاں کے ایک قطعہ کا مصرع ہے(۱۰)۔ پورا قطعہ اس طرح ہے

ای سیر! ترا نان جویں خوش ننماید معشوق منست آنکہ بنزدیک تو زشت است
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

مخلص خاں مخلص کا مصرع ہے(۱۱)۔ مکمل شعر یوں ہے

در مجلس خود راہ مدہ ہمچو منے را افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

اسی مضمون کا ایک شعر حسابی نطنزی کا ہے جو یہ ہے

زیں بزم بروں رفت و نکو رفت حسابی کآزردہ دل آزردہ کند انجمنے را

اگر جز تو داند کہ عزم تو چیست برآن رای و دانش بباید گریست

شیخ سعدی کی بوستاں کا شعر ہے(۱۲)۔ عام طور پر مصرع ثانی اس طرح مشہور ہے ۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

۳

اگر ماند شبی ماند شب دیگر نمی ماند

یہ مصرع سلیم طہرانی کا ہے(۱۳)۔ پورا شعر اس طرح ہے

چو در غمخانۂ ما آید آں دلبر نمی ماند — اگر ماند شبی ماند شب دیگر نمی ماند

اگر یکسرِ موی برتر پرم — فروغِ تجلی بسوزد پرم

یہ شعر شیخ سعدی کی بوستاں کا ہے(۱۴)۔

الا تا بغفلت نخفتی کہ نوم — حرامست بر چشم سالار قوم

شیخ سعدی کی بوستاں کا شعر ہے(۱۵)۔

الا تا نگرید، کہ عرش عظیم — بلرزد ہمی چوں بگرید یتیم

یہ شعر بھی شیخ سعدی کی بوستاں کا ہے(۱۶)۔

امید وار بود آدمی بخیر کسان — مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان

شیخ سعدی کی گلستاں کا شعر ہے(۱۷)۔

ای باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

صاحب آتشکدہ آذر نے قمری آملی کے تذکرے میں ایک پوری رباعی نقل کی ہے(۱۸)۔ یہ مصرع سلمان ساوجی کے یہاں بھی ملتا ہے(۱۹)۔ لیکن چونکہ قمری آملی سلمان ساوجی سے زیادہ قدیم العہد ہے اس لیے اس شعر کے سلسلہ میں قمری آملی کو ترجیح دی گئی ہے۔ قمری آملی کی رباعی اس طرح ہے:

ای آب رواں سرو برآوردۂ تست — وی سروِ رواں چمن سرا پردۂ تست

ای غنچہ عروس باغ پروردۂ تست — ای باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

ای برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
مجلس تمام گشت و بآخر رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

پورا قطعہ مشہور ہے اور یہ شیخ سعدی کی گلستان میں ہے(۲۰)۔

ای بسا آرزو کہ خاک شد است

پژمان نے اپنی فارسی تالیف "بہترین اشعار" میں اسے امام فخرالدین رازی کا لکھا ہے، جو ان کے ایک قطعہ کا مصرع چہارم ہے(۲۱)۔ پورا قطعہ اس طرح ہے۔

گر بمانیم زندہ بر دوزیم — جامہ ای کز فراق چاک شد است
ور بمردیم عذر ما بپذیر — ای بسا آرزو کہ خاک شد است

محمد عوفی نے لباب الالباب میں اسے اس طرح درج کیا ہے(۲۲)

گر بمانیم باز بر دوزیم — دامنی کز فراق چاک شد است
ور نمانیم عذر ما بپذیر — ای بسا آرزو کہ خاک شد است

لیکن یہ مصرع زبان زد عوام اس طرح ہے ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اے تماشا گاہ عالم روی تو — تو کجا بہر تماشا می روی

یہ شعر شیخ سعدی کا ہے(۲۳)۔ اس شعر کو علامہ اقبال نے یوں تضمین کیا ہے(۲۴)

اے فلک مشت غبار کوی تو — اے تماشا گاہ عالم روی تو
ہمچو موج آتش تہ پا می روی — تو کجا بہر تماشا می روی

ای گل بتو خشنودم تو بوی کسی داری

حسن سجزی کا مصرع ہے(۲۵)۔ پورا شعر اس طرح ہے۔

ای سرو بتو شادم قدت بفلاں ماند — ای گل بتو خشنودم تو بوی کسی داری

شبلی نے شعر العجم میں 'خشنودم' کے بجائے 'خرسندم' لکھا ہے۔

۵

ایں کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

انوری کا مصرع ہے(۲۶)۔ پورا شعر اس طرح ہے

ایں کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب　　خویشتن را در چنیں نعمت پس از چندیں عذاب

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

شیخ سعدی کا شعر ہے(۲۷)۔ پورا شعر اس طرح ہے

گر کند میل بخوباں دل من عیب مکن　　ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

اسی غزل کا یہ شعر ہے، لیکن ایران سے چھپے ہوئے دیوان اوحدی مراغہ ای میں اس پوری غزل کو اوحدی سے منسوب کردیا گیا ہے(۲۸)۔ جو صریحاً غلط ہے۔

ای ہمنفسان محفل ما　　رفتید ولی نہ از دل ما

فیضی کا شعر ہے(۲۹)۔

بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

یہ مصرع حافظ شیرازی کا ہے(۳۰)۔ پورا شعر اس طرح ہے

ز عشق نا تمام ما جمال یار مستغنی است　　بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا

یہ مصرع حافظ شیرازی کا ہے(۳۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے

آسائش دوگیتی تفسیر این دو حرفست　　بادوستاں تلطف با دشمناں مدارا

قزوینی کے مرتبہ دیوان حافظ میں مصرع ثانی اس طرح ہے۔(۳۲) بادوستاں مروت بادشمناں مدارا

با سایہ ترا نمی پسندم　　عشقست و ہزار بدگمانی

یہ شعر والہ داغستانی کا ہے(۳۳)۔

باکریماں کارہا دشوار نیست

یہ مصرع مولانا روم کی مثنوی کا ہے (۳۴) - پورا شعر اس طرح ہے۔

تو مگو مارا بداں شہ بار نیست　　باکریماں کارہا دشوار نیست

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حافظ کا یہ مصرع اسی طرح مشہور ہے، لیکن قزوینی نے اسے اس طرح نقل کیا ہے (۳۵)

ببیں تفاوت رہ کز کجاست تا بکجا

مکمل شعر اس طرح ہے

صلاح کار کجا و من خراب کجا　　ببیں تفاوت رہ کز کجاست تا بکجا

یہ مطلع کا شعر ہے لیکن پژمان نے اسے یوں روایت کیا ہے (۳۶) -

چہ نسبت است برندی صلاح و تقویٰ را　　ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بخرد راہ عشق می پوئی　　بہ چراغ آفتاب می جوئی

یہ شعر خاقانی شروانی کا ہے (۳۷) - محمود شبستری کا ایک اسی مضمون کا شعر پیش خدمت ہے (۳۸):

زہی ناداں کہ او خورشید تاباں　　بنور شمع جوید در بیاباں

بخشم رفتۂ مارا کہ میبرد پیغام　　بیا کہ ما سپر انداختیم اگر جنگست

شیخ سعدی کی غزل کا شعر ہے (۳۹) -

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
سگم خواندی و خشنودم جزاک اللہ کرم کردی

شیخ سعدی کا شعر ہے (۴۰) - اس شعر کے مصرع اولیٰ کو حافظ نے تضمین کیا ہے (۴۱) - اور حافظ کی تضمین ؟ زیادہ مشہور ہے - جو یہ ہے: -

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی　　جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخار

قزوینی کے مرتبہ نسخہ میں مصرع اولیٰ کی قراءت بدلی ہوئی ہے (۴۲) -

بدنام کنندۂ نکو نامی چند

شیریں مغربی کی رباعی کا مصرع ہے (۳۳) - پوری رباعی اس طرح ہے

ناخوردہ بصبح در طلب شامی چند   ننہادہ برون ز خویشتن گامی چند
در کسوت خاص آمدۂ عامی چند   بدنام کنندۂ نکو نامی چند

بر رسولان پیام باشد و بس

شیخ سعدی کی گلستاں کے ایک قطعہ کا مصرع ہے (۳۴) - پورا قطعہ اس طرح ہے

ما نصیحت بجای خود کردیم   روزگاری دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس   بر رسولان پیام باشد و بس

چوتھا مصرع اس طرح بھی مشہور ہے - ؎ بر رسولان بلاغ باشد و بس

بر عکس نہند نام زنگی کافور

یغما جندقی کی ایک رباعی کا مصرع ہے (۳۵) - پوری رباعی اس طرح ہے

آن ظلمت محض کاو از خط نور   زنہار بجام او نگردی مغرور
چوں سنگ نجس است طاہرش میخوانند   بر عکس نہند نام زنگی کافور

بر کفی جام شریعت، بر کفی سندان عشق   ہر ہوسناکی نداند جام و سندان باختن
شیخ سعدی کا شعر ہے (۳۶) -

بر مزار ما شہیداں نے چراغی نے گلی

تجلی کاشانی کا مصرع ہے (۳۷) - پورا شعر اس طرح ہے

بر مزار ما شہیداں نی چراغی نی گلی   ہر طرف پروانہ ای در طوف و ہر سو بلبلی
یہ شعر اس طرح بھی مشہور ہے

بر مزار ما غریباں نی چراغی نی گلی   نی پر پروانہ سوزد نی صدای بلبلی
عام طور پر لوگ اسے ملکہ نورجہاں سے منسوب کرتے ہیں -

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ   کہ عنقا را بلند است آشیانہ
حافظ کا شعر ہے (۳۸) -

بسیار شیوہ ہست بتان را کہ نام نیست

فغانی شیرازی کا مصرع ہے (۴۹)۔ پورا شعر اس طرح ہے

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست　　بسیار شیوہ ہست بتان را کہ نام نیست

یہ مصرع اس طرح بھی مشہور ہے ۔ بسیار شیوہ ہاست بتان را کہ نام نیست

صاحب خریطۂ جواہر نے موخر الذکر قرأت کو ہی اختیار کیا ہے۔

بضاعت نیاوردم ، الّا امید　　خدایا زعفوم مکن نا امید

شیخ سعدی کی بوستاں کا شعر ہے (۵۰)۔

بنی آدم اعضائے یکدیگراند

شیخ سعدی کی گلستاں کے ایک قطعہ کا مصرع ہے (۵۱)۔ پورا قطعہ اس طرح ہے

بنی آدم اعضای یکدیگراند　　کہ در آفرینش ز یک گوہرند

چو عضوی بدرد آورد روزگار　　دگر عضوہا را نماند قرار

تو کز محنت دیگران بی غمی　　نشاید کہ نامت نہند آدمی

تا درو نور معرفت بینی

شیخ سعدی کی گلستاں کے ایک شعر کا مصرع ثانی ہے (۵۲)۔ پورا شعر اس طرح ہے

اندرون از طعام خالی دار　　تا درو نور معرفت بینی

تا پنداری کہ تنہا می روی

شیخ سعدی کی غزل کا مصرع ہے (۵۳)۔ پورا شعر اس طرح ہے

دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست　　تا نپنداری کہ تنہا می روی

تربیت نا اہل را چوں گردگان بر گنبد است

گلستان سعدی کا مصرع ہے (۵۴)۔ پورا شعر اس طرح ہے

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بد است　　تربیت نا اہل را چوں گردکان بر گنبد است

ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی　　کایں رہ کہ تو میروی بترکستانست

شیخ سعدی کا شعر ہے (۵۵)۔

تمتع بہر گوشہ ای یافتم   ز ہر خرمنے خوشہ ای یافتم

شیخ سعدی کی بوستاں کا شعر ہے(۵۶)۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

یہ مصرع نسبتی تھانیسری کا ہے(۵۷)۔ پورا شعر اس طرح ہے

یکدل و خیل آرزو دل بچہ مدعا نہم   تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

تواضع کند ہوشمند گزیں   نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین

شیخ سعدی کی بوستاں کا شعر ہے(۵۸)۔

تو برای وصل کردن آمدی   یا برای فصل کردن آمدی

مولانا روم کی مثنوی کا شعر ہے(۵۹)۔

تو بینا و ما خائف از یکدگر   کہ تو پردہ پوشی و ما پردہ در

یہ شعر بھی شیخ سعدی کی بوستاں کا ہے(۶۰)۔

تو دل شکستہ ای نہ کہ گوہر شکستہ ای

یہ مصرع چندر بھان برہمن کا ہے(۶۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے

ناداں اگر ز لعل دہی در حساب نیست   تو دل شکستہ ای نہ کہ گوہر شکستہ ای

تو عشق گل داری، من عشق گل اندام

یہ مصرع شیخ سعدی کی غزل کا ہے(۶۲)۔ پورا شعر اس طرح ہے۔

ای بلبل اگر نالی من باتو ہم آوازم   تو عشق گل داری، من عشق گل اندام

رند نے اپنے اس مندرجہ ذیل اردو شعر کا خیال غالباً سعدی کے اسی شعر سے لیا ہے

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں   تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

تو ہم گردن از حکم داور میپیچ   کہ گردن نپیچد ز حکم تو ہیچ

شیخ سعدی کی بوستاں کا شعر ہے(۶۳)۔

جان ز نظارہ خراب و ناز او زاندازہ بیش   من بوی مست و ساقی پر دہد پیمانہ را

یہ شعر امیر خسرو کا ہے(۶۴)۔

جای گل گل باش و جای خار خار

شیخ سعدی کے ایک قصیدے کا مصرع ہے(۶۵)۔ پورا شعر اس طرح ہے

با بدان بد باش و با نیکان نکو   جای گل گل باش و جای خار خار

جعفر از بنگال و صادق از دکن   ننگ آدم ننگ دین ننگ وطن

علامہ اقبال کے "جاوید نامہ" میں شامل ایک نظم "ارواح رذیلہ کہ با ملک و ملت غداری کردہ و دوزخ ایشاں را قبول نکردہ" کا شعر ہے(۶۶)۔

جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

شیخ سعدی کی گلستاں کے ایک قطعہ کا مصرع چہارم ہے(۶۷)۔ پورا قطعہ یوں ہے

غریبی گرت ماست پیش آورد   دو پیمانہ آبست و یک چمچہ دوغ

اگر راست میخواہی از من شنو   جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

شیخ سعدی کی گلستاں کا مصرع ہے(۶۸)۔ پورا شعر اس طرح ہے

گر نبیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چناں قحط سالی شد اندر دمشق   کہ یاران فراموش کردند عشق

یہ شعر شیخ سعدی کی بوستاں کا ہے(۶۹)۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

صاحب گلستان مسرت نے اسے غنی کی طرف منسوب کیا ہے(۷۰)۔ لیکن یہ غنی کشمیری نہیں ہیں۔ غنی تخلص کے کافی شعرا ملتے ہیں لیکن یہ کس غنی کی طرف منسوب ہے اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ پورا شعر اس طرح ہے:

بگرد کعبہ ہندو شد مسلمان گشت بی ایمان   چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

چہ خوش بودی اگر بودی زبانش در دہان من

یہ مصرع امیر خسرو کا ہے(۷۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

زبان اوست ترکی گوی و من ترکی نمیدانم   چہ خوش بودی اگر بودی زبانش در دہان من

اس کا مصرع اولیٰ یوں زبان زد عوام ہے ہے ۔ زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

یا پھر یوں بھی ۔ زبان شوخ من ترکی و من ترکی نمی دانم ۔ خریطہ جواہر میں یہ دوسری روایت ہی ملتی ہے(۷۲)

چہ دلاور است دزدی کہ بشب چراغ دارد

حافظ کا یہ مصرع خاصا مشہور ہے۔ دیوان حافظ کے تقریباً تمام قلمی ______ نسخوں میں یہ مصرع اسی طرح درج ہے(۷۳)۔ اس مصرع کی مناسبت سے حافظ کی ایک فال بھی مشہور ہے۔ لیکن شاید اس فال کے تعلق سے "... بشب چراغ دارد" کی جگہ "..... بکف چراغ دارد" مشہور ہوگیا ہے۔ حالانکہ اوّل الذکر ہی صحیح ہے۔ پورا شعر اس طرح ہے

بطراز چہرہ ظلمت رہ دل زند ہمہ شب   چہ دلاور است دزدی کہ بشب چراغ دارد

ایران کے مطبوعہ نسخوں میں یہ شعر صرف پژمان کے مرتبہ دیوان حافظ میں ہی ملتا ہے وہ بھی قدیم طباعت والے نسخے میں، اور وہاں یہ بشب کی روایت ہی سے مروی ہے۔ جن مخطوطوں میں شعر ملتا ہے ان میں سے کسی میں بشب ہے اور کسی میں بکف۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ مصرع محمود شبستری کی مثنوی۔ گلشن راز۔ کا ہے(۷۴)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک　　　　که ادراکست عجز از درک ادراک

اس شعر کی نشاندہی زبیر صاحب (احمد آباد) نے فرمائی تھی۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن　　　　نے قماش و نقره و میزان و زن

یہ شعر مولانا روم کی مثنوی کا ہے(۷۵)۔ اس شعر کا مصرع ثانی یوں مشہور ہے۔

نے قماش و نقره و فرزند و زن

حاجت مشاطہ نیست روی دلآرام را

یہ مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے(۷۶)۔ پورا شعر اس طرح ہے

وصف ترا گر کنند ور نکنند اہل فضل　　　　حاجت مشاطہ نیست روی دلآرام را

حاصل عمر نثار رہ یاری کردم　　　　شادم از زندگی خویش کہ کاری کردم

سام مرزا سامی صفوی نے اپنی تالیف۔ تحفۂ سامی۔ میں اپنے تذکرے کے ذیل میں یہ شعر درج کیا ہے(۷۷)۔

خاکساران را جہان بحقارت منگر　　　　تو چہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد

اوحدی مراغہ ای کا شعر ہے(۷۸)۔ اس شعر کو براؤن نے بھی اپنی تصنیف A literary History of Persia میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو جلد ۳، ص ۱۳۵

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یہ مصرع مرزا مظہر جانجاناں کا ہے(۷۹)۔ مکمل شعر اس طرح ہے

بنا کردند خوش رسمی بخون و خاک غلطیدن　　　　خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

خر عیسیٰ گرش بمکہ برند　　چوں بیاید، ہنوز خر باشد

یہ شعر شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے (۸۰)۔ مصرع اول اس طرح مشہور ہے۔ خر عیسیٰ اگر بمکہ رود

خطا بر بزرگان گرفتن خطاست

یہ مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے (۸۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست　　خطا بر بزرگان گرفتن خطا ست

مصرع ثانی اس طرح مشہور ہے۔ خطای بزرگاں گرفتن خطا است

خفتہ را خفتہ کی کند بیدار

حکیم سنائی کا مصرع ہے (۸۲)۔ پورا شعر اس طرح ہے

عالمت غافلست و تو غافل　　خفتہ را خفتہ کی کند بیدار

سنائی کے اس قول کی تردید کرتے ہوئے سعدی نے گلستاں میں اس مصرع کو تضمین کیا ہے۔ سعدی کا قطعہ ہے (۸۳)

باطلست آنچہ مدعی گوید　　خفتہ را خفتہ کی کند بیدار

مرد باید کہ گیرد اندر گوش　　ور نوشتہ است پند بر دیوار

خوردن برای زیستن و ذکر کردن ست

یہ مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے (۸۴)۔ پورا شعر اس طرح ہے

خوردن برای زیستن و ذکر کردنست　　تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں　　گفتہ آید در حدیث دیگراں

مولانا روم کی مثنوی کا شعر ہے (۸۵)۔

خوش درخشید ولی دولت مستعجل بود

یہ مصرع حافظ شیرازی کا ہے (۸۶) پورا شعر اس طرح ہے:

راستی خاتم فیروزۂ بو اسحاقی خوش درخشید ولی دولت مستعجل بود

در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

یہ مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے (۸۷) پورا شعر اس طرح ہے

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

مصرع ثانی اس طرح بھی مشہور ہے۔ از باغ لالہ روید و از شورہ بوم خس

در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش

یہ مصرع بھی شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے (۸۸) پورا شعر اس طرح ہے

در عمل کوش و ہرچہ خواہی پوش تاج برسر نہ و علم بر دوش

دل افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا

شیخ علی حزیں کی ایک غزل کا مصرع ثانی ہے (۸۹) مکمل شعر اس طرح ہے

دریں دریای بے پایان دریں طوفان شور افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا

ولقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع خود را ز عملہای نکوہیدہ بری دار

حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست درویش صفت باش وکلاہ تتری دار

شیخ سعدی کی گلستاں کا قطعہ ہے (۹۰)۔

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست

شیخ سعدی کی گلستاں کے ایک قطعہ کا مصرع ہے (۹۱) پورا قطعہ اس طرح ہے

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند لاف یاری و براور خواندگی

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست در پریشان حالی و در ماندگی

دوستی با پیلبانان یا مکن   یا طلب کن خانه ای در خورد پیل

شیخ سعدی کی گلستاں کا شعر ہے(۹۲)۔ یہ شعر عام طور پر اس طرح مشہور ہے:

یا مکن با پیلباناں دوستی   یا بنا کن خانه ای در خورد پیل

دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ

شیخ سعدی کی گلستاں کے ایک قطعہ کا آخری مصرع ہے(۹۳)۔ پورا قطعہ اس طرح ہے:

تا دل دوستاں بدست آری   بوستان پدر فروختہ بہ
پختن دیگ نیک خواہاں را   ہر چہ رخت سرات سوختہ بہ
با بد اندیش ہم نکوئی کن   دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی   بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

شیخ سعدی کا شعر ہے(۹۴)۔

دیر آمدہ ای ز راہ دور آمدہ ای

ناصر علی سرہندی کی ایک نعتیہ رباعی کا مصرع ہے(۹۵)۔ مکمل رباعی اس طرح ہے:

پیش از ہمہ شاہاں غیور آمدہ ای   ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ ای
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد   دیر آمدہ ای ز راہ دور آمدہ ای

رای رای تست، خواہی جنگ و خواہی آشتی
ما قلم در سر کشیدیم اختیار خویش را

شیخ سعدی کا شعر ہے(۹۶)۔

رسیدہ بود بلای ولی بخیر گذشت

آصفی ہروی کا مصرع ہے پورا شعر اس طرح ہے(۹۷)۔

رعنت درد کش و محتسب ز در گذشت   رسیدہ بود بلای ولی بخیر گذشت

رفت و منزل بدیگری پرداخت

شیخ سعدی کی گلستاں کا مصرع ہے(۹۸)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

ہر کہ آمد عمارتی نو ساخت　　رفت و منزل بدیگری پرداخت

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست　　کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

یہ شعر حافظ کا ہے(۹۹ الف)۔

روز محشر کہ جانگداز بود　　اولیں پرسش از نماز بود

یہ شعر شرف الدین بخاری، جنہیں شرف الدین ابوتوامہ کہتے ہیں، کی مثنوی نام حق کا ہے(۹۹ب) مصرع ثانی اسطرح مشہور ہے۔ اولیں پرسش نماز بود

زان پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

شیخ سعدی کی گلستاں کا مصرع ہے(۱۰۰)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

خیری کن ای فلان و غنیمت شمار عمر　　زان پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

زعشق تا بصبوری ہزار فرسنگست

شیخ سعدی کا مصرع ہے(۱۰۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

دلی کہ عاشق و صابر بود مگر سنگست　　زعشق تا بصبوری ہزار فرسنگست

ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

یہ شعر نظیری کا ہے(۱۰۲)۔ مصرع اولی اس طرح بھی مشہور ہے۔ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم

سپردم بتو مایۂ خویش را   تو دانی حساب کم وبیش را

نظامی گنجوی کی مثنوی "شرفنامہ" کا شعر ہے(۱۰۳)۔

سلام روستایی بی طمع نیست

پورا شعر اس طرح ہے:

صلوٰۃ گر بہ از روے ورع نیست   سلام روستایی بے مع نیست

عبدالباقی نہاوندی نے مآثر رحیمی جلد سوم میں یہ شعر انیسی شاملو کے تذکرے کے تحت لکھا ہے(۱۰۴)۔
مذکورہ بالا مصرع تھوڑی تبدیلی کے ساتھ اس طرح بھی ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے ؎

سلام روستایی بی غرض نیست

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

بلالی چغتائی کا مصرع ہے(۱۰۵)۔ مکمل شعر اس طرح ہے

گر یار کند میل ، بلالی ، عجبی نیست   شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

صوفی نہ شود صافی تادر نکشد جامی

شیخ سعدی کا مصرع ہے(۱۰۶)۔ پورا شعر اس طرح ہے

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی   صوفی نشود صافی تا در نکشد جامی

طاقت صحبت نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت

مولانا جامی کا مصرع ہے(۱۰۷)۔ پورا شعر اس طرح ہے

جان تن فرسودہ را باغم ہجراں گذاشت   طاقت صحبت نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت

مصرع ثانی یوں زبان زد عوام ہے ؎ طاقت مہماں نداشت خانہ بہ مہماں گذاشت

عاقبت منزل ما وادی خاموشانست   حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز

یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے(۱۰۸)۔

عبادت بجز خدمت خلق نیست   بتسبیح و سجادہ و دلق نیست

یہ شعر شیخ سعدی کی بوستاں کا ہے (۱۰۹)۔

عشق را بو حنیفہ درس نکرد   شافعی را در او روایت نیست

مولانا روم کا شعر ہے (۱۱۰)۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او   ما از پیٔ سنائی و عطار آمدیم

یہ شعر مولانا روم کے صاحبزادے سلطان ولد کا ہے (۱۱۱)۔ تھوڑی تبدیلی کے ساتھ اس طرح بھی مشہور ہے:

عطار روح بود و سنائی دو چشم دل   ما قبلۂ سنائی و عطار آمدیم

اس شعر کو عام طور سے مولانا روم سے منسوب کیا جاتا ہے جو غلط ہے۔ اس غلط نسبت کی اصل ذمہ داری مطبع نول کشور پر ہے، جس نے یہ پوری غزل دیوان شمس تبریز۔ دیوان رومی، ۱۹۱۷ء میں چھاپ دی ہے (ص ۵۶۳)۔ تفصیل کے ملاحظہ ہو مقدمہ دیوان سلطان ولد، ص ہشت۔

علم چوں بر دل زند یاری شود   علم چوں بر تن زند باری شود

یہ شعر مولانا روم کی مثنوی معنوی کا ہے (۱۱۲)۔ یہ شعر عام طور پر اس طرح سے مشہور ہے:

علم را بر دل زنی یاری بود   علم را بر تن زنی ماری بود

علامہ اقبالؒ نے اپنی نظم "پیر رومی و مرید ہندی" (بال جبریل) میں یہی دوسری روایت اختیار کی ہے۔

غریب شہر سخنہای گفتنی دارد

یہ مصرع مرزا غالب کا ہے (۱۱۳) مکمل شعر اس طرح ہے:

بیاورید گر اینجا بود زباندانی   غریب شہر سخنہای گفتنی دارد

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

حافظ شیرازی کا مصرع ہے (۱۱۴)۔ پورا شعر یوں ہے:

تو و طوبیٰ و ما و قامت یار   فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

قلم اینجا رسید و سر بشکست

خاقانی شروانی کا مصرع ہے(۱۱۵)۔ مکمل شعر اس طرح ہے:

قصہ ہا ی نوشت خاقانی قلم اینجا رسید و سر بشکست

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یہ مصرع آصفی ہروی کا ہے(۱۱۶)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

بہار آمد و گل گل زداغ اوست دلم قیاس کن زگلستان من بہار مرا

کار ساز ما بہ فکر کار ما فکر ما و کار ما آزار ما

صاحب ریاض العارفین نے کامل خراسانی کے تذکرے کے ذیل میں یہ شعر نقل کیا ہے(۱۱۷)۔ مصرع ثانی اس طرح بھی مشہور ہے۔ فکر ما در کار ما آزار ما

کجا دانند حال ما سبکباران ساحلہا

حافظ شیرازی کا مصرع ہے(۱۱۸)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنیں ہایل کجا دانند حال ما سبکباران ساحلہا

کرم کردی الہی زندہ باشی

امیر خسرو کا مصرع ہے(۱۱۹)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

من درویش را کشتی بہ غمزہ کرم کردی ، الہی زندہ باشی

کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید کہ سایہ بر سرش انداخت چوں تو سلطانی

شیخ سعدی کی گلستاں کا یہ شعر ہے(۱۲۰)۔

کانرا کہ خبر شد خبری باز نیامد

یہ مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے(۱۲۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

ایں مدعیاں در طلبش بیخبرانند کانرا کہ خبر شد خبری باز نیامد

کہ آئین جہاں گاہی چناں گاہی چنیں باشد

یہ مصرع شاہی سبزواری کا ہے (۱۲۲) - پورا شعر اس طرح ہے
زرنج و راحت گیتی ، مرنجاں دل ، مشو خرم　　کہ آئین جہان گاہی چناں گاہی چنیں باشد

کہ ایں عجوز عروس ہزار داماد است

حافظ شیرازی کا مصرع ہے (۱۲۳) - پورا شعر اس طرح ہے
مجو درستی کار از جہان سست نہاد　　کہ ایں عجوز عروس ہزار داماد است
اقبال نے اس مصرع کو تضمین کیا ہے (۱۲۴) - اقبال کا شعر یہ ہے
ہزار مرتبہ کابل نکوتر از دلّی ست　　کہ ایں عجوزہ عروس ہزار داماد است

کایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

یہ مصرع شیخ سعدی کی غزل کا ہے (۱۲۵) - پورا شعر اس طرح ہے
گر کند میل بخوبان دل من ، عیب مکن　　کایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

کہ زور مردم آزاری ندارم

شیخ سعدی کی مثنوی کا مصرع ہے (۱۲۶) - پورا شعر اس طرح ہے:
کجا خود شکر ایں نعمت گزارم　　کہ زور مردم آزاری ندارم
اس مصرع کو حافظ نے تضمین کیا ہے (۱۲۷) - حافظ شعر یہ ہے
من از بازو ی خود دارم بسی شکر　　کہ زور مردم آزاری ندارم

کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

طالب آملی کا مصرع ہے (۱۲۸) - مکمل شعر اس طرح ہے:
بغارت چمنت بر بہار منتہاست　　کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
اقبال نے اس مصرع کو تضمین کیا ہے - ان کا شعر ہے (۱۲۹)
بگیر این ہمہ سرمایۂ بہار از من　　کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

کہ من آن قد موزوں می شناسم

تجلّیی کاشانی کا مصرع ہے (۱۳۰)۔ شیخ علی حزیں نے اپنے سفینہ میں اسے درج کیا ہے۔ پورا شعر اس طرح ہے

بہر رنگی کہ خواہی جامہ میپوش　　　کہ من آں قد موزوں می شناسم

ضرب المثل کے طور سے مصرع ثانی اس طرح مشہور ہے ۔ من انداز قدت را میشناسم

کہ ہر چہ دوست پسندد، بجای دوست، رواست

شیخ سعدی کی غزل کا مصرع ہے (۱۳۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے

مرا بہر چہ کنی ، دل نخواہی آزردن　　　کہ ہر چہ دوست پسندد، بجای دوست رواست

کہ ہستی را نمی بینم بقای

شیخ سعدی کی گلستاں کا مصرع ہے (۱۳۲)۔ پورا شعر اس طرح ہے

غرض نقشیست کز ما باز ماند　　　کہ ہستی را نمی بینم بقای

گاہ گاہی باز خوان این دفتر پارینہ را　　　تازہ خواہی داشتن گر داغہای سینہ را

شعر چودھری خوشی محمد خاں ناظر کا ہے (۱۳۳)۔ پہلے مصرع میں "دفتر" کی جگہ "قصہ" مشہور ہے۔

گدا اگر تواضع کند خوی اوست　　　ز گردن فرازاں تواضع نکوست

شیخ سعدی کی بوستاں کا شعر ہے (۱۳۴)۔

گر، ای زاہد دعای خیر میگوئی مرا این گو　　　کہ آن آوارہ از کوی بتان آوارہ تر بادا

شعر امیر خسرو کا ہے (۱۳۵)۔

گربۂ محروم اگر پر داشتی　　　تخم کنجشک از زمین برداشتی

شعر شیخ سعدی کی مثنوی کا ہے (۱۳۶)۔

گر کام دل بگریہ میسر شود ز دوست   صد سال می توان بہ تمنا گریستن

یہ شعر عرفی شیرازی کا ہے(۱۳۷)۔عام طور پر یہ شعر اس طرح مشہور ہے

عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال   صد سال می توان بہ تمنا گریستن

حالانکہ اس غزل کا مقطع اس طرح ہے

عرفی حریف دیدۂ تر نیستی ولی   صد بار گریہ آورد این ناگریستن

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یہ شعر اس طرح مشہور گیا ہے حالانکہ اس کی اصل قرأت یہ ہے

مطلق آن آواز خود از شاہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یہ شعر مولانا روم کی مثنوی معنوی کا ہے(۱۳۸)۔

للہ الحمد کہ آں نقش کہ خاطر میخواست   آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

یہ شعر مولانا جامی کا ہے(۱۳۹)۔

مرا از شکستن چناں عار ناید   کہ از ناکسان خواستن مومیائی

یہ شعر عمادی شہریاری کا ہے(۱۴۰)۔علامہ اقبال نے اسے بانگ درا میں تضمین کیا ہے اور وہاں مصرع ثانی میں ناکساں کی بجائے دیگراں نظم کیا ہے(۱۴۱)۔

مرا خود کاشکی مادر نزادی

یہ مصرع شیخ سعدی کا ہے(۱۴۲)۔پورا شعر اس طرح ہے

خردمندان پیشین راست گفتند   مرا خود کاشکی مادر نزادی

مرد باید کہ گیرد اندر گوش   در نوشت است پند بر دیوار

یہ شعر شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے(۱۴۳)۔

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز

ورنہ در مجلس رندان خبری نیست کہ نیست

یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے(۱۳۴)۔

مغان کہ دانۂ انگور آب می سازند ستارہ می شکنند آفتاب می سازند

صاحب آتشکدہ آذر نے فرج اللہ شوستری کے تذکرے کے ذیل میں یہ شعر لکھا ہے(۱۳۵)۔

ملک اقلیمی بگیرد پادشاہ

یہ مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے(۱۳۶)۔ پورا شعر اس طرح ہے:

ملک اقلیمی بگیرد پادشاہ ہمچناں دربند اقلیمی دگر

من آں مورم کہ در پایم بمالند نہ زنبوری کہ از دستم بنالند

یہ شعر شیخ سعدی کی مثنوی میں شامل ہے(۱۳۷)۔

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست ہر جا کہ رفت، خیمہ زد و خوابگاہ ساخت

یہ شعر شیخ سعدی کی گلستاں میں ہے(۱۳۸)۔ مصرع ثانی میں خوابگاہ کی جگہ "بارگاہ" بھی مستعمل ہے:

ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

موجیم کہ آسودگیٔ ما عدم ماست ما زندہ بہ آنیم کہ آرام نگیریم

یہ شعر کلیم کاشانی کا ہے۔ مصرع ثانی اس طرح بھی مشہور ہے: مازندہ ازانیم کہ آرام نگیریم

علامہ اقبال نے بھی اس شعر کو تضمین کیا ہے۔

می باقی و ماہتاب باقیست مارا بتو صد حساب باقیست

یہ شعر نسبتی تھانیسری کا ہے(۱۳۹ب)۔

نام نیک رفتگاں ضایع مکن	تا بماند نام نیکت یادگار

شیخ سعدی کے ایک قطعہ کا شعر ہے(۱۵۰)۔ پورا قطعہ اس طرح ہے

هر که خیری کرد و موقوفی گذاشت	رسم خیرش همچنان بر جای دار
نام نیک رفتگاں ضایع مکن	تا بماند نام نیکت یادگار

مصرع چہارم یوں مشہور ہے۔ تا بماند نام نیکت برقرار

نرخ بالا کن که ارزانی هنوز

یہ مصرع امیر خسرو کا ہے(۱۵۱)۔ پورا شعر اس طرح ہے

هر دو عالم قیمت خود گفته ای	نرخ بالا کن که ارزانی هنوز

نشان مرد حق دیگر چه گویم	چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

علامہ اقبال کے قطعہ کا شعر ہے(۱۵۲)۔ مکمل قطعہ اس طرح ہے

سحر ها در گریبان شب اوست	دو گیتی را فروغ از کوکب اوست
نشان مرد حق دیگر چه گویم	چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

تیسرا مصرع عام طور پر "نشان مرد مومن با تو گویم" مشہور ہے۔

نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم همه ز آفتاب گویم

مولانا روم کی غزل کا شعر ہے(۱۵۳)۔ ایک نسخہ میں اس کی ترتیب الٹ گئی ہے۔

نه شگوفه ای نه برگی نه ثمر نه سایه دارم	همه حیرتم که دهقان بچه کار کشت مارا

یہ شعر ذوقی اردستانی کا ہے(۱۵۴)۔

۲۵

نمی گردید کوتہ رشتۂ معنی رہا کردم   حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کردم

یہ شعر نظیری کا ہے (۱۵۵)۔

ہر جای مرکب تواں تاختن   کہ جاہا سپر باید انداختن

یہ شعر بوستان سعدی کا ہے (۱۵۶)۔

نیم نانی گر خورد مرد خدای

یہ مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے (۱۵۷)۔ پورا شعر اس طرح ہے

نیم نانی گر خورد مرد خدای   بذل درویشاں کند نیمی دگر

وزیری چنیں شہریاری چناں

نظامی گنجوی کی مثنوی ۔شرفنامہ۔ کا مصرع ہے (۱۵۸)۔ پورا شعر اس طرح ہے

وزیری چنیں شہریاری چناں   جہاں چوں نگیرد قراری چناں

دگر خواہی سلامت بر کنار است

یہ مصرع شیخ سعدی کی گلستاں کا ہے (۱۵۹)۔ پورا شعر اس طرح ہے

بدریا در ، منافع بی شمارست   دگر خواہی سلامت ، بر کنارست

ہر بنای کہنہ کآبادان کنند   نہ کہ اول کہنہ را ویران کنند

یہ شعر مولانا روم کی مثنوی معنوی کا ہے (۱۶۰)۔ اس شعر کا مصرع ثانی یوں مشہور ہوا ہے۔

اول آن بنیاد را ویران کنند

اقبال نے بھی جب اپنی نظم ۔خضر راہ۔ میں اس شعر کو تضمین کیا تو اس مصرع کی مذکورہ ثانی شکل کو ہی لیا ہے (۱۶۱)۔ اقبال کا شعر یہ ہے

گفت رومی ہر بنای کہنہ کآبادان کنند   می ندانی اول آں بنیاد را ویران کنند

هر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

یہ مصرع واقف لاہوری کا ہے (۱۶۲) - پورا شعر اس طرح ہے

تا یکی از بزمِ ے باشیم واقف بر کنار   هر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

هر روز روز عید است هر شب شب برات است

یہ مصرع نسبتی تھانیسری کا ہے (۱۶۳) - پورا شعر اس طرح ہے

آں را کہ آں رخ و زلف سرمایۂ حیاتست   هر روز روز عید است هر شب شب برات است

هر کسی را بہرِ کاری ساختند   میل آن را در دلش انداختند

یہ شعر مولانا روم کی مثنوی معنوی کا ہے (۱۶۴) -

هر ملک ملکِ ماست کہ ملک خدای ماست

یہ مصرع اقبال کی پیام مشرق کی ایک نظم "الملکُ لله" کا ہے (۱۶۵) - پوری نظم یہ ہے ؎

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت   گفتند کار تو بہ نگاہ خرد خطاست

دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم   ترک سبب ز روئے شریعت کجا رواست

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت   هر ملک ملکِ ماست کہ ملک خدای ماست

هزار بار برو صد هزار بار بیا

یہ مصرع مرزا غالب کا ہے (۱۶۶) - مکمل شعر اس طرح ہے

وداع و وصل جداگانہ لذتی دارد   هزار بار برو صد هزار بار بیا

همت بلند دار کہ نزد خدا و خلق   باشد بقدر همت تو اعتبار تو

یہ شعر ابن یمین فریومدی کا ہے (۱۶۷) -

۲۷

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

یہ مصرع عرفی شیرازی کا ہے(۱۶۸)۔ مکمل شعر اس طرح ہے:

از در دوست چہ گویم بچہ عنواں رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

یقیں می داں کہ شیران شکاری
دراین رہ خواستند از مور یاری

فریدالدین عطار کی مثنوی "اسرار نامہ" کا شعر ہے(۱۶۹)۔ اسے عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر کیا ہے(۱۷۰)۔ اقبال نے بھی زبور عجم میں اپنی نظم "گلشن راز جدید" میں تضمین کیا ہے(۱۷۱)۔

حواشی

۱۔ عرفی، جمال الدین کلیات اشعار مولانا شیرازی، مرتب: جواہر وجدی ص ۸

۲۔ مرزا غالب: کلیات غالب، مطبع اودھ اخبار لکھنو، ۱۸۷۲ء، ص ۲۹۲

۳۔ مثنوی معنوی دفتر اول، ص ۹

۴۔ حافظ: دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی: باہتمام محمد قزوینی و دکتر غنی تہران (۱۳۶۰ھ)، ص ۱۳۲

۵۔ میرزا عبد القادر بیدل: کلیات بیدل جلد اول، مرتب: خلیل اللہ خلیلی، کابل، ۱۳۴۱ش، ص ۳۳۹

۶۔ فرید الدین عطار: منطق الطیر، کتابفروشی تائید، اصفہان، ۱۳۴۸ش چاپ چہارم، ص ۱۱۸

۷۔ شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۳۹

۸۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، از کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، استاد عبد العظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲

۹۔ شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲

۱۰۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبد العظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۲

۱۱۔ پژمان: بہترین اشعار، طہران، ۱۳۱۳ش، ص ۵۶۱

۱۲۔ شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی،

مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۶۷
۱۳۔ سلیم طہرانی: دیوان سلیم طہرانی (قلمی)، مملوکہ مزمل اللہ خاں لائبریری، علی گڑھ، ک ۱۱۳۶ ھ ق ۱۶۲ اب
۱۴۔ شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۶
۱۵۔ شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۴۵
۱۶۔ شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۷۰
۱۷۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۱۹
۱۸۔ آذر ـــــ، لطف علی بیگ: آتشکدہ آذر، مرتب سید جعفر شہیدی، ۱۳۳۷، ص ۱۷۲
۱۹۔ دیوان سلمان ساوَجی، ص ۶۲۸
۲۰۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳
۲۱۔ پژمان: بہترین اشعار، طہران ۱۳۱۳ش، ص ۳۱
۲۲۔ محمد عوفی: تذکرہ لباب الالباب، مرتبہ محمد قزوینی و سعید نفیسی، ۱۳۶۱ ص ۲۸۷
۲۳۔ تذکرہ مخزن الغرائب ص ---
۲۴۔ رموز بیخودی، ص ۹۳

۲۵- حسن سجزی: دیوان حسن سجزی دہلوی، مرتب مسعود علی محوی، مکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس، حیدر آباد، ۱۳۵۲ھ، ص ۳۸۴

۲۶- انوری: دیوان انوری، جلد اول، مرتب محمد تقی مدرس رضوی، ۱۳۶۴ش ص ۲۵

۲۷- سعدی شیرازی: غزلیات سعدی مشمولہ کلیات سعدی، ص ۱۸۷

۲۸- اوحدی مراغہ ای: دیوان اوحدی، ص ۲۰۸

۲۹- فیضی: شیخ ابوالفیض، کلیات فیضی مرتبہ اے۔ڈی ارشد، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب لاہور، ۱۹۶۷ء، ص ۱۲۳

۳۰- حافظ: دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی: باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، تہران (۱۳۶۰ھ)، ص ۳

۳۱- حافظ: دیوان حافظ، باہتمام حسین پژمان، تہران، ۱۳۱۵ش، ص ۲

۳۲- حافظ: دیوان خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی: باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، تہران (۱۳۶۰ھ)، ص ۵

۳۳- والہ داغستانی: دیوان،

۳۴- مولانا روم: مثنوی معنوی، دفتر اول، ص ۱۵

۳۵- دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی: باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، تہران (۱۳۶۰ھ)، ص ۳

۳۶- دیوان حافظ : باہتمام حسین پژمان ، تہران ، ۱۳۱۵ ش ، ص ۳
۳۷- خاقانی شروانی : دیوان خاقانی شروانی ۱۳۶۲ ش ، ص ۵۶۳
۳۸- مثنوی گلشن راز ، ص ۷
۳۹- شیخ سعدی : غزلیات سعدی ، مشمولہ کلیات سعدی ، مرتبہ محمد علی فروغی ، مطبوعہ ایران (س ن) ، ص ۶۰
۴۰- شیخ سعدی : غزلیات سعدی ، مشمولہ کلیات سعدی ، مرتبہ محمد علی فروغی ، مطبوعہ ایران (س ن) ، ص ۴۳۸
۴۱- دیوان حافظ ، مرتبہ پژمان ، ص ۳
۴۲- دیوان حافظ ، مرتبہ قزوینی ص ۴
۴۳- مغربی ، شیخ محمد شیریں : دیوان مغربی ، بمبئی ، ۱۳۰۵ ھ ، ص ۱۲۵
۴۴- شیخ سعدی : گلستان سعدی ، مشمولہ کلیات سعدی ، مرتبہ محمد علی فروغی ، مطبوعہ ایران (س ن) ، ص ۲۱۷
۴۵- یغما جندقی : دیوان میرزا ابوالحسن المتخلص بہ یغما ، بمبئی ۱۳۰۲ ، ص ۲۳۱
۴۶- شیخ سعدی : غزلیات عرفانی ، مشمولہ کلیات سعدی ، مرتبہ محمد علی فروغی ، مطبوعہ ایران (س ن) ، ص ۱۱۳
۴۷- سفینہ شیخ علی حزیں : مرتب مسعود علی ، حیدرآباد دکن ، ۱۹۳۰ ، ص ۳۲
۴۸- دیوان حافظ ، مرتبہ قزوینی ص ۲۹۷
۴۹- فغانی شیرازی : دیوان اشعار بابافغانی شیرازی ، مرتب احمد سہیلی خوانساری ، ۱۳۵۳ ش ، ص ۱۶۶

۵۰- شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲۴۹
۵۱- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲۵
۵۲- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۶۶
۵۳- شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۵۲۳
۵۴- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۸
۵۵- شیخ سعدی: مجالس پنجگانہ، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۹
۵۶- شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۶
۵۷- نسبتی تھانیسری: انتخاب نسبتی تھانیسری (قلمی)، مملوکہ مزمل اللہ خاں لائبریری علیگڑھ ق ۲۶ ب
۵۸- شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۲۱
۵۹- مثنوی معنوی، دفتر دوم ص ۳۳۲
۶۰- شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی،

مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲۴۸

۶۱۔ چندر بھان برہمن: دیوان برہمن، ق ۰ ۷ الف مملوکہ مزمل اللہ خاں لائبریری علی گڑھ۔

۶۲۔ شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۴۹۰

۶۳۔ شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۲

۶۴۔ امیر خسرو: کلیات غزلیات خسرو، جلد سوم، مرتب اقبال صلاح الدین، پیکیجز لمٹیڈ، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص ۱۱۰

۶۵۔ شیخ سعدی: قصاید سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (د س ن)، ص ۲۸

۶۶۔ اقبال، محمد: جاوید نامہ در نظم "ارواح رذیلہ کہ با ملک و ملت غداری کردہ و دوزخ ایشاں را قبول نکردہ"

لاہور، ۱۹۴۷ء، ص ۱۶۶

۶۷۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبد العظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۶

۶۸۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبد العظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲۱

۶۹۔ شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۶

۷۰۔ شاکر، عبد الرحمن: گلستان مسرت ملقب بہ حدائق

المعانی، مطبع مصطفائی کانپور، ۱۲۶۷ھ، ص ۸۸
۷۱۔ امیر خسرو: کلیات غزلیات خسرو ۶۱۷
۷۲۔ خریطہ جواہر ص ۔۔۔۔
۷۳۔ حافظ: دیوان حافظ، باہتمام حسین پژمان، تہران، ۱۳۱۵ش، ص ۷۰
۷۴۔ محمود شبستری: گلشن راز، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۸ء، ص ۹
۷۵۔ مثنوی معنوی، دفتر اول ص ۶۱
۷۶۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، از کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۰
۷۷۔ سام مرزا سامی صفوی: تحفۂ سامی، مرتب وحید دستگردی ص ۱۹۱
۷۸۔ اوحدی مراغہ ای: مرتبہ سید یوشع، مدراس ۱۹۵۱ء ص ۷۴
۷۹۔ مرزا مظہر جانجاناں: دیوان مرزا مظہر جانجاناں، مطبع مصطفائی، کانپور، ۱۲۷۱ھ ص ۷
۸۰۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۵۷
۸۱۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۴۳
۸۲۔ سنائی: دیوان حکیم سنائی، بکوشش مظاہر مصفا، ۱۳۳۶ش، ص ۱۲۲

۸۳- گلستان سعدی مشمولہ کلیات سعدی ص ۸۷
۸۴- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۸۷
۸۵- مثنوی معنوی، دفتر اول ص ۱۰
۸۶- حافظ: دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی، باہتمام محمد قزوینی و قاسم غنی، تہران، ۱۳۶۰ھ، ص ۱۴۱
۸۷- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲۰
۸۸- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۵۵
۸۹- شیخ علی حزیں: دیوان حزیں، مرتب بیژن ترقی، ۱۳۵۰ش، ص ۲۰۲
۹۰- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۶۲
۹۱- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۱
۹۲- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲۰۷

۹۳- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۷

۹۴- شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۵۱۵

۹۵- ناصر علی سرہندی: دیوان ناصر علی، مطبع نولکشور (لکھنؤ)، ۱۸۷۹ء، ص ۱۰۶

۹۶- شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۱

۹۷- آصفی ہروی: دیوان (قلمی) ق ۱۲ ب، مملوکہ مزمل لائبریری، علیگڑھ

۹۸- شیخ سعدی: گلستان سعدی، از کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۵

۹۹ (الف)- حافظ: دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی، باہتمام محمد قزوینی و قاسم غنی، تہران، ۱۳۶۰ھ ص ۲۵

۹۹ (ب)- شرف الدین بخاری: مثنوی نام حق (قلمی)، ق ۲ الف، مملوکہ مزمل لائبریری، علیگڑھ

۱۰۰- شیخ سعدی: گلستان سعدی، از کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۵

۱۰۱- شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی،

مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۶۰
۱۰۲- نظیری دیوان نظیری نیشاپوری، مرتب مظاہر مصفا، ۱۳۴۰ش ص ۴۶
۱۰۳- نظامی گنجوی حکیم: شرفنامہ، " کلیات خمسہ " تہران، ۱۳۵۱ش، ص ۸۴۲
۱۰۴- عبد الباقی نہاوندی: مآثر رحیمی
۱۰۵- هلالی : دیوان ہلالی چغتائی، مرتب سعید نفیسی، ۱۳۳۷ش، ص ۲
۱۰۶- شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۴۹۰
۱۰۷- جامی: کلیات جامی مطبع نولکشور، کانپور، ۱۹۰۰ء، ص ۱۲۰
۱۰۸- حافظ : دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی، باہتمام محمد قزوینی و قاسم غنی، تہران، ۱۳۶۰ھ، ص ۱۷۹
۱۰۹- شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۳
۱۱۰- مولانا روم: دیوان موسوم بہ شمس الحقایق، مرتب رضا قلی ہدایت، تبریز، ۱۲۸۰ھ ص ۱۳۹
۱۱۱- سلطان ولد، بہاء الدین محمد بلخی: مولوی دیگر (دیوان سلطان ولد): مصحح حامد ربانی، ۱۳۶۳ھ، ص ۲۴۰
۱۱۲- مثنوی معنوی دفتر اول ص ۲۱۲
۱۱۳- مرزا غالب: کلیات غالب، مطبع اودھ اخبار لکھنو، ۱۸۷۲، ص ۴۴۲

۱۱۴- حافظ : دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی، باہتمام محمد قزوینی و قاسم غنی، تہران ، ۱۳۶۰ھ، ص ۳۰

۱۱۵- خاقانی شروانی : دیوان خاقانی شروانی، ۱۳۶۲ش ، ص ۳۶۸

۱۱۶- آصفی ہروی : دیوان (قلمی)، ق ۳ ب ، مملوکہ مزمل اللہ خاں لائبریری علی گڑھ

۱۱۷- ہدایت ، رضا قلی خاں: تذکرہ ریاض العارفین ، مرتب مہر علی گرکانی ، ۱۳۴۴ش ، ۴۰۷ص

۱۱۸- حافظ : دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی، باہتمام محمد قزوینی و قاسم غنی، تہران ، ۱۳۶۰ھ، ص ۲

۱۱۹- امیر خسرو: کلیات غزلیات خسرو ، جلد چہارم ، مرتب اقبال صلاح الدین ، پیکجز لمیٹڈ ، لاہور ، ۱۹۷۵ . ص ۳۵۲

۱۲۰- شیخ سعدی: گلستان سعدی ، از کلیات سعدی ، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب ، مطبوعہ ایران (س ن) ، ص ۹۷

۱۲۱- شیخ سعدی: گلستان سعدی ، از کلیات سعدی ، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب ، مطبوعہ ایران (س ن) ، ص ۳

۱۲۲- شاہی سبزواری: دیوان امیر شاہی سبزواری ، مرتب: سعید حمیدیان ، ۱۳۴۸ش ، ص ۳۰

۱۲۳- حافظ : دیوان حافظ ، اہتمام حسین پژمان ، تہران ، ۱۳۱۵ش ، ص ۹

۱۲۴- مسافر ----
۱۲۵- شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۸۷
۱۲۶- شیخ سعدی: مثنویات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۶۵
۱۲۷- دیوان حافظ، مرتبہ پژمان، ص ۱۵۵
۱۲۸- طالب آملی: کلیات اشعار ملک الشعرا، طالب آملی، مرتب طاہر شہاب، ص ۷۶۴
۱۲۹- اقبال: ضرب کلیم، ص ۹
۱۳۰- سفینۂ شیخ علی حزیں، مرتبہ مسعود علی، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد، ۱۹۳۰ء، ص ۱۷
۱۳۱- شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۵
۱۳۲- شیخ سعدی: گلستان سعدی، از کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۱
۱۳۳- خوشی محمد خاں ناظر: دیوان
۱۳۴- شیخ سعدی: غزلیات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۹
۱۳۵- امیر خسرو: کلیات غزلیات خسرو، جلد سوم، مرتب اقبال صلاح الدین، پیکجز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص ۱۴۲
۱۳۶- شیخ سعدی: مثنویات سعدی، مشمولہ کلیات

سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۶۶
۱۳۷۔ عرفی شیرازی: کلیات اشعار مولانا عرفی شیرازی، مرتب: جواہر وجدی، ص ۴۹۱
۱۳۸۔ مثنوی معنوی، دفتر اول، ص ۱۱۸
۱۳۹۔ جامی: کلیات جامی، مطبع نولکشور، کانپور، ۱۹۰۰ء ص ۲۴۴
۱۴۰۔ پژمان: بہترین اشعار، طہران، ۱۳۱۳ش، ص ۴۱۹
۱۴۱۔ بانگ درا، ص ۔۔۔
۱۴۲۔ شیخ سعدی: مراثی سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۶۶
۱۴۳۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۸۷
۱۴۴۔ حافظ : دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی، باہتمام محمد قزوینی و قاسم غنی، تہران، ۱۳۶۰ ھ، ص ۵۱
۱۴۵۔ آذر، لطف علی: آتشکدۂ آذر، مرتب سید جعفر شہیدی، ۱۳۳۷ش، ص ۲۶۹
۱۴۶۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۷
۱۴۷۔ شیخ سعدی: مثنویات سعدی، مشمولہ کلیات

سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۶۵

۱۴۸۔ شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۰۳

۱۴۹ (الف)۔ کلیم کاشانی، ابوطالب: دیوان ابوطالب کلیم کاشانی، مرتبہ پرتو بیضائی، ۱۳۳۶ش، ص ۳۲۶

۱۴۹ (ب)۔ نسبتی تھانیسری: انتخاب نسبتی تھانیسری (قلمی)، مملوکہ مزمل اللہ خاں لائبریری علی گڑھ، ق ۶ الف

۱۵۰۔ شیخ سعدی: قطعات سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۱۳۱

۱۵۱۔ امیر خسرو: کلیات غزلیات خسرو، جلد سوم، مرتبہ اقبال صلاح الدین، پیکجز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص ۷۹

۱۵۲۔ اقبال، محمد: ارمغان حجاز، احسن برادرز، ۱۹۵۱ء، ص ۱۶۵

۱۵۳۔ مولانا روم: دیوان موسوم بشمس الحقایق، مرتبہ رضا قلی ہدایت، تبریز، ۱۲۸۰ھ ص ۲۵۹

۱۵۴۔ سفینہ شیخ علی حزیں، مرتبہ مسعود علی، دار الطبع جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد، ۱۹۳۰ء، ص ۸۴ و بزم ایران: سید محمد رضا طباطبا الیزدی، نظامی پریس لکھنؤ ۱۹۲۶ء، ص ۴۷۶

۱۵۵۔ نظیری: دیوان نظیری نیشاپوری، مرتبہ مظاہر

مصفا، ۱۳۴۰ش، ص ۲۸۵
۱۵۶- شیخ سعدی: بوستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی، مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۴
۱۵۷- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۲۹
۱۵۸- نظامی گنجوی، حکیم: شرفنامہ "کلیات خمسہ"، تہران، ۱۳۵۱ش ص ۸۸۶
۱۵۹- شیخ سعدی: گلستان سعدی، مشمولہ کلیات سعدی، مرتبہ محمد علی فروغی و استاد عبدالعظیم قریب مطبوعہ ایران (س ن)، ص ۳۱
۱۶۰- مثنوی معنوی، دفتر چہارم، ص ۴۱۷
۱۶۱- بانگ درا، ص ۳۰۰
۱۶۲- واقف لاہوری، شیخ نور العین: دیوان واقف، مطبع منشی نولکشور، کانپور، ۱۸۸۷ء، ص ۲۱۴
۱۶۳- نسبتی تھانیسری: انتخاب نسبتی تھانیسری (قلمی)، مملوکہ مزمل اللہ خاں لائبریری علی گڑھ، ق ۹ ب
۱۶۴- مثنوی معنوی، دفتر سوم ص ۲۹
۱۶۵- اقبال، سر محمد: پیام مشرق، در نظم "الملک للہ"، لاہور، ۱۹۵۴ء، ص ۱۵۰
۱۶۶- مرزا غالب: کلیات غالب، مطبع اودھ اخبار، لکھنو ۱۸۷۲ء، ص ۳۶۳
۱۶۷- ابن یمین: دیوان اشعار ابن یمین- مرتب حسین

علی باستانی راد، ۱۳۴۴ اش، ص ۵۰۲
۱۶۸۔ عرفی، جمال الدین: کلیات اشعار مولانا عرفی شیرازی، مرتب جواہر وجدی، ص ۹۲
۱۶۹۔ فرید الدین عطار: اسرار نامہ، مرتب دکتر سید صادق گوہرین، ۱۳۳۸ اش، ص ۱۲۲
۱۷۰۔ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوبات شیخ (برحواشی اخبار الاخیار)، ص ۵
۱۷۱۔ اقبال: زبور عجم، ص ۲۱۳

اشاریہ

شعرائے کرام

بیاض آزاد

ابوالکلام آزاد کی تحریروں میں مستعمل اشعار

حرفے چند

مولانا ابوالکلام آزاد کی مختلف تصانیف اور ان کے جریدوں میں شائع شدہ تحریروں سے یہ اشعار جمع کیے گئے ہیں۔ مولانا کا شعری ذوق بڑا اچھا تھا اور نثر میں شعر استعمال کرنا شروع سے انکا ذوقی فضول تھا۔

اشعار کے استعمال کی کیفیت یہ ہے کہ مثلاً غبارِ خاطر میں سوائے ۵ر دسمبر ۱۹۴۳ء کے مکتوب کے (پانچویں بیلسی جیل کی سرگزشت) پوری کتاب میں صرف ایک ورق ایسا بھاگ نکلا ہے جس پر کوئی شعر/مصرع نہیں ہے۔ ورنہ ہر ورق پر آپ کو کوئی مصرع یا شعر ضرور ملے گا۔

اس بیاض میں اردو کے ۱۵۵ اشعار ۱۱۶ مصرعے، فارسی کے ۲۷۰ اشعار ۱۹۳ مصرعے اور عربی کے ۳۷ اشعار اور ۱۳ مصرعے ہیں۔

رہی ان اشعار کی تخریج، تو چند جگہوں پر ہم نے دو چار سامنے کے ماخذ سے انہیں دیکھ لیا اور لکھ دیا لیکن سارے اشعار کے لیے تو ہمارے عصر میں اس فن کے امام نواب رحمت اللہ خاں شروانی صاحب سے درخواست کی جا رہی ہے کہ وہ اس کے لیے وقت نکالیں، انھوں نے اس سے قبل غبارِ خاطر اور تذکرہ کے اشعار کی تخریج میں مالک رام صاحب کی مدد کی تھی۔

اس بیاض کے اردو، فارسی حصے میں اشعار کی ترتیب ردیف وار کے بجائے شعر کے ابتدائی حرف/لفظ سے ہو گئی ہے (بلکہ غور سے دیکھیں تو الفبائی ترتیب بھی جا بجا بگڑ گئی ہے)۔ مناسب تر یہ تھا کہ ترتیب ردیف وار ہوتی جس سے ایک ہی غزل کے اشعار جو جا بجا بکھر گئے ہیں ایک ہی جگہ آ جاتے۔ عربی میں البتہ ردیف وار ہے۔ اگلے ایڈیشن میں یہ ترتیب عربی ہی کے انداز پر ردیف وار رکھی جائے گی۔

دوسرے یہ کہ اس بیاض میں ایسے متعدد شعر نقل ہونے سے رہ گئے جو غبارِ خاطر، تذکرہ، ترجمان القرآن اور خطوط میں موجود ہیں۔ ایسے رہ جانے والے شعر اگلے ایڈیشن میں اضافہ کیے جائیں گے، جن کی تخریج اب اس لیے آسان ہو گئی ہے کہ مالک رام صاحب نے ان چاروں کو ایڈٹ کیا ہے اور نواب رحمت اللہ خاں شروانی کے تعاون و توجہ سے انھوں نے بڑے سلیقے سے اشعار کی تخریج کر دی ہے، بلکہ خود ہماری اس بیاضِ آزاد کے بہت سے اشعار کی تخریج ان کتابوں کی مدد سے بآسانی ہو سکتی ہے اگر کوئی تھوڑا سا بھی وقت لگا دے (کچھ تو ہوئی، باقی آیندہ)۔ یوں بھی کی کرائی محنت موجود ہے تو بہت زیادہ ضرورت بھی نہیں رہ رہی ہے۔

(مرتب)

آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم — ہو گئے خاک انتہا ہے یہ

آنکھوں میں بسا دوں اس آئینہ رو کو جگہ ہو لے — ٹپکا کرے ہے بسکہ یہ گھر نم بہت ہے یاں

آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب — تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحام (غالب)

اس کشمکش میں "آپکا" مداح "نامور" — "آقائے نامور" سے نہ کچھ کر سکا کلام (غالب)

اب تو آرام سے گذرتی ہے — عاقبت کی خبر خدا جانے (شاہ عالم ثانی)

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہو تم کہیں — القصہ خوش گذرتی ہے اس بدگمان سے

اخبار لودھیانہ میں میری نظر پڑی — تحریر ایک جس سے ہوا بندہ تلخ کام (غالب)

ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو جگر — کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ بے نیام (غالب)

وہ فرد جس میں نام ہے نیر المطا لکھا — جب یاد آگئی ہے کلیجہ لیا ہے تھام (غالب)

ادا میں شب کی تو سب لوگ دیکھتے ہیں مگر — ہم ان کی بگڑی سحر کو دیکھتے ہیں

ادھر اللہ سے واصل، ادھر مخلوق میں شامل — مقام اس برزخ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدّد!

اے دمشت ناصواب میں کیونکر نہ جائے دل — میں دل کو آزماؤں، مجھے آزمائے دل

۶

اس بزمِ پر فروغ میں اس تیرہ بخت کو — کمتر ملا نشست میں از روئے اہتمام (غالب)

اس کی محفل کی دیکھنا تہذیب — بات کا انتظام ہوتا ہے

اس وقت ہے دعا و اجابت کا وقت میرؔ — اک نعرہ تو بھی پیشکشِ صبح گاہ کر (میر)

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے — کہ تا ہو جائے لذت آشنا غمِ دوراں سے (ذوق)

اسی کی سی کہنے لگے اہلِ حشر — کہیں پرسشِ دادخواہاں نہیں (آزردہ)

اُگ رہا ہے در و دیوار پہ سبزہ غالبؔ — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے (غالب)

اللہ رے گمرہی رہِ بت خانہ چھوڑ کر — مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ (مومن)

اندھیرا ہے، تلاطم ہے، ہوائے تند ہے، لیکن — ہمیں ڈر اے محمد کیا، ہمارے ناخدا تم ہو

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی — یاں عمر کٹ چکی ہے اسی اضطراب میں

اے خانہ برانداز چمن! کچھ تو ادھر بھی — گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی (سودا)

ایک بوسے پہ یہ لڑائی؟ حیف — دس نہیں، سو نہیں، ہزار نہیں

اک عمر چاہیے کہ گوارا ہو نیشِ عشق — رکھی ہے آج لذتِ زخمِ جگر کہاں؟ (حالی)

ایک ہم ہیں، کہ ہوئے ایسے پشیمان، کہ بس — ایک وہ ہیں، کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہونگے! (مومن)

بتوں کی دید کو جاتا ہوں دیر میں قائمؔ — مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نہ کرے (قائم چاند پوری)

بڑا مزہ ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ — وہ منتوں سے کہیں "چپ رہو خدا کیلئے"

بوسۂ لب تو دیا، کیا کہنا — کیجیے کچھ بڑھ کے بھی ہمت ہوگی؟

بہت سعی کیجیے تو مر رہیے میرؔ — بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے (میر)

بہت لگتا ہے جی صحبت میں ان کی — وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں

بہرِ تسکیں دل نے رکھ لی ہے غنیمت جان کر — وہ جو وقتِ ناز کچھ جنبش ترے ابرو میں ہے! (نواب کلب علی خاں)

بیخود اس دور میں ہیں سب حاتم — ان دنوں کیا شراب سستی ہے

۷

بیکاریٔ جنوں میں ہے سر پیٹنے کا شغل
جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی (غالب)

پامال اک نظر میں قرار و ثبات ہے
اس کا نہ دیکھنا نگہِ التفات ہے

پھر چھیڑا میر حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم (میر حسن)

پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیٔ گفتار
رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے! (غالب)

پہلے ڈالی ہے سرِ رشتۂ امید میں گانٹھ
پیچھے ٹھونکی ہے بنِ ناخنِ تدبیر میں کیل (غالب)

پہلے ہی اپنی کون سی تھی قدر و منزلت
پر شب کی منتوں نے ڈبو دی رہی سہی

پہنچا تو ہوگا مسمعِ مبارک میں حالِ میرؔ
اس پر بھی جی میں آئے تو دل کو لگائیے (میر)

تالیف نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں
مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا (غالب)

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں (درد)

تعزیرِ جرمِ عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوقِ گنہ یاں سزا کے بعد (غالب)

تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی
قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے؟ (آتش)

تم مجھے یاد کرو پھر لے کیا یاد رہے
نہ خدائی کی ہو پروا نہ خدا یاد رہے

تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ
اس میں کچھ شائبۂ خوبیٔ تقدیر بھی تھا (غالب)

تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے
تیرا پتہ نہ پائیں تو ناچار کیا کریں! (غالب)

جس کا تو قائل ہو اس کے واسطے
کون سی لذت ہے خنجر سے لذیذ

جو کام میں غیر کے ہوئیں صرف
افسوس وہ دلربا ادائیں!

جو کوئی آئے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں؟

جولاں گہ ہے اس کی قصرِ پامال
اے خاک! نوید سرفرازی! (مومن)

چاک مت کر جیب بے ایامِ گل
کچھ ادھر کا بھی اشارہ چاہیے! (غالب)

چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے
وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے (غالب)

حکمِ اخیر کی تھی توقع بروزِ حشر
باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا!

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر الٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے (غالب)

خطاب و خلعت و اعزاز مول لینے کو — کوئی ہے ملک فروش اور کوئی قوم فروش
نیا یہ پاس ادب ہے کہ بدلے سجدوں کے — ہوئی ہیں مسجدیں پامال صد پاپوش

دامن اس کا تو بھلا دور ہے اے دستِ جنوں — کیوں ہے بیکار، گریباں تو مرا دور نہیں (آزردہ)

در خور عشق حقیقی ہیں یہ اہلِ تقویٰ — ہم سے لوگوں کے لیے عشق بتاں پیدا ہے

درد بے جاں کی عوض ہر رگ و پے میں ساری — چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا!

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے، کہ آخر — نہ نالۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے — غم آوارگی ہائے صبا کیا (غالب)

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھ کو ہلاک — رنج یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازاں ہوگا

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا — یاں آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں! (غالب)

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا — میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے! (غالب)

ڈھونڈ لاتے تمہیں اس بت کو خدارا اے شیخ — تم خدا ترس تھے، اک کام ہمارا کرتے!

رات اور زلف کا یہ افسانہ — قصہ کوتہ، بڑی کہانی ہے

رگ و پے میں جب اترے زہر غم تب دیکھیے کیا ہو — ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمائش ہے! (غالب)

رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں! (غالب)

رہا ہوں رند بھی میں اور پارسا بھی میں — مری نظر میں ہیں رندان و پارسا ایک ایک (حالی)

رہے اک بانکپن بھی بے دماغی میں تو زیبا ہے — بڑھا دو چین ابرو پر ادائے کج کلاہی کو

رہے پہلو میں دل یا اس کا خنجر — غرض دل بھرتا ہے ہمنشیں سے

زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے! — پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

زباں جلائی، کیے قطع ہاتھ بہنوں سے — یہ بند و بست ہوئے ہیں مری دعا کے لیے! (داغ)

ساقی مرے دے کہ اہل مجلس — ہائی ہائی پکارتے ہیں!

سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم — ناظم رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام (پرستشِ ناظم)

سخت شرمائے وہ، اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں — چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرتا

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا (غالب)

سر پہ ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے — وہ ایک مشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے (غالب)

سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست — لیکن خدا کرے، وہ تری جلوہ گاہ ہو! (غالب)

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر — مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا! (محمد یار خاں امیر)

شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں (غالب)

شیخ جی آپ کے آتے ہی ہوا دیر خراب — قصدِ کعبہ کا نہ کیجے گا، یہ ایں یُمنِ قدوم! (مومن)

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ؟ — دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

مومن نہ لے مرے جرم و گناہِ بے حد کا — الٰہی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں

غالب ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست — مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں! (غالب)

غصہ میں ان کو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش — کیا لطف ہم نے شب کو اٹھائے عتاب میں!

غلط یہی اثرِ آہ و نالہ، پر ناظم — رہے نہ دل میں ہوس آذیہ بھی کر دیکھو (ناظم)

فروغِ حق کو نہ ہوگا زوال دنیا میں — ہمیشہ بدر رہے گا "ہلال" دنیا میں

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے — نالہ پابندِ نے نہیں ہے! (غالب)

قائل تو ہو گئے ہیں وہ تاثیرِ عشق سے — موقع نکالنا سو یہ حکمت کی بات ہے

قسمت کیا ہر ایک کو قسّامِ ازل نے — جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا!

قید میں بھی ترے وحشی کو رہی زلف کی یاد — ہاں کچھ اک رنجِ گرانباریِ زنجیر بھی تھا (غالب)

کام تھے عشق میں بہت پر میر — ہم ہی فارغ ہوئے شتابی سے (میر)

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی — کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے (آزردہ)

کبھی حکایتِ رنجِ گراں نشیں کہیے — کبھی شکایتِ صبرِ گریز پا کہیے! (غالب)

کبھی خوش بھی کیا ہے جی کسی رندِ شرابی کا — بھڑ اٹھے منہ سے منہ ساقی ہمارا اور گلابی کا! (درد)

کچھ ہو رہے گا عشق و ہوس میں بھی امتیاز — آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر (میر)

گرے کیا کعبہ میں، جو سرِ بت خانہ سے آگے — یہاں تو کوئی صورت بھی ہے، واں اللہ ہی اللہ ہے! (ذوق)

کس نے یوں پیار کیا؟ کس نے وفا کی ایسی؟ — کیوں کریں قتل کسی کو وہ ہمارے ہوتے؟

کہنے لگے رقیب کے کیا طعن اثر! — تیرا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

کشتوں کا تیری چشمِ سیہ مست کے مزار — ہوگا خراب بھی تو خرابات ہوویگا!
کلیوں میں اہتزاز ہے پروازِ حسن کی — سینچا تھا کس نے باغ کو مرغی کے خون سے
کون ایسا ہے جسے دست ہو دلسازی میں — شیشہ ٹوٹے تو کریں لاکھ ہنر سے پیوند (سودا)
کوئی تو بات ہنسی کی نکلے — خندۂ صبح قیامت ہی سہی!
کہاں وہ دل ہے، کہاں اب وہ ہمتیں دل کی — لہو رگوں میں ہے لیکن کہاں وہ باقی جوش
گلے میں طوق غلامی ہے زیور ناموس — گئے وہ دن کہ پھرا کرتے تھے علم بردوش
نہیں ہے گو "بعمل کوش" پر عمل اپنا — مگر یہ کہتا ہے فیشن کہ "ہرچہ خواہی پوش"
کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے، ورنہ — یوں ہے کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے! (غالب)
کھلے کیا دل در و دیوار کے آثار باقی ہیں — ہوا ہر چند گھر ویران صحرا پھر بھی صحرا ہے
کھو گیا دل کھو گیا، ہوتا تو کیا ہوتا امیر؟ — جانے دو اک بے وفا جاتا رہا جاتا رہا
کی ہم نفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچھے رہے آپ اُس سے مگر مجھ کو ڈبو آئے (غالب)
گالی سے کون خوش ہو مگر حسنِ اتفاق — جو تیری خو تھی، وہ ہی مرا مدعا ہوا
گلگونۂ عارض ہے، نہ ہے رنگِ حنا تو — اے خوں شدہ دل! تُو تو کسی کام نہ آیا!
گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن — اے ذوق اس جہاں میں ہے زیب اختلاف سے (ذوق)

گو مے ہے تند و تلخ، پہ ساقی ہے دلربا — اے شیخ بن پڑے گی نہ کچھ ہاں کیے بغیر
گو وہ سنتے نہیں پر ہم تو کسی حیلے سے — ایک دو بات محبت کی سنا آتے ہیں!
لذتِ معصیتِ عشق نہ پوچھ — خلد میں بھی یہ بلا یاد آئی (غالب)
لغزش نہ ہو، بلا ہے حسینوں کا التفات — اے دل سنبھل، وہ دشمنِ جاں مہرباں ہے اب
لیجائیے دکھلانے اسے مصر کا بازار — خواہاں نہیں پر کوئی وہاں جنسِ گراں کا (غالب)
مجلس طرازیوں کے چکھاؤں گا سب مزے — تم اتفاق سے کہیں تنہا اگر ملے
مجھے یہ ڈر ہے، دلِ زندہ! تو نہ مر جائے — کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے! (درد)
محابا کیا ہے میں ضامن، ادھر دیکھ — شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا؟ (غالب)
محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا — یاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا (غالب)

مختصر حال چشم و دل یہ ہے — اس کو آرام اس کو خواب نہیں! (امجد)

مرتا ہوں اس آواز پہ، ہر چند سر اڑ جائے — قاتل سے وہ لیکن یہ کہے جائے کہ "ہاں اور" (غالب)

مسجد کے زیر سایہ اک گھر بنا لیا ہے — یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے (غالب)

مشاطہ کا قصور سہی سب بناؤ میں — کیا اس نے اس نظر کو بھی پرفن بنا دیا؟

معتقد ہوں کعبے کا آخر، مگر جا کر وہاں — عبرت آئی ہے، کہ کیا بتخانہ ویراں ہو گیا؟ (ناظم)

مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر! (غالب)

ملے جو حشر میں لے لوں زبان ناصح کی — عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کیلیے (داغ)

موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انساں — ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

میری وفا کی داد، نہ جرم عدو سے بحث — کیا خوبیاں ہیں میرے تغافل شعار میں

میں اپنی چشم شوق کو الزام کیا دوں — تیری نگاہ شرم سے کیا کچھ عیاں نہیں؟

میں اور بزم بادہ کشی ہو گئیں مجھے — یہ کم نگاہیاں تیری بزم شراب میں

میں اور بزم مے سے یوں تشنہ کام آؤں — گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا (غالب)

نازسے، عشوہ سے، غمزہ سے لگا لیتے ہیں — وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے! (غالب)

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ! — اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ! (غالب)

نقصاں نہیں جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — دو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں (غالب)

نمود اپنی دکھا دو گھڑی میں ڈوب گیا — کہے تو میر بھی اک بلبلہ تھا پانی کا (میر)

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو — ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا

نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا بھی ورنہ صدا — در قبول تو اس آرزو میں باز رہا!

نہ پینیں نہ ہو قتل، انصاف یہ ہے — کہ ہم خود بدآموز قاتل ہوئے ہیں (ثاقب لکھنوی)

نہ دم ہے نہ تم آئے کہیں سے — پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے (انور دہلوی)

نہیں ہے طاقت گفتار اور اگر ہو بھی — تو کس امید پہ کہیے کہ مدعا کیا ہے؟

نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے (غالب)

نیم بسمل اس نے گر چھوڑا، تو کچھ پروا نہیں — پر یہ غم ہے اعتبارِ دستِ قاتل اٹھ گیا

وصال یوں ہے جو وصل امتحان کر دیکھو — امیر یوں ہی سہی چند روز مر دیکھو! (امیر مینائی)

وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے — مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو (غالب)

وہ حلقہ ہائے زلف، کمیں میں ہیں اے خدا! — رکھ لیجیو میرے دعویٔ وارستگی کی شرم! (غالب)

وہ زمانہ کیا ہوا جب مری آہ میں اثر تھا — یہی چشم خوں فشاں تھی، یہی دل، یہی جگر تھا

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرتِ زہد کی — میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے!! (مصطفیٰ خاں شیفتہ)

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی — اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی (غالب)

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر! (غالب)

مقصد ہے ناز و غمزہ ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر (غالب)

ہر داغِ معاصی مرا اس دامنِ تر سے — جوں حرفِ سرِ کاغذِ نم اٹھ نہیں سکتا! ذوق

ہستی سے عدم تک نفسِ چند کی ہے راہ — دنیا سے گزرنا سفر ایسا ہے کہاں کا (سودا)

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد — عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے (غالب)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں — کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے (غالب)

ہم سا کوئی گمنام زمانے میں نہ ہوگا — گم ہو وہ نگیں جس پہ کھدے نام ہمارا (ناسخ)

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے — انھیں زلفوں کے سب اسیر ہوئے (میر)

ہوتا ہے ازدحامِ تمنا اس قدر — ہوتی ہے جتنی دیر کشود نقاب میں

ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے (غالب)

ہے آج سرگزشت اپنی — کل اس کی کہانیاں بنیں گی! (امیر مینائی)

ہے اعتماد مرے بختِ خفتہ پر کیسا کیا — وگرنہ خواب کہاں چشمِ پاسباں کیلئے (مومن)

ہے ایک خلق کا خوں اشکِ خوں فشاں پہ ترے — سکھائی طرز لے دامن اٹھا کے آنے کی (مومن)

ہیں آج کیوں ذلیل، کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیٔ فرشتہ ہماری جناب میں (غالب)

ہیں ستارے کچھ، نظر آتے ہیں کچھ — دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا! (غالب)

ہیں یتیمان حسین کے ہم ادنیٰ خادم
یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
یاں سے واں، واں سے یہاں، حکم ہوا وصل کی شب
یاں عجز بے ریا ہے، نہ واں نازِ دلفریب
یاں لعل فسوں ساز نے باتوں میں لگایا
یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے
یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
یہ کہہ کے رخنے ڈالے اُن کی نقاب میں
یہ لوگ بھی غضب ہیں کہ دل پر یہ اختیار

دم گریہ تھمیں اے اہل عزا یاد رہے
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے (حالی)
ہم اٹھاتے ہی بچھاتے رہے بستر اپنا
شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک
وہ پیچ ادھر زلف اڑا لے گئی دل کو
ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے (شاد عظیم آبادی)
اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب میں
شب موم کر لیا، سحر آہن بنا لیا (میر)

مصرعے:

آباد ایک گھر ہے جہان خراب میں (مومن)
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا (غالب)
اب آنکھیں رہتی ہیں دو دو پہر بند
اب جس جگہ کہ داغ ہے یاں پہلے درد تھا (میر)
اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گزر گئے (میر)
اڑتی سی اک خبر تھی زبانی طیور کی (غالب)
اڑنے سے پیشتر ہی مرا رنگ زرد تھا (غالب)
اے کشتی نہیں ملتی اے ساحل نہیں ملتا
اس گھر میں جلایا ہے چراغ آرزو برسوں [illegible]
اک نگار آتشیں رخ، سر کھلا (غالب)
اتنی شکایتیں ہوئیں احسان ہو گیا
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں (ذوق)
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا (مومن)

بارے ہوئی قبول بڑی التجا کے بعد
بزم میں اہل نظر بھی تھے تماشائی بھی (حالی)
بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی (مومن)
بہت آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں (سہارنپوری)
تیرے جہاں میں لاکھ سہی، ہم مگر کہاں (حالی)
توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے (اقبال)
ترا آنا نہ تھا ظالم مگر تمہید جانے کی (داغ)
چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی (حالی)
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی (ذوق)
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے (ذوق)
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا
دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمک عوام (غالب)
دل سے دیوانے کو مت چھیڑ، یہ زنجیر نہ کھینچ (مومن)

دل کے ویرانے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی (ناسخ)

دو کروٹیں ہیں عالمِ غفلت میں خواب کی (ذوق)

دھری شراب ہے، بیٹھے ہیں جابجا ساقی!

دہن کا ذکر کیا، یاں سر ہی غائب ہے گریباں سے! (ذوق)

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے!

رہے نہ دل میں ہوس، آؤ یہ بھی کر دیکھو! (نظم)

زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا! (غالب)

ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں! (درد)

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا! (غالب)

شرب الیہود کرتے ہیں نصرانیوں میں ہم! (ذوق)

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے (غالب)

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

فقیرانہ آئے صدا کر چلے! (میر)

کرتے ہیں بھرنے کو یاں خالی تفنگ

کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی؟ ([illegible])

کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں، ہو تو کیوں کر ہو؟ (غالب)

کہیے کچھ بڑھ کے بھی ہمت ہو گی؟

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ (غالب)

کیا خوبیاں ہیں یہ کہ تغافل شعار ہیں!

کیا شکوہ تم سے، روئیے اپنے نصیب کو!

گزر چکی ہے یہ فصلِ بہار ہم پر بھی! ([illegible])

گویا نہ وہ زمیں ہے، نہ وہ آسماں ہے اب! (مومن)

گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں! (غالب)

لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی! (غالب)

مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا (غالب)

مقام اس برزخِ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدد کا!

مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا (غالب)

منہ پھیر کر ادھر کو، ادھر کو بڑھا کے ہاتھ ([illegible])

میاں، خوش رہو، ہم دعا کر چلے! (میر)

میرے دونوں ہاتھ نکلے کام کے! (داغ)

نام اس کا آسماں ٹھہرا لیا تحریر میں! ([illegible])

نسیمِ صبح، تیری مہربانی! ([illegible])

نسیمِ صبح جو چھو جائے، رنگ ہو میلا! (انشا)

نکل گیا ہے وہ کوسوں دیارِ حرماں سے (مصحفی)

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں (امیر مینائی)

نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی (غالب)

نے وہ سرور و شوق، نہ جوش و خروش ہے! (غالب)

وہ رہزن اور پھر ایسے کمیں سے!

ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں! (داغ)

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟ (حالی)

ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر! (غالب)

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں! (غالب)

ہیں بھی کہنے کو وہ بھی، اور کیا کہنے کو ہیں؟

یہ بعد از انفصال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا! (مومن)

فارسی

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند (حافظ)

آسودہ باد خاطر غالب کہ خوے اوست
آمیختن بہ بادۂ صافی گلاب را! (غالب)

آغشتہ ایم ہر سر خارے بہ خونِ دل
قانون باغبانیٔ صحرا نوشتہ ایم! (غالب)

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را
پیوند کردہ ام جگر پارہ پارہ را

آں بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ایم
اصلا دراں حدیث اقالہ نمی رود!

آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابیٔ بسیار

آنچہ دل از فکر آں می سوخت، بیم ہجر بود
آخر از بے مہریٔ گردوں بہ آں ہم ساختیم ([illegible])

آنانکہ غم تو برگزیدند ہمہ
در کوئے شہادت آرمیدند ہمہ!

در معرکۂ دو کون فتح از عشق است
با آنکہ سپاہ او شہیدند ہمہ!

آنکس کہ ترا بخواست جاں را چہ کند؟
فرزند و عیال و خان و ماں را چہ کند؟

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند؟

آنکہ او در کلبۂ احزاں پسر گم کردہ یافت
تو کہ چیزے گم نہ کردی، از کجا پیدا شود! (نظیری)

آنکہ دائم ہوس سوختن ما می کرد
کاش می آمد و از دور تماشا می کرد

آنکہ ایں نامۂ سربستہ نوشت است نخست
گرہے سخت بہ سررشتۂ مضمون زدہ است! (عرفی)

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج ست، احتیاج ست، احتیاج

آں نیست کہ صحرائے سخن جادہ ندارد
راہ دوں، روش کج نظری را چہ کند کس؟

آں نیست کہ من ہم نفساں را بگزارم
با آبلہ پایاں چہ کنم! قافلہ تیز است! ([illegible])

آں نیست کہ من ہم نفساں را نشناسم
با آبلہ پایاں چہ کنم، قافلہ تیز است!

آں ہمہ شعبدہائے کہ کند دیں ایں جا
سامری پیش عصا و ید بیضا می کرد

آہ ازاں حوصلۂ تنگ و ازاں حسن بلند
کہ دلم را گلہ از حسرت دیدار تو نیست! ([illegible])

آه این چه دوستی ست که سرهای یک دگر — خویشان بریده بر ره قاتل نهاده اند
آینده و گذشته تمنا و حسرت ست — یک کاشکی بود که به صد جا نوشته ایم
آیینه مارویِ ترا عکس پذیر ست — گر تو نه نمائی گنه از جانبِ ما نیست (عبدالقادر بیدل)
آیینه نقش بند طلسم خیال نیست — تصویر خود بلوح دگر می کشیم ما! (بیدل)
احرام عهد روز ازل کعبه کوی دوست — جز راه عشق هر که رود در خطا رود
احوال ما ز حوصله نامه بیش بود — لختی ز حال خویش به سیما نوشته ایم!
ازان بدرد دگر هر زمان گرفتارم — که شیوه های ترا با هم آشنائی نیست
ازان به دیر مغانم عزیز می دارند — که آتشی که نمیرد همیشه در دل ماست (حافظ)
ازان حساب تو هر دم تفاوتی دارد — که قد سرو نه بینی و سایه پیمایی
ازان که پیرویِ خلق گمرهی آرد — نمی رویم به راهی که کاروان رفته است (راقم سهیل)
از بهر چه گویم "هست" از خود خبرم چون نیست — وز بهر چه گویم "نیست" با او نظری چون هست!
از حق این چه سوال ست که معشوق تو کیست؟ — این سخن را چه جواب ست، تو هم میدانی!
از حضرت شهنشه خاطر نشان من بود — در مزد مدح سنجی صد گونه کامرانی
از رد و هم قبول تو فارغ نشسته ایم — ای آنکه خوب ما نشناسی ز زشت ما!
از ساز و برگ قافله بی خودان مپرس — بی ناله می رود جرسِ کاروانِ ما! (بیدل)
از صد سخن پیرم یک حرف مرا یاد ست — "عالم نه شود ویران تا میکده آباد است"! ([illegible])
از فرش خانه تا به لب بام ازان من — وز صحن خانه تا به ثریا ازان تو!
از ما بحلی، یک مباد این همه بیداد — در حوصله حلم خداوند نگنجد
از بیم درد دل ما، که یک زمان — خود را بحیله پیش تو خاموش کرده ایم (حزین اصفهانی)
از مکافات عمل غافل مشو — گندم از گندم بروید جو ز جو
از منطق و حکمت نگشاید در معشوق — این ها همه آرائش افسانه عشق ست!
از ناله ام مرنج که آخر شده ست کار — شمع خموشم و ز سرم درد می رود!
از نگه چشم تهی گشت و تماشا مانده ست — در زبان حرف نمانده ست و سخن‌ها مانده ست! (ظهوری)

از یک حدیثِ لطف کہ آں ہم دروغ بود — امشب ز دفتر گلہ صد باب شستہ ایم (کلیم)

ازیں فزوں نتوانی بمن جفا، ورنہ — تو آں نئی کہ جفائے توانی و نکنی

اسبابِ طرب ابر از مجلس بیروں — زاں پیش کہ ناگاہ ثقیلے رسد از در (فغانی)

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من — ویں حرف معمہ نہ تو خوانی و نہ من! (خیام)

اعتدال معانی از من پرس — کہ مزاج سخن شناختہ ام (فیضی)

افسوس کہ یاراں ہمہ از دست شدند — در پائے اجل یگاں یگاں پست شدند

اکنوں ہجوم کار بود مانع وصال — گل پر شد آں چناں کہ در بوستاں گرفت!

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست — کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست (سعدی)

اگر بہ ناز براند مرو کہ آخر کار — بصد نیاز بخواند ترا و ناز کنی!

اگر دماغم دریں شبستاں خمار شرم عدم نگیرد — ز چشمک ذرہ جام گیرم بہ آں شکوہے کہ جم نگیرد! (بیدل)

اگر شراب خوری جرعہ فشاں بر خاک — ازاں گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک! (حافظ)

اگر فردوس بر روئے زمین است — ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اگر نہ بہر من از بہر خود عزیزم دار — کہ بندہ خوبی او خوبی خداوند است

امروز نہ شاعرم، حکیم — دانندۂ حادث و قدیم
ہر موئے زمن تمام گوش ست — خاموشی من بصد خروش است
ایں بادہ کہ جوشد از ایاغم — خونے ست چکیدہ از دماغم (فیضی)

امید صلح ازاں با شکیب ایوب ست — کہ دشمن آتش انگیز و دوست محبوب ست

امید کہ چوں بندہ تنک مایہ نباشی — مے خوردن ہر روزہ ز عادات کرام ست (غالب)

امید ہست کہ بیگانگی عرفی را — بدوستی سخنہائے آشنا بخشند!

اندکے پیش تو گفتم غم دل، ترسیدم — کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

اندکے [illegible] شب بے اثری بیشت — آنکہ ہر شب می شنید از من مگر بیدار نیست

رباعی

انکار کئی خلق باش، تصدیق اینست — مشغول بخویش باش توفیق اینست
تبعیت خلق از حقت باطل کرد — ترک تقلید گیر، تحقیق اینست (بیدل)

اودر وداع و من بجزع، کزمئے و بہار — رطلے سہ چار ماندہ و روزے سہ چار خوش! [illegible]

رباعی

این جملہ کتابہا کہ در بر داری — سودے نکند چو نفس کافرداری
سر را بہ زمیں بہی تو در وقت نماز — آں را بہ زمیں بنہ، کہ در سر داری!

این دلیل از جبر می آورد او از اختیار — این سخن ہم درمیان ماندہ ست امینؔ بین

این رسم و راہ تازہ ز حرمان عہد ماست — عنقا بروزگار کسے نامہ بر نہ بود [illegible]

این رہ منزل قدس است میندیش و بیا — میل ازین راہ خطا باشد ہمین تا نکنی

این سخن را چوں تو مبدا بودہ — گر بیفزاید تو اش افزودہ

این کلام صوفیاں شوم نیست — مثنوی مولوی روم نیست

رباعی

این کوزہ چوں من عاشق زارے بودست — دربند سرے زلف نگارے بودست
این دستہ کہ بر گردن وے می بینی — دستیست کہ در گردن یارے بودست!

ایکہ ہرگز فرامشت نہ کنم — ہیچت از بندہ یاد می آید؟

اے بروں از وہم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من [illegible]

قطعہ

اے تیر غمت را دل عشاق نشانہ — خلقے بتو مشغول و تو غائب ز میانہ
گہ معتکف دیرم و گہ ساکن کعبہ — یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بخانہ! [illegible]

اے خوش آں عاشق سرمست کہ برپائے حبیب — سر و دستار نہ داند کہ کدام اندازد

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل — می بینمت عیاں و دعا می فرستمت (حافظ)

اے کاش بدے بجائے یک جاں صد جاں — تا یکشی و بار دگر میرم

اے کہ بودی افتخار دین و دنیا پیش ازیں — داستانت یاد دارد ہم زمان و ہم زمین

اے کہ اندر چشمۂ شور ست جات — تو چہ دانی شط و جیحون و فرات؟

چوں تو ہم میکنی تو نور ذات — ذات نبود وصف اسما و صفات

چوں قدم آمد، حدث گردد عبث — پس کجا داند قدیمی را حدث؟

وہم مخلوق ست و مولود آمد ست — حق نزائیدست او لم یولد ست!

اے کہ می گوئی چرا جامے بجانے می خری؟	این سخن با ساقی ما گو کہ ارزاں کردہ است!	([illegible])
اے متاع درد در بازار جاں انداختہ!	گوہر بہ سود در جیب زیاں انداختہ!	
اے محمد گر قیامت سر بروں آری ز خاک	سر بر آور دیں قیامت درمیان خلق بیں	
خون خلقے بے گناہے بہ حریم مسجدت	ز آستانہ بگذشت و دارا خون دل از آستیں	
پیروان دین حق را خون بخاک آغشتہ شد	از پئے خاکے کہ ہم مسلم برو سازد جبیں	
اے معتکف زاویہ ندوہ کجائی	از پردہ بروں آی کہ ما محرم رازیم	
اے ہم نفسان محفل ما	رفتید ولے نہ از دل ما	
با چوں توئی معاملہ بر خویش منت است	از شکوہ تو شکر گزار خودیم ما!	(عالم)
بادہ آں در خور ہر ہوش نیست	حلقہ آں سخرہ ہر گوش نیست!	([illegible])
بادہ در جوش ست و یاراں منتظر	ساقیا خذ ما صفا دع ما کدر	
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس!	([illegible])
با رفیقان ز خود رفتہ سفر دست نداد	سر صحرائے جنوں حیف کہ تنہا کردیم!	([illegible])
باز آ باز آ! ہر آنچہ ہستی باز آ!	گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ!	([illegible])
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی باز آ!	
باز اے دل پاکی باشی کہ با ما نیستی!	در کجائی، چند روزے شد کہ پیدا نیستی!	
باز تو اے بلبل عشق تو یاد می دہد	ہر کہ جنتی نیست خوش عمر بہ باد می دہد!	
بازم از نو تنم ابروئے کسے در نظر ست	سلخ ماہ دگر و غرہ ماہ دگر ست!!	
بازم بہ کہ بگریست، نہ شمع و نہ آفتاب	بام و درم ز ذرہ و پروانہ پر شدہ ست!	([illegible])
باشد کہ در میکدہ ما دریابیم	آں نور کہ در صومعہ ہا گم کردیم	
باکز نگاراں بگویم تا نشد از ہند دل	من وفائے دوست را در بے وفائی یافتم!	
بال بکشا و صفیر از شجر طوبیٰ زن!	حیف باشد چو تو مرغے کہ اسیر قفسے!	([illegible])
بالا بلند سرو قد خوش خرام من	کوتاہ کرد قصہ عمر دراز من!	
بالتفات نگاہ ہم جائے تہنیت ست	دعا کنید کہ نوعے ز امتحاں نبود	

با من آویزش او الفت موج ست و کنار   دمبدم با من و ہر لحظہ گریزاں از من! (حلیم)
بانگ قلم دریں شب تار   بس معنی خفتہ کردہ بیدار
می ریخت ز سحر کاری ژرف   از صبح ستارہ ز من حرف
ہر نغمہ کہ بستہ ام بریں تار   ناقوس نہفتہ ام بہ زنار
ایں گل کہ بہ بوستاں نثاری ست   از من بہ بہار یادگاری ست
بایں کہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں   کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ است!
بہ از زندگی قامت موزوں نازم   یک قبا نیست کہ شائستہ اندام تو نیست (ظہوری)
بجان و دل، اگرت ہست میل مانع نیست   مئے مغانہ سبیل و در مغاں باز ست
بجرم عشق اگر کشتی مرا ممنون احسانم   گناہ زاہد بے درد یارب چیست حیرانم (حزین)
بجرم عشق توام می کشند غوغائیست   تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست!
بجز متاع تجرد بہ بار خویش مبند   بہ ہر سفر کہ روی شرمسار رہزن باش
بحث و جدل بجائے ماں، میکدہ جوے کاندراں   کس نفس از جمل نزد، کس سخن از فدک نخواست
بخرام سوے کلبۂ احزان من شبے   تا بنگری کہ عشق تو با ما چہ میکند؟
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی   جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخارا (حافظ)
بدہ بشارت طوبیٰ کہ مرغ ہمت ما   بران درخت نشیند کہ بے ثمر باشد
بدیدار تو دل شادند با ہم دوستان تو   ترا ہم شادماں خواہم چو روے دوستاں بینی! (عرفی)
برآرم دیار از ہمہ لشکرش   بہ آتش بسوزم ہمہ کشورش! (فردوسی)
بر اہل ذوق در فیض در نمی بندد   نوائے بلبل اگر نیست صوت زاغ شنو!
بر چہرۂ حقیقت اگر ماند پردہ   جرم نگاہ دیدۂ صورت پرست ماست! (نظیری)

بر زمین نارسیدہ می پرسد: خانۂ انوری کجا باشد؟ (انوری)
بر سر تربت من چوں گذری، ہمت خواہ   کہ زیارت گہ رندان جہاں خواہد بود (حافظ)
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار   ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار (سعدی)

برو این دام بر مرغ دگر نه
که عنقا را بلند است آشیانه! (حافظ)

بزیر شاخ گل افعی گزیده بلبل را
نواگران نخورده گزند را چه خبر؟

بس کافرست زاهد از برهمن ولیکن
او را بت ست در سر و در آستین ندارد

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز می خواهی
متاع جمع کن، شاید که غارتگر شود پیدا!

بجز دل هر نقش و نگار بے معنی ست
همین ورق که سیه گشت، مدعا اینجاست! (نظیری)

بگو به مسیح از سر ما کشتگانِ عشق
یک زنده کردنِ تو به صد خوں برابرست ([illegible])

بگو حدیث وفا، از تو باور است، بگو
شوم فدائے دروغے که راست مانند است (ظہوری)

بلائے ہجر دارد انتظار پیر کنعانی
کسے داند که چوں یوسف عزیزے در سفر دارد!

بلبل به شاخ سرو به گلبانگ پہلوی
می خواند دوش درس مقامات معنوی (حافظ)

یعنی بیا، که آتش موسیٰ نمود گل
تا از درخت نکتهٔ تحقیق بشنوی

بلوح تربت پروانه این رقم دیدم
که آتشے که مرا سوخت، خویش را هم سوخت

بمزاحت نه گفتم این گفتار
هزل بگذار و جد ازو بردار!

بملک حبشی ما رو بنهاده سلطانے
که ما به صلح دهیم، او به جنگ می طلبد!

بندگانِ تو که در عشق خداوندانند
دو جہاں را به تمنائے تو بفروخته اند! (عرفی)

بندهٔ را که بفرمان خدا راه رود
نگزارند که در بند زلیخا ماند

بنشیں در دل ویرانه ام اے گنج مراد!
که من این خانه بسودائے تو ویران کردم

بنوش می، چو سبک روحی اے حریف مدام
علی الخصوص دریں دم که سر گران داری (حافظ)

بودند تنک شراب در مجلس عمر
یک لحظه ز ما پیشترک مست شدند

بوئے آں دود که امسال بہ ہمسایہ رسید
ز آتشے بود که در خانهٔ من پار گرفت! ([illegible])

به بدمستی سزد گر متهم سازد مرا ساقی
هنوز از بادهٔ دوشینه ام پیمانه بو دارد! (کلیم)

بحسن خلق توان کرد صید اہل نظر
بدام و دانه نگیرند مرغ دانا را

به تبسم، به خموشی، به تکلم، به نگاه،
می توان برد بهر شیوه دل آسان از من!

به خنجر زمیں را میستان کنم
به نیزه ہوا را نیستاں کنم! (فردوسی)

به درد و صاف ترا حکم نیست، دم درکش — که هرچه ساقیِ ما ریخت عین الطاف ست (حافظ)

به رمز نکته ادا می کنم که خلوتیان — سر سبو بگشادند و در فرو بستند! (نظیری)

به هر کجا ناز سر برآرد، نیاز هم پای کم ندارد — تو و خرامی و صد تغافل، من و نگاهی و صد تمنا! (بیدل)

بهر کس شیوهٔ خاصی در ایثار ست ارزانی — ز من مدح و ز لارڈ ایلگن برا گنجینه افشانی

به فسانهٔ هوس طرب، بتی از خودیم و پر از طلب — چه دمد ز صنعت صفرتی بجز این که ناله فزون کند (بیدل)

به کیش صدق و صفا حرف عهد بیکار ست — نگاه اهل محبت تمام سوگند ست!

به ناز کی ز بری پی به منزل مقصود — مگر طریق روش از سر نیاز کنی!

بنا گرفت چنان مرحبی وزید بدم — کز آن بر آینهٔ آسمان غبار آمد

به وحشت آرسم، صد بار بر خاک افگند شوقم — که نو پروازم و در شاخ بلندی آشیان دارم (نظیری)

بهر تو شنیده ام سخن ها — شاید که تو هم شنیده باشی

بیک تاختن تا کجا تاختم — چه گردن کشان را سر انداختم!

بیا تا گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم — فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم! (حافظ)

چو در دست ست رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش — که دست افشان غزل خوانیم و پاکوبان سر اندازیم! (حافظ)

بیا که رونق این کارخانه کم نشود — ز زهد همچو تویی یا به فسق همچو منی (حافظ)

بیداری میان دو خواب ست زندگی! — گرد تخیل دو سراب ست زندگی! (بیدل)

از لطمهٔ دو موج حبابی دمیده است — یعنی طلسم نقش بر آب ست زندگی! (بیدل)

بیا که مسئلهٔ عشق از آن دقیق تر ست — که حل شود به شرف از فکر باطل همه کس

بی پرده تاب محرمی راز ما مجوی — خون گشتن دل از مژه و آستین شناس

بی خار گل نباشد و بی نیش نوش هم — تدبیر چیست؟ وضع جهان این چنین فتاد (حافظ)

پر کن ز باده جام دمادم بگوش هوش — بشنو از او حکایت جمشید و کیقباد (حافظ)

بیفشان جرعه بر خاک حال اهل شوکت بین — که از جمشید و کیخسرو هزاران داستان دارد! (حافظ)

پای استدلالیان چوبین بود — پای چوبین سخت بی تمکین بود

پایم به پیش از سر این کو نمی رود	یاران خبر دهید که این جلوه گاه کیست؟	(نظیری)
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	که بورانیست باذنجان و باذنجان بورانی	
پری نهفته رخ و دیو در کرشمه و ناز	بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبی ست	(حافظ)
پنج روزے که درین مرحله مهلت داریم	خوش بیاسائے زمانے که زمان این همه نیست	(حافظ)
پهلو بشگافید و ببینید دلم را	تا چند بگویم که چنان ست چنان نیست!	
پے نافه هائے نجسته بو، مپسند زحمت جستجو	بخیال حلقهٔ زلف او، گرهے خور و بختن درآ	(بیدل)
پیر ما گفت خطا در قلم صنع نرفت	آفرین بر نظر پاک خطا پوشش باد!	(حافظ)
پیکاں ترا بجاں خریدار	من مرهم دیگران نخواهم	
تا بغایت ما هنر پنداشتیم	عاشقی هم ننگ و عارے بوده است!	(وحشی بافقی)
تا تازه و تر زنم رقم را!	در باده کشیده ام قلم را!	(عرفی)
تا تو بیدار شوی، ناله کشیدم ورنه	عشق کاریست که بے آه و فغان نیز کند	(اقبال)
تاثیر آه و ناله مسلم، ولے مترس	ما را هنوز عربده با خویشتن بسے ست	
تا دست رسم بود زدم چاک گریباں	شرمندگی از خرقهٔ پشمینه ندارم	(حزیں)
تا فصلے از حقیقت اشیا نوشته ایم	آفاق را مرادف عنقا نوشته ایم!	(غالب)
تاکے چو موج بحر بهر سو شتافتن	در عین بحر پائے چو گرداب بند کن!	(نظیری)
تا منفعل ز رنجش بیجا ببینمش	می آرم اعتراف گناه نبوده را	
تا نهال آرزو کے بر دهد	حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم	
تحقیق ز حال ما ز کسی تواں نمود	لختے ز حال خویش بسیما نوشته ایم	
ترا ز کنگرهٔ عرش می زنند صفیر	ندانمت که درین دامگه چه افتاده ست	(حافظ)
ترا نواله دمادم ز خوان "یطعمنی"	ترا پیاله مدام از شراب "یسقینی"	
مرا تو قبلهٔ دینی، ازاں سبب گفتم	بمردماں که "لکم دینکم ولی دین"	
ترک جاں در رهِ آں سرو رواں این همه نیست	عشق اگر زرخ نهد، قیمت جاں این همه نیست	
ترک جان و ترک مال و ترک سر	در طریق عشق اول منزل است	

تفاوت است میان شنیدن من و تو — تو بستن در و من فتح باب می‌شنوم!

تلقین درس اهل نظر یک اشارت است — کردم اشارتے و مکرر نمی‌کنم! (حافظ)

تمیز نیک و بد روزگار کار تو نیست — چو چشم آئینه، در خوب و زشت حیران باش! (صائب)

تنور لاله چنان بر فروخت باد بهار — که غنچه غرق عرق گشت و گل به جوش آمد! (حافظ)

تو به خویشتن چه کردی که به ما کنی نظیری — به خدا که واجب آمد ز تو احتراز کردن

تو شبانه می‌نمائی، به بر که بودی امشب؟ — که هنوز چشم مستت اثر خمار دارد

تو طریق صلوٰة کے دانی — گر نه خوانی خلاصهٔ کیدانی

تو فتنهٔ زمانه شدی ورنه روزگار — بود است پیش ازین قدرے آرمیده تو!

تو گل از باغ می‌خواهی من از گل باغ می‌جویم — من از آتش دخان بینم تو آتش از دخان بینی

تو مپندار که این زمزمه بے چیزے هست! — گوش نزدیک لبم آر که آوازے هست! (کلیم)

تو نخل خوش ثمر کیستی؟ که باغ و چمن — همه ز خویش بریده و در تو پیوستند!

تو نخل میوه فشاں باش در حدیقهٔ دهر — که کم درخت قوی خشک شد که بشکستند

تو نظر باز نهٔ، ورنه تغافل نگه است — تو زبان فهم نهٔ، ورنه خموشی سخن است! (ظهوری)

تو نیز باده به چنگ آر و راه صحرا گیر — که مرغ نغمه‌سرا ساز خوش نوا آورد! (حافظ)

تو و طوبیٰ و ما و قامت دوست — فکر هر کس بقدر همت اوست

تو و طوبےٰ و ما و قامت یار — فکر هر کس بقدر همت اوست! (حافظ)

تو هم شب را به کے می‌بری اے شمع کم فرصت! — گرفتم سر خط پروانهٔ آتش بجانی را!

جان بجاناں ده، وگرنه از تو بستاند اجل — خود تو منصف باش اے دل این بکن یا آن بکن!

جاں ز تن بردی و در جانی هنوز — دردها دادی و درمانی هنوز

جرم منست پیش تو گر قدر من کم ست — خود کرده ام پسند خریدار خویش را

جز سجده متاع دگر از کس نه پذیرفت — خاکے که ز نقش قدم او اثرے داشت!

جز محبت هر چه بردم، سود در محشر نداشت — دین و دانش عرضه کردم کس به چیزے بر نداشت (کلیم)

جلوهٔ کاروان ما نیست به نالهٔ جرس — عشق تو راه می‌برد، شوق تو زاد می‌دهد (فیضی)

جمال حال شود ترجمان استحقاق   دلیل آب جز تشنگی و تشنه لبی ست!

جمال صورت اگر واژگوں کنم بینند   کہ خرقہ پشمینی طلا موافست

جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد   کہ جان خستہ دلاں سوخت در بیابانش

جمال ہم نشیں درمن اثر کرد   وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

جوہر طینت آدم ز خمیر دگر ست   تو توقع ز گل کوزہ گراں می داری (حافظ)

جوہر نشیں من در تہ زنگار بماند   آں کہ آئینۂ من ساخت نہ پرداخت دریغ!

تو نظیری ز فلک آمدہ بودی چو مسیح   باز پس رفتی و کس قدر تو نشناخت دریغ!

چشم اگر اینست، و ابرو ایں، و ناز و عشوہ ایں   الفراق اے ہوش و تقویٰ! الوداع اے عقل و دیں!

چشم دارم از مسلمانان ہند   عاطفت برحال ما بیچارگان

چشم و گوش دست و پایم او گرفت   من بدر رفتم سرایم او گرفت!

چل سال رنج و غصہ کشیدیم و عاقبت   تدبیر ما بدست شراب دو سالہ بود! (حافظ)

چناں افیون ساقی در مے افگند   حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار (حافظ)

چناں قحط سالے شد اندر دمشق   کہ یاراں فراموش کردند عشق (سعدی)

چنداں کہ دست و پا زدم آشفتہ تر شدم   ساکن شدم میانۂ دریا کنار شد! (امیر)

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست   سخن شناس نہ ئی دلبرا خطا اینجاست! (حافظ)

چو تخم اشک کلفت سرشتہ اند مرا   بنا امیدی جاوید کشتہ اند مرا

ز آہ بے اثرم داغ خام کاری خویش   ز آتشے کہ ندارم برشتہ اند مرا   (بیدل)

چو سقف خانہ ہوادار یک مقام مشو   گہے سحاب چمن، گاہ دود گلخن باش

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم   نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم (امیر)

چو مہمان خراباتی بعشرت باش با رنداں   کہ درد سر کشی جاناں، گر ایں مستی خمار آرد (عرفی)

چو می بینم کسے از کوے او دل شاد می آید   فریبے کز دے اول خوردہ بودم یاد می آید

چوں دست ما بدامن وصلش نمی رسید   پائے طلب شکستہ بداماں نشستہ ایم (ذوالفنون)

چوں دمبدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگنائے نزع نہ کوشد کسے چرا؟

چوں شتر مرغ بداں ایں نفس را
می کشد بار و نہ پرد بر ہوا

گر بہ پر گوئیش، گوید اشترم
ور نہی بارش، بگوید طائرم

چہ بودے از بدل ایں درد ہم نہاں بودے
کہ کارے من نہ چنیں بودے از چناں بودے

چہ عظمت دادۂ یارب بخلق آں عظیم الشان
کہ "انی عبدہ" گوید بجائے قول "سبحانی"

چہ گویمت کہ بہ میخانہ دوش مست خراب
سروش عالم غیبم چہ مژدہ ہا داد ست (حافظ)

چہ لازم ست کہ بدنام قتل ما باشی؟
ستارۂ و فلک و بخت و روزگارے ہست!

چہ لطف ہا کہ دریں شیوۂ نہانی نیست
عنایتے کہ تو داری بمن، بیانی نیست (وحشی بافقی)

چہ مبارک سحرے بود و چہ فرخندہ شبے!
آں شب قدر کہ ایں تازہ براتم دادند!

چہ مستی ست، ندانم، کہ رو بہ ما آورد
کہ بود ساقی و ایں بادہ از کجا آورد؟ (حافظ)

چیں بر جبیں ز جنبش ہر خس نمی رسد
دریا دلاں چو موج گر آرمیدہ اند!

حاجی برہ کعبہ رواں کیں راہ دین ست
خوش می رود، اما رہ مقصود نہ اینست

حاصل کار گہ کون و مکاں ایں ہمہ نیست
بادہ پیش آر، کہ اسباب جہاں ایں ہمہ نیست (حافظ)

حافظ دگر چہ می طلبی از نعیم دہر؟
مے می خوری و طرۂ دلدار می کشی! (حافظ)

حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی
ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمی رسد (حافظ)

حدیث عشق چہ داند کسے کہ در ہمہ عمر
بسر نہ کوفتہ باشد در سرائے را! (سعدی)

حدیث چون و چرا درد سر دہد ساقی
پیالہ گیر و بیاسا ز عمر خویش دمے

حدیث دوست بگوشم رسد ز پردۂ دل
حکایت نے و صوت رباب را چہ کنم

حدیث عشق و سرمستی ز من بشنو نہ از واعظ
کہ با جام و سبو ہر شب قرین ماہ و پروینم! (حافظ)

حرم جویاں درے را می پرستند
فقیہاں دفترے را می پرستند!

برافگن پردہ تا معلوم گردد
کہ یاراں دیگرے را می پرستند!

حریف ساقی و دردی نئی خطا اینجاست
تمیز ناخوش و خوش می کنی بلا اینجاست (نظیری)

حریف کاوش مژگاں خون ریزش نۂ، ناصح
بدست آور رگ جانے و نشتر را تماشا کن! (؟ عرفی)

حریفان رہ دیر کردند گم
فویلٌ لهم، ثم ویلٌ لهم!!

حسد بتہمت آزادی سروم بگداخت
کیں مرادیست کہ بر تہمت آں حسد ست (عرفی)

حسن ز بصرہ، بلال از حبش، صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل، ایں چہ بوالعجبی ست! (حافظ)

حور و جنت جلوہ بر زاہد دہد در راہ دوست
اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را! (نظیری)

خارہا از اثر گرمی رفتارم سوخت
منتے بر قدم راہروان ست مرا! (غالب)

خاک کویش خود پسند افتاد در جذب سجود
سجدہ از بہر حرم نگذاشت در سیمائے من! (غالب)

خاموشی ما گشت بد آموز بتاں را
ورنہ اثرے بود ازیں پیش فغاں را

خانۂ شرع خراب است، کہ ارباب صلاح
در عمارت گری گنبد دستار خودند

خدا گواہ کہ گر جرم ما ہمیں عشق ست
گناہ گبر و مسلماں بجرم ما بخشند! (اہلی)

خدائے شیوۂ رحمت کہ در لباس بہار
بعذر خواہیٔ رنداں بادہ نوش آمد!

خشک سالیست دریں عہد، فدائے اشک
زاں دیار کہ تو می آئی، یاراں چونست؟

خلاف رسم دریں عہد فرق عادت داں
کہ کارہائے چنیں از شمار بوالعجبی ست!

خلق را بیدار باید بود ز آب چشم من
ویں عجب کاں دم کہ می گریم کسے بیدار نیست (محوی)

خلقے نشان دوست طلب می کنند و باز
از دوست غافل اند بہ چندیں نشاں کہ ہست! (اوحدی)

خمار ماند در توبہ، و دل ساقی
بہ یک تبسم مینا شکست و بست و کشاد!

خمیازۂ سنج تہمت عیش رمیدہ ایم
اے آں قدر نہ بود کہ رنج خمار برد!

خواہی کہ عیب ہائے تو روشن شود ترا
یکدم منافقانہ نشیں در کمین خویش (اہلی)

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست
بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست (غنی)

خورشیدے ز مشرق ساغر طلوع کرد
گر برگ عیش می طلبی ترک خواب کن! (حافظ)

خوش تر از فکر مے و جام چہ خواہد بودن
تا بہ بینیم سر انجام چہ خواہد بودن! (حاذق)

خوش زمزمۂ گوشۂ تنہائی خویشم
از جوش و خروش گل و بلبل خبرم نیست!

خوش دلکش ست قصۂ خوباں روزگار
تو یوسفی و قصۂ تو احسن القصص (جامی)

خوشست کوثر و پاک ست بادہ کہ دروست
ازاں رحیق مقدس دریں خمار چہ حظ؟

خوشش باد نسیم صبحگاهی — که درد شب نشیناں را دوا کرد!

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن — کیں عیش نیست درخور اورنگ خسروی!

خویش را بر نوک منقار ستم کیشاں زدم — آں قدر زخمے که دل می خواست در خنجر نه بود

خیال قد بلند تو می کند دل من — تو دست کوته من بین و آستین دراز!

دارم دلے گرداں، که من قبله نمای خوانمش — رو سوے ابرویش کند، هر چند می گردانمش

دائم کسے بقافله بوده ست پاسباں — بیدار شو که چشم رفیقاں بخواب شد

دبیر نکته سنجی، ساحری، نے نے غلط گفتم — فسوں سازی فسوں خوانی فسون سامری دانی

درازی شب بیداری من اینهمه نیست — زبخت من خبر آرید تا کجا خفته ست؟

در بیاباں گر به شوق کعبه خواهی زد قدم — سرزنشها گر کند خار مغیلاں، غم مخور!

در بیاباں فنا گم شدن آخر تا چند؟ — ره بپرسیم مگر ره به مهمات بریم

در پرده و بر همه کس پرده می دری — با هر کس و با تو کسے را وصال نیست!

در جستجوے ما نه کشی زحمت سراغ — جائے رسیده ایم که عنقا نمی رسد

در جنوں بیکار نتواں زیستن — آتشم تیز ست و داماں می زنم

در خراباتم نه دید کسی خراب — باده پنداری که پنهاں می زنم

در دشت آرزو نه بود بیم دام و دد — دامے ست ایں که هم ز تو خیزد بلاے تو!

دردا که طبیب صبر می فرماید — ویں نفس حریص را شکر می باید!

در دل ما غم دنیا غم معشوق شود — باده گر خام بود پخته کند شیشه ما

در دهر چو یک منی و آں هم کافر — پس در همه دهر یک مسلماں نبود

در دهر کسے بگل عذارے نرسید — تا بر دلش از زمانه خارے نرسید

در شانه نگر که تا بصد شاخ نشد — دستش بسر زلف نگارے نرسید

در راه خودا اول ز خودم بے خود کن — وانگه بخود ز خود بخود راهم ده!

در روزگار ما تو اند شمار یافت — خود روزگار آنچه دریں روزگار یافت

در ره عشق نه شد کس بیقیں محرم راز — هر کسے بر حسب فهم گمانے دارد

در ره منزل لیلی که خطرهاست بجاں — شرط اول قدم آنست که مجنوں باشی

درسجده کہ تن نہ زسر می شود جدا — در کشور وفا گنہش نام کرده اند
یارب زسیل حادثہ طوفان رسیده باد — بت خانہ کہ خانقہش نام کرده اند
درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتی — جمعہ بہ مکتب آورد طفل گریزپای را (نظیری)
در کار ماست نالہ و ما در ہوائے او — پروانۂ چراغ مزار خودیم ما
در کوئے ما شکستہ دلی می خرند و بس — بازار خود فروشی ازاں سوئے دیگرست! (حافظ)
درماندۂ صلاح و فسادیم، الحذر — زیں رسم ہا کہ مردم عاقل نہادہ اند! (نعمانی)
در مجلس ما زاہد از نہار تکلف نیست — البتہ تو می گنجی، عمامہ نمی گنجد!
در مجلس وصالش خمہا کشیدہ مرداں — چوں دور خسرو آمد مے در سبو نماندہ
در مدرسہ کس را نرسد دعوی توحید — منزل گہ مردان موحد سر دار ست
در وقت فتنہ بودم غمگیں نبود با من — زاری و بے نوائی، پیری و ناتوانی
حاشا کہ بودہ باشم، بانی، آشکارا — حاشا کہ کردہ باشم ترک وفا نہانی

درون حلقۂ خود ہر گدا شہنشاہ ست — قدم بروں منہ از حد خویش و سلطان باش
در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو — عالم پر ست از تو و خالیست جائے تو (صائب)
در ہیچ نسخہ معنی لفظ امید نیست — فرہنگ نامہائے تمنا نوشتہ ایم
دریں تعلیم شد عمر و ہنوز ابجد ہمی خوانم — نہ دانم کے سبق آموختہ ام شد بہ دیوانش! (خاقانی)
دریں جگر گسل آشوب کہ صعوبت آں — سپاہ دار سپہرے بہ زینہار آمد
گوارہ دعوی غالب بجز خندے گہنی — ہمیں بس ست کہ ہرگز نہ رستگار آمد
دریں چمن کہ ہوا داغ شبنم آمالیست — تسلیئے بہ ہزار اضطراب می بافند! (بیدل)
دریں چمن کہ بہار و خزاں ہم آغوش ست — زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش ست (ذوق مرحوم)
دریں دو ہفتہ کہ چوں گل دریں گلستانی — کشادہ روئے تر از راز ہائے مستان باش! (صائب)
دریں زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل ست — صراحیٔ مئے ناب و سفینۂ غزل ست
جریدہ رو کہ گزرگاہ عافیت تنگ ست — پیالہ گیر کہ عمر عزیز بے بدل ست (حافظ)

دریغا کہ کوہکن از ذوق دادِ جاں چہ سخن؟ | ہمیں کہ تیشہ بہ سر دیر زد، سخن باقی ست! (محمد علی حزیں)

دریں قلمروِ کُنہ غبارم، بہ ہیچ کس ہمسری ندارم | کمال میزانِ امتیازم ست کز ذرہ کم نگیرد! (بیدل)

دریں میدانِ پرنیرنگ حیران ست دانائی | کہ یک ہنگامہ آرائی و صد کشور تماشائی! (نظیری)

دستِ مجنوں و دامنِ لیلیٰ | روئے محمود و خاکِ پائے ایاز

دعا کنید بوقتِ شہادتم او را | کہ ایں دمیست کہ درہائے آسماں باز ست

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر | ما ہمچناں در اولِ وصفِ تو ماندہ ایم

دگر ز ایمنِ راہ و قربِ کعبہ چہ "حظ" | مرا کہ ناقہ ز رفتار ماند و پا خفتست

دل از تمکین شود بے ذوق زنہار | گہے طفلی شو و مستانہ می رقص!

دلِ شکستہ دراں کوچہ می کنند درست | چنانکہ خود نشناسی کہ از کجا بشکست (نظیری)

دل کشتۂ یکتائی حسن ست و گرنہ | در پیشِ تو آئینہ شکستن ہنرے بود! (بیدل)

دل کہ جمع ست، غم از بے سروسامانی نیست | فکرِ جمعیت اگر نیست، پریشانی نیست (نظیری)

دل و جانم بہ تو مشغول و نظر در چپ و راست | تا نداند رقیباں کہ تو منظورِ منی! (سعدی)

داغ بر فلک و دل بہ پائے مہر بتاں | چگونہ حرف زنم، دل کجا، دماغ کجا؟ (کلیم)

دمے ز صدق برآور، کہ آرزو بخشاں | ہزار گنجِ اجابت بیک دعا بخشند!

دنبالِ تو بودن گنہ از جانبِ ما نیست | با غمزہ بگو، تا دلِ مردم نرباید

دوائے دردِ دلِ خود ازاں مفرح جوے | کہ در صراحیِ چینی و شیشۂ حلبیست

دو یارِ زیرک، و از بادۂ کہن دو منی | فراغتے، و کتابے، و گوشۂ چمنی (حافظ)

من ایں مقام بدنیا و عاقبت ندہم | اگرچہ در پیم افتند خلق انجمنی!

دو چشم ساکنِ بیت الحزن یمن گیرید | کہ من اسیرِ معشوق او بغز زندست

دو دل بودن دریں رہ سخت عیب ست سالک را | خجل ہستم ز کفر خود کہ دارد بوئے ایماں ہم! (تسلی)

دو دستاں را بہ احساں یاد کردن ہمت ست | ور نہ ہر نخلے بپائے خود ثمر می افگند (صائب)

دو عالم نقدِ جاں بر دست دارند | بہ بازارے کہ سودائے تو باشد!

دوست نزدیک تر از من بمن است | ویں عجب تر کہ من از وی دورم

چہ کنم باکہ تواں گفت، کہ او	در کنار من و من مہجورم	
دوش کز گردش بختم گلہ بر روے تو بود	چشم سوئے فلک و روے سخن سوئے تو بود	
دوسے وصلش طلسم اعتبار ما شکست	ورنہ ایں عجزے کہ می بینی، غبار ناز بود!	(بیدل)
دی پیر مے فروش کہ ذکرش بخیر باد	گفتا "شراب نوش و غم دل ببر زیاد"	
گفتم "بباد می دہدم بادہ نام و ننگ"	گفتا "قبول کن سخن و ہر چہ باد باد"	(حافظ)
دیدار شد میسر و بوس و کنار ہم	از بخت شکر دارم و از روزگار ہم	
در دام شاخ گلے بر خویش می پیچم کہ کاش	می توانستم یکے ست ایں قدر ساغر گرفت!	([illegible])
دیوانگاں ہزار گریباں دریدہ اند	دست طلب بہ دامن صحرا نمی رسد	(بیدل)
دی واعظے آمد در مسجد جامع	چوں برف ہمہ جامہ سپید از پا تا سر	
چشمش سوئے چپ، و چشمش سوئے راست	تا خود کہ سلامے کند از منعم و مفطر	(قاآنی)
راہے کہ خضر داشت ز سرچشمہ دور بود	لب تشنگی ز راہ دگر بودہ ایم ما!	(عرفی)
رخش خطے کشیدہ، درگوئی	کہ بیروں نیست از ما خوبروئی!	
رسید نالہ منقار ہما بر استخواں غالب	پس از عمرے بیادم داد رسم و راہ پیکاں را	(غالب)
رسید نالہ من از جفائے استبعاد	بر آسماں و شنیدند تیر کیوانش	
اگر بگوش حکومت نمی رسد زاں است	کہ سالہا ست کہ از جسم مادہ شد جانش	
رشتہ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	
رشک آیدم بہ روشنی دیدہ ہائے خلق	دانستہ ام کہ از اثر گرد راہ کیست	(غالب)
رشک زلہائے دلم نیست بجز عیش جناب	یافت یک پیرہن ہستی و آں ہم کفن ست!	
رغبت جاہ چہ و نفرت اسباب کدام؟	زیں ہوسہا بگزر یا نہ گزر، می گزرد!	
رفتم کہ خار از پا کشم، محمل نہاں شد از نظر	یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد!	(ملا قسم)
رقم کشان بیمین و یسار دشمن تو	کہ می کنند سخن سنجی و قلم رانی	
رموز مملکت خویش خسرواں دانند	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش	
رنجیدہ می روی ز سر کوے او سلیم!	چوں می شود، نیاید اگر از قفا کسے؟	(سلیم)

رند ہزار شیوہ را طاعت حق گراں نبود　　لیک صنم بہ سجدہ در ناصیہ مشترک نخواست (غالب)

رواں فدائے تو، نام کے ۰ دہ ناصح!　　زہے لطافت ذوق کہ در بیان تو نیست!

روشن از پرتو رویت نظرے نیست کہ نیست　　منت خاک درت بر بصرے نیست کہ نیست

رو مسخرگی پیشہ کن و مطربی موز　　تاداد خود از کہتر و مہتر بستانی!

روئے بازار مرادام وزرفی باشت　　دیدۂ تر می فروشم دامن تر میخرم (عرفی)

روئے کشادہ باید و پیشانی فراخ　　آں جا کہ لطمہ ہائے ید اللہ می زنند (منیطی)

رہ رواں را خستگی راہ نیست　　عشق خود راہست و ہم خود منزل ست (نہما اصفہانی)

زاں دل شوریدہ را بہ ناوک خود می نہم　　کاشیان مرغ مجنوں شد دل شیدائے من

زاں سا کہ خرامد بہ رسن مرد رسن باز　　آہستہ خرامیدی و موزون و موقر

زاں شکستم کہ بہ دنبال دل خویش مدام　　در نشیب شکن زلف پریشاں رفتم!

زاہد از ما خوشۂ تاکے بچشم کم مبیں　　بس نمی دانی کہ یک پیمانہ نقصان کردہ ام (غالب)

زاہد بہ نماز و روزہ ضبطے دارد　　سرمد بہ مئے و پیالہ ربطے دارد

زاہد غرور داشت سلامت نہ برد راہ　　انداز رہ نیاز بدار السلام رفت

زباں ببند و نظر باز کن کہ منع کلیم　　اشارت از ادب آموزی تقاضا نیست

زبسکہ در دل تنگم خیال آں گل بود　　نفیر خواب من امشب صفیر بلبل بود

زبندگی بنشینی بہ تخت سلطانی　　اگر تو خدمت محمود چوں ایاز کنی

زنار کی نہ بردپے بہ منزل مقصود　　مگر طریق رہش از سر نیاز کنی

اگر بناز براند، مرو کہ آخر کار　　بعجز نیاز بخواند ترا و ناز کنی

زتیغ بے نیازی تا توانی قطع ہستی کن　　فلک تا افگند از پا ترا، خود پیش دستی کن ([illegible])

زخار زار محبت دل ترا چہ خبر؟　　کہ گل بہ جیب نہ گنجد قبائے تنگ ترا (نظم)

زحیلے درد کشاں خبر بازماندہ کسے　　بیار بادہ کہ ما ہم غنیمتیم بسے

زدامنے کہ کشادیم با تہی دستاں　　تو میوۂ سر شاخ بلند را چہ خبر؟

زدست شاہد سیمیں عذار عیسیٰ دم　　شراب نوش و رہا کن حدیث عاد و ثمود! (حافظ)

دلبرم کو رساند نوازش قلمی
کجاست پیک صبا گو بیا بکن کرمی

ز زرپرستی می کند دل را سیاه
آخر این صفرا به سودا می کشد!

ز سال نود گرے بروے کار آمد
ہزار و ہشت صد و شست در شمار آید

ز شرح قصهٔ ما رفت خواب از چشم غلمان را
شب آخر گشته و افسانه از افسانه می خیزد!

ز شیخ شهر جان بردم به تزویر مسلمانی
مدارا گر به این کافر نمی کردم چه می کردم! (فیضی)

ز عاشقان جهان غیر ما نماند کسے
بیار باده که ما هم غنیمتیم بسے

ز غارت چمنت بر بهار منتها ست
که گل به دامن ما دسته دسته می آید (طالب آملی)

ز فرق تا قدمش هر کجا که می نگرم
کرشمه دامن دل می کشد که جا اینجاست!

ز کدام شهر آئی که به دوستان نه پرسی
مگر اندر آن ولایت که توئی وفا نباشد؟

زمام خاطر ما بستهٔ تصرف تست
اگر یقین نداری با امتحان برخیز!

زمانه گلشن عیشی کرا به یغما داد؟
که گل به دامن ما دسته دسته می آید! (عرفی)

ز مرغان حرم در کام زاغان طعمه اندازد
مدار روزگار سفله پرور را تماشا کن

زمین را منم تاج تارک نشیں
بجنبان مرا تا بجنبد زمین

ز نادانی دل پر جہل و پر مکر
گرفتار سلیمانی و بوبکر

چو یکدم زین تخیل می نو بستی
ندانم تا شدی دارا که پرستی

زنده کش جهان نباشد دیده؟
گر نه دیدستی بیا ما را ببین

ز نسیم جانفزایت دل مرده زنده گردد
ز کدام باغی اے گل که چنین خوش است بویت

زین مصیبت قوم را با دیدهٔ پر خون نگر
گر نه دیدستی سحاب خون چکان را بر زمین

ساقی به صبوحی نغمے بیشتر از صبح
برخیز که تا صبح شدن تاب ندارم

ساقی به بر باده ز یک خم چه دهد ما را
در مجلس او مستی هر یک ز شرابی ست

سالها دل طلب جام جم از ما می کرد
آنچه خود داشت ز بیگانه تمنا می کرد

سبک ز جائے نگیری کہ بس گراں گہر است — متاع من کہ نصیبش مباد ارزانی (عرفی)

ستم ست گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو و سمن درآ — تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بہ چمن درآ (بیدل)

سخن طرازی و دانش ہنر نظیری نیست — قبول دوست مگر نالۂ حزیں گردد!

سخن عشق بدل درنہ و لب را مکشا — سر ایں شیشہ فرو بند کہ بادے نخورد

سراغ یک نگاہ آشنا در کس نمی یابم — جہاں چو نرگستان بے تو چشم کور می ماند

سر روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی — بخواب خود درآ تا قبلۂ روحانیاں بینی! (عرفی)

سرشکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد، تماشا کن — بیا در کشتی چشمم نشیں و سیر دریا کن (از نسخۂ عطار)

سگ آستانم، اما ہمہ شب قلادہ خایم — کہ سر شکار دارم نہ ہوائے پاسبانی (نظیری)

سنگ را دل خوں شود از نالہائے زار من — ایں دل فولاد تو یک ذرہ سرماگیر نیست؟

سوخت بے وجہم، تماشا را نگر! — کشتۂ بے جرم مسیحا را ببیں!

زندہ کش جاں نہ باشد دیدۂ؟ — گر ندیدستی، بیا ما را ببیں!

سہ چیز ست آنکہ پایانے ندارد: — شب من، درد من، افسانۂ من!

سینۂ گرم نداری مطلب صحبت عشق — آتشے نیست چو در مجمرہ ات، عود مخر (عرفی)

شاہ بازمی گراں چہ بر خواہد خاست — وز مستی ہر زاں چہ بر خواہد خاست

شہ مست، جہاں خراب، دشمن پس و پیش — پیداست کزیں میاں چہ بر خواہد خاست

شدیم خاک ولیکن بہ بوئے تربت ما — تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

شراب تلخ دہ ساقی کہ مرد افگن بود زورش — کہ تا یک دم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش (حافظ)

شراب لطف بہ در جام می ریزی و می ترسم — کہ زود آخر شود ایں نشہ و من در خمار افتم

شرر نالہ بہ غربال ادب می بیزم — کہ بہ گوش تو مبادا رسد آواز درشت

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند — زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود (حافظ)

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی — دراں دیار کہ زادی، ہنوز آنجائی

شمعہا بردہ ام از صدق و بخاک شہدا — تا دل و دیدۂ خونابہ فشانم دادند!

شمۂ از داستان عشق شور انگیز ماست — ایں حکایتہا کہ از فرہاد و شیریں کردہ اند! (حافظ)

شنیدم کہ مردان راہ خدا | دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام | کہ با دوستانت خلاف است و جنگ (سعدی)

شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی | چرا بہ گردن حافظ نمی نہی رسنے؟

شوریست نوا ریزی تار نفسم را | پیدا نہ اے جنبش مضراب کجائی؟ (غزالی مشہدی)

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم | دیدیم کہ باقی است شب فتنہ، غنودیم (غزالی مشہدی)

شیر شو، شیرانہ در صحرائے شیراں پائے نہ | مرد شو، مردانہ پند ناصحاں را گوش دار!

شیریں تر از حکایت ما نیست قصہ | تاریخ روزگار سراپا نوشتہ ایم! (نظیری)

شیرینیٔ تبسم ہر غنچہ را مپرس | در شیر صبح خندۂ گلہا شکر گزاشت! (کلیم)

صبا بہ تہنیت پیر مے فروش آمد | کہ موسم طرب و عیش و ناز و نوش آمد!
ہوا مسیح نفس گشت و باد نافہ کشا | درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد! (حافظ)

صبا بہ خوش خبری ہدہد سلیمان ست | کہ مژدۂ طرب از گلشن سبا آورد (حافظ)

صبا وقت سحر بوئے ز زلف یار می آورد | دل شوریدۂ ما را ز نو در کار می آورد! (رضی)

صبح ست و ژالہ می چکد از ابر بہمنی | برگ صبوح و ساز و بزن جام یک منی
گر صبح دم خمار ترا درد سر دہد | پیشانی خمار ہماں بہ کہ بشکنی
ساقی، بہوش باش، کہ غم در کمین ماست | مطرب نگاہدار ہمیں رہ کہ می زنی (حافظ)
ساقی، بہ بے نیازی یزداں کہ می بیار | تا بشنوی ز صوت مغنی "ہو الغنی"

صد دیدہ بہ ورطۂ دل افتاد | کیں موج گہر بساحل افتاد
بگداختہ آبگینۂ دل | آئینہ دہم بدست محفل
آنم کہ بسحر کاری ژرف | از شعلہ تراش کردہ ام حرف

صفیر مرغ بر آمد، بط شراب کجاست | فغاں فتاد ز بلبل- نقاب گل کہ درید! (حافظ)

سنے در دل ما یافت راہ | نحن لا نعبد الا ایاہ

افتد بر خاستن از گرد منالم نماند | خلق پندارد کہ مے خوردست و مست افتادہ است (نسیم ...)

طبائع جز کشش کارے ندانند | حکیماں ایں کشش را عشق خوانند

طفلان شہر بے‌خبرند از جنون ما — یا این جنون ہنوز سزاوار سنگ نیست

طے می‌شود این رہ بہ درخشیدن برقے — ما بے‌خبراں منتظر شمع و چراغیم! (امین شاملو)

ظلم او آنکہ ہستیٔ خود را — ساختن فانی بقائے سرمد را

جہل او آنکہ ہر چہ جز حق بود — صورت آں ز لوح دل بر بود

نیک ظلمے کہ عین معدلت ست — نغز جہلے، کہ مغز معرفت ست

عارف ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر — پروانہ چراغ حرم و دیر نداند

عاشق نہ شدی، محنت الفت نہ کشیدی — کس پیش تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید؟ (حضوری جیلانی)

عالم بے‌خبری طرفہ بہشتے بود است — حیف صد حیف کہ ما زود خبردار شدیم! (فروغی بسطامی)

عجب است گر نہ باشد خضرے بہ جستجویم — کہ فتادہ ام بہ ظلمت چو زلال زندگانی (نظیری)

عدیل ہمت ساقی ست فطرت عرفی — کہ حاتم دگراں و گدائے خویشتن است! (عرفی)

عشق اگر مردست مردے تاب دیدار آورد — ورنہ چوں موسیٰ بسے آورد بسیار آورد (عرفی)

عید آمد و افزود غم را غم دیگر — ماتم زدہ را عید بود ماتم دیگر

عیدست، و نشاط و طرب و زمزمہ عام ست — مے نوش، گنہ بر من اگر بادہ حرام ست!
از روزہ اگر کوفت، بادہ دوا گیر — این مسئلہ حل گشت ز ساقی کہ امام ست! (غالب)

عیش این باغ بہ اندازۂ یک تنگ دل است — کاش گل غنچہ شود تا دل ما بکشاید! (قدسی)

عیشم بکام ست با یار دلخواہ — الحمد للہ الحمد للہ!

غازی ز پئے شہادت اندر تگ و پوست — غافل کہ شہید عشق فاضل تر از وست
در روز قیامت این، بآں، کے ماند؟ — کیں کشتۂ دشمن است، و آں کشتۂ دوست

غالب اگر فن سخن دیں بودے — آں دین را ایزدی کتاب ایں بودے

غافل مرو کہ تا در بیت الحرام عشق — صد منزل ست و منزل اول قیامت ست

غلط گفتی "چرا سجادۂ تقویٰ گرو کردی"؟ — بہ زہد آلودہ بودم، گر نمی کردم چہ می کردم! (جامی)

غمت بشہر شبخوں زناں بہ بنگ خلق — عسس بخانہ و شہ در حرم سرا خفتست

غیر انساں کس نکردہ قبول — زانکہ انساں ظلوم بود و جہول

فارغ: شده خلق زتسلیم وتشہد
فاش می گویم واز گفتۂ خود دل شادم
فتادم دام بر کنجشک وشادم یاد آں ہمت
فدائے شیوۂ رحمت کہ در لباس بہار
فراق دوست اگر اندک ست اندک نیست
فرخندہ شبے باید وخوش مہتابے
فرزانۂ یگانہ، او منش بہادر
فرصت دیدنِ گل آہ کہ بسیار کم است
فرصت ز دست رفتہ وحسرت فشردہ پائے
فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
فریب جہاں قصۂ روشن ست
فصل گل وطرف جوئبار ولب کشت
پیش آر قدح کہ بادہ نوشان صبوح
فلسفی سرِ حقیقت نتوانست کشود
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
فیض حریف مجلس رنداں بود مدام
فیضے عجبے یافتم از صبح بہ بینید
فیضی گماں مبر کہ غم دل نگفتہ ماند
قبول خاطر معشوق شرط دیدار است
قلم از عشوہ نمایست کہ من میدانم
قدح بہ شرط ادب گیر زاں کہ ترکیبش
قسم بنام تو خوردن دلیل غیرت نیست
قصۂ عشق بشیرازہ نگنجد زنہار

برجست چو بوزینہ و بنشست بہ منبر (قاآنی)
بندۂ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم
کہ گر سیمرغ می آمد بدام، آزاد می کردم (عرفی)
بعذر خواہی رنداں بادہ نوش آمد! (غالب)
درون دیدہ اگر نیم موست، بسیار ست!
تا با تو حکایت کنم از ہر بابے (رومی)
کاموخت دانش از وے آئین کاروانی
آرزوے دل مرغانِ چمن بسیار است
کار از دو الگذشتہ وافسوں نکردہ کس (غالب)
ہم قصۂ غریب وبیان عجیب ہست (حافظ)
بہ بیں تا چہ زاید، شب آبستن ست (حافظ)
با یک خوشہ چیں اہل ولعبتی موسرشت
آسودہ ز سبحہ اند وفارغ ز کنشت

گشت راز دگر آں راز کہ افشا می کرد
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد! (حافظ)
ہرگز قدم ز دائرہ بیروں نماندہ است
ایں جادۂ روشن رہ میخانہ نباشد (اجمل ہم درازی)
اسرار عشق آں چہ تواں گفت، گفتہ ایم
بہ حکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبی ست!
سر ایں فتنہ ز جائیست کہ من میدانم
ز کاسۂ سر جمشید و بہمن ست وقباد (حافظ)
بخاک پاک تو آں ہم کمال بے ادبی ست
بگذارید کہ ایں نسخہ بجز تا ماند (اکبر)

قصیدہ کار ہوس پیشگاں بود عرفی — تو از قبیلۂ عشقی، وظیفہ ات غزل است

قطرہ از تشویش موج آخر نہاں شد در صدف — گوشہ گیری ہائے خلق از انفعال صحبت ست (بیدل)

تماش دست زد شہر دوہ زمن طلب — متاع من ہمہ دریائی ست یا کانی! (عرفی)

کار زلف تست مشک افشانی، اما عاشقاں — مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند! (حافظ)

کارواں رفتہ و اندازۂ جاہش پیداست — زاں نشانہا کہ بہ ہر راہگذر افتادہ ست! (شبلی)

کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرد — از خلافت آں کریم آں را خرد

ہیچ قلبے پیش او مردود نیست — زانکہ قصدش از خریدن سود نیست

خویشتن را آدمی ارزاں فروخت — بود اطلس خویش را بر دلق دوخت

کام جاں را تازہ کردی اے غم لذت سرشت! — تے غلط گفتم، چہ غم ایں من وایں سلوائے من!

من کہ مستی کردن از خون جگر آموختم — ننگ ہوشم باد گر جز خون بود صہبائے من

کردہ ام توبہ، واز توبہ پشیماں شدہ ام — کافرم باز نہ گوئی کہ مسلماں شدہ ام

کرشمہ گرم سوال است، لب مکن رنجہ — کہ احتیاج بہ پرسیدن زبانی نیست (وحشی)

کس پائمال آفت فرسودگی مباد — دیر وز ریگ بادیہ آئینہ خانہ بود

کس نہ دانست کہ منزل گہ مقصود کجاست — ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید! (حافظ)

کس زبان مرا نمی فہمد — بہ عزیزاں چہ التماس کنم (عرفی)

کس نمی گویدم از منزل آخر خبرے — صد بیاباں بگزشت و دگرے در پیش ست (شبلی)

کسیکہ محرم باد صباست، می داند — کہ با وجود خزاں بوئے یاسمن باقی ست! (عرفی)

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

کشتی ما بود طا گرداب فتنہ رفت — صد دیدبان اگرچہ بہر سو گماشتیم

کعبہ را ویراں مکن اے عشق، کانجا یک نفس — گہ گہے پس ماندگان راہ منزل می کنند! (نظیری)

کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت ست — چوں بہ ما نسبت کنی کفر آفت ست

کلیم از دست بیداد کہ نالیم؟ — بہ کشت ما گزار لشکر افتاد؟

کم لذتم و قیمتم افزوں ز شمار ست — گوئی ثمر پیشتر از باغ وجودم! (صدر شیرازی)

گر در خدمت علم پست در بستم چہ شد قدرم ۔۔۔ برہمن می شدم گر ایں قدر زنار می بستم

کمند صید بہرامی بیفگن، جام می بردار ۔۔۔ کہ من پیمودم ایں صحرا نہ بہرام ست نے گورش (حافظ)

کمند کوتہ و بازوئے سست و بام بلند ۔۔۔ بمن حوالہ و نومیدیم گزیر ندا (عرفی)

کنند خویش و تبار از تو ناز و می زیبد ۔۔۔ بہ حسن یک تن اگر صد قبیلہ ناز کند!

کنوں کہ شد ز تو زینت فزائے روئے زمیں ۔۔۔ سواد ہند کہ چوں زلف تار و مار آمد

خطاب و خلعت و پنشن ز شاہ می خواہم ۔۔۔ ہم از نخست بدیں وایام قرار آمد

کنوں کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود ۔۔۔ بنفشہ در قدم او نہاد سر بسجود

بباغ تازہ کن آئین دین زردشتی ۔۔۔ کنوں کہ لالہ برافروخت آتش نمرود (حافظ)

کہ اے بلند نظر، شاہباز سدرہ نشیں ۔۔۔ نشیمن تو نہ ایں کنج محنت آباد ست (حافظ)

کیمیائیست عجب معرفت در گہ یار ۔۔۔ خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند

گاو را دارند باور در خدائی عامیاں ۔۔۔ نوح را باور ندارند از پے پیغمبری (سنائی)

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را ۔۔۔ تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست ۔۔۔ کہ سلطان جہاں با ماست امروز!

گر باستدلال کار دیں بدے ۔۔۔ فخر رازی راز دار دیں بدے

گر بدانم کہ وصال تو بدیں دست دہد ۔۔۔ دل و دیں را ہمہ دربازم و توفیر کنم ما

گر براند ز در و بخواند روے بر آستانم ۔۔۔ بندہ را فرمان نباشد آنچہ فرماید بر آنم

گر جان بدہد سنگ سیہ لعل نگردد ۔۔۔ با طینت اصلی چہ کند بد گہر افتاد (حافظ)

گر جاں طلبد مضائقہ نیست ۔۔۔ زر می طلبد سخن دریں است!

گرچہ داریم گنج تنہائی ۔۔۔ عشرۂ عشق را شراییم

گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم ۔۔۔ بعد منزل نبود در سفر روحانی! (حافظ)

گر ہمہ خواہد ز من سلطان دیں ۔۔۔ خاک بر رزق قناعت بعد ازیں

گرچه خوردیم نسبتی‌ست بزرگ	ذرهٔ آفتاب تابانیم!	
گلفتهٔ ز عشق گهی حرف آشنا	آن هم حکایتیست که از من شنیده‌ای	
گر من آلوده دامنم چه عجب	همه عالم گواه عصمت اوست	(حافظ)
گر نویسم شرح آن بی‌حد شود	مثنوی هفتاد من کاغذ شود!	(رومی)
گریزد از صف ما هر که مرد غوغا نیست	کسی که کشته نشد از قبیلهٔ ما نیست!	(نظیری)
گذشتم از گله، در وصل زحمتم بادا	زبان کوته و دست درازی خواهم	
گفتهٔ او گفتهٔ الله بود	گرچه از حلقوم عبدالله بود	(رومی)
گفتی که چرا حال دل زار نه گوئی؟	من خود کنم آغاز، به پایان که رساند؟	(حسن سجزی)
گل فشانند به بستر همه چون عرفی و من	مشت خس چینم و بر بستر خواب اندازم	
گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ	تو در طریق ادب کوش و گو گناه من است	(حافظ)
گو زخم عاشقانه که در جلوه گاه حسن	صد چاک دل بتار نگاهی رفو کنند	
گوش اگر گوش تو، ناله اگر نالهٔ من	آنچه البته به جائی نرسد فریاد است!	
گوهر دل نازنینان را کی افتد قبول	ورنه من صد بار در راه نیازش درشتم!	
گوهر مخزن اسرار همانست که بود	حقهٔ مهر بدان مهر و نشانست که بود	(حافظ)
حافظا باز نما قصهٔ خونابهٔ چشم	که درین چشمه همان آب روانست که بود	
گویند مگر سعدی چندین سخن عشقش	می‌گویم و بعد از من گویند بدستانها!	
گهی از دست، گاهی از دل، و گاهی ز پا ماندم	به سرعت می‌روی ای عمر! می‌ترسم که وامانم!	
گیرم که وقت ذبح طپیدن گناه من	دیدن هلاک و رحم نکردن گناه کیست؟	
لاله ساغرگیر و نرگس مست و بر ما نام فسق!	داوری خواهم مگر یارب کرا داور کنم؟	(حافظ)
لب تشنه رفت دامن پرهیز تر نکرد	زان چشمه‌ای که خضر و سکندر وضو کنند	
لباس صورت اگر واژگون کنم بینند	که خرقهٔ خشن ما طلاباف است	(عرفی)
لختی برد از دل، گذرد هر که ز پیشم	من قماش فروش دل صدپارهٔ خویشم!!	

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم / چنانکہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور
ما بجائے کہ زخم ماند، قناعت کردیم / سکندر بہ حسید آنچہ ز دارا ماند

ما را تو بہشت اگر بہ طاعت بخشی / آں بیع بود، لطف و عطائے تو کجاست؟ (خیام)
ما از زبان شکوہ ز بیداد چرخ نیست / از ما خطے بہ مہر خموشی گرفتہ اند (طالب آملی)
ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہائے دوست / صد بار خواندہ و دگر از سر گرفتہ ایم
ما مرد زہد و توبہ و طامات نیستیم / با ما بجام بادۂ صافی خطاب کن
ما نبودیم بدیں مرتبہ راضی غالب / شعر خود خواہش آں کرد کہ گردد فن ما (غالب)
مباش غرّہ ز عرفی کہ زلف قامت دوست / جزائے ہمت عالی دو دست کوتہ ماست (عرفی)
مبیں حقیر گدایان عشق را کیں قوم / شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند (حافظ)
مپرس تا چہ نوشت ست کلک قاسم ما / خط غبار من است ایں غبار خاطر ما! ([illegible])
مپرس چارہ کہ ز سرہائے رہروان حرم / نشانہاست کہ منزل بہ منزل افتادست

مثال ما لب دریا و آب مستسقی ست / دہند شوق ہمے رخصت نظر ندہند
مجلس چو برشکست تماشا بما رسید / در بزم چوں نماند کسے جا بما رسید!
مجنوں بہ ریگ بادیہ غم ہائے خود شمرد / یاد زمانہ کہ غم دل حساب داشت
محتسب خم شکست و من سر او / السن بالسن والجروح قصاص ([illegible])
محرم راز دل شیدائے من / کس نمی بینم ز خاص و عام را
مخاطب اندکے نازک مزاج ست / سخن کم گو، کہ کم گفتن رواج است
مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبی ست / کہ اہل شوق عوام اند گفتگو ولی ست
مرا اے ز فروش آں بیخودی نیست / مگر در بادہ آبے کردہ باشی
مرا جا شد، خرم را نیز جا شد / زن دہقان بزاید یا نزاید
مرا نالہ ست بہ کفر آشنا، کہ چندیں بار / بہ کعبہ بردم و بازش برہمن آوردم! ([illegible])

مراد و خضر عنان گیر باید از چپ و راست　　که کج روی نکنم ورنه عزم راه خطاست

مرا که شیشهٔ دل در زیارت سنگ ست　　کجا دماغ مے ناب و نغمهٔ چنگ ست

مردم در انتظار و دریں پرده راه نیست　　یا هست و پرده دار نشانم نمی دهد (حافظ)

مرنجاں باغ قافیه سنجند و بذله گو　　تا خواجه می خورد به غزلهائے پهلوی (حافظ)

مرو بخواب که حافظ به بارگاه قبول　　ز ورد نیم شب و درس صبحگاه رسید (حافظ)

مرهم از لبهاش می جویند هر جان فگار　　ولے بر ریشے که آں را از نمک مرهم کنند

مست بر بستر من افتد رنداں دانند　　حالت مست که بر بستر هشیار افتد!

مجو به محمل شاهی، که در ولایت عشق　　گدا به تخت نشانند و پادشه گیرند

مشاطه را بگو که بر اسباب حسن دوست　　چیزے فزوں کند که تماشا بما رسد!

مشتق چو نیک در نگری عین مصدر ست　　کیں در صفات ظاهر خود مضمر آمده

مشکل حکایتے ست که هر ذره عین اوست　　اماں نمی تواں که اشارت باو کنند! (مغربی)

مصلحت نیست که از پرده بروں افتد راز　　ورنه در محفل رنداں خبرے نیست که نیست

معشوق در میانهٔ جاں، مدعی کجاست　　گل در دماغ می دهد آسیب خار چیست؟ (عرفی)

معشوق ما به شیوهٔ هر کس موافق ست　　با ما شراب خورد و بزاهد نماز کرد

معمورهٔ دلے اگرت هست باز گوے　　کیں جا سخن بملک فریدوں نمی رود!

مکن تغافل ازاں بیشتر که می ترسم　　گماں برند که ایں بنده بے خداوند ست!

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست　　هر جا کنیم سجده بداں آستاں رسد

مگو که نکته سرایان عشق خاموش اند　　که خوف نازکیٔ اصحاب پنبه در گوش اند

مگوی که آتش پرستاں بدند　　پرستندگاں نیک یزداں بدند

ملت عشق از همه دین ها جدا ست　　عاشقاں را مذهب و ملت خدا ست (رومی)

من ارچه عاشقم و رند مست و نامه سیاه　　هزار شکر که یاران شهر بے گنهند

من ازیں رنج گرانبار چه لذت یابم　　که به اندازهٔ آں صبر و ثباتم دادند! (عرفی)

من ایں مقام بدنیا و عاقبت ندهم　　اگرچه در پیم افتند خلق انجمنے! (حافظ)

من بد کنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میان من و تو چیست بگو	(خیام)
من بندۂ عاصیم، رضائے تو کجاست؟	تاریک دلم نور و صفائے تو کجاست؟	(خیام)
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی	آں بیع بود، لطف و عطائے تو کجاست؟	(" ")
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی	تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری	(امیر خسرو)
منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق	ایں نشّہ بمن گر نبود با دگرے ہست	(عرفی)
من کشتۂ کرشمۂ مژگاں کہ بر جگر	خنجر زد آں چناں کہ نگہ را خبر نشد!	(وحشی)
منم و ہمیں تمنا کہ بوقت جاں سپردن	بہ رُخ تو دیدہ باشم، تو درون دیدہ باشی	
من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاہد	تو و قطع منازلہا، من و یک لغزش پائے	(بیدل)
من و دل گر فنا شدیم چہ باک	غرض اندر میان سلامت اوست!	(حافظ)
موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست	ما زندہ از انیم کہ آرام نگیریم!	(کلیم)
مے صافی ز فرنگ آید و شاہد ز تتار	ما ندانیم کہ بسطامی و بغدادی ہست!	(غالب)
می خواہی و تند و تیز و ساغر بسیار !	ایں بادہ فروش ہست، ساقی کوثر نیست!	
می خوردن و شاد بودن آئین منست	فارغ بودن ز کفر و دیں، دین منست	
گفتم بعروس دہر کابین تو چیست؟	گفتا "دل خرم تو کابین منست"!	
می کشد شعلہ سرے از دل صدپارۂ ما	جوش آتش بود امروز بہ فوارۂ ما!	(فغانی)
مے بہ نہاد مکن وضع کہ ایں جوہر ناب	پیش ایں قوم بہ شوربۂ زمزم نرسد	(غالب)
مے خور بہ شعر بندہ کہ دل تنگیت مباد	بعد از تو خاک بر سر اسباب دنیوی	
مے میان شیشۂ ساقی نگر	آتشے گویا بہ آب آلودہ اند!	(خسرو)
تا جواں مرداں فراہم کردہ بودند انجمن	زود در ہنگامۂ بطلاں فتور انداختیم	
ناروا بود بہ بازار جہاں جنس وفا	رونقے گشتم و از طالع دکاں رفتم	(غالب)
ناز پروردۂ تنعم نبرد راہ بدوست	عاشقی شیوۂ رنداں بلاکش باشد	
نازم فریب صلح کہ غالب ز کوئے دوست	ناکام رفت و خاطر امیدوار برد!	
ناصح گفت کہ جز غم چہ ہنر دارد عشق	گفتم "اے خواجۂ عاقل! ہنرے بہتر ازیں!"	(حافظ)

ما گوشه را نه بهر قناعت گرفته ایم — تن پروری به گوشهٔ خاطر رسیده است

ناگاه تند بادی کاں ساخت در قلمرو — برهم زد آں بنا را نیرنگ آسمانی!

ناله از بهر رهائی نکند مرغ اسیر — خورد افسوس زمانے که گرفتار نبود! (نظیری)

نسخهٔ شوق به شیرازه نگنجد زنہار — بگزارید که ایں نسخه مجزا ماند! (غالب)

نصیب ماست بهشت اے خداشناس برو — که مستحق کرامت گناه گاراند

نغمه از نالیست نے از نے» بداں — مستی از ساقیست نے از مے بداں

نشاط عمر ملاقات دوستداراں است — چه حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا؟

نشناس سیرتی ست تمنائے مردمی — از دیو لاخ هند کلاه آدم نداشته ست

نفائس دل و دیں می دهم به نیم نگاه — بمن معامله کن که راست گفتارم

نفس باد صبا مشک فشاں خواهد شد — عالم پیر دگر بار جواں خواهد شد! (حافظ)

نفس موافق طبع جهانیاں نه کشی — به هر کجا که تبسم خزند، شیون باش!

نقاب چهرهٔ امید باشد گرد نومیدی — غبار دیدهٔ یعقوب آخر توتیا گردد (صائب)

نوائے بلبلت اے گل کجا پسند افتد — که گوش هوش به فرمان هرزه گو داری! (حافظ)

نوبت زهد فروشان ریاکار گذشت — وقت شادی و طرب کردن رنداں برخاست

نهاں از وے به رخش داشتم تماشائے — نظر به جانب ما کرد و شرمسار شدم (از حزین لاہوری)

نه با صحرا سرے دارم، نه با گلزار سودائے — به هر جا می روم، از خویش می جوشد تماشائے! (بیدل)

نه اندازهٔ بازوست کمندم هیهات — ورنه با گوشهٔ بامیسم سروکارے هست! (عرفی)

نه دانم تا چه برق فتنه خواهد ریخت بر هوشم — تصور کرده ام بگسستن بند نقابش را

نه داغ تازه می کارد، نه زخم کهنه می خارد! — بده یارب دلے کیں صورت بے جاں نمی خواهم! (اقبال)

نه کنی چاره لب خشک مسلمانے را — اے به ترسا بچگاں کرده مئے ناب سبیل! (غالب)

نه گویمت که همه سال مے پرستی کن — سه ماه مے خور و نه ماه پارسا می باش (حافظ)

نمی ماند ایں باده اصلاً به آب — تو گوئی که حل کرده اند آفتاب! (ملا محمد زمان)

نه هر درخت تحمل کند جفائے خزاں — غلام همت سروم که ایں قدم دارم! (حافظ)

وادی یثرب کجاست؟ آه ز حرمان او! — دامن دل میکشد، خار مغیلان او!

وانگه بسر و گردن و ریش و لب و بینی — بس عشوه بیاورده سخن کرد چنیں سر (قاآنی)

وجود او همه حسن ست و هستیم همه عشق — به بخت دشمن و اقبال دوست سوگند ست!

وداع و وصل جداگانه لذتے دارد — ہزار بار برو، صد ہزار بار بیا! (غالب)

و از جوئے خلدش بہنگام آب — بریخ انگبیں ریزی و شہد ناب

وسعتے پیدا کن اے صحرا که امشب از غمش — لشکر آه من از دل خیمه بیروں می زند ([illegible])

وضع زمانه قابل دیدن دوباره نیست — رو پس نکرد، ہر که ازیں خاکداں گذشت! (کلیم)

وفا کنند که بیگانه آشنا گردد — ترا چه شد که نمی پرسی آشنائے را

وقت ست که در پیچ و خم نوحه سرائی — سوزد نفس نوحه گر از تلخ نوائی

وقت ست که آں پردگیاں گر ز تعظم — بر درگه شاه کرده فلک ناصیه سائی

از خیمهٔ آتش زده عریاں بدر آیند — چوں شعله دخاں بر سرشاں کرده ہوائی

جاں ہمه فرسوده تشویش اسیری — دلہا ہمه خون گشته اندوه رہائی

وقت عرفی خوش، که نکشود گر در به رخش — بر در نکشوده ساکن شد، در دیگر نه زد! (عرفی)

بارہ عشق ست که گنجیدن ندارد باز گشت — جرم را ایں جا عقوبت ہست و استغفار نیست! (عرفی)

ہر آں کو خاطر مجموع و یار ہمنشیں دارد — سعادت ہمدم او گشت و دولت ہم قریں دارد

ہر جاده که از نقش پے تست به گلشن — چاکیست بجیب ہوس انداختهٔ ما

ہر چند که نیست رنگ و بویم — آخر نه گیاه باغ اویم! (سعدی)

ہر چه در جلوه بآفاق دریں جا حاضر — مومن و ارنی دگر و نصارا و یہود! ([illegible])

ہر چه ہست از قامت ناساز و بے اندام ماست — ورنه تشریف تو بر بالائے کس دشوار نیست!

ہر کس نشناسندهٔ راز ست و گرنه — اینہا ہمه راز ست که معلوم عوام است! ([illegible])

ہرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق — ثبت ست بر جریدهٔ عالم دوام ما (حافظ)

ہر موج معانی که ز جیحون دلم خاست — تا ساحل لب آمده بر تافت عناں را

ہر نظر گوہریں کہ بیاد تو گفتہ ام — دل رخنہ کردہ و جگر خویش سفتہ ام
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار — کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست؟ (حافظ)
ہر وقت بد کہ روئے دہد آب سیل داں — ہر نقش خوش کہ جلوہ کند موج آب گیر! (نظیری)
ہزار رخنہ بدام دم ابہ سادہ دلی — تمام عمر در اندیشۂ رہائی رفت
ہزار قافلۂ شوق می کشد شبگیر — کہ بار عیش کشاید بخطۂ کشمیر (فیضی)
ہست از پس پردہ گفتگوے من و تو — چوں پردہ بر افتد، نہ تو مانی و نہ من! (خیام)
ہست صحرا چوں کفِ دست و بر دا از لالہ جام — خوش کفِ دستے کہ چندیں جام صہبا بر گرفت! (خسرو)
ہست مجلس براں قرار کہ بود! — ہست مطرب براں ترانہ ہنوز!
ہفت آسماں بگردش و ما در میانہ ایم — غالب دگر مپرس کہ برما چہ می رود!
ہم از غالب حریفے ہاے حسن است — کہ یک عالم حریف کردگے نیست
ہماں عشق ست بر خود بستہ چندیں داستاں، ورنہ — کسے بر معنی یک حرف صد دفتر نمی سازد!
ہمائے، گو مفگن سایۂ شرف ہرگز — دراں دیار کہ طوطی کم از زغن باشد! (حافظ)
ہمچو ماہی مرد اغم پوشش دیگر نہ بود — تا کفن آمد، ہمیں یک جامہ بر تن داشتم! (کلیم)
ہمرہ غیری وی گوئی بیا عرفی تو ہم — لطف فرمودی، برو، کیں پائے رفتار نیست
ہم سمندر باش و ہم ماہی کہ در اقلیم عشق — روئے دریا سلسبیل و قعر دریا آتش ست! (عرفی)
ہم کعبہ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود — رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم (فیضی)
ہمہ اندر زمن بتو اینست — کہ تو طفلی و خانہ رنگین است!
ہمہ شہر پُر ز خوباں منم و خیال ماہے — چہ کنم کہ نفس بدخو نہ کند بکس نگاہے
ہیبت حق ست، ایں از خلق نیست! — ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست!
ہیچ گہ ذوقِ طلب از جستجو بازم نہ داشت — دانہ می چیدم دراں روزے کہ خرمن داشتم! (کلیم)
یا رب بزاہداں چہ دہی خلد رایگاں؟ — ذوق بتاں نہ دیدہ و دل خوں نکردہ کس!
یارب دل پاک و جان آگاہم دہ! — آہ شب و گریۂ سحر گاہم دہ!
یارب ز سیل حادثہ طوفاں رسیدہ باد — بت خانۂ کہ خانۂ نقش نام کردہ اند (فیضی)

یارب کجاست محرمِ رازے، کہ یک زماں — دل شرحِ آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید! (امانی)

یا وفا، یا خبرِ وصلِ تو یا مرگِ رقیب، — بازیِ چرخ ازیں یک دو سہ کارے بکند (حافظ)

یک بار نالہ کردہ ام از دردِ اشتیاق — از شش جہت ہنوز صدا می تواں شنید (عبدالرزاق فیاض)

یک چراغیست دریں خانہ، کہ از پرتوِ آں — ہر کجا می نگری، انجمنے ساختہ اند! (فیضی)

یک حرف بیش نیست سراسر حدیثِ شوق — ایں طرفہ تر کہ ہیچ بہ پایاں نمی رسد! (کلیم)

یک نالۂ مستانہ ز جائے نہ شنیدیم — ویراں شود آں شہر کہ میخانہ ندارد! (کاظم قمی)

یک ناوکِ کاری ز کمانِ تو نخوردم — ہر زخمِ تو محتاج بہ زخمِ دگرم کرد! (زکی ہمدانی)

مصرعے:

آخر آمد ز پسِ پردۂ تفتیش پدید (حالی)

آخر ایں صفرا بہ سودائی کشد

آشنا را حال ایں ست، وائے بر بیگانہ! (نظیری)

آفتے بود ایں شکار افگن کزیں صحرا گذشت!

آمد بزیرِ تیغ و تہلیلش نمی کنند

آں ہم بسعیِ غمزۂ مردم شکار داشت

از خویشتن گم ست کرا رہبری کند؟

از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس (حافظ)

از نے دوشیں قدرے تند تر! (نظیری)

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را (حسنی)

اگر بر افگند از رخ نقاب را چہ کنم

اگر دستے کنم پیدا، نمی یابم گریباں را (بیدل)

اگر ما درد دل داریم، ترا در دیں دارد (بیدل)

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

اگر نہ دیدی تپیدنِ دل، شنیدنی بود نالۂ ما! (بیدل)

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

او در من و من در و فتادہ! (سعدی)

اول و آخرِ ایں کہنہ کتاب افتادہ ست! (کلیم)

ایں خیال ست و محال ست جنوں

ایں زمیں را آسمانِ دیگر ست!

ایں سخن را چہ جواب است، تو ہم میدانی! (حسن سجزی)

ایں سخن نیز بہ اندازۂ ادراکِ من ست! (عرفی)

ایں شقاوت بزورِ بازو نیست!

ایں کہ در جام و سبو دارم مہیا آتش ست (؟)

ایں کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب؟

ایں نشئہ بمن گر نبود یادگرے ہست!

ایں از گناہیست کہ شائستۂ دیدارے نہ ای (انوری)

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ!

اے تو افلاطون و جالینوس ما!

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

اے طبل بلند بانگ، در باطن ہیچ! ([illegible])

اے کوتاہ آستیناں! تاکے درازدستی! ([illegible])

اے گل بتو خرسندم، تو بوے کسے داری! ([illegible])

اے نسیم سحری، یاد دہش عہد قدیم

بازار ہولے چیستم آرزوست!

باز می خواہم ز سر گیرم رہ بیہودہ را (نظیری)

بایک جہاں کدورت، باز ایں خرابہ جائے ست ([illegible])

ببیں کہ نقش المہاپرہ باطلا فکندست! (نظیری)

بردند و برادرانہ قسمت کردند!

برعکس نہند نام زنگی کافور! ([illegible])

برہمن می شدم گر ایں قدر زناری بستم

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست!

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست؟

بر بو اصحاب معنی را بہ رنگ اصحاب صورت را! ([illegible])

بہر یک گل، زحمت صد خار می باید کشید!

بہ صد دفتر نمی گنجد حدیث درد مشتاقے

بیار بادہ کہ ما ہم غنیمتیم بسے!

بیا، کہ ما سپر انداختیم اگر جنگ ست! ([illegible])

بیچارہ آں اسیر امیدوار تست!

بے حکم شرع آب خوردن خطاست

پنبہ را آتش ایں جا بہ شرار افتادست! (شبلی)

پیش ازیں صد داغ بر دل داشتم اکنوں یکی ست

تا ساغرت پرست، بنوشان و نوش کن! (حافظ)

ترا چہ شد کہ نمی پرسی آشنائے را

ترک ہمہ گیر و آشنائے ہمہ باش! (حالی)

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

تن ہمہ داغ داغ شد، پنبہ کجا کجا نہم؟

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل!

تو دانی حساب کم و بیش را!

تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست! ([illegible])

جوشیدہ خون تازہ ز داغ کہن مرا

تو و قطع منازلہا من و یک لغزش پائے ([illegible])

جائے بود کہ بر قامت او دوختہ بود! (حافظ)

جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا (حافظ)

جز نغمۂ محبت سازم نوا ندارد! (غالب)

جواں بخت، و جواں طالع، جواں باد!

چشم سوئے فلک و روئے سخن سوی تو بود ([illegible])

چناں بردند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغما را!

چوں کفر از کعبہ برخیزد، کجا ماند مسلمانی ([illegible])

چوں صفحہ تمام شد، ورق برگردد ([illegible])

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند! (حافظ)

چه خورد بامداد فرزندم!

چو نسبت خاک را با عالم پاک

حریفاں را سر ماند و نه دستار!

حسب حالے نه نوشتیم و شد ایامے چند

خام بودم، پخته شدم، سوختم!

خفته را خفته کے کند بیدار؟

خلاص حافظ از آں زلف تابدار مباد

خواب غفلت ہمہ را بردہ بیدار کسے ست ([illegible])

خواہم کہ دگر بتکدہ سازیم حرم را (غالب)

خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه!

خودی آئینہ دارد کہ محروم ست از تماش! ([illegible])

خوشم کہ توبۂ من نرخ بادہ ارزاں کرد! (عرفی)

خیال کن تو کجائی و ما کجا واعظ!

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

درد ما دادی و درمانی هنوز! (خسرو)

وقت ست دگر بتکدہ سازند حرم را!

دگر با شنیدستی ایں ہم شنو! ([illegible])

دل دیوانہ دارم کہ در صحرا ست پنداری ([illegible])

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ!

دیدار می نمائی و پرهیز می کنی

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

روز و شب عربدہ با خلق خدا نتواں کرد ([illegible])

ذکر تو منسوخ کرد عشق اوائل!

راه نسبت طلبی بیں کہ چہ شایاں رفتم

رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گزشت! ([illegible])

ز بیتابی سرم میگردد و بالیں نمی یابد

ز چشم آستیں بردار و اشکم را تماشا کن!

زدیم بر صف رنداں و ہر چہ بادا باد! (حافظ)

ز ساغر گر دماغی تر نمی کردم بہ پری کردم! ([illegible])

ز ہر مرض کہ بنالد کسے شراب دہند! ([illegible])

زہے مراتب خوابے کہ بہ ز بیداری ست! ([illegible])

زیں ہمہ سہا بگذر، یا نگذر، می گذرد!

ساقی بدہ رطل گراں، کاں مے کہ [illegible]! ([illegible])

ستم رسیدہ کے، نا امیدوار کے! (غالب)

سر ایں فتنہ ز جائیست کہ من می دانم! ([illegible])

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

شرط ست کہ داستاں نگویم

صد بیاباں بگذشت و دگرے در پیش ست ([illegible])

ضائع آں کشور کہ سلطانیش نیست!

طبعے مشکل بود، ما بر خویش آساں کردہ ایم!

طفل نادانم و اول سبق ست!

طفیلی جمع شد چنداں کہ جائے ما گم شد! ([illegible])

عار دارد کفر از ایمان من!!

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ! ([illegible])

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد!

عشق ازیں بسیار کردست و کند! عطار
عشق ست و هزار بدگمانی! مخلص
عمرت دراز باد که ایں هم غنیمت ست!
غم من اندر میان سلامت اوست!
غم من دو گونه عذاب ست جان مجنوں را!
قدرے گرید، و هم بر سر افسانه رود! خسرو
قبله گم شد محتسب میخانه را آباد کن!
قدرے گریم و هم بر سر افسانه روم
قصه کوته گشت ورنه دردسر بسیار بود!
قومے بجد و جهد گرفتند وصل دوست
قومے دگر حواله به تقدیر می کنند!
قیاس کن ز گلستان من بهار مرا!
کار مشکل بود، ما بر خویش آساں کرده ایم! غالب
کاں سوخته را جاں شد و آواز نیامد
کاں را که خبر شد، خبرش باز نیامد! سعدی
کردیم هزار بار توبه!
کس نه دارد ذوق مستی مے گساراں را چه شد حافظ
که گفته بود که دردش دوا پذیر مباد نظیری
کوته نظر ببیں که سخن مختصر گرفت! حافظ
کوته نتواں کرد که ایں قصه دراز ست! حافظ
که من بخویش نمودم صد اهتمام و نشد!
که در تاخیر آفتها، و عاشق را زیاں دارد
که بلبلاں همه مستند و باغباں تنها! صائب

که عشق آساں نمود اول، ولے افتاد مشکلها! حافظ
که آنچه ساقی ما ریخت عین الطاف است
که زود آخر شود ایں نشه و من در خمار افتم
کیں زمین را آسمانے دیگر ست!
کیں خسته اگر دیر رسد، شام بمیرد!
گر تو دامن بکشی دست کسے کوته نیست
گرچه خوب است، و لیکن قدرے بهتر ازیں! حافظ
گر غم خوریم خوش نه بود، به که مے خوریم! حافظ
گر نکته دان عشقی، خوش بشنو ایں حکایت! حافظ
گوئی ایں طائفه ایں جا گهرے یافته اند نظیری
لاله ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق!
لب تشنگی ز راه دگر برده ایم ما!
لختے ز حال خویش به سیما نوشته ایم! نظیری
ماجرا ماست بآں چشم فسوں ساز مرا!
ما زنده از آنیم که آرام نگیریم! کلیم
ما بر بندهٔ و ایں قوم خداوند ندانند!
ما هیچ نه گفتیم و حکایت بدر افتاد! سعدی
متاع من که نصیبش مباد ارزانی! عرفی
مجلس چوں بر شکست تماشا بما رسید!
مارا روزگار سفله پرور را تماشا کن!
مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش حافظ
معلوم شد که هیچ معلوم نشد! حکیم
مگر اندراں دیارے که توئی وفا نباشد!

۵۱

من اندازِ قدت را می‌شناسم!
من وفائے دوست را در پے وفائی یافتم
من دگر زو میدان وا افراسیاب (فردوسی)
میان طالب و مطلوب رمزے ست
می بردهر جا کہ خاطر خواہ ست
می گویم و بعد از من گویند بستانها!
نا خلف باشم اگر من بجوے نفروشم
نام دی وم دی قدے فاصلہ دارد!
نرخ بالا کن کہ ارزانی ھنوز!
نشستہ ایم کہ از ما غبار برخیزد!
نفسے بیاد تو می زنم، چہ عبارت و چہ معانیم (بیدل)
وائے بر صیدے کہ یک باشد صیادے چند!
وائے گر در پس امروز بود فردائے! (حافظ)
وائے دیوانہ دارم کہ در صحرا پنداری!

ہاں بانگ بلند است ایں، پوشیدہ نمی گویم
ہر کہ خواہد میل دیدن، در سخن بینندم!
ہر لحظہ بطرزِ دگراں یار برآمد
ہست ایں قصہ مشہور و تو ہم می دانی!
ہشدار کہ سیلاب فنا در پیش است
ہمچو عیدے کہ در ایام بہار آمد و رفت! (قاسم)
ہمیں ورق کہ سیہ گشت، مدعا ایں جاست! (نظیری)
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہ کیست؟ (نظیری)
یاراں صلائے عام ست گر می کنید کارے! (حافظ)
یار ما ایں دارد و آں نیز ہم! (حافظ)
یقین عشق کن و از سر گماں برخیز!
یکے بدزدی دل رفت و پردہ دار یکے
یکے ست نسبت شیرازی و بدخشانی! (رحیم ...)
گو تو خوش باش کہ ما گوش بہ احمق نکنیم!

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

عربی

وصاء لبنان، وکیف یقطعها — وهو الشتاء، وصیفهن شتاء (متنبی)
ومزیة مشهدت لها ضراتها — والفضل ما شهدت به الاعداء!
اورونا خطة لا ضیم فیها — یستوی بیننا فیها السواء
قد کنت آمل ان اموت ولا اری — فوق المنابر من امیة خاطبا
فالله اخر مدتی فتطاولت — حتی رأیت من الزمان عجائبا
فی کل یوم لایزال خطیبهم — وسط الجموع لآل احمد عائبا
فالذی منهما اخرجا انا لا — الس یلقی خیرا ویلقی وبالا

والذی لاینال الامن الشر — فتنا به الخطوب انتیابا
وقلت ذالك من قول الغلاوة وما — ذنب الغلاة اذا لم یوردکذبا
فاصف قبل رد الطرب من سباء — بعرش بلقیس والی یخرق الحجبا
فانت فی آصف لم تغل فی بلی — فی حیدر انا غال، ان ذا عجبا
انکرت لیلة اذ صار الوصی الی — ارض المدائن بما ان لها طلبا
وغسل الطهر سلمانا وعاد الی — عراس یثرب والاصباح ماوجبا
ولم یستتر فی زایة غیر نفسه — ولم یرض الاقائم الصیف صاحبًا
ولو قلت لی مت، مت سمعاً وطاعة — وقلت لداعی الموت اهلا ومرحبا
اذ قررت کالی فضة وذهبا — انا قتلت الملك المحجبا
قتلت خیر الناس اما دابا — وخیرهم اذ ینسبون نسبا
اذاهم التی بین عینیه عزمه — ونکب عن ذکر العواقب جانبا
ان کان احمد خیر المرسلین فذا! — خیر الوصیین اوکل الحدیث هبا
وما الدهر الامن رواة قصائدی — اذا قلت شعراً، اصبح الدهر منشداً! متنبی
ان الطبیب بطبه ودوائه — لایستطیع دفاع مقدور اتی
ماللطبیب یموت بالداء الذی — قد کان یبری مثله فی مامضی
هلك المداوی والذی — جلب الدواوباعه ومن اشتری
وانك عبدی یا زمان وانی — علی الرغم منی أن اری لك سیدا محمد بن عبدالله
وما انا راض اننی واطی الثری — ولی همة لاترتضی الافق مقعدا
زدنی بفرط الحب فیك تحیراً — وارحم حشا بلظی هواك تسعراً!
لیث یدق الاسد البیوسا — ولایهاب الفیل والجاموسا
علیك مثل الذی صلیت فاغتمضی — عیناً فان لجنب المرء مضطجعا
وهم صلبوا عبدی فی جذع نخلة — فلاعطست شیبان الابا جدعا
ویمیعون کما سمعت کلامها — خروا العزة سجدا ورکوعا نجم ٥٥

تمتع من الدنيا فانك لا تبقى   وخذ صفوها ما ان صفت ودع الرنقا
ولا تأمن الدهر الذى قد امنته   فلم يبق لى حالا ولم يرع لى حقا
قتلت صناديد الرجال ولم ادع   عدوا ولم امهل على طغيه خلقا
واخليت دار الملك من كل نازع   فشردتهم غربا ومزقتهم شرقا
ولم يغن عنى ما جمعت ولم اجد   لذى ملك منها ولا راغب رفقا
فلما بلغت النجم عزا ورفعة   وصارت رقاب الخلق اجمع لى رقا
رمانى الردى سهما فاخمد جمرتى   فها انا ذا فى حفرتى عاجلا القى
فياليت شعرى بعد موتى ما القى   الى نعم الرحمن ام ناره القى
اشدد حيازيمك للموت   فان الموت لاقيكا
ولا تجزع من الموت   اذا حل بواديكا
اليت لا اقتل حتى اقتلا   ولن اصاب اليوما لا مقتلا
اضربهم بالسيف ضربا مفصلا   لا ناكلا عنهم ولا مهللا
بعواء يطوى البلاد كليلا   تائها فى عروض الفلاة ذليلا
وما كان قيس هلكه هلك واحد   ولكنه بنيان قوم تهدما
لها حارس لا يبرح الدهر بيتها   وان ذبحت صلى عليها وزمزما
ووالله لولا خشية الناس والحيا   لعانقتها بين المقام وزمزما
ولما قسا قلبى وضاقت مذاهبى   جعلت الرجا منى لعفوك سلما
تعاظمنى ذنبى فلما قرنته   بعفوك ربى كان عفوك اعظما
يفلقن هاما من رجال اعزة   علينا وهم كانوا اعق واظلما
لا يسالون اخاهم حين يندبهم   فى النائبات على ما قال برهانا
انا من اهوى ومن اهوى انا   نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتنى ابصرته   واذا ابصرته ابصرتنا
كم ون
اتانى هواها قبل ان اعرف الهوى   فصادف قلبا فارغا فتمكنا

صلى الاله على جسم تضمنه قبر ناصبح فيه العدل مدفونا
قد خالف الحق لا يبغى به بدلا فصار بالحق والايمان مقرونا
ومن لبس النعال واحتذاها ومن قرأ المثانى والمئينا
اذا استقبلت وجه ابى حسين رأيت البدر راع الناظرينا
ولاوالله لا انسى علينا وحسن صلاته فى الراكعينا
افى الشهر الحرام فجعتمونا بخير الناس طرا اجمعينا
الا يا عين ويحك اسعدينا الا وابكى امير المؤمنينا
رزينا خير من ركب المطايا وفارسها ومن ركب السفينا
انا لنرخص يوم الروع انفسنا ولو نسام بها فى الامن اغلينا
فقدمت الاديم لراهشيه فالفى قولها كذبا ومينا
يارب لا تسلبنى حبها ابداً ويرحم الله عبدا قال آمينا
وشد وشدة اخرى فجروا بارجل مثلهم ورموجوينا
دب فى الفناء سفلا وعلوا وارانى اموت عضوا فعضوا
ذهبت شرتى بجدة نفسى وتذكرة طاعة الله نضوا
ليس من ساعة مضت لى الا نقضتنى بمرها لى جزوا
لهف نفسى على ليال وايام تمليتهن لعبا ولهوا
قد اسانا كل الاساءة فالله صفحا عنا وغفراً وعفوا
بلاد بها نيطت على تمائمى واول ارض مس جلدى ترابها
اذا لم تكن الا الاسنة مركبا فلا يسع المضطر الا ركوبها
لا نقل دارها بشرقى نجد كل نجد للعامرية دارها!
واقلية يسعى عليها اقيم مغطرس ابديت عن خلخالها
وخمار غانيه عقدت براسها اصلا وكان منشرا بشمالها

ابى لهم ان يعرفوا انفسهم انهم   بنو نا توق كانت كثيرا عيالها
ستعلم ليلى اىّ دين تداينت   واىُّ غريم فى التقاضى غريمها
وهل افسد الدين الا الملوك   واحبار سوء ورهبانها
اذا م هديت هاديا مهديا   فاليوم تلقى جدك النبيا
وحسنا والمرتضى عَليا   وذا الجناحين الفتى الكميا
ان الوسائل للملوك ببابهم   ووسيلة العظمى بهذا الباب!
اترجو ان تكون، وانت شيخ   كما قد كنت ايام الشباب؟
لقد كذبت نفسك ليس ثوب   دريس كالجديد من الثياب؟
بيعة لولى العهد احكمها   بالنصح منه وبالاشفاق والحدب
قد دكن الفضل عقدا لا انتقاض له   لمصطفى من بنى العباس منتخب
سارت مشرقة وسرت مغرب   شتان بين مشرق ومغرب!
وحب، فان الحب داعية الحب   وكم من بعيد الدار مستوجب القرب! علي بن الجهم
وهبت على مقدار كفى زماننا   ونفسى على مقدار كفك يطلب
فقلت لها "ما اذنبت؟" قالت مجيبة   "وجودك ذنب لا يقاس به ذنب!"
من لم يكن للوصال اهلا   فكل طاعاته ذنوب!
ومن مذهبى حب الديار لاهلها   وللناس فيما يعشقون مذاهب
هل والله لطبيبى   عن مقاساة الذى بى
سوف الغنى عن قريب   لعدو وحبيب!
لئن امير المومنين كرامة   عليه بها شكرى لهم وجوب
بان ولى العهد مامون هاشم   بدا فضله اذ قام وهو خطيب
ولما رماه الناس من كل جانب   بابصارهم والعود منه صليب
رماهم بقول: انصتوا إعجباله   ولحن دونه للسامعين عجيب
قل للامام: جزاك الله مغفرة   لا تجمع الدهر بين السخل والذيب

السخل غرهم في الذيب غفلته ... والذيب يعلم ما بالسخل من طيب

ولقد تهب لك الصبا من ارضها ... فيلذ مس هبوبها ويطيب!

كشفت لهم عن ساقها ... وبدا من الشر الصراح

اقتلوني! اقتلوني يا ثقات! ... ان في قتلي حياة لا ممات

مررت على ابيات آل محمّد ... فلم ارها كعهدها يوم حلت

فلا يبعد اللّٰه الديار واهلها ... وان اصبحت من اهلها قد تخلت

وان قتيل الطف من آل هاشم ... اذل رقاب المسلمين فذلت

وكانوا رجاء ثم صاروا رزية ... فقد عظمت تلك الرزايا وجلت

الم تر ان الارض اضحت مريضة ... لفقد حسين والبلاد اقشعرت

وقد اعولت تبكي السماء لفقده ... وانجمها ناحت عليه وصلت

تمنت سليمى ان نموت بحبها ... واهون شيء عندنا ما تمنت كثير عزة؟

وما تنفع الآداب والعلم والحجى ... وصاحبها عند الكمال يموت

شربت الحب كاسا بعد كاس ... فما نفد الشراب ولا رويت

واضيعة الناس في الدين الحنيف وما ... تلقاه من حادثات الدهر اجواد

هتك وقتل واحداث يشيب بها ... راس الوليد وتعذيب واصفاد

ونار لو نفخت بها اضاءت ... ولكن انت تنفخ في الرماد

فلما عصوني كنت منهم وقد ارى ... غوايتهم وانني غير مهتد

ثلاثة ايام هي الدهر كله ... وما هن: الامس واليوم والغد!

وما القمر الا واحد غير انّه ... يغيب ويأتي بالضياء المجدد! كري

وليس الله بمستنكر ... ان يجمع العالم في واحد

وهل انا الا من غزية ان غوت ... غويت وان ترشد غزية ارشد

وحدثتني يا سعد عنها فزدتني ... جنونا فزدني من حديثك يا سعد! عباس بن الاحنف

الا ان ليلى بالعراق مريضة ... وانت خلي البال تلهو وترقد!

وليس بها الا الرقيم مجاوراً   وصيد هم، والقوم فی الكهف همد
ومتى يساء لنا الوصال ودهرنا   يومان، يوم نوى ويوم صدود!
ستبدى لك الايام ماكنت جاهلا   ويأتيك بالاخبار من لم تزود!
اترى ابن هند للخلافة مالكا   هيهات ذاك وما اراد بعيد
منتك نفسك فی الخلاء ضلالة   اغراك عمرو للشقاء وسعيد
فارجع بانكد طائر بنحوستها   لاقت عليا اسعد وسعود!
ماشئت قل فيه، فانت مصدق   فالحب يقضی والمحاسن تشهد
فلو كنت يا مجنون تضنی من الهوی   لبت كمابات السليم المسهد
تلك اثارنا تدل علينا   فاسئلوا حالنا عن الاثار!
تمتع من شميم عراد نجد   فمابعد العشية من عراد
قد علمت حقا بنو غفار   وخندف بعد بنی نزار
لنضربن معشر الفجار   بكل عضب صارم بتار
يا قوم زودوا عن بنی اللعار   بالمشرفی والقنا الخطار
اقول لصاحبی والعيش تهوی   بنا بين المنيفة فالضمار
وان صخراً لتأتم الهداة به   كانه علم فی راسه نار
ماشئت، لاما شائت الاقدار   فاحكم فانت الواحد القهار!
شعور تقضين ماشعرنا   بانصاف لعن ولاسرار!
فلماً يلعن فخير ليل   والطيب مايكون من النهار!
ونحن اناس لا توسط بيننا   لنا الصدر دون العالمين او القبر الوفراک الجوال
اذا جاء موسیٰ والقی العصا   فقد بطل السحر والساحر!
صبحت الله قبيل الفجر   بالهاشميين الطوال الزهر
بكل قطاع حسام بفرى   حمزة ليثی وعلی صقری
هتك وحشی حجاب الستر   ما للبغايا بعدها من فخر

نحن جزيناكم بيوم بدر / والحرب يوم الحرب ذات سعر
ماكان عن عتبة لي من صبر / ابي وعمي واخي وصبري
نشكر وحشي على عمري / حتى تغيب اعظمي في قبري
يابنت رقاع عظيم الكفر / خزيت في بدر وغير بدر
غدا سمراً بين الانام حديثهم / واذا سمر بدى المسامع لسمرا
تحية مشتاق والف ترحم / على الشهداء الطاهرين من الوزر
ان تعقروا بي فانا ابن الحر / اشجع من ذي لبد هزبر
وامرؤ العداوة لايمر بصالح / الا يلمزه بكذاب اشر
فلا تسئلن عما جرى يوم حصرهم / وذلك بما ليس يدخل في حصر
قد بايع الثقلان في مهد الهدى / لمحمد بن زبيدة بنة جعفر
انشر من العلم ما اوتيته علما / وما عليك اذا لم تفهم البقر
عبارتنا شتى وحسنك واحد / وكل الى ذاك الجمال يشيرا
رق الزجاج ورقت الخمر / فتشابها فتشاكل الامر (صاحب ابن عباد)
اراك عصى الدمع شيمتك الصبر / اما للهوى نهي عليك ولا امر
كان لم يكن بين الحجون الى الصفا / انيس ولم يسمر بمكة سامر (عمرو بن الحارث)
تداويت من ليلى بليلى عن الهوى / كما يتداوى شارب الخمر بالخمر
مطهرون نقيات جيوبهم / تجرى الصلوة عليهم اينما ذكروا
من لم يكن علويا حين تنسبه / فما له في قديم الدهر مفتخر
الله لما برى خلقا فاتقنه / صفاكم واصطفاكم ايها البشر
فانتم الملا الاعلى وعندكم / علم الكتاب وما جاءت به السور
فما فرحت نفسى بدنيا اصبتها / ولكن الى الله الكريم اصير
وورا ذلك فلا اقول لانني / سر لسان النطق عنه اخرس
يذكرني طلوع الشمس صخرا / واذكره بكل غروب شمس

وانما اولادنا بيننا — واكبادنا تمشي على الارض
لكان لي مضطرب واسع — في الارض ذات الطول العرض
لولا بنيات كزغب القطا — رددن من بعض الى بعض
هنيا لارباب النعيم نعيمها — وللعشق المسكين مايتجرع
تلوم على ان امنح الورد لقمة — وماتستوي والورد ساعة تفزع
واذا المنية انشبت اظفارها — الفيت كل تميمة لاتنفع
ايتها النفس اجملي جزعا — فان ماتحذرين قد وقع
وقمت اليه باللجام ميسرا — هنالك يجزيني بما كنت اصنع
تذكرت اياما مضت ولياليا — خلت فجرى من ذكرهن دموع
الا هل لي الى وقت الوصال رجوع؟ — وهل بعد اعراض الحبيب تواصل

وهل لبدور قد افلن طلوع؟

اذا كان هذا الدمع يجري صبابة — على غير ليلى فهو دمع مضيع
كيف الوصول الى سعاد ودونها — قلل الجبال وبينهن حتوف
قلبي يحدثني بانك متلفي — روحي فداك عرفت ام لم تعرف
فدا ستوى بشر على العراق — من غير سيف ودم مهراق
اهديتني ورقا لم تهدلي ورقا — قل لي بلا ورق ماينفع الورق؟
الى الله اشكو ما الاقي من الهوى — بليلى، ففي قلبي جوى يحرق
كان فؤادي فيه مور بقادح — وفيه لهيب ساطع وبروق!
الا كل ذي عقل ما المعم الكرى — وللقلب مني انه وخفوق!
برى حبها جسمي وقلبي ومهجتي — فلم يبق الا عظم وعروق!
اذا ذكرتها النفس ماتت صبابة — لها زفرة قتالة وشهيق!
وقد صرت مجنونا من الحب هائما — كاني عان في القيود وثيق!
فلم ارى كالدعاء اعم نفع — واعظم في مكافات الصديق

يقولون "ليلى" بالعراق مريضة ... فمالك لا تضنى وانت صديق!
شفى الله" مرضى" بالعراق فانني ... على كل مرضى بالعراق شفيق!
فان تك "ليلى" بالعراق مريضة ... فانى فى بحر الحتوف غريق!
اهم بانظار البلاد وعرضها ... ومالى الى "ليلى" الغداة طريق!
يا من بنى الملك، فيطرحنى فى البرك ... ثم يصطادنى كانى من السمك
الا فى سبيل المجد ما انا فاعل ... عفاف واقدام وحزم ونائل!
اذا حملتنى والسلاح مشيحة ... الى الروع لما اصبح على سلم وائل
ولو كانت النساء كمن ذكرنا ... لفضلت النساء على الرجال!
فيا دارها بالخيف، ان مزارها ... قريب، ولاكن دون ذالك اهوال (مكرر)
وهل نبيت الخطى الا وشيجة ... وتغرس الا فى منابتها النخل
نزلوا بمكة فى قبائل هاشم ... ونزلت بالبيداء ابعد منزل!
والغول بين يدى يظهر تارة ... ويكاد يخفى مثل ضوء المشعل
ومن بعد هذا ما يدق بيانه ... وماكتمه احظى لديه واجمل
فمن شاء فلينظر الى فمنظرى ... نذير الى من ظن ان الهوى سهل
يادهر اف لك من خليل ... كم لك فى الاشراف والاصيل
من طالب وصاحب قتيل ... والدهر لا يقنع بالبديل
وانما الامر الى الجليل ... وكل حى سالك السبيل
اذا ما انقضت منى من الدهر مدتى ... فان عزاء الباكيات قليل!
سيعرض عن ذكرى وتنسى مودتى ... ويحدث بعدى للخليل خليل!
قليل منك يكفينى، ولاكن ... قليلك لا يقال له قليل
لنا جبل يحتله من نجيره ... منيف يرد الطرف وهو كليل
رسا اصله تحت الثرى، وسمايه ... الى النجم فرع لا ينال طويل
ولست ابالى ان يقال محمد ... ابل او التطعت اليه الماتم

ولكن دينا قد اردت صلاحه … احاذر ان تقضى عليه العمائم
سلط الموت والمنون عليهم … فلهم فى صدى المقابر هام
وابدح ما يكون الشوق يوما … اذا دنت الخيام من الخيام
بشتان ما بين اليزيدين فى الندى … يزيد سليم والاعز بن حاتم
خلقنا رجالا للتجلد والاسى … وتلك الايامى للبكاء والماتم
لسان على فى الهوى وهو ناطق … وديعى نصيح فى الهوى وهو اعجم!
ثلاثة آلاف وعبد وقينة … وضرب على بالحسام المصمم
فلا مهر اغلى امن على وان على … ولا فتك الادون فتك ابن ملجم
لحى الملك القرم وابن الهمام … وليث الكتيبة فى المزدحم
اذا هى زادت فى النوى، زاد فى الهوى … فلا قلبه يسلو ولا هى سترحم
فلو قبل مبكاها بكيت صبابة … بسعدى شفيت النفس قبل التندم
ولاكن بكت قبلى فهيج لى البكا … بكاها، فقلت الفضل للمتقدم مج
ماذا تقولون ان قال النبى لكم … ماذا فعلتم وانتم آخر الامم!
بعترتى وباهلى بعد مفتقدى … منهم اسارى ومنهم ضرجوا بدم
وقابلها الرحم صفى دفعا … وصلى على دوها وارتسم
منزه عن شريك فى محاسنه … فجوهر الحسن فيه غير منقسم ١ (م/م)
لما فى بيتى حصن من بن كريهة … من القوم طلاب التراث غشمشم
فان كنت لا تدرى، فتلك مصيبة … وان كنت تدرى، فالمصيبة اعظم
ودع عنك عمرا ان عمرا مسالم … وهل بطن عمرو غير شبر لمطعم
العلما دل محتاج الى القلم … وشفرة السيف تستغنى عن القلم
فان انتم لم تثاروا وتديتم … فمشوا باذان النعام المصلم!
وان عارا ان يكن غير واضح … فانى احب الجون ذا المنكب العمم
وما شجانى انى كنت نائما … اعلل من برد بطيب التنسم قول ابن رباح

الی ان دعت ورقاءمن غصن ایکة — تغرد مبکاها بحسن الترنم — طری بن رماح

الصبر یحمد فی المواطن کلها — الاعلیک فانها مذموم

سقیم مل منه اقربوه — واسلمه المدادی والحمیم

اجد الملامة فی هواک لذیذة — حبا لذکرک، فیلمنی اللوم! — ابوالمنہال الخزاعی

نصحت فلم افلح وغشوا فافلحوا — فاورد لی نصحی بدار هـــوان

فان عشت لم انصح وان ستغلعوا — ذوی النصح من بعدی بکل لسان

فیاعتاب زفن قارو رتان — ذی لخیر وذی لشر الهوان

لمثل هذا یذوب القلب من کمد — ان کان فی القلب اسلام وایمان

ان الامام اخوالنبی محمد — علم الهدی ومنارة الایمان

دفعه الحتوف وسر امام لوائه — قدما بابیض صارم وسنان

ماذا التقاطع فی الاسلام بینکم — وانتموا یاعباد الله اخوان

شمر کفعل ابیک یا ابن عمارة — یوم الطعان وملتقی الاقران

وانصر علیا، والحسین ورهطه — واقصد لهند وابنها بهوان

انا من بالنفس النفیسة ربها — ولیس لها فی الخلق کلهم ثمن

بها تشتری الجنات ان انا بعتها — بشی سواها، ان ذا لکم غبن

اذا اذهب نفسی بشی اصیب — فقد ذهب الدنیا وقد ذهب الثمن

کان مملوکی فاضحی مالکی — ان هذا من اعاجیب الزمن!

انا زهیر وانا ابن ایقین — اذودهم بالسیف عن حسین

انظرونا نقتبس من نورکم — ان هذا نور رب العالمین!

الموت فیه جمیع الناس تشترک — لاسوقة منهم یبقی ولا ملک

ماضر اهل قلیل فی مقابرهم — ولیس یغنی عن الملاک ماملکوا

مضی الدهور وما اتین بمثله — ولقد اتی فعجزن عن نظرائه

یا اهل بیت رسول الله حبکم — فرض من الله فی القرآن انزله

كفاكم من عظيم القدر انكم — من لم يصل عليكم لاصلوة به

يا بعيد الدار عن وطنه — مفرد ايبكى على شجنه

كلما جد النحيب به — زادت الاسقام فى بدنه

ولقد زاد الفواد شجىً — هاتف يبكى على فننه

شاقنى ما شاقه فبكى — كلما يبكى على سكنه

انا على بن حسين بن على — نحن ورب البيت اولى بالنبى

تالله لا يحكم فينا ابن الدعى

ولقد رأيت الاسد احسن خلقه — من جنس هذا الظالم المتمرد

الناس تقتل كل يوم بعضها — والاسد تقتل غيرها اذا تعتدى

لى سكرتان، وللندمان واحدة — شئ خصصت به من بينهم وحدى

مناياى دعينى فى الهوى متعلقا — لقد مت الا اننى لم يزر قبرى

فن المحبة ما ادق بيانه — متحير فيه امام الرازى!

لعاكن من جناتها علم الله — وانى بحرها اليوم صالى

ينادى يا على صوته متعوذ! — ليصحب منا، والرماح ذوالق!

مصرع

ع الفضل ما شهدت به الاعداء

ع والاذن تعشق قبل العين احيانا!

ع ويرحم الله عبدا قال امينا

ع وجودك ذنب، لايقاس به ذنب

ع وللناس فى ما يعشقون مذاهب!

ع وللارض من كاس الكرام نصيب!

ع سلام على نجد ومن حل بالنجد!

ع عيون المها بين الرصافة والجسر!

ع ترى الاكم فيها سجد اللحوافر

ع ولا تسقنى سرا، فقد امكن الجهر!

ع فان ما تحذرين، قد وقع!

ع قلل الجبال، وبينهن خيوف

ع عن المرء لا تسئل، وسل عن قرينه

چند خط میرے نام

ڈاکٹر عبد الجلیل فریدی اور بعض دوسرے اکابر
کے خطوط

پیشکش
جناب آصف علی خاں

حرفے چند

ڈاکٹر فریدی (عبدالجلیل فریدی) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اسلامیانِ ہند نے ۴۷ء کے بعد کے بحرانی دور (Crisis) میں بھی ایسے جری بطل جلیل پیدا کر دیئے کہ ان کا محض خیال آتے آتے بھی سینہ فخر سے چوڑا ہونے لگتا ہے۔ اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ ان کے، اور کچھ اور مشاہیر کے خطوط ہمیں عزیز مکرم آصف علی خاں صاحب سے ملے۔ اصل لائبریری کے لیے، اور نقل آپکی خدمت میں پیش ہیں۔

آصف علی خاں صاحب، نامور باپ شرافت علی خاں صاحب مرحوم کے فرزند، رامپور کے سماجی کارکنوں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ (صولت پبلک لائبریری، رامپور کے اعزازی سکریٹری بھی ہیں) یہی سماجی خدمت کا رشتہ فریدی صاحب کو بھی قریب لے آیا تھا۔ عندلیب شادانی اور شرافت علی خاں صاحب کی رامپور کی قدیم بے تکلف دوستی تھی، ہر وقت کا ساتھ! پھر یہ ڈھاکہ چلے گئے، پھر ۴۷ء آیا اور پھر سب کچھ بکھر گیا۔ عادل رشید، شکیل بدایونی اور شرف زیدی سے آصف صاحب نے جو ایک رسالہ الحسن نکالا تھا، اس رشتے سے خط و کتابت تھی۔ ان حضرات سے آصف صاحب کی خط و کتابت ۵۶ء سے ۷۰ء کے درمیان ہوئی۔

بطور تعارف رشید احمد صدیقی کا ایک مضمون اور دو خطوط شروع میں (ڈاکٹر مسعود حسین کے شکریہ کے ساتھ) شامل کیے جا رہے ہیں، ایک تو فریدی صاحب کے بارے میں ہے اور دوسرا فریدی صاحب کے نام۔ دونوں کی بڑی اہمیت ہے۔ پہلے کی کچھ زیادہ ہی جس میں انھوں نے فریدی صاحب کے بارے میں لکھا ہے:

> "... ایسی خوبیوں کا ڈاکٹر اور انسان دونوں میری نظر سے تو گزرا نہیں... انکی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ لالچ مطلق نہیں ہے۔ حذاقت اور دردمندی میں شبہ نہیں جتنے سچے اور پکے مسلمان ہیں اتنے ہی خوش اطوار، خوش گفتار اور خوش شمائل شخص بھی۔ انکی خوبیاں ان سے ملنے پر واضح ہونگی۔"

ایسا بے غرض، بے جگر، جیالا، حفظ الرحمن کے بعد میری نظر سے اب تک نہیں

گزرا، جو صرف دوسروں کے لیے جیا ہو، اور سمپورنا نندوں اور سی بی گپتاؤں کے لکھنؤ میں ہمیشہ سر اٹھا کے چلا ہو۔

وہ شام مجھے اب تک نہیں بھولی! مفتی صاحب مرحوم (مفتی عتیق الرحمن) کے یہاں روز کی معمولی باتیں چل رہی تھیں کہ ایک صاحب داخل ہوئے چال جیسے کڑی کمان کا تیر! آپسی سلام اور مزاج پرسی کے بعد مفتی صاحب نے بلوایا۔ "ڈاکٹر فریدی صاحب" اور پھر فوراً انھیں مخاطب کر کے کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے کو فنا کر ڈالنے کا پورا تہیا کر لیا ہے۔ فریدی صاحب نے مفتی صاحب کا ہاتھ اور کس کے پکڑ لیا، مسکرائے جیسے کہہ رہے ہوں "اول و آخر فنا، ظاہر و باطن فنا"۔ وہ مسکراتے رہے اور ان کے چہرے پر نورین تحریر میں اقبال کے مصرعوں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا:

سلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادثات ٭ سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات ● سلسلۂ روز و شب، تارِ حریرِ دو رنگ ٭ جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات ● آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہنر ٭ کارِ جہاں بے ثبات! کارِ جہاں بے ثبات ● اول و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا ٭ نقشِ کہن ہو کہ نو، منزلِ آخر فنا ● ہے مگر اس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام ٭ جس کو کیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام!

"فنا کر ڈالیے اپنے آپ کو" مفتی صاحب کی آواز میں تلخی آ گئی تھی، "مگر ڈاکٹر صاحب آپ کے فنا ہونے سے ہمارا کام بنے گا نہیں، بگڑ ضرور جائے گا۔ قوم کو جن کی ضرورت ہے وہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں تو پھر قوم کا بنے گا کیا۔"

فریدی صاحب نے اپنے کو فنا کرنے میں ذرا جلدی کر دی۔ زندگی کی شمع کے دونوں سرے جلا رکھے تھے انھوں نے، کب تک ساتھ دیتی وہ ان کا۔ لیکن جتنا بھی جیے ان گنت دلوں پر اپنا نقش تو چھوڑ گئے۔ اور شیر کی ایک دن کی زندگی یقیناً گیدڑ کی سو برس کی زندگی سے بہتر ہے۔

آصف صاحب نے اپنا ایک قیمتی ذاتی اثاثہ خدا بخش لائبریری کی نذر کر دیا تو لائبریری نے بھی مناسب سمجھا کہ قوم کی امانت کو قوم تک پہنچا دیا جائے:

ع بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من

(ع۔ب)

تعارف

جناب رشید احمد صدیقی

۷

۱۰ ، ستمبر ۱۹۶۰ء ذکاء اللہ روڈ یونیورسٹی علی گڑھ

ڈاکٹر صاحب محترم ، آداب ،

جس طرح آپ لکھنؤ کے لئے باعث برکت
و خیر و برکت ہیں اور ہر حیثیت تقویت ، ڈاکٹر مسعود حسین خاں
(صاحب موصوف) شعبہ اردو کے لئے بالخصوص اور یونیورسٹی کے لئے
بالعموم باعث خیر و برکت ہیں اور ہمارے لئے باعث افتخار !

میں نے ارادہ کیا تھا کہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں ، اپنی تالیف
تیار ہے اور آپ کو کچھ پڑھ کر سناؤں ۔ یہ بھی تمنا تھی کہ آپ کی خوبیاں
آپ [illegible] پڑھ کر [illegible] ہوں گا ۔ یہ بات ڈاکٹر مسعود حسین خاں
ہی کی [illegible] ہے ۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے حقیقی بھتیجی ہیں
اصلاً بھی مجھ سے زیادہ قریب ہیں ۔ آپ [illegible] ہو تو کچھ تعجب نہیں ۔
خود ڈاکٹر صاحب اتنے [illegible] ([illegible] تو) خوش [illegible]
تھا [illegible] آپ کو دیتا تھا ۔

آپ کا

[illegible]

٨

Dr. A. J. Faridi
Faridi Clinic
Faridi Buildings
Hazratganj
- Lucknow -

۱۰ ستمبر شنبہ ۱۹۳۰ء   بونور بوشی مونک

عزیز من - سلام شوق ۔ کل ڈاکٹر نے بڑا اچھا تعلیم دیکر Cicero پر ،

آپ کا ایک خط ملا ۔ تمہارے مکتوب کے جواب میں ۔ یہ بہت اچھا کیا ۔ بہتر ہے اور وہاں اسی طرح ہی

ڈاکٹر فرہی (مشبہ بالبلبل) یہ جو اوائل ملت ہیں بڑے ہی اور ایسے مزاق بھی ! جب ایک بات ہی ہو

ان سے مشورہ کرتا رہتا ہوں ۔ مجھے ان پر بڑا اعتقاد ہے ۔ ایسی خوبیاں ڈاکٹر اور ان کے دونوں بیوی لڑکے تو

تمیز والے ہیں ۔ آپ جیسا ہندوستانی جب ... دیکھ کر ! ... آپ ہی کو خود دیکھا اور بڑا

ممنون و خوش ہوا ہے ۔ حضرت آپ کو ان ... خان صاحب ... ہے ۔ موصوف ڈاکٹر فرہی کی تعریف

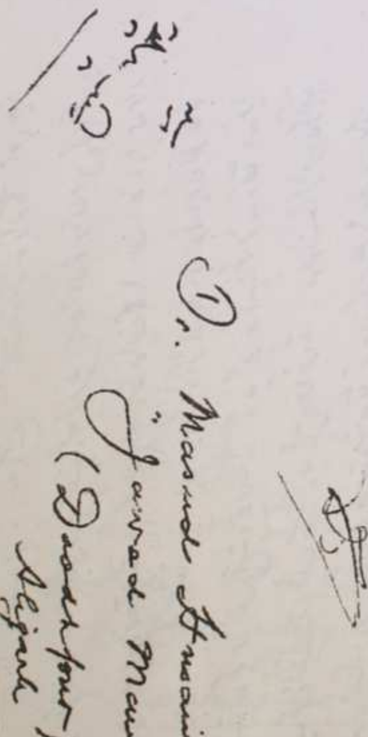
کرتے ہیں ۔ حضرت ... فرہی کی کلینک ... ملاقات ہوجاتی ہے ۔ ان کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ

وہ بچے ملنسار ہیں ... اور ... ۔ ... اور ... خوش ...

اور خورشید شامل ... ۔ ان کی ... خان صاحب ... بڑا ... ہی

تعریف ہے ۔ ... موصوف ... بہت ... اسلامی ... ۔ ایک ... سیف ...

۱۰



خدا رحمت کند

پروفیسر رشید احمد صدیقی

آج کم و بیش ۲۰ سال ہوئے ہوں گے قلب کی شکایت کے سلسلے میں سردی کی ایک رات کو ایک دوست کی وساطت سے پہلی بار ڈاکٹر صاحب کی کلینک میں حاضر ہوا تھا۔ کس شرافت و شگفتگی سے مرحوم نے پذیرائی کی تھی! غیر معمولی توجہ اور ہمدردی سے تمام حالات سنے۔ جتنے طریقے چیک اپ کے ہو سکتے تھے وہ عمل میں لائے جن میں ایک الکٹرک کارڈیو گراف (E.C.G) بھی تھا۔ دوائیں اپنے پاس سے دیں۔ پھر جس عزت و محبت سے ساتھ لے کر کلینک سے باہر آئے اور خدا حافظ کہا، وہ تمام باتیں اس وقت کس بے قراری سے یاد آتی ہیں۔ جب سے تادمِ آخر مرحوم نے اس تعلق کو اس طرح نباہا جیسے وہ میرا شمار اپنے مخصوص دوستوں اور عزیزوں میں کرتے ہوں۔

مرحوم جتنے اچھے شخص تھے اتنے ہی اچھے مسلمان۔ وہ ہر ایک کے درد و دشواری میں سہل الحصول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جن نعمتوں سے نوازا تھا ان کو انھوں نے دوسروں کے لیے مستقلاً وقف رکھا۔ فرض شناسی، کردار کی بلندی اور پاکیزگی، دلیری اور دریا دلی کا موقع یا معرکہ ہو تو مرحوم کسی قسم کی تفریق، دوست، دشمن تک کی تفریق کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ ان کا دشمن بھی ان کی دوستی کو اپنی دشمنی سے بالاتر سمجھنے پر مجبور تھا۔ اس بارۂ خاص میں وہ مسلمانوں کی عظیم روایات کے بڑے معتبر نمائندہ تھے۔

مسلم یونی ورسٹی ترمیمی ایکٹ کے احتجاج میں جو بڑا اجتماع لکھنؤ میں ہوا تھا اور ڈاکٹر صاحب نے آزارِ قلب کے شدائد اور خطروں کی مطلق پروا نہ کرتے ہوئے اور ان رعایتوں کے باوجود جو حکامِ اعلیٰ ان کی صحت اور مرتبت کے پیشِ نظر ان کے لیے ملحوظ رکھنا چاہتے تھے اپنے آپ کو رضاکارانہ نہیں بلکہ زبردستی، قید و بند میں دے دیا اور اس کے بعد بھی، جب تک ان کے تمام ساتھی باہر نہیں آ گئے انھوں نے جیل سے

باہر قدم نہیں رکھا اور حکام کی اس پیش کش کو منظور نہیں کیا کہ وہ ساتھیوں سے پہلے جیل سے باہر آجائیں، ایسا واقعہ ہے جو نہ ہم کبھی بھلا سکیں گے نہ اس عہد کی ہماری تاریخ فراموش کر سکے گی۔ علی گڑھ کے نہ ہوتے ہوئے علی گڑھ سے مرحوم کا یہ شغف و شیفتگی ایک بڑی حقیقت کی دلیل ہے۔ جو سمجھ میں آتی ہے۔ بیان میں مشکل سے آتی ہے۔ مثلاً جیسے علی گڑھ ہماری حمیت کی نشانی، ہماری زندگی کی دلیل اور ہماری پائندگی کی بشارت ہو!

دہلی کے مشہور ڈاکٹر مختار احمد انصاری کو بھی میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے اور ان کے مہر و محبت سے بہرہ مند ہوا ہوں۔ انھوں نے میرا علاج جس شفقت سے کیا وہ مجھے کبھی نہیں بھولے گا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب میں ام۔ اے۔ او کالج کا معمولی طالب علم تھا اور ڈاکٹر انصاری کا شمار ملک و ملت کے سربرآوردہ پیشواؤں میں ہوتا تھا۔ بڑائی کی اُن میں بڑی نشانیاں تھیں۔ وہ نشانیاں ڈاکٹر فریدی مرحوم میں بھی جس درجہ واضح ملتی ہیں ان کا خیال کرتا ہوں تو کتنا عجیب معلوم ہوتا ہے کیسی خوشی ہوتی ہے لیکن اس خوشی کا حزیں احساس بھی کچھ کم نہیں۔ دونوں کی خدمات، اخلاص، شہرت، شخصیت، یہاں تک کہ مردانہ اور شریفانہ شباہت میں بھی مماثلت ملتی ہے۔ دونوں بڑے کھلے ہاتھ اور کھلے دل کے تھے۔ دونوں امراضِ قلب کے ماہر معالج تھے دونوں آزارِ قلب کے بہانے اپنے پیدا کرنے والے جا ملے! سیاست کے فساد اور فضیحتے سے نپٹنے کی مجھ میں مطلق صلاحیت نہیں اس وادی میں کبھی قدم نہیں رکھے لیکن اتنا بڑے اعتماد اور افتخار سے کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر فریدی کی سیاست اور سیرت دونوں ایک ہی سکے کے دو رُخ تھے۔ سکہ بھی زرِ کامل عیار! ڈاکٹر انصاری کی وفات پر دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو ان کے حسنات کی فردوس میں جگہ دے۔ ڈاکٹر فریدی مرحوم کے لیے بھی خدا سے اسی رحمت و مرحمت کا خواستگار ہوں!

آزادی ملنے اور ملک کے تقسیم ہو جانے کے بعد سے مسلم سیاست کے کاروبار میں کسی مسلمان لیڈر کا کھرا اور نڈر ہونا معمولی بات نہیں تھی۔ اس اعتبار سے ڈاکٹر فریدی یقیناً غیر معمولی تھے۔ ان کی سیاست الہامی ہو یا نہیں اس میں کسی قسم کا

کھوٹ کھانچا نہ تھا۔ ایک مدت سے ایسے ہندو یا مسلمان لیڈر نہیں دیکھے گئے جن کو ہر شخص ہندو مسلم تفریق کے الزام سے اونچا جانتا اور مانتا ہو۔

ڈاکٹر فریدی اس الزام سے بری اور برتر تھے ان کے اس مسلک کی تعریف و تصدیق ہر مسلک و خیال کے رہرو و رہنما نے کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے حصولِ آزادی کے بعد ڈاکٹر فریدی نے مسلمانوں کی تنظیم و ترفع کی خاطر اپنی دولت جس طرح بے دریغ صرف کی ہے کم ہی مسلم لیڈروں نے کی ہوگی۔ مرحوم سے دوسرے درجے کا فعل مشکل ہی سے کبھی سرزد ہوا ہوگا۔ حق و باطل کے معرکے میں بڑے نڈر تھے اور جہاں خلق و مروت کا سوال ہو اتنے ہی نرم دل و فیاض تھے۔

لکھنؤ کے اول درجے کے ڈاکٹروں میں شمار ہوتا تھا لیکن برخلاف اول درجے کے ڈاکٹروں کے وہ مریضوں کو ذریعہ آمدنی و استحصال نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی نظر مریضوں کی تھیلی پر نہیں ان کے دکھ درد پر ہوتی۔ یہ سعادت و سرفرازی آج کل کے بہت کم ڈاکٹروں کو نصیب ہے۔ کیسی باغ و بہار طبیعت پائی تھی۔ لیکن بے تکلفی بے اختیاری یا برہمی میں بھی زبان سے کوئی غیر متوازن کلمہ نہ نکلتا نہ آدابِ محفل کی خلاف ورزی ہوتی۔ لکھنؤ کے متوسط طبقے کی بڑی دیر میں آنے والی اور بہت دیر میں جانے والی تہذیب کا بڑا مکمل اور دل کش نمونہ تھے۔ تہذیب کا معیار اور اس کی محافظت متوسط طبقے ہی کی ذمہ داری ہے اور اس کا امتیاز بھی!

کوئی موقع ہو وقت کتنا ہی تنگ ہو۔ علی گڑھ آنا ہوتا تو ملنے ضرور آتے۔ بہت خوش ہوتے اور اس کا اظہار ہنس بول کر اس طرح کرتے جیسے نہ ان کو کسی بات کا فکر و غم تھا نہ کسی فکر و غم کو میرے پاس آنے دیں گے۔ آج کل کی دنیا جس ناگفتنی میں مبتلا ہے اور اچھے لوگ جس بڑھتے ہوئے مصائب و محرومی سے دوچار ہیں اس کا جب کبھی غیر معمولی احساس ہوا، دل نے پناہ ڈھونڈی اور ہمت خواہ ہوا تو دور اور نزدیک کے اعلیٰ اور اولوالعزم اشخاص یاد آنے لگے تھے۔ اُن میں ایک ڈاکٹر فریدی ضرور ہوتے۔ سوچتا ہوں، ڈھونڈتا ہوں اور آواز دیتا ہوں کہ اب یو۔پی کے مسلمانوں کی سیاسی رہبری کے لیے کون سر بکف میدان میں آئے گا تو لکھنؤ ہی کے ایک نامور شاعر کا مصرعہ یاد آتا ہے: ع

اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی !

کچھ دن ہوئے مرحوم کا ایک خط ملا تھا، حسب معمول میری صحت کے بارے میں دریافتِ حال کیا تھا۔ مسلمانوں میں سیاسی انتشار کا ذکر تھا جس سے وہ دوچار تھے۔ اپنی بعض تحریروں اور تقریروں کی نقلیں بھی بھیجی تھیں۔ میں نے اکبر کا یہ شعر لکھ کر بھیج دیا تھا ؎

ہر چند بگولہ مضطر ہے اک جوشِ تو اُس کے اندر ہے
اک رقص تو ہے اک وجد تو ہے بیچین سہی برباد سہی

اور عرض کیا تھا کہ صحرائے نجد میں بگولہ ہی کا رول ادا کرنے میں بڑائی ہے جہاں انجام کو نہیں دیکھتے۔ PERFORMANCE (فریضہ کی بجا آوری) کو دیکھتے ہیں آج بگولہ ساکت اور صحرا سنسان ہے۔ دیکھیے اب

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق !

ڈاکٹر فریدی طوفان سے ساحل تک جاوید حبیب ۱۹۷۵ء

پیش گفتار*

سیاست سے مجھے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی، سماجی کام میری روح کی غذا ہے۔ مگر جو لوگ ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی) سے قریب سے واقف رہے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کی شخصیت میں کوئی ایسی عجیب انوکھی، غیر معمولی بات تھی کہ جو ان کے پاس سے گزر بھی گیا پھر اس کا سحرِ سامری (سحرِ فریدی) سے بچ نکلنا دشوار ہی نہیں، ناممکن تھا۔ چنانچہ میرے اندر کا سماجی خدمت گزار راتوں رات سیاسی کارکن بن گیا کہ شاید ایسے ہی کڑے لمحے میں راتوں رات ڈاکٹر فریدی بھی اپنی غیرت و حمیت کی مجبوری سے ایک ڈاکٹر سے سیاست کار بن گئے تھے۔

مسلم مجلس انھیں کی نمائندہ تھی اور ڈاکٹر فریدی کے ساتھ ہی وہ ختم بھی ہو گئی۔ جب ان کے لیے مالکِ حقیقی کا بلاوا آگیا تو ان کے اٹھ جانے کے بعد میری دلچسپی بھی مجلس سے ختم ہو گئی کہ:

تھی وہ اک شخص کے تصور سے
اب وہ رعنائی خیال کہاں

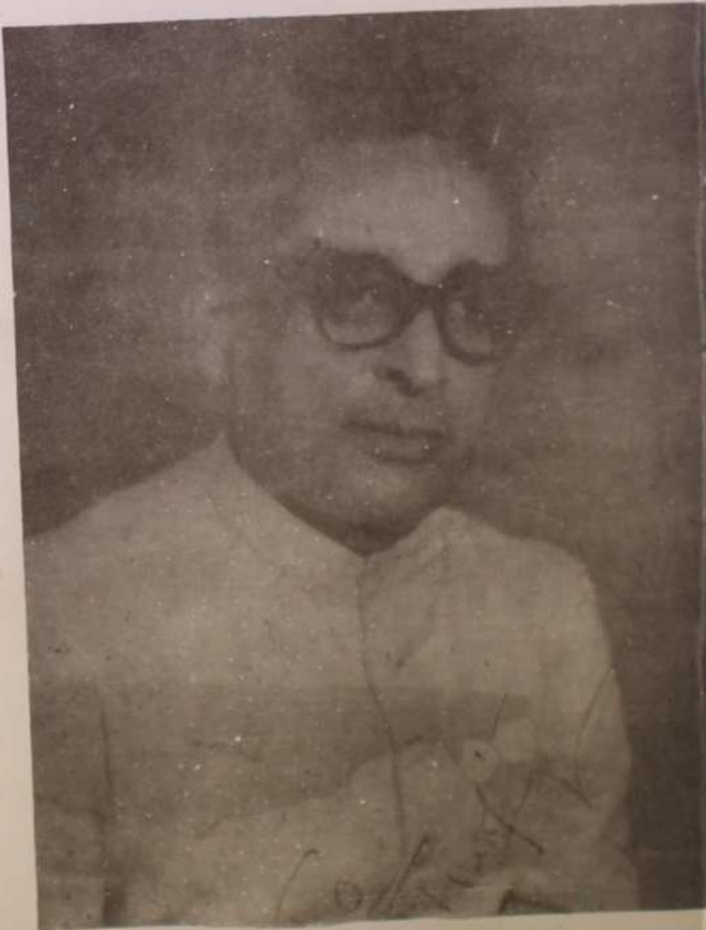
ڈاکٹر صاحب کی یادگار میرے نام کچھ خط ہیں اور، ڈاکٹر صاحب کی طرح یہ خط بھی قوم کی امانت ہیں۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ انھیں خدا بخش لائبریری کی نذر کر دوں، یہ نذر قبول ہو۔

۲۵ مئی ۱۹۹۵ء
یومِ وفات ڈاکٹر فریدی مرحوم

آصف علی خاں
محلہ کوتوالان، رام پور۔ یوپی

پ۔ن کچھ خط اور بھی مل گئے۔ ڈاکٹر عندلیب شادانی کے خط، علامہ رشید شکیل بدایونی، اشرف فریدی کے خط، یہ بھی لائبریری کی نذر ہیں۔
(آصف)

* آصف علی خاں کا خط خدا بخش لائبریری کے نام بطور پیش گفتار استعمال کیا گیا ہے۔



ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی

ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی

بنام آصف علی خاں

۱۵

A. J. FARIDI
M.D

SHAKER GUNJ
23-B, ASHOK MARG
LUCKNOW
RES 23037, 22960 CLINIC

برادرم ۔ السلام علیکم

تمہارا خط مورخہ ۵ مئی جو عرل الحمد اللہ کا شکر ہے کہ ایک عرصہ کے بعد
تمہاری بیوی صاحبہ اچھی طرح صحت دی کہ دعا کرتی ہیں

ادھر ایک طرف سے عبدالماجد خاں صاحب سے دو ہزار لاکھ کر دیا کہ وہ میرٹھ میں
ہیں ۔ وہاں کی حالت ضرور خراب ہے لیکن انھوں نے لکھا مسلمان ہونے کی وجہ
سے ہی بھیجا گیا ہے تاکہ وہاں کے مظلوم مسلمانوں کو تقویت پہنچے مزید یہ
کہ یہ پولیس سنٹرل گورنمنٹ کا تبادلہ نزول کر دی ہے

آج کل یہاں میرا بیٹا اشتیاق کیا حال ہے آ گئے اور کل لکھنؤ
ڈاکٹر آ گیا ہے ۔ چند روز ہوئے معلوم شخص کو ٹیلیفون کیا لیکن
لائن خراب ہونے کی وجہ سے ٹھیک طرح بات چیت نہ ہو سکی ۔
انشاءاللہ گذشتہ اتوار کو لکھنؤ آئے تھے لیکن محمد کی اطلاع نہ ملی اور
اور انکو شاید معلوم نہیں تھا اس لیے ملاقات نہ ہو سکی چلا دو بیٹے
حیدرآباد کے حیدرآباد گئے ملاقات ہوئی ۔ انکو بہ حلہ جی
بہت سے دعاؤں کو پورا کرنے کی امید لائی ہے ۔
سب دوستوں کو سلام

مخلص
فریدی

Lucknow
27. X. 67.

My dear Asaf,

Thanks for your letter (24X/67) to hand this evening. I appreciate your feelings and take them to be a good omen. If every Muslim starts thinking on your lines the problem will be solved quickly. It is for people like us to make others realise the seriousness of the situation and beg them to take some concrete steps. Simple weeping and cursing will not help.

It is for people like you to get out and go into the public and mobilise public

opinion, without wasting
any more time. Please
make out a programme of
touring Meerut Division.
Manzoor should keep you
company. Aqil Sahib
will join you early in November
Let me know your plans.
Let Iqbal organise all
the constituencies of
Rampur. He should go to
Saharanpur Meerut also.

Regarding Aligarh
there is nothing to be despondent
or loose heart. Supreme Court
decision is NOT binding
on us. We shall give a
political fight and
have 1920, 1951, & 1966
Ordinances & Act changed.
The only ambition is to

to organise M.M.M. There should be a branch in every village. A cycle tour, by young men, of the whole area — western U.P., should do the trick. Why don't you organise such a cycle trip of 3 weeks or 2 weeks. Explaining the aims and objects of M.M.M., asking them to read Qaed and contribute liberally to the funds of the Majlis. You can be sure of the hospitality of the Muslims, wherever you go. It will be a unique experience. I wish I was younger and healthier to have accompanied you.

Yours sincerely

A. A. F.

۵۲۲

علیگڑھ
16/11/68.

برادرم آصف صاحب السلام علیکم

آپکے خطوط برابر مل رہے ہیں اور حالات سے آگاہی
ہو رہی ہے ۔ آجکل [illegible] باہر ہیں اور دفتر میں
کسی دوسرے شخص کو خطوط کے جوابات دینے کی اجازت
ہی نہیں ہے ۔
ممبر شپ فارم آج سے بھیجنا شروع کئے جائینگے
براہ مہربانی قریبی حلقوں کی خبر رکھیں تاکہ ممبر
جتنے زیادہ بن سکیں بنائے جائیں آپ کو نمائندہ
اور کونسل وارڈ میں زیادہ کوشش کریں ۔ وہاں
کے نمائندوں سے بہت بہتر ثابت کر دکھانا ہے ۔
رامپور کا کیا حال ہے ؟ ۲۸ نومبر کو مجلس عاملہ
کی میٹنگ بلانے کا ارادہ ہے ۔ باقاعدہ اطلاع بعد میں
بھیجی جائیگی ۔ آپ خود تشریف لائیں ۔
فقط
(فریدی)

पोस्ट कार्ड
POST CARD

केवल पता
ADDRESS ONLY

INDIA
भारत

Asaf H. Khan Sahib
Mulla Kotwalan

Rampur
U.P.

Sudhani.
24.1.68.

My dear Asif,
Thanks for your letter of

7 Jan: 1968.
The Ghazipur Conference has to be postponed, because on the same day i.e 25th of Feb: 1968, Muslim League session is being held in Kerala. Hence Ebrahim Sulaiman Sait and others will not be able to attend. I, too, shall attend that meeting. Hence the Ghazipur meeting will have to be postponed till the first week of March. The exact date will be settled in a couple of days.
I think [illegible] film is excellent and [illegible]

should see it. I have
given my opinion in
writing. We, in Delhi,
have seen it and have
advised hundreds of
others to see the same. These
mullahs are so narrow
minded & silly that
they do not realise the
value of propaganda.

Are you doing anything
about the [illegible] agitation
in Rampur and its Suburbs.
Please persuade your
men to wake up.

With best wishes
Yours
A. J. [illegible]

THE CLINIC
MEDICAL, SURGICAL, DIAGNOSTIC
THERAPEUTIC, X-RAYS, ELECTRO-CARDIOGRAPHY
PATHOLOGICAL LABORATORY AND
ELECTRO-CONVULSANT THERAPY

TELE. NO. { THE CLINIC : 22966
RESIDENCE : 23037

FARIDI BUILDINGS
LUCKNOW

9. 2. 68.

402
9.2.68

My dear Asif,

Thanks for your letter and the enclosed copy of the hand bill. The publisher of the bill has written to me about the bill, which is enclosed. The letter I wrote to him is also enclosed along with his reply.

The hand bill does not contain the print line nor the name of the writer, but we know it. You should approach the person and tell him that unless he hands over ~~the~~ every copy of it [illegible], which should be destroyed, you will proceed to refer the matter to the police. The writer

and the printers will then be punished. Please immediately consult Iqbal and show him these papers.

Please keep the enclosed document <u>safely</u>.

Try to convince the writer that he is a coward in not publishing his name. He wants to embroil the whole community.

After taking necessary steps these papers should be returned to me.

With best wishes

Yours

[illegible]

Lucknow.
3.5.68.

My dear Asif,

I hope both Iqbal and you returned safely & in comfort.

Please do have a talk with Mr. [illegible], Nawab Saheb, Aslam Khan and Fazal Khan Sbh about the proposals we discussed. Also some one in Sultanpur [illegible] and Kotdwara. If both of you could discuss the matter with Rashid [illegible] & Nawab Hasanpur too, that would be of great help. This letter is just a reminder and to wake Iqbal up to action

Time is short and the policy has to be decided on these preliminary talks. The position is to be made clear. Please do talk to these persons. It would be better if you take Maulvi Rohul Saheb along.

I am waiting for your answer.

Yours,

[illegible]

Lucknow
18.5.68.

My dear Asaf,

Thanks for the two of your letters the last were received only last evening. I have written to S. N. John and will take further action after hearing from him—

I am glad to learn that you have been to Mirzapur and Gorakhpur. In these places Rahat Manzar and Nawab Mahmood Hasan respectively must be contacted. Please take the trouble of visiting these places once again to see if the work has started. Unless you keep on hammering the community will not wake up.

Fazal Khan Sahib came to see me and we had a long chat. Please contact and discuss the matter with him.

Swatantra Party must be discouraged. If Nicky insists, we should think of some other person, to take his place.

What about Swatantra & Thakur Swaraj. Mr Fazal Khan has some names in view. Please do see him.

Begum Kishwar Ara came to see me, but I have not promised her anything. [illegible] she will not make a stand candidate.

۲۸

Please keep Iqbal
aware and doing something
otherwise he slacks.
with best wishes

Yours
A. J. [illegible]

← पहला मोड़ First Fold →

A J FARIDI
M.D.

FARIDI BUILDINGS
HAZRATGANJ
LUCKNOW

13/9/68.

My dear Asif,

I owe you an apology, to the letter which I received sometimes back. Last evening I read the report of speeches sent by you, which were made at the minorities meeting and addressed by Maulana Nihal [illegible] by you. The tone of speeches is rather harsh hence it cannot be published [illegible] in the [illegible]. I, therefore request Maulana Nihal and you to ask the speaker to write out the speeches (as reported by you) in Hindi and sign it. It would be an ideal thing if you could have it printed on behalf of the speaker. We

urgently needs such literature and one pamphlet can be published by you. Please send me a copy of it as soon as it is ready. It is most urgently needed.

Further I would request to continue with your efforts, without losing heart. Have faith in your mission and keep on going. You should hold meetings in support of our Convention in different parts of the district and mobilise public opinion.

I feel need of a little cheering.

I would request you to Come to Ulew a few days before the forthcoming Convention to make all arrangements.

Yours
18.8.71

Lucknow
April 12th, 69

My dear Asaf,

Thanks for your letter of April 10th. It was a pleasure to hear from you after such a long time. Your absence at the last meeting was felt by all of us.

The work of the Majlis is progressing "poorly". When persons like you sit aside, what can be expected of others. How many members have been enrolled in Rampur? How is the work at Moradabad? There is silence at most of the places.

The - has been a little

confusion at the oath ceremony of M.L.A., which has been exaggerated by our enemies. But every one acknowledges, that for the first time in 20 yrs, the question has been raised on the floor of the U.P. Assembly.

Many of us prefer the symbol of Camel and so the question of crescent and star has not been pressed.

Please let me know something about your local politics? Nawab, Siddiq & Fazl Haq Khan — How are they.

How is Manzoor. My
Salams to him.

Yours

A. J. Jinnah.

A. J. FARIDI
M.D.

FARIDI BUILDINGS
HAZRATGANJ
LUCKNOW

August 20th, 69.

My dear Asaf,

Thanks for your letter and the kind offer.

I am trying to settle the accounts of [illegible] and shift it to Allahabad. It will be published from there from the 1st Sept. It is only after that I shall have the time and resources to apply to the arrangement [illegible].

I am going to Ajmer in the second week of September and all the decisions will be taken and after that I shall write to you about it later.

Yours sincerely,
A. J. Faridi

A. J. FARIDI
M.D.

FARIDI BUILDINGS
HAZRATGANJ
LUCKNOW

23/9/69.

My dear Arif,

Thanks for your letter which I received on my return from Ajmer Shareef. All your previous letters have been regularly replied. Why did you run away from here without telling me anything. That, I was so worried about.

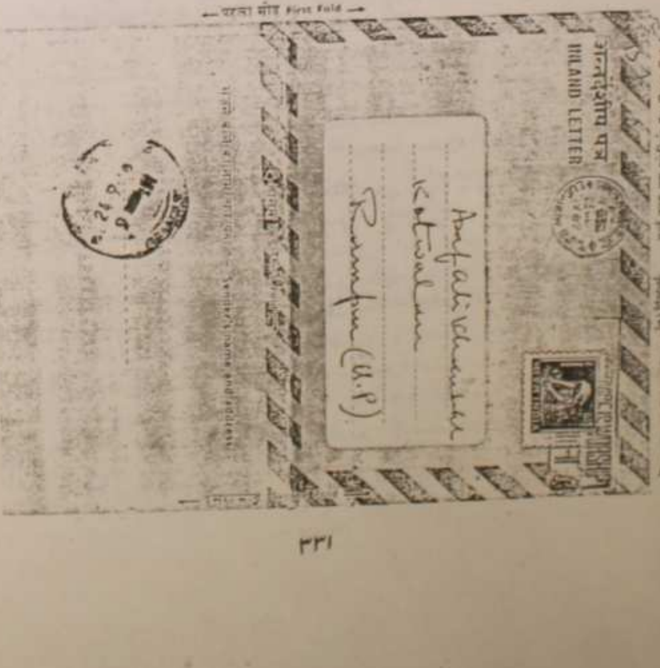
Yes, something ought to be done to revitalise the Majlis, but how can that be achieved is the problem. I am thinking hard, but if you have any ideas, please do let me know. The best way to achieve it is to tour. If you can visit Moradabad and Bijnor and see that our sleeping workers are aroused, that would be of great help. Zakawat and others do not [illegible] to letters. Ramzan at Moradabad is giving immense trouble to the local people.

Regarding the [illegible] [illegible]

[illegible] the years to us with [illegible]. But we should have some basic organisation and at least ten active workers in each district town. Unless we have some ardent and sincere workers, such programmes as of Majlis-e Agahi cannot be fulfilled satisfactorily.

Please do go to Bijnor & see what is happening.

Yours
A. A. F.



A. J. FARIDI
M.D.

FARIDI BUILDINGS
HAZRATGANJ
LUCKNOW

8th Jan 70

My dear Asaf,

Thanks for your letter and the enclosed application of the Saulat Public Library, which has been sent to Habib for further action.

Our next Conference is scheduled to be held at Kanpur on the 7th and 8th of Feb. We shall need your help and cooperation in that. The Kanpur people will be writing to you in this connection.

Hope you and others are well.

Respects to Maulana Mohd ...

Yours,
A. J. F.

A. J. FARIDI
M.D.

FARIDI BUILDINGS
HAZRATGANJ
LUCKNOW

March 25th 73

My dear Asaf,

Since the last Kanpur Conference I have been constantly on the move. Delhi/ Ahmedabad/ Baroda/ Ajmer kept me fully occupied, and on my return the exertion led to fever. Hence the delay in replying to your letter of March 9th.

I am fully satisfied with the Kanpur Conference. Thanks to you everything, though not first class, went on well. Due to your efforts the Kanpur unit was more cooperating than ever before. You should write to them especially to keep up their morale intact.

Regarding Nasimuddin, M.L.A. I think he is childish. I have absolutely no complaint against him, for nothing he has that complex. During meetings when important items are discussed, he is unfortunately absent, in spite of invitation most of the time.

Regarding new office bearers, I have not as yet made up my mind. I shall decide about it on my return from Hyderabad, where I am going to attend the [illegible] Conference [illegible] Muslim [illegible]

Then, there is a Seminar in Delhi in the International Centre, which Sheikh attending & return to Lko on ..., 4/5/?.

Muzaffar Nagar and Saharanpur are your allotment. Kazmi of Muzaffar Nagar along with his team of S.S.P workers is keen to join Majlis. He came to Kanpur & told me that if you camp there and persuade them to join Majlis ..., it will help us. You should also help him to organise a general Conference on May 30 (Sunday). Ebrahim Sulaiman Seth and other ... attend ...

Please thank Manzoor for the draft.

Yours ...



A J FARIDI
M D

SHAKER GUNJ
23-B. ASHOK MARG
LUCKNOW
RES 23037, 22962 CLINIC

April 26, 72

My dear Asaf & Iqbal,

Please excuse me for writing a joint letter to both of you.

After the telephonic talk with Asaf, I looked for his letter, but it has not reached us so far.

Yesterday I was in Delhi for a few hours to address a Backward, Scheduled & Minorities Employees, Welfare [illegible], and [illegible]. I met Ibrahim Sulaiman in the evening [illegible] the [illegible] [illegible] busy on the situation. [illegible] proposed [illegible] Parliament and the [illegible] of Rampur and Basra. The programme of [illegible] has thus far been cancelled. I am waiting for [illegible] letter. If he is coming, then [illegible] [illegible] a [illegible] in a rural constituency & a public meeting will be arranged. Sulaiman Sait will [illegible] [illegible] meeting at Bombay (8th) [illegible] (9th) [illegible]

I have asked a few friends to come to [illegible] on Sunday the 26th at [illegible] — have breakfast and lunch [illegible] the same evening

You can go inside (Mail or Dn Express, as
I have to go to Bahraich at 4 P.M. by Car
I want both of you to attend this very
important, Select, meeting on next Sunday
Please confirm telegraphically

with best wishes

Yours

[illegible]



Instructions for April 26th 70. Confidential

- Tour - District other than home - 4 weeks
- Fix dates from to
office to inform the district and person touring also to write to the M.M. to arrange for his intradistrict tours.

- Programme -
(a) To call on important Muslim personalities of the area.
(b) To hold private meetings
(c) " " public " if possible
(d) " " workers meetings
- Enrollment of members of M.M.M
(e) " establish offices if possible
(f) Appeal for funds - Try to make each unit self sufficient
(g) Customers for Daily - Nadvi Millat
- realise old dues - List for other
(h) Talk about Hilal-e-Ahmar (Volunteer Corps)
(i) Literature to be distributed:-
① مسلم کس لیے – To reach every Muslim house
② Tameer Nau -
③ Letter - for information
- One forum to be made if possible for the above, in each area visited
(j) Basic Unit of Masjids to be constituted
(k) Practical work amongst the 3/4 Backward
- Literature - in hands of important persons.
(l) All the above literature to be reproduced Locally - frequently

(m) List of Field Service workers
in order of merit to be sent to office
(n) Muslims to get into census
offices, Defence Committees,
(o) Send a full day to day report
to me.
(p) General information about those R.S.S. Camps etc.

Note:- The districts visited will be
his responsibility later on also
Make permanent contacts
and continue correspondence with them.

Suggest names of similar other groups - as
meeting today

- To write articles.
- Summer Camp.

A. J. FARIDI
M.D.

SHAKER GUNJ
23-B. ASHOK MARG
LUCKNOW
RES 23037, 22904 CLINIC

June 10th 70.

My dear Asif,

I had expected you to come over here for the meeting of the W.C last Sunday. Maulana [illegible] Sahib told us that Manzoor & you were on your way. But you nor Manzoor turned up. The meeting was important, hence your presence was expected.

Iqbal must have told you the decisions. Why are you so dejected. There is nothing to worry about. Sultanpur has become one of our best units — as a matter of fact we have won all three. If you look after the few district which you had promised to reorganise when you came to Lko on April 26, every thing will be O.K. Please do wake up

۳۴

and to the places you had intended.

Please remind Maulana Sahib and Iqbal to visit Moradabad & tell Shamim not to commit political suicide. Muslim League has no future in U.P. Even in Meerut, Basir Khan has only a few persons with him.

Yours A. A. F.

N.B. This is in reply to your letter which I received early last week



P6

A. J. FARIDI
M.D.

SHAKER GUNJ
23-B, ASHOK MARG
LUCKNOW
RES 23037, 22966 CLINIC

July 23-7-70

My dear Asif,

Thanks for your letter of congratulations regarding Alliance but that is not enough. If you think that something should be done, then go ahead and organize Majlis in the villages and towns areas near about Rampur.

Nalchitom has just written to me. Please ask him to carry on I am writing to him separately

The charm of League is gradually fading away due to wrong handling of Brain. It is a pity that a permanent rift has been created between us.

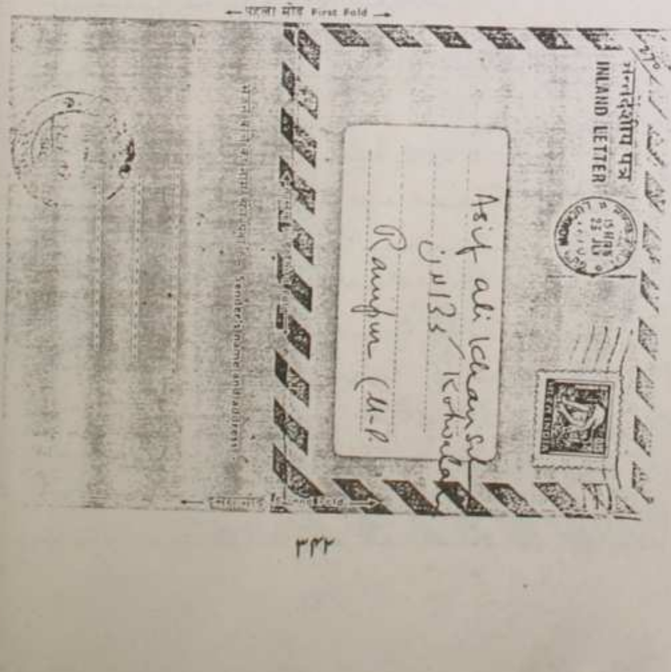
How about Badam [illegible]

PTO

Pilibhit. These places are
safe to have a branch, only if
someone wants to there.

When are you getting married?
Please let me invite its soon.
How is Iqbal. Please ask Rampur
to give more time to the youth Maglis

My respects to Maulana Sahib
and others. Yours A.J.V



A. J. FARIDI
M.D

FARIDI BUILDINGS
HAZRATGANJ
LUCKNOW

Sept. 15, 70

My dear Asif,

I am extremely sorry to hear about the sad demise of your grand-mother. May God give her a place in heaven, and you the strength to bear such a loss.

How could I doubt your sincerity and devotion for the Majlis. Your frequent parleys with Shameem did give me an impression however that you were wavering. Your letter of Sept. 12 explains everything, and I agree with you. To say that League would achieve anything more than what Majlis has done, is absolutely wrong as the workers will be the same. When Shameem and Basir could not do anything outside their own cities, how can they now achieve anything more. It is plain logic. The initial glamour of League is also fading away.

Not a single outstanding person in U.P is in favour of the League. How can then it succeed. But it can harm our unity— no doubt.

The tour arranged of Zakawat of Western districts of U.P would be of benefit if it is done nicely. When and where will you join it?

I wrote to Iqbal two weeks ago but as usual, he has not replied.

Hope to meet you in Rampur at Putti's.

Have you any concrete suggestions for the reorganisation of Majlis? Yrs Affly



ڈاکٹر عندلیب شادانی

بنام آصف علی خاں

۳۱ - نیل کھیت روڈ - رمنا - ڈھاکہ - یکم نومبر ۱۹۵۶ء۔ آصف عزیزم - میں یورپ
گیا ہوا تھا - سات مہینے کے بعد پچھلے دوشنبہ کو ڈھاکے پہنچا تو آپ کا ۲۴ جون کا
لکھا ہوا پوسٹ کارڈ ملا - آپ کو اپنے چچا کے متعلق خوش گمانی سے کام لینا چاہیے
تھا - جواب میں تاخیر کی وجہ اب آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی - آج کل آپ کیا کر رہے
ہیں؟ میٹریکولیشن کا امتحان تو پاس کر لیا ہوگا؟ لندن میں آپ کے پھوپھا
مسٹر زبیر صدیقی سے ملاقات ہوئی تھی - اپنے والد صاحب کو میرا بہت بہت سلام
کہیے - بہت سی دعائیں - شادانی -



DR. W. H. A. SHADANI,
M. A., Ph. D. (London)
Professor & Head of the Department

DEPARTMENT OF URDU AND PERSIAN
UNIVERSITY OF DACCA
DACCA—2.

The ___________

۱۳ - نیا پلٹن روڈ، ڈھاکہ ۲

۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء

آصف، عزیزم - تمہارا ۱۲ مئی کا خط مل گیا تھا اور میز کے کسی دراز میں رکھ کر بھول گیا تھا۔ کئی بار جواب لکھنے کا ارادہ کیا مگر وہ خط ڈھونڈنے کے باوجود نہ ملا۔ اس لئے جواب میں اتنی تاخیر ہوئی۔ آج اتفاق سے پرانے کاغذات میں وہ پوسٹ کارڈ نکل آیا اور میں نے فوراً جواب لکھ دیا۔

میرے اشعار کا مجموعہ "نشاطِ رفتہ" کے نام سے چھپا ہے اور غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، کشمیری بازار، لاہور نے شائع کیا ہے۔ کوئی بڑی تصویر تو اس وقت موجود نہیں۔ چھوٹی تصویر ارسال ہے۔

شرافت حسین خاں صاحب کو میرا سلام کہئے اور اپنی والدہ صاحبہ کو بھی۔ رام پور آنے اور سب سے ملنے کو جی تو بہت چاہتا ہے مگر حالات اجازت نہیں دیتے۔ ملاقات ہو جائے تو قاضی علی الدین صاحب کو میرا سلام کہہ دینا۔ زیادہ دعا۔ تمہارا چچا عندلیب شادانی

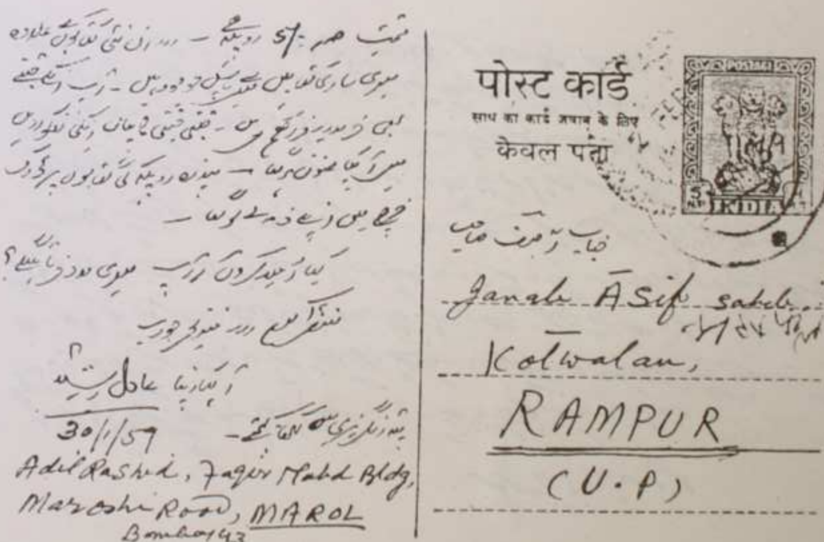
اس خط کی رسید بھیج دینا تاکہ اطمینان ہو جائے۔ فقط۔

جناب عادل رشید

بنام آصف علی خاں

محترم بھائی! تسلیمات عرض

ذرہ نوازی [illegible] کا شکریہ — [illegible] کی نسبت میرا [illegible] انعام ہے [illegible]
کیا عرض کروں [illegible] — ہم [illegible] چند دن ہوئے [illegible] کی قدر [illegible]
[illegible] پہلے تو خیال تھا کہ [illegible] مقابلے میں خود [illegible] کر دوں [illegible]
[illegible] کا خیال ترک کر دیا — [illegible] (ماہنامہ [illegible]) [illegible] میں
[illegible] علاوہ [illegible] ہیں — کیا عرض کروں [illegible]
[illegible] — میرا ناول "موسم گل" [illegible]
[illegible] ناول کی قیمت ۲ روپے — کیا میں [illegible] ناول کی چند جلدیں [illegible] بھجوا دوں
[illegible] علاوہ [illegible] بھجوا دوں — [illegible] ناول [illegible]
[illegible] علاقہ میں [illegible] ملتا ہے [illegible] بھجوا [illegible]


قیمت مجلد 5/- روپئے ہے — دو ان نئی کتابوں کے علاوہ
میری ساری کتابیں مکتبہ میں موجود ہیں
آپ کا اپنا عادل رشید
30/1/57
Adil Rashid, Faqir Mahal Bldg,
Marosh Road, MAROL
Bombay 43
पोस्ट कार्ड
साथ का कार्ड जवाब के लिए
केवल पता
INDIA
جناب آصف صاحب
Janab Asif sahib
Kotwalan,
RAMPUR
(U.P)

جناب شرف زیدی

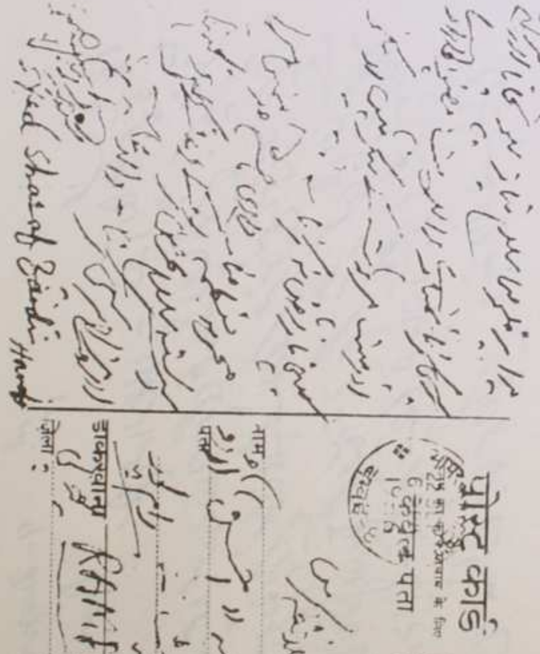
بنام آصف علی خاں

نمبر ۱۳

4- Duncan Rd.
Bombay- 8.
22. 9. 56

سلمکم اللہ الرحمان - خط آپ کا ملا 18/9/56 کا

کہ میں صبح گیا تھا جواب میں مضمون ذرا دیر سے گیا بحمد اللہ اچھا ہوں - ایک مختصر سا
مضمون اور ایک نظم بھیج رہا ہوں امید ہے کہ شکریہ کے ساتھ وصول ہوگا - میں نے یہ بھی سنا ہے میری
قوم کے نامور اہل ماحول اور وطن کے لیے تم ہرگز ہرگز کسی طرح بھی بہت
زیادہ اور نمایاں حصہ نہ لینا - آپ کے پرچے کی نمایاں ترقی کی تمنا ہے کہ وہ مقبول ہو
ہیں اور ایک اچھے بزرگ کی [illegible] تاریخ میں سوال کے ، جواب والدعا والسلام


पोस्ट कार्ड
POST CARD
पता
नाम
डाकखाना
ज़िला

جناب شکیل احمد بدایونی

بنام آصف علی خاں

13-A, ROSE COTTAGE,
RAJAN, BANDRA,
BOMBAY 20.

Shakeel Badayuni,
B. A.

Dated 10/7/1960

محبی آصف صاحب تسلیم

آپ کا جوابی پوسٹ کارڈ موصول ہوا۔ آپ نے اعلان کے زیر تکمیل شمارہ میں کوئی غزل
طلب فرمائی ہے۔ چنانچہ دو غیر مطبوعہ غزلیں روانہ کرتا ہوں۔ جو پسند ہو شائع فرمائیں۔
زیر تکمیل شمارہ میں یہ غزل شائع کیجئے گا۔ نغمۂ عشق شائع ہو رہا ہے اس میں شامل ہے اس لئے
اور "انسان محبت ہیں" والی غزل آئندہ شمارے کے لئے محفوظ رکھئے۔
شوق نامہ کا جواب آپ نے بہ تفصیل لکھا ہوگا۔ اس میں صفحہ جو لفظ در پیش ہے اس کی
وضاحت ہو جائے گی۔ آپ نے ورق ۔۔۔ پر کو حیدرآباد دکن میں شائع ہوا ہے اس شمارہ
کا شکریہ تک کا حیدرآباد روانہ ہو رہا ہوں۔ حیدرآباد میں دو ماہ سے جگر صاحب مقیم ہیں
وہ سادہ عارضہ قلب میں مبتلا ہو گئے تھے بہت ضعیف اور کمزور ہو گئے ہیں۔ حیدرآباد
والوں نے اس کا انتظام کیا ہے کہ مشاعرہ کی آمدنی تمام کی صورت میں جگر صاحب کی
خدمت میں پیش کر دی جائے۔ یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ حیدرآباد سے ۲۲ تاریخ کو
جون کو الٰہ آباد پہنچنا ہے وہاں الٰہ آباد ریڈیو والوں نے مشاعرہ منعقد کیا ہے۔
اس پروگرام کے بعد ... ڈاک ایسی حالت کے بعد جگر صاحب کی خدمت میں
رہنا ہوگا اپنی تنہا زندگی ... مشاہیر سے خوش ہوگا۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔
والسلام

دعا گو
شکیل بدایونی

غزل

نغمۂ عشق سناتا ہوں میں اس شان کے ساتھ ۔ رقص کرتا ہے زمانہ مرے وجدان کے ساتھ

اہلِ عرفاں سے ہے کیوں اہلِ سیاست کو گریز ۔ کیا فرشتوں کا تعلق نہیں انسان کے ساتھ

ہے مرا ذوقِ جنوں کفر و خرد کی زد میں ۔ اے خدا اب تو اٹھا لے مجھے ایمان کے ساتھ

وقفِ تعمیرِ رفو ہی نہیں ہے مرا ~~[illegible]~~ سینۂ زیبا ۔ کون الجھے گا بہاروں میں گریبان کے ساتھ

دل نہ تھا درست تو کیا کیا نہ ستم اس نے کئے ۔ ہم بھی دانا تھے سنبھالے رہے نادان کے ساتھ

داغ ماتھے پہ چلے شیخ و برہمن لے کر ۔ آ گئے کھنچ کے در پیرِ حرم تک بڑے ارمان کے ساتھ

غمِ جاناں غمِ ہستی غمِ حالات شکیل
کیا کہوں کتنی بلائیں ہیں دلِ ناداں کے ساتھ

شکیل بدایونی

پنہاں دلِ تنہا میں ہیں ارماں بہت ہیں ۔ گو زیست سلامت رہے مہماں بہت ہیں

تو خود کو فرشتہ نہ سمجھ واعظِ ناداں ۔ دنیا میں ترے رنگ کے انسان بہت ہیں

ترغیبِ سفر ہم کو نہ دے اے غمِ دوراں ۔ ہستی پہ غمِ عشق کے احسان بہت ہیں

ہنستا ہوا کہسارِ حوادث سے گذر جا ۔ پھر دیکھ کہ تیرے لئے میدان بہت ہیں

تنظیمِ جہاں چاہئے نئی ہو کہ پرانی ۔ میرے لئے یارب ترے فرمان بہت ہیں

ہے شرم و حیا، خوفِ خدا، مانعِ تقصیر ۔ کیوں جرم کی ہمت ہو، نگہبان بہت ہیں

ذکرِ لبِ ساحل سے بھی کچھ نہیں حاصل ۔ کشتی کی خبر لیجئے طوفان بہت ہیں

ہوگا نہ شکیل آپ سے اظہارِ تمنا
مشکل ہیں وہی کام جو آسان بہت ہیں

شکیل بدایونی

مکتوب بنام قاضی عبدالودود

مکتوب نگار

सत्यमेव जयते

राष्ट्रपति भवन नई दिल्ली - 110004
RASHTRAPATI BHAVAN NEW DELHI-110004
INDIA

Registered

نئی دهلی

٢٠ - مارچ سنه ١٩٧٥ ع

ودود بھائی - تسلیم

آپکا ١٧ - مارچ سنه ١٩٧٥ ع کا خط مل کر کاشفِ حالات هوا - ١٧/ جنوری کے خط کی نقل بھیج رہا هوں ۔ نه معلوم کس طرح رہ گئی -

نجمه اور پپو کے خط آتے رهتے هیں - وه سب خیریت سے هیں - بیڈو کا داخله ٹرینٹی کالج کیمبرج میں هوگیا هے - آجکل امتحان کی تیاریوں میں مصروف هیں - امتحان اپریل کے آخر تک ختم هوگا - انشاالله اکتوبر میں لوٹ کے جائینگے -

غالب انسٹی ٹیوٹ کی ایگزیکٹیو کمیٹی اور ٹرسٹیوں کے سالانه جلسے غالباً ١٢ - اپریل کے بعد کی تاریخوں میں هوں - پرائم منسٹر سے تاریخ مانگی گئی هے - اسکا انتظار هے - یوسف حسین صاحب اب بہتر هیں اور غالب انسٹی ٹیوٹ کا کام دیکھ رهے هیں -

میں مئی کے شروع میں ایک هفته کے لئے انڈونیشیا جاؤنگا ۔ عابده بھی ساتھ جائینگی - لکھئے اب آپ کی طبیعت کیسی هے اور کب تک آپکا دهلی آنیکا اراده هے -

میری ۔ عابده اور بیڈو کی جانب سے بھابی صاحبه کی خدمت میں آداب - عابده اور بیڈو سلام لکھواتے هیں -

آپ کا

فخرالدین

جناب قاضی عبدالودود صاحب
بار ایٹ لا
بهادر پور گهر - پٹنه - ٢٠

نقل

نئی دھلی

۱۷ - جنوری سنہ ۱۹۷۵ع

ودود بھائی - تسلیم

آپ کا یکم جنوری کا خط ملا - نورالدین کی موت سے بڑا دھکا لگا - اس خبر سے جو کیفیت آپکی ہوئی ہوگی اسکا اندازہ میں کرسکتا ھوں - آپ جب فروری میں آئینگے تفصیل سے باتیں ھونگی - تاریخ روانگی سے مطلع فرمائیے -

نعیمہ واپس چلی گئی ھیں - ان کے ساتھ یہاں سے آپا گئی ھے - بحمد اللہ نعیمہ اور بچہ ٹھیک ھیں - انہیں کے ۱۵ - جنوری سنہ ۱۹۷۵ع کو ھسپتال میں لڑکی پیدا ھوئی ھے - اللہ کا شکر ھے دونوں تندرست ھیں - ابھی ھسپتال میں ھی ھیں - پپو میاں تین ھفتے کے لئے آئے ھوئے تھے - کل ھی واپس امریکہ گئے ھیں - عابدہ آپ کے خط کا جواب لکھ چکی ھیں - جبکہ ان کو مل گیا ھے - جسکی رسید وہ آپکو بھیج چکی ھیں - تعجب ھے کہ آپکو نہیں ملی -

امید کہ اب آپ کی طبیعت بہتر ھوگی - ھم سبکی جانب سے آپکو اور بھابی صاحبہ کو اداب - مسعود میاں کو میری اور عابدہ کی جانب سے دعائیں -

آپکا

دستخط (فخرالدین علی احمد)

جناب قاضی عبدالودود صاحب
بار ایٹ لا
بھاور پوکھر - پٹنہ - ۴

सत्यमेव जयते

राष्ट्रपति भवन नई दिल्ली - 110004
Rashtrapati Bhavan New Delhi - 110004
India

نئی دہلی
یکم دسمبر سنہ ۱۹۷۵ ع

ودود بھائی - تسلیم

آپ کا خط مورخہ ۲۶-نومبر سنہ ۱۹۷۵ ع ملا - مجھے کلکتہ کے دورے سے واپس آنے کے بعد ٹھنڈ لگنے کی وجہہ سے بخار کی حرارت ہوگئی تھی - اللہ کا شکر ہے اب بالکل ٹھیک ہوں -

کل مصر اور سوڈان کے دورے پر جا رہا ہوں ۱۱-دسمبر کو واپسی ہوگی - ثمینہ بھی ساتھ جا رہی ہیں - مصر سے امریکہ چلی جائینگی - انجم بھی ۲۸-نومبر کو امریکہ سے آگئی ہیں

عابدہ نے بین الاقوامی خواتین آرٹسٹ کی نمائش کا اہتمام ۱-ولنگڈن کریسنٹ میں کیا تھا - کافی ملکوں نے اسمیں حصہ لیا اور بہت کامیاب رہی - عابدہ بھی دورہ پر ساتھ رہینگی -

اپ اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہا کریں ، خط میں دیر ، تردد کا باعث بن جاتی ہے -
عابدہ ، ثمینہ اور انجم آپکو اور بھابی صاحبہ کو آداب لکھواتے ہیں ، مسعود میاں کو ہم دونوں کی جانب سے دعائیں - بھابی صاحبہ کو میرا سلام پہنچا دیجئے -

آپ کا

جناب قاضی عبدالودود صاحب
بار - ایٹ - لا
بہادر پور کھر - پٹنہ - ۴

Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

Aurangabad, (Dn.)

Gorse House
Ootacamund
5th June, 1937

شفیقی و محبی سلمکم - تسلیم ۔

آپ نے جو کچھ لکھا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ اگر جانتے ہو تو ہم آپ ہی کو غنیمت سمجھتے ہیں ۔

تذکرہ میر حسن سے پہلے ... میں چھپواؤں گا ۔ کتاب بہت اچھی انتخاب کی ہے ۔

آداب ... وقت ہو گیا ہے

ع

لطیفی پریس (جو پہلے جامعہ پریس تھا) میں چھپے گا۔ مقالات حالی بھی اسی میں
چھپے تھے - لیکن پروف آپ کے پاس خود آیا کریں گے - اور جس طرح آپ نے لکھا
اسی طرح چھپے گا۔ آپ چند خاص ہدایت پریس کو لکھ بھیجئے گا وہ ان کی پابندی
عمل کرے گا - یا مجھے لکھ بھیجئے گا میں مالک پریس کو خاص طور پر لکھوں گا تاکہ لفظ بلفظ
آپ اطمینان رکھیے کہ بہت اچھی چھپے گی۔ اور آپ کی اطمینان اور منشا کے مطابق
چھپے گی

اردو کے جدید املا کے متعلق آپ کا نوٹ پہنچا - اب پورا مسئلہ
سمجھ میں آیا - ... آپ نے جو سوالات کیے ہیں وہ بالکل معقول ہیں

اور مناسب ہیں ۔ اور جو راہ آپ نے اختیار کی ہے وہ "صراط مستقیم" ہے ۔
آپ کا یہ الزام صحیح ہے کہ ایسوسی ایٹڈ پریس ہماری تحریکوں کے خلاف
متعلق کچھ نہیں کہا ۔ انشاء اللہ اس کا انتظام کروں گا ۔
مجھے اس سے اتفاق ہے کہ آجکل جو مسلمان وزرا حکومت ہیں
آگئے ہیں ۔ ان کے نام پیغام ہے ۔ میں ابھی خلیفہ اللہ صاحب سے مل کر آیا ہوں ،
ان کو میں نے بہت کچھ آمادہ پایا ہے ۔
البتہ میں کوئٹہ جا رہا ہوں وہاں بھی ایک [illegible]

قائم رہے تھا وراقبال ۔ اب یہ درست ہوں ۔

بنگلور چلا جاؤں گا ۔ وہاں کا پتہ یہ ہے

3, Tannery Road, Bangalore

ناپسند آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ پہلے جو تاریخ میں نیشنلسٹ انڈیا

کا لفظ صحیح نہیں ۔ لہٰذا ایسا ہی نہیں ۔ میں [illegible]

نیشنلسٹ اس کو سمجھتا ہوں جو ایسے معاملات میں فراخ دلی دکھائے ۔

جو لوگ کہ ان کو لغت کی رو سے ہیں وہ نیشنلسٹ نہیں ،

بلکہ فرقہ پرست (کمیونلسٹ) ہیں ۔ اور یہی وجہ تھی

کہ میں نے اس دوستانہ یہ لفظ لکھا ہے ۔ انگریز ایک بار یہ کہتا ۔

ذاکر

The State Library
Rampur State, U.
(In

دستور الفصاحت کے مضمون کی ترتیب کے دوران میں، غرائب اللغات مصنف
عبدالواسع ہانسوی، اور اس کا تنقیدی نسخہ مرتبہ خان آرزو دیکھنے کا اتفاق ہوا، تو
ایک دلچسپ انکشاف ہوا۔ رنگین کے دیوان ریختی کے آخر میں محاورات بیگمات کے نام سے
ایک چھوٹا سا زنانہ الفاظ کا لغت شامل ہے۔ اس کے دیباچہ میں رنگین نے یہ ظاہر کیا
اس نے ایسے احباب کیلئے اسے خود مرتب کیا ہے، جو زنانہ محاورات سے ناآگاہ تھے
لیکن یہ حصہ دراصل خان آرزو کے غرائب اللغات کے بعض حصوں کا
لفظی ترجمہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تمام نسخوں کے برخلاف ہمارے کتب خانہ کا ایک نسخہ خان
آرزو کے لغت کا ایسا ہے، جس میں ہر ردیف کے لغات اردو کے بعد
مستقل عنوان کے نیچے خاتمہ معنی اور بیگمات ہندوستان کے مخصوص کلمات
مذکور ہیں۔ ہمارا گمان ہے رنگین کو ایسا ہی کوئی نسخہ مل گیا ہے، جس میں سے انکو
مذکورہ الفاظ نقل کیے، تشریحی الفاظ کو بجائے فارسی کے اردو میں لکھ
یہ عرض کر دوں کہ میں نے رونق اللغات کا ایک ایک لفظ کا مقابلہ کیا ہے، اور سب کی ردیف
میں جستہ جستہ تلاش کی ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا لفظ ہو، جو رنگین کے

ہیں ہیں۔ سودا، خان آرزو کے یہاں بھی ہیں لیکن ایسے الفاظ اگر نکلے بھی ہوں تو دس بارہ سے زیادہ نہیں نکلیں گے، اور ان تین لفظوں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انکی بنا اختلاف نسخ پر ہے۔

بہر حال رنگین کی اس لغت کی تاریخی حیثیت بہر تقدیر بہت زیادہ بلند ہو گئی ہے، اس لئے کہ اب ان محاورات بیگمات کو تیرھویں صدی کی زبان نہ بول چال کہہ سکتے ہیں۔ سنہ ۱۱۵۲ھ کی گفتگو کہا جائے گا، جو کہ خان آرزو کی تالیف کا سال ہے۔

میں نے سوچا تھا کہ سنہ ۱۱۵۲ھ کی زبان بول چال کے عنوان سے ایک مضمون مرتب کر دوں، جس میں ہر لفظ کے سامنے خان آرزو کی فارسی عبارت ایک کالم میں اور دوسرے کالم میں رنگین کی اردو عبارت درج ہو جاتی۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

مخزن شعرا کا نسخہ لکھنؤ کے ایک کتاب فروش سے مل گیا ہے۔ اب انشاء اللہ آپ کے نسخے کو جلد واپس کر دوں گا، لیکن آپ کے ضروری اور مفید حواشی اپنے یہاں کے نسخے کے حاشیہ پر نقل کرانا چاہتا ہوں، کیا اسکی اجازت ہے۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔

مخلص
امتیاز علی عرشی

ادبستان - دین دیال روڈ - لکھنؤ
۲۸ر اگست ۸۳ء

محبی، تسلیم

عنایت نامے کے جواب میں بہت تاخیر ہوئی - معذرت خواہ ہوں - اس کا خاص سبب تو میری بیماری ہے - میں ایک ہفتہ بیمار رہا اور اس کے نتیجے میں ایک مدت تک کوئی دماغی کام کرنے کے قابل نہیں رہا - جب کام کرنے کے قابل ہوا تو بعض بہت ضروری کام جو معین وقت کے اندر ہو جانا چاہیے تھے ان کو انجام دینے میں مصروف ہو گیا - آپ کے استفساروں کے جواب نمبروار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں :-

۱- بِہرے سے بَہری بہتر ہے -

۲- مالک دینار کے حالات کے لیے سب سے زیادہ قدیم اور معتبر ماخذ ہجویری کی کشف المحجوب اور عطار کی تذکرۃ الاولیا ہیں - فرہنگ آنندراج میں بھی ان کا ذکر ہے -

۳- اس قطعہ کا دوسرا مصرع بھی درست ہے "جو دیکھتا تو کسے کون ان کو وا کرتا"۔

مطلب: میں نے عہد کیا تھا کہ بغیر تمھارے آنکھیں نہ کھولوں گا یعنی صرف تم کو دیکھنے کے لیے آنکھیں کھولوں گا۔ مگر تم ملے نہیں۔ پھر اگر دیکھتا تو کس کو دیکھتا۔ تمھارے سوا کوئی اور ان آنکھوں کو کھول نہیں سکتا تھا۔ اس حالت میں اپنے عہد کو پورا کرنا ضروری ہو گیا اب یہ آنکھیں اسی قابل ہیں کہ بند رکھی جائیں۔ پھر جو آنکھیں تمھارے دیدار سے محروم رہیں ان کو آنکھیں کہنا بھی درست نہیں۔ وہ تو گویا دو رخنے تھے جن کا بند کر دینا ہی مناسب تھا۔

۴- اس شعر کے نقل کرنے میں شاید کچھ غلطی ہو گئی ہے۔ مہربانی کر کے پھر لکھ بھیجیے۔

۵- نخستین سے کچھ مطلب نہیں نکلتا۔

۶- حلم، وقار، سکون کی صفتیں زمین سے منسوب کی جاتی ہیں۔ اس لیے اطمینان کی کیفیت کو زمین سے منسوب کرنے میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔

۷- رتبے کے غرور نے ہم کو اپنی قربت سے گرا دیا - ہم اپنے حقیر مرتبے سے ا

بلند تر سمجھنے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کی نظروں میں ہمارا اعتبار جاتا رہا

ہوگی جیسے زمین اپنے کو آسمان سمجھنے لگے اور اس میں نتیجے پیدا ہوں اور

۸- اے زاہد تو مے نوشی کو عرفانِ حق کا سبب سمجھتا ہے - یہ تیری نادانی کی بات ہے کیونکہ

اگر تو ایک جام مے پی لے تو تیری عقل ہی زائل ہو جائے - پھر جو معمولی باتیں تو سمجھ لیتا ہے

ممکن نہیں ہے کہ حق کی معرفت حاصل کر - یہ تو رند بلانوش ہی ہیں جن کو چشم باطن

۱- فائزہ نام کے خطوط کو ذرا جلد ملاحظہ فرما کر ان کی حقیقت سے مجھے مطلع

میں ان کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے بے چین ہوں -

۲- آپ نے مدت ہوئی لکھا تھا کہ تاریخ محمدی کا ایک نسخہ انگلستان

... مہربانی فرما کر ... [illegible] ... — مہربانی کر کے کتب خانہ کی نام ... [illegible] ... ہیں۔

۲— یہ امر بھی بطور اطلاع عرض ہے کہ تاریخ مخزن الافغان یا مخزن افغانی کا کوئی نسخہ

کتب خانہ مشرقیہ پٹنہ میں موجود ہے یا نہیں۔

... [illegible] ... بالکل ... نہیں ہے — ... [illegible] ... حال ...

یہ خط ... [illegible] ... معلوم ہو جائے گا۔

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام

اخلاص کیش

... [illegible] ...

اطلاعات ... ابھی نقل ... [illegible] ...
مخزن افغانی ... [illegible] ...
... نقل میں ان کی ... [illegible] ...
... نہیں ہے ... [illegible] ...
... [illegible] ...
بعد نقل کا اصل سے
مقابلہ کر لیا ہے۔

16 E, Wellesly Square,
Top-Floor, Calcutta - 16

14. 11. 52

مخدوم مکرم سلام علیک ۔ مزاج شریف!

مرحمت نامہ سے سرفراز ہوا۔ راغبؔ کی مثنویاں احوال بزم ہولی، شورش عشق بھی ملیں ۔ جن کے لئے جناب کا شکر گذار ہوں ۔ اسی مضمون کو "معیار" کے مضمون 'دیوان راغبؔ' کو ساتھ مطالعہ کرنے کے بعد راغبؔ کی شخصیت اس درجہ اُجاگر ہو جاتی ہے کہ فدوی، نغاںؔ، عشقؔ، ضیاؔ، اور میر حسنؔ جیسے باکمالوں میں راغبؔ بھی جگہ پانے کا صحیح طور پر مستحق معلوم ہوتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ناموروں کے لئے تاریخ ادبیات بہار میں ایک الگ باب مقرر کرنے کی ضرورت ہے ۔ ان کے ذکر کے بغیر بہار کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی ۔ ان بزرگوں نے زبان کے رواج میں یقیناً اسی خطۂ ملک کے لئے معیار اور ٹکسال کا کام کیا ۔ یہ امر ہمارے جذبۂ ممنونیت

اکو اور زیادہ ابھارتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان بزرگوں کے فیضِ صحبت نے بعض خاص مقامی
ذی استعداد اصحاب کو پورے طور پر اُبھرنے کے مواقع عطا کئے۔ چنانچہ صبا نے رضا عظیم آبادی
میر حزیں نے شورش عظیم آبادی ، عشق و فدوی نے راسخ عظیم آبادی ، فغاں نے میر وارث علی نالاں
جیسے باکمال شعرا عطا کئے۔ ایسے شعرا جو وطنی نسبت بہار سے نہیں رکھتے مگر جن کے بعض ادبی
کارنامے یہیں سرانجام ہوئے اس قابل ہیں کہ ان کے مناصب کے اعتبار سے ان کو جگہ دی جائے۔

دیوان کمالؔ ، مثنوی گلبان سنگھ عاشق ، کے متعلق مایوس کن تفصیلات پڑھیں۔
مجھ جیسے دور افتادہ شخص کے لئے گویا یہ چیزیں ہنوز احاطۂ مخطوطات ہی میں رہیں۔ کیونکہ الگ سے
جو کتابیں شائع ہوئیں وہ غائب ہیں اور 'معاصر' کے پچھلے پرچے نایاب۔ دیوان کمال میں اردو
مثنوی (تعداد اشعار ۲۰۴ معیار) کے علاوہ مزید اردو کلام کیا ہے۔ مطلع کریں۔

دیوان رضا کے متعلق جو باتیں میں نے اپنے گذشتہ عریضہ میں دریافت کی ہیں اُن پر خود
روشنی ڈالیں۔ کلام دلدار کبھی آپ نے شائع کیا تھا اور اسی مضمون میں ان کے بقیہ اشعار مع حالات
کے مطلع کبھی اور موقع پر شائع کرنے کا وعدہ بھی تھا۔ اُس کی اشاعت کب اور کہاں ہوئی۔

مطلع فرمائیں -

۲ء راسخ کی شاگردی میر کے متعلق 'معیار' کے مندرجات جو تذکرہ عشقی کی اطلاعات پر مبنی ہیں وہ قطعی تشفی بخش اور فیصلہ کن ہیں۔

رسالہ 'معاصر' سہ ماہی کے متعلق آپ نے جو کچھ لکھا ہے افسوسناک ہے۔ تعجب ہے کہ بہار کے چالیس پچاس لاکھ محبان اردو ایک سہ ماہی رسالہ بھی چلا نہیں سکتے۔ اگر یہ پرچہ بند ہو گیا تو پھر قدمائے بہار کے کلام کیونکر اشاعت پذیر ہوں گے۔ بغیر ان کی اشاعت کے اہل اردو میں پنجاب و دکن کی ہمسری محض بے معنی بات ہوگی جس کے مدعی ان دنوں اہل بہار میں اکثر لوگ نظر آتے ہیں۔ اگر یہ کتابیں شائع نہ ہو سکیں تو بجز صفحات معاصر کے اور کس کا سہارا ہوگا۔ معارف طبع کے حالات سن کر جی تو چاہتا ہے کہ اس اتحاد ثلاثہ کو عناصر اربعہ میں تبدیل کر دوں مگر کیا کروں پاؤں کی بیڑیاں جو نوعیت کے اعتبار سے گوناگوں ہیں قدم روک دیتی ہیں۔ مگر مطلوبات لکھ دی۔ وی پی وصول کرنے کا یقین تو ضرور دلا سکتا ہوں۔

'معاصر' شمارہ ۳ اور ۴ کے متوقع مندرجات سن کر دل لگا ہوا ہے خدا کرے یہ

پرچے مجھ تک پہنچیں -

پھلواری کے ارباب شعروادب متقدمین شعرائے بہار قرار پاتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جوہری کا کوئی بہاری معاصر عصر شاید اتنی مقدار میں اردو کلام پیش نہیں کرسکتا - صرف مثنوی "گوہر جوہری" دو ہزار چودہ (۲۰۱۴) اشعار پر مشتمل ہے (رسالہ اردو دہلی ۱۰ اپریل سنہ ۴۰ء) دوسری مثنوی جس کی جناب نے خبر دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی طویل ہی ہوگی - علاوہ بریں ان کے قصائد، مناقب اور مراثی بھی ہیں - شاہ نورالحق تپاں کے مراثی بھی ابتک غیر مطبوعہ ہیں - جوہری کے تلامذہ میں (۱) مفتی غلام مخدوم ثروت، (۲) غلام جیلانی سرشار، (۳) امان علی ترقی کے اردو کلام مشتمل بر مراثی بقول جناب حکیم شعیب صاحب پھلواری میں موجود ہیں - یہ سارا ذخیرۂ ادب اگر شائع ہوجائے تو ادبی اعتبار سے بہار کی تاریخ ہی دوسری ہوجائے -

بڑی تعداد ایسے ارباب ادب کی ہے جن کے دواوین اب نایاب ہیں یا اعلیٰ پیمانہ کی تلاش و جستجو کے منتظر ہیں - مگر ایسے باکمالوں کی بھی فہرست کافی طویل ہے جن کا کلام موجود ہے اور جو زیور طبع سے آراستہ ہونے کے مستحق ہیں -

عزیزی رضا دانش کی وساطت سے معاصر شمارہ ۲ میں ملا - اس میں "دکنیات"

کے بالمقابل "بہاریات" کی اصطلاح بے حد پسند ہوئی اب بہاریات کے سلسلہ میں جو کچھ بھی ہو اس کو اسی جامع اور علمی عنوان کے تحت شائع کیا جائے ۔ جناب کی ہر تحریر کسی نئی خبر کی حامل ہوتی ہے ۔ چنانچہ ناول "نقش طاؤس" میں اہل ادب کے لئے گویا ایک ادبی دریافت ہے ۔ ابتک بہار کے چار یا پانچ ناولوں کے نام زبانوں پر تھے ۔ (۱) اصلاح النسا (تصنیف سنہ ۱۸۸۱ء، اشاعت سنہ ۱۸۹۴ء) (۲) صورت الخیال (سنہ ۱۸۸۸ء) (۳) فسانۂ خورشیدی (سنہ ۱۸۸۶ء) (۴) نئی نویلی و محمل خانہ (سنہ ۱۹۰۲ء) ۔ اب "نقش طاؤس (سنہ ۱۸۸۱ء) کی دریافت نے اس باب میں بہار کے نمول میں اضافہ کیا ہے ۔ جناب فصیح الدین صاحب بلخی کا مضمون بھی بہت پسند آیا تاریخی اعتبار سے ایک قیمتی نوشتہ ہے ۔

اب تک میں نے آپ کے کارناموں کے اس گوشہ کو موضوع بحث بنائے رکھا ہے جس کا تعلق بہاریات سے ہے ۔ ورنہ (۱) جہان غالب (۲) نعبیں زمانہ (۳) آوارہ گرد اشعار وغیرہ بے حد قیمتی مضامین ہیں ۔ جب ان عنوانات کے تحت مواد کافی ضخامت اختیار کر لے گا اور اس ذخیرۂ معلومات کو الگ الگ کتابوں میں احاطہ کیا جائے گا تو اساتذہ اور محققین کے ہاتھوں میں یہ کتابیں ریفرنس کی کتابوں کا حکم رکھیں گی ۔ حقیقت یہ ہے کہ تحقیق میں آپ کی ذات اور

تنقید کے باب میں کلیم الدین صاحب کے گرانمایہ وجود سے عظیم آباد کو (تاریخ ادب میں) دوبارہ مرکزیت عطا کردی
ہے۔ بہت دنوں کے بعد بہار کو ایک بار پھر پورب کی طرف مڑنا پڑا ہے۔

کلام وحشت عظیم آبادی کے متعلق جناب عسکری صاحب سے کچھ باتیں ہوئی ہوں تو مطلع فرمائیگے۔

پروفیسر فضا صاحب سے معلوم ہوا کہ ہجر سے میرا وطن بھی "موضوع تحقیق" ہو گیا ہے۔ عرض
ہے کہ میرا تعلق اطراف شیخپورہ میں ضلع مونگیر کی ایک بستی سے ہے اور یہاں سنٹرل کالج میں
شعبۂ اردو سے منسلک ہوں۔ ایک بات دریافت طلب بھی ہے کہ شاید کوئی قلمی تذکرہ ایسا بھی ملا
ہے جو شعرائے شیخپورہ و حسین آباد پر مشتمل ہے۔ مطلع فرمائیگے۔

رسالہ 'معیار' کا مطلوبہ فائل مل گیا۔ جس کے لئے شکرگزار ہوں۔ مگر افسوس
ہے کہ اس کے بعض اوراق اتنے بوسیدہ اور آب زدہ ہیں کہ شاید بار بار مطالعہ کے متحمل نہ
ہو سکیں۔ لائبریرین صاحب انجمن ترقی اردو پٹنہ کی یہ اطلاع بھی سمجھ میں نہ آئی کہ
فائل ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔ بہرحال اب یہ پرچے میرے قبضۂ اختیار میں تو
ہیں۔ والسلام۔ خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہو۔

شاہ مقبول احمد

٢٢ (اُ) میور روڈ
الہ آباد
٣ر فروری ۴۲ء

ری،

آپ کی بیاض آج آپ کو رجسٹری کرواکے بھیجی ہے۔ میں نے سندیلے سے دریافت کرنے کی کوشش کی مگر کچھ پتا اُن لوگوں کا نہیں لگا جن کے نام بیاض میں ہیں۔ بات یہ ہے کہ اب کوئی بوڑھا قصبے میں باقی نہیں جو پرانے زمانے کے لوگوں کا کچھ اتا پتا بتا سکے۔ اُس امام باڑے کا نشان بھی یقینی طور پر نہیں ملا جس کا ذکر بیاض میں ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ وہی امام باڑا ہے جو میر اشارت علی کا امام باڑا کہلاتا تھا۔ غالباً میر اشارت علی کے باپ چچا یا دادا ہوں گے جن کا نام بیاض میں ملتا ہے۔ اب تو قصبے میں یہ حال ہے کہ جب میں نے میر اشارت علی کا نام لیا تو لوگ حیرت سے میرا منہ دیکھنے لگے کہ یہ کس کا نام لے رہے ہیں۔

حیرتی کا نام میں نے ایک ماخذ کی بنا پر لکھ دیا تھا۔ مگر اب یقین ہے تاجی مشرقی کے بجائے حیرتی اُس ماخذ میں سہواً لکھا گیا ہوگا مگر حیرت ہے کہ اُس میں "حیرتی تونی" لکھا ہے۔

امید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔

نیاز مند

[illegible signature]

جب بھاگل پور جل رہا تھا

خدابخش لائبریری میں تقاریر

موضوع :- انسان میں چھُپے درندی کو کیسے رام کیا جائے۔

حرفِ چند

جب بھاگل پور جل رہا تھا اس کے آس پاس خدا بخش لائبریری نے اپنے سوچنے والوں کو جمع کیا ممبئی سے، دہلی سے، علیگڑھ سے، پٹنہ اور اس کے نواح سے، اس مسئلے پر بات کرنے کے لیے کہ شریف مسلمان اور شریف ہندو بدمعاشوں اور دیش دروہیوں کا (میں لکھ یہ رہا تھا کہ بدمعاش ہندو اور بدمعاش مسلمان مگر بدمعاش کا کچھ مذہب نہیں ہوتا) ال جل کے کیسے مقابلہ کریں۔ اس مہان دیش کو جو انکی بدولت بڑا چھوٹا دیش ہوتا جا رہا ہے، پھر کیسے دنیا میں سربلند کریں۔

باتیں ہوئیں بہت اچھی اور نتیجہ خیز، اور یہ سب ہندی میں ۱۹۹۱ء میں سامپردایکتا اور دیش کی ایکتا کے نام سے چھپیں۔ لائبریری میں ہمارے ہمکار جاوید اشرف صاحب کی کوشش سے یہ مجموعہ اب اردو میں بھی آ رہا ہے جو امید ہے پسند کیا جائے گا۔

(ع ر ب)

فہرست

ضمیمہ:

●●

یہ مجموعہ

خدا بخش لائبریری ابتدا ہی سے قومی یکجہتی کی علمبردار رہی ہے۔ وطن اور برادرانِ وطن سے پیار خود لائبریری کے بانی خدا بخش خاں اور ان کے خانوادے کا خاصہ رہا ہے۔ خدا بخش خاں میں ہندوستانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ وطن دوستی اور ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ وہ اپنے ہندو مسلم دوستوں کو 'مجمع البحرین' کے فلسفہ کی روشنی میں ہمیشہ یہی سمجھاتے کہ:

"مذہب تو دراصل محبت کی تلاش ہے اور ایک ہی جگہ پہنچنے کے الگ الگ راستے ہیں
الٰہ آباد میں گنگ و جمن کا سنگم اسلام اور ہندو ازم کو سمجھنے کے لیے ایک واضح مثال ہے"۔

نانک، چشتی، گاندھی، نہرو اور آزاد کا ہندوستان، مختلف رنگ و نسل، زبان و تہذیب اور مختلف مذاہب و ادیان کا ملا جلا یہ متحدہ ہندوستان جو آج نفرت اور فرقہ واریت کی آگ میں جھلس رہا ہے، نفرتوں کی یہ آگ اگر بجھائی نہ گئی تو دیش کی سالمیت، اس کی ترقی اور خوشحالی کو زبردست خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ انسانوں کی بستی میں انسانیت کا خون، کمزوروں، معصوموں، ہم وطنوں، ہمسایوں کا خون، دیش کے ماتھے پر ایک بدنما داغ بن کر ابھر رہا ہے۔ یہ خون ہندو ہوتا ہے نہ مسلمان، خون تو محض خون ہوتا ہے۔ یہ خون بھارت کے سپوتوں، بھارت کے جگر گوشوں کا خون ہوتا ہے، یہ خون بھارت کی بھائی چارگی، رواداری، امن پسندی کی قدیم روایتوں کا خون ہوتا ہے۔ یہ خون کی ہولی اگر بند نہ ہوئی تو لہو میں لتھڑا ہوا یہ ہندوستان ایک دن اشکوں کے اتھاہ بحرے سمندر میں غرقاب ہو جائے گا۔ یہ ملک ٹوٹ جائے گا، بکھر جائے گا اور پھر کبھی متحد نہ ہو سکیگا۔ آج ہندوستان انہیں خطرات سے دوچار ہے۔ نفرتیں زوال کا باعث ہوتی ہیں محبتیں خوش حالی و خوش اقبالی کی نوید ہوتی ہیں محبت مسرت بخش ہوتی ہے اور نفرت اذیت بخش۔

بابری مسجد رام جنم بھومی تنازعہ کے سبب پورے دیش میں فرقہ واریت کا جو بول بالا ہوا، اور پھر

سات

جس کی لپیٹ میں شہر کا شہر فرقہ واریت کی آگ میں جھلس کر رہ گیا۔ فرقہ واریت کا وہ شعلہ بھڑکتا ہوا، پورے دیش میں پھیلا اور دیش کی پرامن فضا کو دھواں دھواں کر گیا۔ اس قیامت خیز گھڑی میں جب شام ہوتے ہی گھروں کے دروازے بند ہو جاتے تھے، گلزار شاہراہیں سنسان ہو جاتی تھیں، ڈرے سہمے ہوئے پنچھی بھی اپنے اپنے گھونسلوں میں لوٹ آتے تھے، فرقہ پرستی کی اس درندگی کے خلاف خدابخش لائبریری نے ایک لائحہ عمل تیار کیا، شہر کے پرامن شہریوں کو جوڑا، امن پسندوں کی ایک ٹیم تیار کی اور محلہ محلہ گھوم کر امن، بھائی چارگی اور قومی یکجہتی کا پیغام عام کیا ـــــ فرقہ واریت اور قومی یکجہتی کے موضوع پر خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا جس سے اردگرد کے ماحول پر ایک اچھا اثر پڑا۔ اس خطبات سیریز میں دانشوروں، اسکالروں اور امن پسندوں نے جو زریں خیالات پیش کیے، وہ اس کتاب میں ترتیب کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ـــــ "فرقہ واریت اور قومی یکجہتی" خدابخش لائبریری کی طرف سے قوم کو ایک حقیر سا نذرانہ ہے۔ اس ہوسے کہ ایسی چھوٹی چھوٹی شمعیں اگر روشن ہوتی رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اندھیرا دور تک اور دیر تک روشنی سے لڑنے میں کامیاب رہے۔

سچائی کسی کی جاگیر نہیں۔ سچائی پر کسی کی اجارہ داری ممکن نہیں۔ آج جب کہ سچائی پر جھوٹ حاوی ہوتا جا رہا ہے اور جھوٹ کے بادل پوری فضائے بسیط کو اپنی لپیٹ میں گرفتار کیے جا رہے ہیں، ایسے میں کہیں سے سچائی کی کوئی کرن پھوٹتی ہوئی نظر آتی ہے تو یہ امید بندھتی ہے کہ سچائی کی فتح یقینی ہے۔ سچائی کا اجالا دور دور تک پھیلے اور پھیلتا ہی رہے، اسی روش پر خدابخش لائبریری گامزن ہے۔ یہ فریضہ ہم میں سے ہر شخص اور ہر ادارہ پر عائد ہوتا ہے خاص کر میڈیا، کتب خانے، اور علمی و ادبی، تہذیبی و ثقافتی ادارے سچائی کی اشاعت میں اور بھی اچھا رول ادا کر سکتے ہیں۔

فرقہ وارانہ مسئلے پر خدابخش لائبریری کے خطبات سیریز میں جو تقاریر ہوئیں، وہ عام استفادے کے پیش نظر، کتابی شکل میں اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع کی جا رہی ہیں۔ "فرقہ واریت اور قومی یکجہتی" ہندی ایڈیشن "سامپردایکتا اور دیش کی ایکتا" شائع ہو کر منظر عام پر آ چکا ہے۔

اگر یہ ۲۹ تحریریں ۲۹ جانوروں کو بھی آدمی بنا سکیں تو ہماری محنت سکارت ہو جائے گی۔

جاوید اشرف

1

محمد یونس سلیم (گورنر بہار)

دانشور اصل میں وہ ہے جو اپنے ماحول میں رونما حالات پر کڑی نظر رکھے اور اپنے دیانتدارانہ خیالات کو عوام کے سامنے ظاہر کرنے میں ذرا بھی جھجک اور مصلحت اندیشی سے کام نہ لے۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک کے دانشور بھی خانوں میں بٹے ہوئے ہیں حالانکہ سچائی یا حقیقت خانوں میں تقسیم نہیں کی جا سکتی۔ اگر کوئی بات صحیح ہے تو جو شخص بھی کہے وہ بات صحیح ہے اور جو بات غلط ہے وہ پوری دنیا کے لیے غلط ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج پورے ملک میں منافرت کے بیج نہ صرف بوئے جا رہے ہیں بلکہ بار آوری کی جا رہی ہے اس پر اگر دانشور خاموش رہیں گے تو چند سال بعد اس ملک کو تباہی سے بچانا مشکل ہو جائے گا۔ یہ ملک صدیوں سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا گہوارہ رہا ہے سبھوں نے ایک دوسرے کو عزت و احترام سے دیکھا ہے ایک دوسرے کی عبادت گاہوں کا احترام کیا ہے۔ مسجد ہو مندر ہو یا گرجا سب اینٹوں سے بنتے ہیں لیکن کسی عبادت گاہ کی تعمیر کے لیے گاؤں گاؤں سے اینٹ منگوانا مختلف نعروں اور جلوس نکلوا کر کسی خاص مقام پر پہنچانا ہمارے دیش کی پرمپرا اور ساری دنیا کی تہذیبی قدروں کے خلاف ہے۔ سوال یہ ہے کہ کتنے دانشوروں نے اس طریقہ کار کے خلاف احتجاج کیا کتنے اخباروں نے اداریے لکھے، کتنے لوگوں نے کہا یہ دیش کی روایت کے خلاف ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے بد قسمتی سے ایودھیا میں کچھ لوگ ہلاک ہوئے انکا کریا کرم کیا گیا اور اب ان کی راکھ کو مختلف گاؤں مختلف شہروں میں گھمایا جائے گا۔ ان کو امر کیا جائے گا اور نعروں کے ذریعہ منافرت کا اعلان کیا جائے گا کہ انہوں نے کس طرح اپنی جانیں مندر بنانے کے لیے نہیں مسجد کو گرانے کی کوشش کے لیے ہلاک کیں۔ دوستو! ہم کیا انسانوں کی بستی میں رہ رہے ہیں جو تخریب پر فخر کرنا اور تخریب کو باعث فخر قرار دینا اگر اس ملک میں رواج پا جائے گا تو پھر ہم کہاں رہیں گے۔ میں نہیں مانتا دانشور بے اثر ہیں۔ ان کے اثرات ہیں ادانشور صرف شعرا و ادبا ہی نہیں مذہبی علما بھی ہیں وہ سب اگر خاموش رہیں گے تو یہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ ہم نے جو خواب اس ملک کو آزاد کرانے کا دیکھا تھا، ہم نے جو اپنا تن من نچھاور کرنے کا عزم کیا تھا وہ اس ہندستان

کو آزاد کرانے کے لیے نہیں کیا تھا، یہ ہمارے خوابوں کا ہندستان نہیں ہے۔ گاندھی، نہرو، آزاد، لوک مانیہ تلک کسی نے بھی انگریزوں کے خلاف منافرت پھیلانے کا کوئی کام نہیں کیا، پوری آزادی کی لڑائی میں کیا ایک واقعہ بھی کوئی بتا سکتا ہے کہ کسی گرجا کو ڈھایا گیا ہو، یہ ہندستان کی تہذیب نہیں ہے یہ ہماری روایت نہیں ہے۔ آج سب سے پہلا نشانہ مسجدوں کو بنایا جاتا ہے مسجد سے کیا دشمنی ہے مسجد میں مسلمان خدا کا نام ہی تو لیتے ہیں مندر میں جا کر آدمی پرماتما کا نام ہی تو لیتا ہے، وہاں وہ محبت کا سبق حاصل کرنے جاتا ہے منافرت کا نہیں۔ جو لوگ مذہب کے نام پر انسانیت کا خون کریں وہ مذہب کے غدار ہیں، مذہب کے باغی ہیں۔ ایک مسجد ایک مندر کی کوئی وقعت نہیں ہے ایک انسان کی جان کے مقابلے ہیں۔ کوئی مسجد یا مندر منہدم ہو جائے تو دوبارہ بن سکتی ہے لیکن کسی کی جان اگر چلی جائے تو دوبارہ واپس نہیں آ سکتی۔ اگر کسی ماں کی گود اجڑ جائے، کسی جوان عورت کی مانگ کا سیندور لٹ جائے، کسی کا بچہ یتیم ہو جائے تو اسکی تلافی دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی ہے۔ اس وقت پوری قوم کنوئیں میں گرنے والی ہے اگر آپ منافرت کے کنوئیں میں پوری قوم کو گرنے سے بچا نہیں سکتے تو آپ کے سکوت کے لیے آپ کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ یہ وقت ہندستان کو تباہی و بربادی سے بچانے کا ہے اگر ہندستان کو آپ ہندستان باقی رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کا فریضہ ہے کہ آپ اپنے قلم کو حرکت دیں، اپنی زبان کو حرکت دیں اور اگر آپ چل پھر کر دوڑ دھوپ کر کے، لوگوں کے خیالات بدلنے میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں، تو آپ اپنا فریضہ انجام دیں۔ مختلف طریقوں سے ہمارے دانشور معاشرے، پورے معاشرے کے طریقہ فکر کا رخ بدلنے میں شدت کے ساتھ اثر انداز ہو سکتے ہیں، میں ایسا یقین رکھتا ہوں۔

اردن بھولے

فرقہ وارانہ فسادات کے سلسلے میں ضروری ہے کہ اسکولوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا جائے۔ بابری مسجد کا مسئلہ اب کسی مذہب یا پارٹی تک محدود نہیں رہا بلکہ یہ سوال اب ملک کی سلامتی سے جڑ گیا ہے اس لئے ہر فرقہ کے باشعور، صلح پسند لوگوں کو اس مسئلہ کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینا چاہئے۔ مورخین ابتک یہ ثابت نہیں کر سکے ہیں کہ ایودھیا میں کوئی رام پیدا ہوا بھی تھا لیکن ہندوؤں کا یہ اصرار ہے کہ مندر وہیں بنے گا چاہے کتنی ہی لاشیں کیوں نہ گر جائیں۔ فساد پہلے دماغ میں شروع ہوتا ہے پھر سڑکوں پر آتا ہے۔ مسلمان اگر یہ چاہتے ہیں یہاں کی تمام آبادی مسلمان ہوجائے یہ ناممکن ہے اسی طرح ہندو اگر ایسا چاہے تو یہ بھی حماقت ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب ایک مذہب کے لوگ ایک پلیٹ فارم پر نہیں آسکتے تو پھر دو مذاہب کے لوگ کس طرح آسکتے ہیں، مثال کے طور پر عراق ایران کی جنگ لے لیجئے، اسی طرح ہندوؤں میں بھی مسئلہ ہے، اگر کوئی شخص ہندو ہونا چاہے تو اس کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ آئے گا کہ وہ ہندو ہونے کے بعد کس ذات میں جائے گا، ہندستان کا ایک سیکولر ڈھانچہ ہے یہاں کسی شخص پر مذہب کی تبدیلی کے لئے کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہے آپ کے مدرسے آپ کی مسجدیں آزاد ہیں، ہندوؤں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے وہ ہندستان کو اٹھا کر کہاں لے جائیں گے، ان مسائل کے حل کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہے (۱) علمی مزاج (سائنٹفک ٹمپر) (۲) ہیومنیٹیرین اسپرٹ (۳) سیکولر آؤٹ لک۔ سیاسی پارٹیاں ذمہ دار ہیں، یہ لوگ طبقاتی مفاد کو ہوا دیتے ہیں جبکہ مجموعی طور پر انہیں ملک کی سالمیت کو پیش نظر رکھنا چاہئے، اگر ہم لوگ یہ مان کر چلیں کہ ہم لوگوں کو اب یہاں سے کہیں نہیں جانا ہے تو ہر جھگڑا نپٹایا جا سکتا ہے مسلم بادشاہوں پر مندر ڈھانے کے الزامات بے بنیاد ہیں، انہوں نے اس ملک کو اپنا ملک سمجھا اسی طرح ہم تمام لوگوں کو بھی اس ملک کو اپنا ملک سمجھنا چاہئے، پڑوسی ملک بنگلہ دیش میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اس سے بہت اچھی حالت میں ہندوستان کے مسلمان ہیں۔

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلے کیوں لٹے
مجھے رہزنوں سے نہیں غرض تری رہبری کا سوال ہے

ڈاکٹر انوار الحق حقی

آزادی سے قبل انگریزوں پر الزام جاتا تھا کہ وہ "لڑاؤ حکومت کرو" کی پالیسی پر عمل پیرا تھے، یہ پالیسی آج بھی ملک میں سرگرم ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی ملک کی سیاست کا یہی مسلمہ اصول ہے۔ سائنس کے آبزرویشن اور ریڈنگ میں فاصلے اور زاویے کا بڑا دخل ہوتا ہے، مناسب فاصلہ اور سیدھی آنکھ کے سامنے رکھ کر ریڈنگ کی جاتی ہے، دیکھنا یہ ہے آپ نے اس مسئلے کو کس زاویے اور کس فاصلے سے دیکھا ہے۔ ہمارے اسکول کے دنوں میں ہندو مسلم کی بات خواب و خیال میں بھی نہ تھی جو تھے اپنی جگہ فرد تھے افراد تھے ان کی خوبی خرابی ان کی ذات سے وابستہ تھی نہ کہ کسی مذہب کسی فرد یا طبقہ سے۔ اسکول کالج میں بھی اساتذہ ہر ایک کو طالب علم کی حیثیت سے دیکھتے تھے مگر اب کل اور آج میں بڑا فرق آگیا ہے۔ میں نے اپنی ایک کتاب کا انتساب بھی اپنے ہندو اساتذہ کے نام کیا ہے جن کا میں مرہون منت ہوں، یہ وہ تھے جو انسانیت کا جذبہ پیدا کرتے تھے۔ ۴۷ء کی خونریزیوں کے باوجود میں پرامید تھا کہ یہ ایک وقتی جنون وقتی بخار ہے جو وقت کے ساتھ اتر جائے گا اس وقت کی لیڈرشپ پر بھی بھروسہ تھا کہ وہ قوم کی اچھی رہنمائی کریں گے۔ مگر ۴۷ء کی گریٹ ڈیوائڈ کے اثرات و مضرات آج بھی دور نہیں ہو سکے ہیں۔ تقسیم بہت بڑی سیاسی شکست تھی بعد میں کرید کرید کر سیاسی مقصد کے تحت زخم ہرا کیا جاتا ہے پھر زخم رسنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا جاتا تھا پچھم جا رہے ہیں پورب، ترقی کی بجائے تنزلی کی طرف۔ جب دستور بنایا تھا کہ نئے ہندوستان کی تعمیر کریں گے اس میں آزادی ہوگی، اخوت و انصاف ہوگا جمہوری طریقوں سے نئی تہذیب کو جنم دیں گے پچھلی تہذیب ان اصولوں سے مبرا تھی، تہذیب سازی بڑا مشکل کام ہے جمہوری عمل خود ایک مشکل عمل ہے، جمہوری عمل کی اسپرٹ ہی کچھ اور ہوتی ہے یہ نہیں کہ الکشن ہو گیا حکومت بن گئی، آپ ووٹ دینے گئے تو پتہ چلا ووٹ پڑ چکے ہیں، الکشن سے اعتماد اٹھا دینے کو جی چاہتا ہے، یہ الکشن ہے کہ دھاندلی ہے ووٹ ڈالتے ہیں یا ڈالے جاتے ہیں۔ پھر جمہوریت کے یہ معنی بھی نہیں کہ اکثریت کا ہر فیصلہ صحیح ہے اقلیت غلطی پر ہے، کوئی مہذب طریقہ ہو کہ حکومت کس طرح چلائیں، اس میں اقلیت کا لحاظ بھی ضروری ہے جمہوریت میں بنیادی چیز اقلیت کے حقوق کی حفاظت اکثریت پر ہے پھر اقلیت کا بھی یہ کام بھی نہیں کہ ہر بات میں اکثریت کی مخالفت کریں۔ اس وقت کی نئی تہذیب میں حقوق تو ہیں فرائض کا چہرہ غائب ہو گیا ہے، پھر جمہوریت میں حزب مخالف کی بھی اہمیت ہوتی ہے انگلینڈ میں جو لیڈر آف اپوزیشن ہوتا ہے اس کا درجہ بھی وزیر کا ہوتا ہے کیونکہ وہ حکومت کی غلطیوں خامیوں کی نشاندہی کرتا ہے، اختلاف کرنے والا بھی اتنا ہی

سمجھ ہوسکتا ہے جتنا اہم ہیں اہم اپنی رائے کو بھی وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں تو رائے بدلنے کا بھی حق ہونا چاہیے اسلئے حقوق کی حفاظت کرنی چاہیے ورنہ جب جمہوری عمل مسخ ہوجائے گا تو تحریک و عمل پر بھی اثر پڑے گا۔ آج جذبہ رواداری کم ہوگئی ہے، ہمارا دیش تو سچ مچ رنگارنگ اور مہان ہے چمن کے اندر مختلف پھول کھلتے ہیں اسی سے چمن کی رنگینی ہوتی ہے۔ بینائی سے محروم کیا جائے کہ خوش رنگی کیا ہوتی ہے، ہندستان کے مختلف علاقوں میں گھوم جائیں معلوم ہوگا کس طرح مختلف ہیں ہم لوگ اور آپس میں کیسی یکتا بھی ہے۔ ہم الگ الگ بھی ہیں پھر بھی ایک ہیں اخلاق مروت مہمان نوازی میں ایک ہیں زبان لہجہ پوشاک طور طریقوں میں بھلے مختلف ہیں کھانے پینے میں بھی اختلاف ہے۔ ساؤتھ میں ننگے پاؤں رہنے کا بھی رواج ہے سپریم کورٹ کا ایک جج سوٹ پہن کر ٹیلیگراف کے ایک فنکشن میں آیا تو وہ ننگے پاؤں تھا، معلوم ہوا ساؤتھ میں یہی رواج ہے۔ سنہ ۶۲ء میں جبل پور رائٹ سے پہلا دھکا لگا کہ اس پیمانے پر یہ چیز ہو رہی ہے سنہ ۷۰ء میں جے پرکاش نرائن کا ایک بیان میں نے پڑھا تھا کہ یہ فسادات یہ خونریزیاں ___ ناسور ہیں تقسیم کے، مطلب یہ ہوا پاکستان والے کچھ کریں نہ کریں ناسور اپنی جگہ ہے ناسور بہے گا ناسور کا علاج ہونا چاہیے جو آج تک نہیں ہوا، وہ نسل تو ختم ہوگئی جو ۴۷ء کی کردہ ناکردہ گناہ کی پیداوار تھی پھر یہ نئی نسل کس چیز کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ میں متعدد بار کشمیر گیا وہاں میں نے ہندو مسلم فیلنگ زیرو سے بڑھتے دیکھا۔ آپ غور فرمائیں کہ ایک طرف گاندھی جی کی صدی منائی جا رہی ہے مگر وہ احمد آباد میں کس دھوم سے منائی گئی کہ ایک رات قریب ڈیڑھ بجے احمد آباد سے فون آیا شہر میں آگ لگی ہے خون خرابے کا بازار گرم ہے، یہ وہ سال ہے جسمیں گاندھی کی صدی منائی جا رہی تھی یہ وہ صوبہ ہے جسے فخر ہونا چاہیے تھا گاندھی پر۔ یہ اس لیے ہوا کہ ہم نے ناسور کو پکنے بڑھنے دیا اسکو بڑھاوا ملا ہماری کتابوں اخباروں رسالوں سے، سیدین مرحوم نے ٹکسٹ بک کا جائزہ لیا تھا انہوں نے رپورٹ دیدی مگر کچھ عمل نہ ہوا، گجرال کمیٹی کی رپورٹ اب کمیٹی سے باہر آئی ہے اگر سیدین کی رپورٹ پر عمل ہوا ہوتا تو آج محاکمے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ٹیپو سلطان کی تعریف ہوتی ہے، کسی بادشاہ کے مزار پر بھیڑ نہیں دیکھی ہوگی مگر ٹیپو کے مزار پر آج بھی ہزار ڈیڑھ ہزار زائرین کا مجمع رہتا ہے ان کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ وہ ہندوؤں پر زور نہیں دیتا تھا کہ وہ اسلامی قانون کی پابندی کرے مطلب یہ ہوا کہ ٹیپو کے سوا دوسرے بادشاہ ہندوؤں پر زور زبردستی اسلامی قانون نافذ کرتے تھے ٹیپو سلطان کے محل کے اندر بھی مندر تھا جس کا وہ انتظام کرتا تھا ایک کتاب میں لکھا تھا کہ وہ تین ہزار برہمنوں کو قتل کرا کر ناشتہ کرتا تھا اسکا مفہوم یہی نکلے گا کہ سب مسلمان حکمراں یہی کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح دیکھا ہوگا لفظوں کا کھیل جہاں سکھوں نے مسلمانوں کو مارا تو وہاں killed لکھا

جہاں مسلمانوں نے سکھوں کو مارا وہاں Butchered لکھا ان لفظوں سے کیا امیج بنے گا جو بدقسمتی سے ہمارے نگسٹ بک میں شامل ہیں۔ یہ چیزیں دراصل انگریزوں سے پہلے شروع ہوچکی تھیں اسمیں راجہ رام موہن رائے جیسا آدمی بھی شامل تھا انھوں نے ۱۸۲۵ء میں جو میمورنڈم ایسٹ انڈیا کمپنی کو بھیجا تھا اسمیں شکریہ اور تعریف کرکے لکھا تھا کہ مسلمانوں کا دور حکومت بڑا ظالمانہ تھا آپ نے مغلوں کے ظلم سے نجات دلائی۔ اور یہی صاحب شاہان دلی کی طرف سے وکیل بنا کر انگلینڈ بھیجے گئے تھے۔ انگریزوں نے ہندستان کی تاریخ کو تین عہد میں تقسیم کیا، مسلم، ہندو اور برٹش پیریڈ اگر مذہبی پیریڈ تھا تو عیسائی پیریڈ بھی ہونا چاہئے تھا اور جو ان کا مقصد تھا وہ ایلیٹ وڈاوسن نے واضح کر دیا تھا فارسی اقتباسات کا ترجمہ کرکے کہ ہم نے کیسے ظالم وجابر (مغلوں) سے نجات دلائی۔ بعض لوگ تقریر کی روانی میں یہ اکثر بول جاتے ہیں ہمیں سینکڑوں برس بعد آزادی ملی، برٹش تو سینکڑوں برس نہیں رہے۔ ایک غلط فہمی یہ بھی پھیلائی گئی کہ مسلم عہد میں مسلم حاکم اور ہندو محکوم تھے کیا مسلم حکمراں ہوجانے سے سب مسلمان حاکم اور سب ہندو محکوم ہوگئے تھا حالانکہ بڑے بڑے عہدوں پر بلا امتیاز ہندو بھی بڑی تعداد میں فائز تھے۔ عام مسلمان تو ویسا ہی تھا جیسا عام ہندو، حکومت تو ہندو و مسلم کے اوپر طبقے میں تھی، مسلم حکمراں اس قسم کی تفریق نہیں کرتے تھے۔ ہم لوگ صدیوں سے ساتھ رہتے چلے آرہے ہیں ہم نے ایک ملی جلی تہذیب بنائی ایک زبان بھی بنائی اس کے باوجود ایک دوسرے کو صحیح معنوں میں سمجھا نہیں۔ کچھ فاصلے رہے، عوامل جو بھی تھے لیکن کوشش کرنا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھیں دوست اور پڑوسی بن سکیں۔ میڈیا اخبار، ٹی وی اس خلیج کو پاٹنے کے بجائے بڑھا رہے ہیں آئے دن ایسی چیزیں دیکھنے سننے کو ملتی ہیں، جو کچھ ہمارے یہاں کمی تھی وہ سیاست نے پوری کر دی ۱۹۴۷ء میں بھی اتنے بڑے پیمانے پر قتل عام نہیں ہوا جس طرح بعد میں ہوا۔ سیاست دراصل کرمنلائزیشن آف پالٹکس ہوگیا ہے۔ پہلے تھا کہ فلاں کرپٹ ہے فلاں ہے اب دور بین سے دیکھنا ہوگا کون کرپٹ نہیں ہے۔ کرپشن فرقہ واریت کو دور کرتا ہے جہاں کرپشن ہے وہاں فرقہ واریت نہیں ہے کیونکہ اسمیں ذات، مذہب کی تفریق نہیں ہوتی۔ ہمیں مایوس نہیں ہونا ہے ملک کی اکثریت کا ذہن صاف ہے باوجود لولے لنگڑے ہونے کے ہمارے ملک میں جمہوریت چل رہی ہے انسان لولا لنگڑا ہوجائے پھر بھی انسان ہی رہتا ہے، کمیونلزم کوئی بیماری نہیں ایک علامت ہے کسی کمیونٹی کا اپنے ملک کے لیے کام کرنا کمیونلزم نہیں ہے لیکن حق، ناحق نہیں۔ ملک کی اکثریت اب بھی اقدار کی قائل ہے چاہتی ہے کہ مہذب زندگی بسر کریں فرد کو فرد کی حیثیت سے جانیں ذکر مذہب یا زبان کے نام پر۔ پونڈرم میں پہلی بار گیا وہاں جاکر بھی دیکھا مندر مسجد بھی دیکھے ایک جگہ سڑکوں کے بیچ مندر مسجد ساتھ ساتھ بنے ہوئے ہیں دونوں کی بونڈری وال ایک ہے، ایک بار

مسجد کی دوسری منزل تعمیر کرنے کے لیے مسجد والے اپنی دیوار اٹھا رہے تھے تو مندر والوں نے خود آکر کہا آپ لوگ کیوں ایک اور دیوار کھڑی کر رہے ہیں اسی مندر کی دیوار پر آپ مسجد کا دوسرا منزلہ اٹھا دیں۔ یہ تصویر تو ہم خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اختلاف مذہب کی وجہ سے نہیں ہے ان لوگوں کی وجہ سے ہے جو مذہب کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ جمہوریت ہی چاہتے ہیں تو لامحالہ آپ سیکولرزم اپنائیں گے، ہندستان میں مسلمانوں کو جو بڑے بڑے عہدے ملتے رہے وہ مسلمان ہونے کے ناطے نہیں بلکہ ذاتی خصوصیات کی بنا پر ملے ہیں مثلاً ڈاکٹر ذاکر حسین فخرالدین علی احمد اور دوسرے لوگ اپنی اہلیت اور قابلیت کی وجہ کر بڑے عہدوں پر فائز ہوئے، سیکولرزم اپنا کر آپ نے مسلمانوں پر کوئی احسان نہیں کیا۔ کس اسکیم پر آپ ہندو اسٹیٹ بنائیں گے؟ ایک بحث اور چھیڑ دیجیے، آریہ سماج ہے، سناتن دھرم بھی ہے، ایک پنڈورا باکس اور کھول دیجئے اس سے ہمارا نقصان نہیں ہوگا۔ ہندو راج میں بھی مسلمان وزیر اعظم ہوتے تھے، نظام حیدرآباد کے وزیر اعظم بھی ہندو تھے کوئی مسلمان صدر ہوتا ہے تو کیا وہ کوئی فیصلہ کرنے میں ہندو مسلمان کی تفریق کرتا ہے؟ پاکستان کی مثال آپ کیوں دیتے ہیں اگر پاکستان کو آپ موڈل سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر غلط سمجھتے ہیں تو یہاں یہ غلطی کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ ملک میں ڈیموکریسی صحیح اور مضبوط ہو تبھی ہمارے حقوق محفوظ ہوں گے یہ جتنی کمزور ہوگی اتنی ہی خرابیاں ہوں گی۔ یہ نہیں ہو کہ جرائم پیشہ پارلیامنٹ میں جائیں ہمیں چاہیے کہ پہلے ہم اپنی اصلاح کریں ہمارے اندر جو وحشی پن ہے اسے دور کریں یہ وحشی، جانوروں سے بھی زیادہ خونخوار ہوتا ہے۔

انوار کریم

آج اس وقت دلوں کو، ذہنوں کو جوڑنے کی ضرورت ہے اس مقصد کے لیے دانشور چاہے ہندو ہو، مسلمان ہو سکھ ہو ان کا رول ہو سکتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں جو تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کچھ اخبارات کچھ سوچنے والے طرح طرح سے جذبات ابھارنے کی کوشش کر رہے ہیں اسکو صحیح رخ پر لے جانے کی کوشش کی جائے۔ دانشور اپنا کافی کنٹریبوشن رکھتا ہے وہی لوگوں کی ذہنیت کو اچھے رخ پر لے جانے کا راستہ ہے۔ اردو سیکولر زبان ہے اسکی پیدائش ہی سیکولر ہوئی ہے اسکی نشو ونما بھی سیکولر ہوئی ہے اس کے ماننے والے بھی سیکولر ہیں ملک کو عملی سیکولرزم پر لانے کی کوشش کی جائے، یہ اردو دانشوروں کی ذمہ داری ہے۔

۸

ڈاکٹر اوم پرکاش پرشاد

ممتاز مورخ آر ایس شرما نے ایک خصوصی پیغام بھیجا ہے، کہ ہندستان کی کسی لائبریری میں سمپردایک واد کے خلاف اتنا سیمنار نہیں ہو رہا ہے، صرف ایک خدا بخش لائبریری ہے جہاں مسلسل یہ پروگرام ہو رہا ہے، ابھی ایڈوکیشن کی مہم جو چل رہی ہے فوراً ختم ہونے والی ہے، ایسی سمسیا پھر کھڑی ہونے والی ہے، یہ لمبی لڑائی ہے، دب سکتی ہے مگر ختم نہیں ہوگی، ضرورت ہے ایسی ہی جستی اور انسٹی ٹیوشن میں بھی ہو، دیہاتوں میں بھی ہو تو بہتر ہے۔ ہم لوگ سوچتے ہیں دھرم کے نام پر ہو رہا ہے، میرا خیال ہے ایسے ہنگامے دھرم کے نام پر نہیں ہوتے آج تک تاریخ میں ایسا کوئی رکارڈ نہیں ملتا جہاں دھرم کے نام پہ دنگے ہوئے ہوں، ہاں پرسنل انٹرسٹ کے تحت ہوئے ہیں۔ سینکڑوں سال کی کہانی، راجپوت، راجپوت سے برہمن چھتری سے، اسلام کا ہندو سے، بودھ دھرم کا جین سے لڑائی ہوئی ہو ایسا تاریخ میں نہیں ملتا۔ اس میں کہیں نہ کہیں راجنیتی، اکانومی چھپی رہتی ہے، جہاں جہاں رائٹ نہیں ہوئے ویسے علاقے کا بھی مطالعہ ضرور ہونا چاہیے جہاں ہندو مسلم ہیں مگر رائٹ نہیں ہوتے جیسے پٹنہ۔ ہر شخص کو پرسنل انٹرسٹ لینا چاہیے کہ یونیٹی آئے چائے خانے میں پان کی دکان پر، کپڑے کی دکان میں، گرشہ پر اور دیگر معاملات میں نیشنل یونیٹی کی بات کریں، ہم لوگ ایک دوسرے کے سینٹمنٹ کو سمجھیں، بیسک سینٹمنٹ اکانومی سے جڑا ہوا ہے، ضرورت ہے ہم اپنی استھتی مضبوط کریں چاہے ہندو ہوں یا مسلم تاکہ ہماری اکانومی اچھی ہو، ٹاٹا برلا کی فیکٹری میں ہندو مسلم کام کرتے ہیں وہاں نہیں ہوتا ہے اور یہ کہ ـــــ مغل، اورنگ زیب، پتن کا ذمہ دار کہاں تک ہے ایسے سوال بھی امتحان میں نہیں پوچھے جائیں، سرکار یا پولس کیا کرے گی، ووٹ کی بدولت آئیڈیولوجی تیار ہوگی تو راشٹریہ لابھ کی بات ۲ نمبر پہ ہوگی، ویکتی، راجنیتی لابھ ایک نمبر پہ ہوگی۔ دنگا کی بنیاد دھرم نہیں پرسنل انٹرسٹ ہے پولٹیکل انٹریسٹ ہے کیا الکشن میں نہیں تھا اس کا مینیپولیشن اس طرح کیا گیا، کیوں شیلا نیاس کرایا گیا، پھر کوئی کنسٹرکشن نہیں ہوگا جب تک اسمبلی الکشن نہ ہو جائے، یہ پولٹیکل انٹریسٹ ہے کوئی کٹے مرے اس سے کوئی مطلب نہیں، جو کہانی ساری ہے وہ آپ کے سامنے ہے، یہ اکانومی اور ایڈوکیشن دونوں سے رلیٹڈ ہے پولٹیکل انٹرسٹ سپریم ہے، پہلے طے کریں ۲۶ تاریخ کو رام جنم بھومی کا مسئلہ جب betrayal of faith ہوتا ہے تو Loss of confidence ہوتا ہے، گجرال صاحب نے اردو کی رپورٹ پندرہ سال پہلے جمع کی تھی، پندرہ سال تک کسی حکومت نے کچھ نہیں کیا، الکشن سے کچھ دن پہلے حکومت نے ایسا کیا۔ کوئی بھی دھرم نفرت نہیں سکھاتا، ادھر چار برسوں سے ساری راجنیتی پارٹیاں دھرم کو راجنیتی میں شامل کر رہی ہیں،

۹

وہ دھرم کو لے کر آگے بڑھ رہی ہیں چاہے کوئی بھی پارٹی ہو، وہ دیش کی ایکتا اور اکھنڈتا قائم کرنے کے بکھیڑ میں کم رہتی ہیں۔ سیاسی پارٹیوں کو دھرم سے الگ رکھیں تبھی دنگے بند ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر برج راج دیو پرشاد

وہ طبقہ جو راشٹر کی تعریف میں ایک یونیفارمیٹی کا ڈیمانڈ کرتا ہے وہ محض مغربی راشٹر کے کلچر سے پر بھاوت ہو کر ایسی بات کرتا ہے جو ہندستان کے ماحول میں لاگو نہیں ہوتا۔ اب ہندستان میں کوئی ایسی شخصیت نہیں رہی، تجربہ کاروں کی کمی ہے۔ نیا ہندستان ہر دن اُدے ہوتا ہے، یہ ہر دن اگتا رہا ہے۔ مصر روم کی تہذیب پر آج کوئی رونے والا ہے؟ ہندستان کی تہذیب کو آج تک کسی نے للکارا نہیں۔ آج کی جو حالت ہے، پنجاب، کشمیر، آسام، تامل ناڈو میں جو سوال ہے وہ کیا دیش درو ہوں کا سوال ہے؟ ہم اسے دیش درو ہ کا سوال بنا دیتے ہیں ہر جگہ ایک قانون کی بات کرتے ہیں۔ ہندستان کی راشٹریتا اس سے اوپر کی چیز ہے۔ ہمیں اپنے دماغ سے اگر کچھ نکالنا ہے تو وہ یہ ہے کہ ہندو مسلمان سکھ عیسائی کے سامنے نیک بننے کا سوال ہے ایک بننے کا نہیں۔ ہندو مسلمان کی مسلمانیت بچائے یہ ہماری تہذیب ہے۔ اس صدی میں ۱۸۰۵ کو راستہ ہی ہندستان کے انٹگریشن کا ہے دوسرا کچھ نہیں ہے۔

سردار بلبیر سنگھ

سکھ ازم کے سلسلے میں جو ایک غلط فہمی ہے، اکثر کوٹ کیا جاتا ہے "راج کرے گا خالصہ باقی رہے نہ کوئی" اس میں دراصل لفظ باقی نہیں بلکہ آکی ہے جس کے معنی پاپی کے ہوتے ہیں، یعنی راج کرے گا خالصہ پاپی رہے نہ کوئی۔ ہمیں اپنے مذہب کے ساتھ دوسرے مذہب کو سمجھنا چاہئے جب تک ہم ایکتا کو نہیں جانیں گے، ایکتا نہیں لا سکتے۔ مسلمان قرآن پڑھتا ہے، ہندو رامائن پڑھتے ہیں، سکھ گرو گرنتھ پڑھتے ہیں، عیسائی بائیبل پڑھتے ہیں یہ سب ایک جیسی چیز ہے۔ مسلمان سکھ عیسائی ہونا بری بات نہیں اصل میں ہمیں کٹر نہیں ہونا چاہئے، ہم اپنے مذہب کو اچھی طرح سمجھ سکیں تو بہت ساری برائیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اگر و نانک جی نے کہا ہے پربھو کے نام سے ہی ترقی ہو سکتی ہے، یہ پرانی بات جو کہی گئی ہے سب کا بھلا ہو اس سے مراد صرف اپنے مذہب کا بھلا ہو ایسا نہیں ہے، آج سے چودہ سو سال پہلے محمد صاحب نے جو بات کہی وہی بات ہمارے یہاں بھی کہی گئی ہو نے کی بھاشا الگ ہے

بات وہی ہے: "اول اللہ نور پایا قدرت دے سب بندے" ایک ہی نور سے بنے ہیں تو کون بھلے کون برے۔ ہمارے اندر تفرقہ نہیں ہے، خدا کو نام تو ہم نے دے رکھا ہے، اللہ، رام، رحیم، اور سب کو ہم لڑا رہے ہیں اس طرح ہم دن بھر میں کئی بار مرتے ہیں۔

ڈاکٹر ترپاٹھی

فنڈامنٹلسٹ لوگوں کی سازش یہی ہے کہ ہندوستان سے جمہوریت ختم ہو جائے ہمیں اس سازش کو ناکام کرنا ہے۔ گھٹنائیں گھٹتی ہیں، حادثہ ہوتا ہے مگر جس طرح میجوریٹی کمیونٹی کو رول ادا کرنا چاہیے وہ نہیں کر پائے۔ مندر مسجد جھگڑے کے سلسلے میں اتہاس کی جانکاری ہونی چاہیے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ مذہبی معاملات میں اگر ہسٹریکل فیکٹس کیشن کرے تو کون پریویل کرے گا۔

تقی رحیم

ملک میں جو پارلیامنٹری ڈیموکریسی کا سسٹم ہے وہ اچھا ہے اور اس ملک میں یہی چلے گا۔ ایک حقیقت ہے کہ اس ملک میں مختلف ذاتیں ہیں، زبانیں ہیں، علاقائیت ہے انہیں وہ اکسپلائٹ بھی کریں گے مگر اس میں گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ —— ہر قوم، ہر سماج میں خیر و شر کے دو پہلو ہوتے ہیں، خیر کو ابھارا جائے شر کو دبایا جائے، آج کے حالات میں شرّی طاقتوں کو کیسے دبایا جائے یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جو کچھ ہوا یقیناً ہندوستان کی سیاست میں اہم واقعہ ہے۔ جب ہم کمیونلزم کی بات کریں گے تو ۱۸۵۷ء میں جائیں گے وہیں سے بات ہوتی ہے، پھر ۱۹۱۶ء میں تلک جناح معاہدہ، ۱۹۲۰ء میں خلافت تحریک پھر آریہ سماج کا سنگٹھن، پھر نہرو رپورٹ، پھر پارٹیشن۔ وہ لیڈر بھی ٹھیک تھے، نمائندگی کر رہے تھے، قائدین کو فکر تھی کہ ہم ہندو ووٹرس کے پاس جائیں گے، جناح مسلمانوں کے پاس جائیں گے بات تو وہیں سے چلی اس کے اثرات آج بھی ہیں۔ تاریخی طور پر نئی نسل کو جب تک آگاہی نہیں ہوگی شر پر قابو نہیں ہو سکتا ہے، لبرلزم کی جو بات ہے، جب ہم کہتے ہیں ہندو مسلم دونوں رہیں گے، مسلمان رہیں گے تو اپنے عقیدے کے ساتھ رہیں گے، عقیدے کے معاملے میں ہندو سچ مچ لبرل ہیں مسلمان لبرل نہیں ہے، اگر ہندوستان سیکولر ہے تو مسلمان کو تیار رہنا چاہیے، ساتھ سے نفرت نہیں کرنا چاہیے پاکی ناپاکی کی بات بھی ہندوؤں کو بھی ماننا چاہیے۔ آپ کے باجا کی آواز سن کر کان بند کریں گے، آپ سے پانی کا دام نہیں مانگے گا لیکن اگر کسی نے

پالی ہینک دیا تو ٹولرنس بھی ہونا چاہیے۔ تمام کمزوریوں کے باوجود عوام ان پڑھ ہیں، ملک نہیں ہے۔ بھاگلپور سے لیکر ہر ایک میں ہندو مسلم دونوں طرف سے ہر معاملے میں ہر سیاست میں عوام سمجھدار ہیں، وہ ٹھہر رہے ہیں ان پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ مل جل کر کوئی راستہ نکالنا چاہیے ڈیفنس میں اپنے اوپر بھروسہ کریں، آپ فیصلہ کریں، سب مسلمان جمع ہو جائیں تو کیا ہندو فرقہ پرستی کو روک سکیں گے کیا ہندو زندہ نہیں ہیں کیوں نہیں ہندو مسلم مل کر محلہ محلہ گاؤں گاؤں یہ ذہن پیدا کریں اور مقابلہ کریں۔

○

میں طاقتی ڈیموکریسی کا مضبوط حامی ہوں۔ پارلیامنٹری ڈیموکریسی غلط نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ سیاستداں کاسٹزم، کمیونلزم ریجنلزم کو بھی استعمال کریں گے۔ سوال یہ ہے اب ہم کیا کریں گے۔ آگے کا راستہ کیا ہے۔ ہم سات روز سے مال سلامی سے پھلواری تک روز گھومتے رہے ایک بات نئی دیکھی۔ لنگور گلی پٹنہ سیٹی میں دس ہزار ہندوؤں کے بیچ حیات اور حسنات دو بھائی رہتے ہیں، کچھ شرپسند عناصر نے ان کے مکان پر حملہ کرنا چاہا، آگ لگانی چاہی تو محلے کے ہندو دوڑ پڑے اور کچھ ہندو والنٹیرس دن رات ان کے گھر پر پہرہ دینے لگے، کرفیو لگ گئی تو پولس نے ان لوگوں کو یہ کہہ کر بھگا دیا ہم خود ان کی حفاظت کریں گے تم لوگ اپنے اپنے گھر جاؤ، پولس کے اطمینان دلانے پر وہ لوگ گھر چلے گئے مگر کرفیو کے دوران ہی شرپسندوں نے ان کے گھر میں آگ لگا دی تو پھر وہی محلے والے کرفیو توڑ کر دوڑے اور آگ بجھائی، یہ بھی ایک مثال ہے۔ اپنے محلے کے اڑوس پڑوس کو بھائی سمجھو، بھائی چارگی کا ماحول رکھو کتنا واسطہ ہے آپ کا محلے کے لوگوں سے اگر ایسا ہے تو خطرہ کچھ بھی نہیں۔ ہمارا تو یہ حال ہے ہم دور دور ٹیلیفون سے باتیں کرتے ہیں لیکن بغل میں کوئی غریب چھوٹا آدمی ہے تو اس سے ہمارا کوئی ربط نہیں۔ ہماری جو پرانی روایت چلی آرہی ہے، نانک، چشتی اور کبیر کی اسکی حفاظت کرنی ہے۔ اتنا مضبوطی کے ساتھ سیکولر فورسیز ہر سطح پر اٹھ کھڑی ہوئیں کہ اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ ہم اسے دنگا نہیں کہیں گے چھٹ پٹ گھٹنا ہے۔ پورے پٹنہ میں چند دنوں کے ہنگامے کے دوران جتنا خون ہوا آپ ایک ماہ قبل کے عام دنوں سے مقابلہ کریں تو اس دنگے میں موت کی تعداد یقیناً کم نکلے گی۔ ہمیں تسلیم کرنا چاہیے کہ سیکولر فورسیز اب بیدار ہو گئی ہیں۔

اچاریہ جگدیش شاستری

لڑائیاں ہر زمانے میں ہوتی رہی ہیں۔ ہندو ہندو آپس میں دھرم کے لیے لڑتے رہے ہیں۔ عیسائیوں میں بھی

آپسی اختلاف ہے مسلمانوں میں بھی آپسی اختلافات ہیں۔ یہ سب ناسمجھی کے کارن ہوتے ہیں۔ آج سیاستداں لوگ اسکا لابھ اٹھا رہے ہیں، دہی دھرم کا سوشن کر رہے ہیں دھرم تو ایسی چیز ہے جو مانوتا کا پاٹھ سکھاتی ہے۔ بڑے بڑے پیغمبر، ولی، رشی منی، اوتار آئے اور امن کا پیغام دے کر چلے گئے ان سبھوں نے سماج سے برائیاں دور کی ہیں اور اچھی باتیں بتائی ہیں مگر ہم اسکا اپیوگ نہیں کرتے۔ یہاں تو ہندو ہندو میں لڑائی ہے وہ اپنے دیوتا کو برا کہتا ہے وہ اپنے دھرم کو برا کہتا ہے۔ جہاں میں اتنے سارے پھول کھلے ہیں آپ کس پھول کو اونچا کہیں گے۔ سب انوکھا ہے اسکی کوئی تمنا نہیں ہے اس کے پیچھے ہوا یہ ہے کہ پہاڑ پر چلنا ہے تو شیکھر پر جانا چاہتے ہیں راہنماؤں نے اپنے اپنے طور پر رہنمائی کی، دیکھو سیدھے اس راستے سے جانا ہے، کوئی دوسری راہ پکڑو گے تو شیکھر پر نہیں پہنچ سکو گے ہر ایک نے یہی بتایا دوسرا راستہ مت پکڑنا بھٹک جاؤ گے۔ جب شیکھر پر پہنچا تو دیکھا کہ سب راستے تو یہیں پہنچاتے تھے اگر کہتے یہ بھی پہنچا دے گا وہ بھی پہنچا دے گا تو کیا برا تھا۔ دھرم کوئی بھی ہو سب اپنی جگہ مہان ہے کوئی اونچا نیچا نہیں ہے۔ ماس کو ابھوکیٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈیموکریسی سے لابھ نہیں ہونے والا ہے۔ جن تنتر سے کچھ نہیں ہوگا۔ ایک ہٹاؤ دوسرا وہی آئے گا۔ ووٹ ـــــ والے زیادہ تر بدمعاش ہوتے ہیں۔ دنگوں میں زیادہ تر غنڈے مال لوٹنے کے درپئے ہوتے ہیں۔ بھیڑ کی سائیکلوجی الگ ہوتی ہے اچھا آدمی بھی بھیڑ میں آجاتا ہے تو سب گن کھو دیتا ہے پاگل ہو جاتا ہے اسکو ابھوکیٹ کیا جائے۔

پروفیسر جمال خواجہ

تقریروں سے کچھ نہیں ہوتا عمل کی ضرورت ہے، ہمارے ملک کا کتنا اعلیٰ کونسٹی ٹیوشن ہے اسیکولرزم ہے ڈیموکریسی ہے فنڈامنٹل رائٹ ہے، آزادی ہے صرف امپلیمنٹیشن کی ضرورت ہے اور یہ ذمہ داری پولیٹیکل دل کی ہے۔ کمیونل ہارمونی میں جو رکارڈ لفٹ پارٹی کا رہا ہے وہ کانگرس کا بھی نہیں رہا، اس وقت ملک میں کمیونلزم کا جو بڑا انقلاب آیا ہے اس کے پیچھے سنگل فیکٹر کمیونل کارڈ کا معاملہ ہے خواہ اسکا جو بھی اثر پڑا۔ ہم لوگوں نے ابھی علیگڑھ میں "نیو سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی" قائم کی ہے، میں صدر ہوں، پروفیسر شیلندر سنگھ جنرل سکریٹری ہیں، کل نو افراد فاؤنڈر ممبر ہیں اس سوسائٹی کے، ہم نے اچھے اچھے لوگوں سے خط و کتابت کی تھی ان کے مشورے سے یہ سوسائٹی بنائی گئی ہے۔ ہم نے گوپال کرشن گوکھلے سے انسپائریشن لیا، یہ ایک غیر سیاسی، میٹا پالیٹیکل فیلڈ ہے یعنی جو سمسیائیں ہیں سیاسی معاشی سماجی آپ ان کو لیں لیکن غیر سیاسی انداز سے

ٹیکل کر دیا ہے پرکاش نارائن نے لوک نیتی اور راج نیتی میں فرق کیا تھا، میں لوک نیتی سے کام کرنا چاہتا ہوں یہ اس سے ملتی جلتی چیز ہے۔ ہمارے یہاں سیاستدانوں کی کمی نہیں اچھے بھی ہیں برے بھی، بلا خوف و خطر جو اصول کی بات ہو، حق بات ہو اسے ہم رکھیں، یہ جرنلسٹ بھی کرتا ہے اکیڈمیشین بھی کرتا ہے یہ کافی نہیں ہے اس سے اور آگے بڑھنا چاہئے، فیلڈ میں جائیں، ایسے طریقے اختیار کریں، حکومت کو سیاستدانوں کو اپنی بات سنائیں اور مجبور کریں، آرگنائزڈ کوئرشن یا سائیکلوجیکل، سوشل کوئرشن ٹھیک نہیں ہے یہ ستیاگرہ کا رفارم اس وقت ٹھیک تھا جب غیر ملکی حکمراں تھے اب یہ چیزیں ٹھیک نہیں ہیں، اب مورل پریشر کی کوئی ٹکنک سوچنی چاہئے، ٹکنک آف موڈرن آرگنائزڈ پریشر یہ سوچیں، جیسے جیسے کام کریں نئے ٹکنک سامنے آئے گی۔ ہمیں بھاگلپور جانا ہے وہاں بڑا کام یہ کرنا ہے کہ کس طرح میوچول ٹرسٹ قائم کر سکتے ہیں، میٹیریل سپورٹ وہاں کافی پہنچ رہا ہے لیکن ایسی خلیج ایسا ڈیوائیڈ ہے جس کو پاٹنا نہایت ضروری ہے۔ یہ غلط بات ہوگی کہ مسلمان جائیں تو مسلمان کو صرف مورل سپورٹ کریں، ہندو بھائی بھی مارے گئے اور زخمی ہوئے ہیں، ایک کمیٹڈ ٹیم وہاں جائے اور غیر جانبداری سے دیکھے، دونوں گروپ سے ملے، میوچول ٹرسٹ پھر سے قائم کرنے کی کوشش کرے، آپ خود ڈیمورلائزڈ نہ ہوں۔ آپ غور کریں ۴۷ء کے بعد یہ سب سے بھیانک واقعہ ہے، ملیانہ میرٹھ سے بھی آگے بڑھ گیا ہے، کیا ہر ہندو اور ہر مسلمان کے دل میں نفرت بھڑک رہی ہے ایسی بات نہیں ہے ٹرین ایکسیڈنٹ ہوتا ہے ہوائی جہاز کا حادثہ ہوتا ہے ہم اسے بھی اسی طرح لیں، ہم اس سے مایوس نہ ہوں، تھوڑی سی تھنکنگ ہو، جہاں تک تھیوریٹیکل ایشوز اور عمل کا سوال ہے میں اس میں جاؤنگا۔ خدا بخش لائبریری ایک زبردست کریٹو تھنکنگ کا ادارہ بن گیا ہے اس ادارے نے جو نیا ڈائمنشن پیدا کیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، آزادی فکر اور اختلافات سے مصالحت ڈیموکریسی کی جان ہے۔

چترانن مشرا

آج ملک میں جو کمیونلزم کی آگ لگی ہوئی ہے اسکا اندازہ مجھے دو تین سال پہلے سے تھا، ملک سے وفاداری اور انسانی باتیں جیسے اب مفقود ہوتی جا رہی ہیں، ہمارے یہاں دنگا وہی کرتے ہیں جو کرمنل ہیں، بھاگلپور میں جو کچھ ہوا، ہم کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہے، آپ کمیونل ڈائمنشن کو الگ کر دیجئے پھر بھی کون سا دن ہے کہ خون نہیں ہوتا۔ پنجاب سے چار گنا زیادہ بہار میں خون ہوا ہے یہ چھ مہینے کے رکارڈ سے معلوم ہوتا ہے۔ دراصل ایڈمنسٹریشن ہی ٹھپ ہے۔ اگر انتظامیہ تحفظ نہیں دیتی تو کہیں سے محافظ کھوجنا پڑے گا، ہر بجن بھی اپنے کرمنلس کو چنتے ہیں، ان کو آگو کرتے ہیں پھر وہ

چناؤ جیت جاتے ہیں یوپی میں ۱۴ میونسپل بورڈ کے چیرمین کرمنل ہیں۔ دنگا کے اعتبار سے احمدآباد، بمبئی وغیرہ زیادہ اثر انداز ہیں۔ دراصل ہمارا کانسٹی ٹیوشن ہمارے لیے کوئی وے آف لائف نہیں ہے اگر وہ ہمارا وے آف لائف ہوتا تو یہ مسئلہ نہیں ہوتا پچھلے ۱۲ سال کے رکارڈ کے مطابق دنگے میں ۳۰۰ سے ۶۰۰ کے بیچ لوگ مارے جاتے ہیں، آخر ہمارا کانسٹی ٹیوشن کیا ہے اور اب کوئی گاندھی جی بھی نہیں رہے۔ گاندھی جی نے آزادی اور راشٹریہ ایکتا کا خواب دیکھا تھا، آزادی مل گئی مگر راشٹریہ ایکتا ادھورا رہ گیا، ان کی ہتیا کے بعد کسی نے اس مسئلہ کو اٹھایا نہ اس پر سوچا۔ اس کے لیے عمل کی ضرورت ہے جو سیکولرزم کے آدھار پر ہوگا۔ آخر کار ٹر بھر کر ہم سب ایک ہو جائیں گے، اس ملک میں جتنا بھی حق ہندو کا ہے اس سے ایک پیسہ کم کسی دوسرے مذہب کا نہیں ہے۔ ہندی کا بھی اسی دھرتی پر جنم اور پالن پوسن ہوا۔ آج بڑے پیمانے پر ہندوؤں نے ہسٹری کو اٹھا لیا ہے وہ ایک ہزار سال پہلے کی بات کرتے ہیں، اشوک نے بھونیشور پر چڑھائی کر دی کافی لوگ مارے گئے اس کے بعد پھر وہ تائب ہوا اور مذہب کو ماننے لگا، میں نے ایک بار بھونیشور والوں سے کہا، تم سب مل کر اشوک سے اس جرم کے بدلے مجھے پیچ دو، یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہسٹری تو ماں کی طرح ہے، ماں آپ اپنے چوائس کا نہیں کر سکتے چاہے وہ کالی ہو یا گوری ماں بہر حال ماں ہے۔ اس طرح ہسٹری سے سبق سیکھئے اور آگے بڑھئے۔ آج جو دنگے ہو رہے ہیں یہ مذہبی نہیں سیاسی ہیں، وہ سیاسی سادھو گاندھی نے ایک بار کہا تھا ایشور اللہ ایک ہے، کیا ہم لوگ اسے اپنا سکیں گے۔ ہندوؤں کا نعرہ ہے کہ ہندوؤں کو خطرہ ہے اچھا اسی سے راشٹریتی تک جب ہندو ہے تو خطرہ کس کو ہے۔ اسلام کے دامن میں بہت ساری اچھی چیزیں ہیں اسے دوسرے لوگوں کے لیے کھولا جائے تاکہ دوسرے بھی فائدہ اٹھا سکیں، لاکھوں آدمی نماز پڑھ رہے ہیں کیا دوسرے کو حق نہیں کہ وہ دیکھے کس طرح آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ ہندو دھرم تو کچھ ایسا ہے کہ خدا کو ماننے سے لیکر نہیں ماننے تک ہے۔ اس دھرم میں اتنا دیوتا اتنا خدا ہے پتہ نہیں کسی نے سنسس بھی کیا ہے یا نہیں، اس میں ایک دو اور جٹ جائے گا تو کیا خطرہ ہے۔ ہمارا خیال ہے سیکولرزم اور سیکولر فورسیز کو الگ کر دیا جائے، یہ جو نیا بھارت ہم لوگ چاہتے ہیں جس میں جھگڑا فساد ہے اسکا حل صرف سیکولر لوگ نہیں کر سکتے، مذہب پرست لوگوں کو بھی جو دنگائی نہ ہوں کھل کر سامنے آنا ہوگا۔ ہم ان کی بھی قدر کریں۔ ہزاروں سال پہلے تہذیب کا سب سے پہلے کس نے سندیشہ دیا ہندوستان کو، یہ تو مذہب ہی نے سکھایا یہ میرے پیچھے ہیں وہ فلاں ہیں وہ فلاں، مذہب نہ ہوتا، تہذیب نہ ہوتی تو ہم لوگ جانور ہوتے۔ خرافاتی کی تعداد کم ہے، امن والوں کی تعداد بڑی ہے لیکن ابھاگے بڑی تعداد میں ہو کر بھی ڈیفینسو ہیں، پیش قدمی ان کے ہاتھ ہے جب مار لیا تب ہمیں خبر پہنچی، اگر یہ نیشنل فورسیز آفینسو ہو جائیں تو کانسہ پلٹ جائے۔ ابھی بھی کانگرس میں نیشنلسٹ فورسیز بڑی تعداد

قانون میں ترمیم ہونا چاہیے کہ ———— میں ہیں مگر پولیٹیکل وِل کی کمی ہے۔
الکشن کے دوران کمیونلزم کا پرچار نہ ہو، کوئی واچ ڈوگ ہونا چاہیے۔ اگر سزا نہیں ہوتی ہے تو کوئی بھی کچھ کر سکتا ہے جو بھی کرائم کرے اسے ضرور سزا ملنی چاہیے تبھی کرائم کنٹرول ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسا فورم ہو جو گورنمنٹ کو صلاح دے، باہری لوگ بھی کنٹرول کریں ہمارے یہاں جھگڑا بالکل مذہب کا نہیں ہے مذہب کے نام پر ہے ورنہ اگر جھگڑا مذہب کا ہوتا تو نیپال میں ہوتا جہاں ہندو راشٹر ہے۔ جہاں مندر بھی ہے مسجد بھی ہے اور کبھی کچھ نہیں ہوتا۔ مذہب کے ویلوز ایک ہیں طریقہ الگ الگ ہے، ہمارے یہاں فریڈم آف پریس ہے لیکن پریس فری نہیں ہے۔ مسلمانوں کے تناسب کے اعتبار سے پولس فورس میں مسلمانوں کی بھرتی کے سلسلے میں سنٹر کو کئی صوبوں سے رضامندی آئی ہے مگر آپ کے بہار صوبے نے اس سلسلے میں آج تک رضامندی نہیں بھیجی ہے۔

ڈاکٹر رضی احمد

آج ہندستان میں ضرورت ہے سچ بولنے کی، سچائی چھپانے کی کوشش ۴۴ سال سے کی جا رہی ہے۔ کوئی بھی نیشن جھوٹ کی بنیاد پر زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔ ہم شترمرغ کی طرح ریت میں چونچ ڈال کر کہہ دیتے ہیں سب کچھ خیریت ہے جبکہ ایسا نہیں ہے آج ہندستان میں تھیوری بہت ہے پریکٹیکل کچھ بھی نہیں، ہندو مسلمان کا مسئلہ بڑا پیڑھا ہے ایک بار ملک کا بٹوارہ ہو چکا ہے، کل کا کمیونلزم کچھ اور تھا، کل پاور کا مسئلہ تھا آج پاور کی چھینا جھپٹی ہے اور Existence کا سوال ہے۔ ہسٹری آ چکی ہے اب نئی نسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہندستان کی ذمہ داری سمجھے۔ پارٹیشن ایسا زہر ایسا زخم ہے جسکو کوئی بھلانے کو تیار نہیں ساری ذمہ داری مسلمانوں کے سر منڈھ دی جاتی ہے۔ حقیقت کیا ہے یہ لیڈران جانتے بھی نہیں۔ پاکستان جو بنا تو صرف پانچ فیصد ایلیٹ کلاس نے ووٹ دیا وہاں تو اڈلٹ فرنچائز تھا نہیں۔ بہار کے لوگ آگے آگے تھے ۳۰ء کی ہسٹری میں لیگ کا نام و نشان نہ تھا ۱۹۴۶ء، ۴۷ء میں میجورٹی مسلم لیگ کو ملی۔ علم روشنی کی راہ دکھاتی ہے پڑھا لکھا طبقہ فتنہ کی جڑ ہے یہ اپنے حق میں اکسپلائٹ کرنا چاہتے ہیں یہ پانچ فیصد منافق کی جماعت ہے وہ نئی نسل کو کچھ بتانا نہیں چاہتے ایک بھومیہار کھڑا ہو گیا وہ اسکا مسیحا بن گیا کوئی سید کھڑا ہو گیا وہ مسلمان کا رہنما بن گیا اسے صرف ووٹ چاہیے پھر وہ پوچھے گا بھی نہیں۔ وہ اپنے فائدے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ نئی نسل کب تک دھوکہ کھاتی رہے گی، عوام سمجھ لے ایلیٹ کلاس کا نہیں چلے گا۔ تب کچھ ہوگا، حکومت اپنی کمزوری ماننے کو تیار نہیں، کشمیر یا پنجاب کے مسئلے میں حکومت یہ کہہ کر نکل جاتی ہے اسمیں

پاکستان کا ہاتھ ہے کشمیر میں ۹۵ فیصد مسلم ہیں، ہندوستان بھی اسی ایشو میں جھوٹا ہو چکا ہے، بھاگلپور کا ری ایکشن کشمیر کے نوجوانوں پر ہوتا ہے، وہ سڑکوں پر اتر آتا ہے، ری ایکٹ کرتا ہے۔ پنجاب ایشو پر اندرا گاندھی کا مرڈر ہوا گرڈ الیشن گنج پٹنہ سٹی کے پنجابیوں نے کیا کیا تھا پنجابیوں کو ری ایکٹ کرنا چاہیے، نہ کرے تو وہ آدمی نہیں۔ اسکو یہ کہہ کر نکل جانا کہ پاکستان کا ہاتھ ہے غلط ہے ایکشن کا ری ایکشن ہوگا جہاں بھی ہوگا۔

آزادی کے بعد ہندوستان نے ڈیموکریسی اپنائی۔ وہ آج بھی اچھی حالت میں برقرار ہے۔ برنارڈ شا نے کہا تھا سب سے اچھی ڈیموکریسی ایشیا میں ہندوستان ہی میں ہے۔ ملے جلے مذاہب، ملی جلی نسل، ملی جلی زبان والے ملک میں ڈیموکریسی ہی چل سکتی ہے وہ ڈیموکریسی کیسی ہوگی یہ نئی نسل پہ منحصر ہے۔ ۳۰ء کی منسٹری میں یہ ابھر کر سامنے آگئی، پولیٹیکل پارٹی کی اپنی حد ہے، وہ بڑے لوگوں میں تھے ان میں مورل کریج تھا ان کی ایمانداری میں شک نہیں تھا وہ نیشنلسٹ تھے۔ ۶۹ء میں ڈیموکریسی پر بڑی چوٹ آئی جب پاور کلکٹ کرنے کا سلسلہ چلا۔ ۱۸۸۵ء کی کانگریس ۶۹ء تک رہی، ۱۹۰۷ء، ۱۹۱۲ء میں بھی اسپلٹ ہوئی ۶۹ء میں ڈیموکریسی کی اسپرٹ میں روک لگی۔ کرانتی کی کوکھ سے جو جنتا نکلی وہ بھی ڈیموکریٹک نہیں تھی جنتا پارٹی بھی کئی خانوں میں بٹ گئی۔ ۶۹ء کے بعد اڈھوکزم چلا، پھر درباری پن چلا کشمیر سے کنیا کماری تک بابا کا راج گیا، حکومت ہی کرپٹ ہے۔ بھاگلپور میں کیا ہوا، پولس کی اہمیت دو بلول ہے، جسکی قیمت دو بلول ہو اس پر کیا یقین کہ وہ محافظت کرے گا۔ بھاگلپور، بہار شریف اور دوسری جگہوں پر جو کچھ ہوا اسمیں کوئی پولیٹیکل وِل نہیں ہے، ہم ہیں۔ جب سماج ہندو مسلم خانوں میں بٹ جائے گا تو پولس بھی ہندو ہے آپ انگلی کس طرف اٹھائیں گے۔ اس خانے میں بانٹنے کی واحد ذمہ دار سیاسی پارٹی ہے، ریلیجین کبھی نہیں بانٹتی، ریلیجین کا سودا کرنے والی پارٹی بانٹتی ہے، پارٹیاں کمزور آسپیکٹ کو ابھاریں گی بابری مسجد، رام شیلا وغیرہ سے سب سے بڑا خطرہ ملک کی سالمیت کو ہے۔ ہمارے رہنما لبرل لوگ تھے آزادی سے قبل، آج بھی کمی نہیں، لبرل بھی حالات کے تحت ووٹ لینا ہو تو بات کرے گا۔ ۵۲ء کی میرٹھ رائٹ میں میں نے شاہنواز خاں جیسے لبرل کو کمیونلسٹ مسلمانوں میں گھرا ہوا دیکھا، شاہنواز نے کہا حالات بدلے ہوئے ہیں چونکہ میرٹھ سے انہیں الکشن لڑنا تھا۔ آج رضی احمد کو الکشن لڑنا ہوگا تو سبزی باغ کے چوراہے پر کہے گا اسلام خطرے میں ہے۔ ہندوؤں میں کہے گا مندر خطرے میں ہے۔ پارٹیشن کے بعد وہ پیڑھی ختم ہو چکی جسکو درد تھا اگر پارٹیشن کے وقت ہندو راشٹر قرار دیا جاتا تو کوئی آواز نہیں اٹھتی اس وقت تو مسلمانوں کی ہوائی اڑی ہوئی تھی مسلمان ہمایوں کے مقبرہ میں پناہ گزیں تھے۔ گاندھی جی کی لیڈرشپ لبرل تھی، ہمدیا ڈیموکریسی ہوگی مسلمان کو برابری کا رائٹ ملے گا۔ امبیدکر نے ٹرانسفر آف پولیشن کی بھی بات کی

تھی مگر لیڈروں نے تسلیم نہیں کیا۔

ہندوؤں کی سب سے بڑی کمزوری لبرلزم ہے، ——— ہندوؤں میں مذہب نام کی چیز ہے ہی نہیں، یہ پانچ ہزار برس سے کرسی کی واحد شان ہے، ہندو میں پہاڑ پوجو، اینٹ پوجو، رام کی پوجا ہوتی تو دیل ہوتی، ہندوؤں نے تو اینٹ بھی پوج لیا اسی لبرلزم نے ہندوستان کو بچایا ہے۔ چودہ پندرہ فیصد مسلمان کو آپ نکال دیں گے، ہٹلر اسٹالین نے بھی ایسا نہیں کیا، یہ ہیومن اپروچ سے باہر کی بات ہے، پارلیامنٹ کی بھی اپنی لمیٹیشن ہے، سپّی پاور منی پاور کو ہٹانا چاہتے ہیں عوام اور نئی نسل کو چاہئے کہ صحیح انتخاب کرے۔ جنتا پارٹی کے دور میں رائٹ ٹو ریکال پر بات نہیں کی یہ پریکٹیکل ہے یا نہیں ہے۔ اندولن کا وہی ایک نیم ہے اس سے گھر ہی خطرے میں پڑ گیا آج گھر بہ جائے چپراسی آپ کو سلام کرنے نہیں دے گا، یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں۔ تین آزاد نسل جوان ہو چکی ہے ہریجن کی، نکسلوں کی۔ ہر پارٹی جاتی ہے، تم ہی ماں باپ ہو ووٹ دو، جب ووٹ دے دیتا ہے تو چپراسی اندر آنے نہیں دیتا، ہم رائٹ دینے کو تیار نہیں، محافظت کرنے کو تیار نہیں۔ گاندھی جی کے پاس ایک بار ایک لڑکی نے شکایت کی، باپو! یہ نوجوان مجھے چھیڑتے ہیں، گاندھی جی کے سکریٹری نے کہا تم چپل اٹھا کر مارو، لڑکی نے گاندھی جی سے کہا آپکے سکریٹری کہتے ہیں چپل اٹھا کر مارو، یہ تو ہنسا کی بات ہو جائے گی، گاندھی جی نے کہا وہ ٹھیک کہتے ہیں تمہارے پاس اگر چاقو ہو تو اس سے مارو، تم بھی مارنے کو تیار ہو جاؤ، مقابلہ کرو۔ اگر سماج پناہ نہیں دے گی مدد نہیں کرے گی تو محافظت کے لیے ناجائز آرمس ضرور جمع کریں گے، پولس ساتھ نہیں دے گی تو کیا ہم بہو بیٹی کو مرنے دیں گے۔ اس دور میں اکثریت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کھڑے ہو جائیں ورنہ اگر گھر گھر بم پستول ہو گیا تو ہندوستان بیروت بن جائے گا۔ مسلمان کو بھی اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ کیا مسلمانوں میں کمزوری نہیں ہے۔ سیکولر ڈیموکریسی ہونی چاہئے۔ ورنہ نیشنل انٹگریشن کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، انٹگریشن کی ضمانت ہے سیکولر ڈیموکریسی۔ ہماری سرکار ہر فنکشن مذہبی پیرائے سے کرتی ہے، صدر مندر میں سر ٹیکے گا، حکومت سیکولر ہوگی تو یہ چیز نہیں ہوگی۔ مذہب پرائیوٹ چیز ہے۔ جلوس نکال کر سنٹیمنٹ کی ہر کیوں پیدا کرتے ہیں، ہندو کو دیکھ کر مسلمان بھی جلوس نکالنے لگیں گے۔

آزادی سے قبل رائٹ دو وجہ سے شروع ہوتی تھی، گائے کی قربانی کے مسئلے پر پہلے رائٹ ہوتا تھا، مسجد میں باجا بجانے کے مسئلہ پر اتنے رائٹ کیوں ہوئے۔ نواب رامپور سے ایکبار کسی نے آکر کہا، یہ ہندو بھی مسجد کے سامنے باجا بجاتے ہیں اس سے نماز میں خلل ہوتا ہے نواب صاحب نے ہندوؤں سے کہا میں جس وقت نماز پڑھوں تم خوب ڈھول بجاؤ کیونکہ میری نماز میں کوئی فتور کوئی خلل کبھی نہیں ہوا، کیا آپ کا ایمان اتنا کمزور ہو گیا۔ شملہ پاس ہو گیا

تو کیا ایمان اسلام خطرے میں پڑ گیا یہ کارپوریشن کی سڑک پر آپ کی زمینداری ہے کیا۔ ان مسئلوں پر غور کرنا چاہیے۔ ایک نیا ہندستان کیسا ہوگا Live & let live کے لیے سیکولرزم اور ڈیموکریسی کا کوئی بدل نہیں ہے۔ بیساکھیوں پر کوئی سرکار نہیں چلتی۔ سنٹر اتنا مضبوط کر دیا کہ چیف منسٹر تو صوبیدار بن کر رہ گیا ہے۔ فیڈرل سسٹم لاگو ہوتا تو ہندستان اور مضبوط ہو جاتا۔ اسٹیٹ کو مضبوط کیا جاتا۔

۴۲ برس بعد بھی یہ کہا جاتا ہے کہ پارٹیشن مسلمانوں نے کرایا! ۵۰ فیصد مسلم لیگ ہے تو ۵۰ فیصد کانگریس بھی ذمہ دار ہے، دستخط دونوں فریق کے ہیں، دونوں مجرم ہیں۔ کل کا ہندستان ہمارا ہونے والا ہے اور ہم ابھی اسی میں الجھے ہوئے ہیں تقسیم تم نے تمہارے باپ دادا نے کرائی بابر نے مسجد بنا دی اس کا صلہ بھاگلپور کے لوگوں کو دینا پڑ رہا ہے۔ بابر کے باپ نے جو کچھ کیا ہم کیوں چکائیں۔ ایودھیا میں ۱۲ سے ۱۴ لاکھ لوگ ہیں ہم کبھی نہیں لڑے یہ باہر کے لوگ لڑا رہے ہیں، اسی بابری مسجد کے مسئلے کو ابھار کر پانچ سال کے لیے پارلیامنٹ میں چلے گئے، زندگی بھر ٹیوشن کیا ایک سال میں اسی لاکھ کمائے گا۔ سنہ ۸۹ء ہندستان کی ڈیموکریسی کی تاریخ میں داغ ہے، وزیر اعلی صوبیدار بن کر رہ گیا ہے۔ کومن سول کوڈ بھی کمیونلزم سے جڑا ہوا ہے، لداخ سے کنیا کماری تک کس نے کہا چل سکتا ہے۔ لداخ میں لڑکوں کو پروپرٹی کی رائٹ نہیں ہے، ناگالینڈ میں سب سے چھوٹی لڑکی ساری پروپرٹی کی مالک ہوتی ہے اتنے میں ایک ہی لا کیسے چلے گا۔ مسلمانوں کو خود مسلم پرسنل لا کی کمزوری دور کرنا چاہیے، ابوحنیفہ کو ابن حنبل نے بدلا، سو سو برس میں انٹرپریٹیشن کی گنجائش ہے، یہ رائٹ میں غیر مسلم کو نہیں دوں گا یہ علما پر ہے۔ علما بھی ورغلاتے ہیں، شاہ عبدالقادر نے جب قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا تو فتحپوری مسجد کو علما نے گھیر لیا کہ مار دیں گے، وہ مغلیہ دور تھا۔ ڈائیلاگ ہوا اصل میں تھی کہ فارسی میں بھی قرآن سمجھنے لگے گا تو علما کی روزی روٹی کا سوال ہے، جو برہمن نے کیا تھا دوسرا نہ جانے یہ ہماری ہوتی ہے اجارہ شرعیہ کی ہوتی ہے ۸۵ء میں ہر مسلمان امارۃ شرعیہ کو ماننے کے لیے تیار نہیں دلیل دیجیے، پرسنل لا کا سوال مجوب کا سوال ہے، اسلام میں قرآن میں اجتہاد کا راستہ رکا نہیں ہے علما کو چاہیے لوجیکل ڈسکس کریں۔ دنیا کے مسلمانوں نے سب کر لیا، ہندستان کا مسلمان کچھ نہیں کر رہا ہے۔ الیٹ کے دل میں کچھ ہوتا ہے زبان پر کچھ۔ بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان تو چار چار شادیاں کرتا ہے اس سے آبادی بڑھ رہی ہے، ایک بیوی تو مسلمان سے سنبھلنا مشکل ہے چار بیوی وہ کیسے رکھے گا ہندو دوست کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے۔

ڈبل پالیسی یہاں چلنے کو نہیں اسی نے ملک کو چورا ہے پر کھڑا کر دیا ہے، نئی نسل کو پولیٹیشین اکسپلائٹ کرتے ہیں، کل مورل بیسڈ پالیٹکس تھی آج مفقود ہے۔ آج ووٹ کا سوال ہے، غنڈوں کی تعداد آبادی میں زیادہ ہو گئی، حاجی

ستان مسلمانوں کا لیڈر ہوا جا رہا ہے ۷۹ء میں جمشید پور رائٹ میں انور نام کا ایک غنڈہ مارا گیا، جمشید پور میں اتنا بڑا نمازِ جنازہ کا جلوس نہیں دیکھا گیا وہ غنڈہ ہمارا لیڈر ہو گیا۔ دوسرا ہندو لیڈر بھی اسی طرح ہے۔ کرائم کی لائف دس سال سے زیادہ نہیں پارلیامنٹ یا اسمبلی کی لائف بھی دس سال ہوگی، جس سوسائٹی میں غنڈے لیڈر ہو جائیں گنگا میں گاڑی ڈریل ہونا ہی ہے۔ ۴۰ء سے پہلے کی سپر دائکنامیں شیئرنگ آف پاور تھا آج لوٹ کھسوٹ پہ آدھار ہے ہم ستا میں کیسے آئیں۔ اسکی ذمہ داری ہندستان کی پانچ فیصد ایلیٹ پر ہے وہی ہنگامے کی جڑ ہے۔ یہی پانچ فیصد ایلیٹ کو ہندو مسلمان کا کالا انگریز مانتا ہوں۔ وہ اپنے بچے کو کانوینٹ میں پڑھاتے ہیں پھر انگلینڈ بھیجتے ہیں اسطرح انگریزی ہو جاتی ہے ان کی بھاشا۔ کچھ کرمنلس کام کرتے ہیں، یہ پانچ فیصد پیچھے ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہماری پارلیامنٹری ڈیموکریسی بھی کافی حد تک ذمہ دار ہے مگر پارلیامنٹری ڈیموکریسی کا کوئی آلٹرنیٹو بھی نہیں، اگر کوئی ہے تو آج سے برا ہی آلٹرنیٹو ہوگا۔ اب ابسلوٹ پاور کرپشن ہے۔

ایک ڈر کی بات یہ ہے کہ سیلف ڈیفنس کی تیاری میں کمیونٹی میں جو آرمس اکٹھا کرتے ہیں، آرمس کی اپنی لوجک ہوتی ہے، پہلے کچھ کرے تم کرو، اس کا نیتر تو وہی ادرگ کرتا ہے جو آپ کے کنٹرول سے باہر ہوتا ہے پھر انگلی گننے کی باری ہوتی ہے کون کتنا سرلاتا ہے۔ ہم اس راستے پر جا رہے ہیں جہاں پانچ فیصد ایلیٹ جھوٹ بول کر ہندستان کو فرقہ واریت میں لے جا رہا ہے، حقیقتوں کو توڑ کر جو کچھ ہوا ۳۰، ۴۰ء کے پیچھے کیا کتابوں میں میڈیا میں جو ہے وہ بات ہوئی تھی۔

ڈیموکریسی کا کوئی بدل نہیں ہے، سرودے والے گاندھی والے راستے کی تلاش کر رہے ہیں جن شکتی کی بات میں بھی کامیابی نہیں ملی ہے پنچایت، گرام سبھائیں بن جائیں تو آج کا نقشہ نہیں رہے گا، ہندستان میں ڈیموکریسی اب بھی باقی ہے مگر سیکولر ڈیموکریسی نہ ہوگی تو عوام امن محسوس نہیں کریں گے۔ عوام نے اپنی محافظت کے لیے اپنے حقوق اسٹیٹ کے ہاتھ میں دے دیئے ہیں آج اسٹیٹ فیل ہو گیا۔ ہندو لبرلزم کی بات میں مانتا ہوں، عوام کی لبرلزم کو رائٹ نے گمراہ کر دیا بھاگلپور مسئلے میں پارٹ کیا تو ہندو نے ہائی کورٹ گیا تو ۱۹۷۹ء کی جمشید پور رائٹ میں ایک ایم ال اے دینا ناتھ پانڈے آر ایس ایس سنیل داس مشرا جی اور سی پی آئی کے چھ ورکرس انوولو تھے، مسلمانوں میں پروگریسو فورس نے بھی آر ایس ایس سے کم رول ادا نہیں کیا، ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ وہ کیونل ہے وہ کیونل ہے، اکسا اکسا کر سامنے لایا پھر گھر بیٹھ گئے، کمیونسٹ بھی جو ہمارے آگے نہیں بڑھا، مسلم پرسنل لا میں ضرور تبدیلی ہونی چاہیے۔ چند مولویوں کے ہاتھ میں اجارہ داری نہیں ہونی چاہیے شاہ بانو کیس نے مسلمانوں کو عبرت

دلایا ہے ۹۰ء میں چودہ برس پہلے کی صورت حال میں بڑا فرق ہے، اجتہاد کا راستہ کھلا ہے۔ مذہب نے غور وفکر اور اجتہاد کی تعلیم دی ہے، لیکن مذہب کا استعمال جب سیاست کی طرح ہونے لگتا ہے تو کبھی علاء الدین کبھی اورنگزیب بن کر سامنے آتا ہے، ایلیٹ کلاس میں ایسا پانی بھرتا ہے، ایمان کی آڑ میں اکسپلائٹ کرتا ہے، ایمانداری کی بات یہ ہے کہ بابری مسجد کے سلسلے میں چار سو برس پرانی غلطی کا حساب آج نہیں چکانا چاہئے، بنارس میں، متھرا میں بابری مسجد کو دیکھیں، مندر کی زمین کو غصب کر لیا گیا ہے، اجمیر کی مسجد کے پیچھے مندر کا ملبہ آج بھی رکھا ہے، انگریزوں کو کیوں بدنام کریں کیا ہندوؤں نے مسجد کو نقصان نہیں پہنچایا ہے، وشنوؤں نے کیا مندر نہیں توڑا ہے، تاریخ کے چکر کو گھمانا اچھی بات نہیں، ان باتوں کے لیے اسکی اولاد ہرگز ذمہ دار نہیں۔ سچائی بولنے کی ضرورت ہے یہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے سارے ہندو سارے مسلم بدمعاش نہیں ہیں، سوشل فورسیز مددگار ہو سکتی ہیں۔ کیمونلزم جو پہلے تھی آج فرق آگیا ہے، ــــ ہندوستان میں سب مذاہب رہیں گے۔ ہر مذہب میں ہے جیو اور جینے دو اس سے جو ڈیمارکیٹ ہوتا ہے وہ کیمونل ہوتا ہے اسمیں سیاسی پارٹیاں ہیں، ووٹ کی راجنیتی ہیں اسکو کیسے کم کیا جائے یہی سوچنا ہے اب تو لائسنس بھی دے رکھا ہے اٹھاون برس کی انہوں نے۔

ہندوستان میں ہر مذہب کے لوگ رہے ہیں اور رہیں گے لیکن کیا آج جیسے رہیں گے یا پہلے جیسے تھے ویسے رہیں گے۔ آزاد ہندوستان نے دانشور کہاں پیدا کیا، چاپلوس ضرور پیدا کیا ہے۔ یونیورسٹیز کو شرپسندوں کا سنٹر بنا دیا گیا، کوئی بولتا بھی نہیں یہ دائرے ہیں جن پر ہمیں زندہ رہنا ہے۔ دنگا کبھی پٹنہ کی تاریخ میں نہیں ہوا تھا اب ہو گیا اور بار بار ہوگا۔ کیمونلزم آج نسخہ ہے کرسی حاصل کرنے کا، یہ ہندو مسلمان کا سوال لے کر جو زہر پھیلایا جاتا ہے ہمت کے ساتھ کہئے یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ آگے کا ہندوستان نئی نسل پر منحصر ہے۔ آگے یہی نسل ہوگی جو سڑکوں پر چلنے نہیں دیتی تو آگے کا ہندوستان کیا ہوگا۔ اردو کی روایت سیکولرزم کی ہے۔ نوٹ پاتھ والا کتنا اردو جانتا ہے رکشہ والا کتنا اردو جانتا ہے، لٹریچر کو ڈرائنگ روم سے سڑکوں پر لائیے۔

المیہ سیاست کا ہے دانشوری کا نہیں ہے۔ آج جو کچھ ہو رہا ہے ہر شخص جانتا ہے۔ دانشور اگر وہ دانشور ہے تو وہ کبھی جھوٹ کو سچ نہیں کہے گا کبھی نہیں سوچے گا کہ منصب چاہئے اقتدار چاہئے، ہاں سیاستدانوں کے لیے تاجروں کے لیے یہ بنیادی بات ہے۔ سیاستداں ایسے حالات کا پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور کرفیو میں تاجر دو کا چار

وصول کرلیتا ہے۔ دانشور اگر برائی کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا ہدی کے مقابلے میں کھڑا نہیں ہوتا تو وہ اپنی دانش کی حد تک اس برائی اور خون خرابے کا ذمہ دار ہے۔ سقراط بہت بڑا دانشور تھا لیکن جب اس نے زہر کا پیالہ پیا تو اس نے یہ ثابت کر دیا کہ دانشوری صرف ذہن کا نام نہیں بلکہ دانشوری ضمیر کا نام ہے۔ دانشور چپ رہے، مفکر چپ رہے طلبہ چپ رہیں تو گویا انہوں نے چپ رہ کر دانشوری کو گرا دیا۔ سیاستداں بھی اچھا ہوتا ہے تو وہ بھی دانشوروں کی صف میں آجاتا ہے۔

ڈاکٹر رنگی پرشاد سنگھ

کیمونلزم اب اس دیش کے لیے کوئی نئی بات نہیں رہی، ایک بھولے بسرے یاد کو بار بار دہرایا جا رہا ہے، دیش ان دنوں جس صورت حال سے گزر رہا ہے اس کے پیچھے کچھ انتر دیشی آتنک وادی ہیں جو بڑے پیمانے پر ملک کے سکھ چین کو درہم برہم کرنے پر تلے ہیں، دراصل ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری نراشا سماجک آرتھک وکاس کی کمی کے کارن سماج میں کدا چار پھیل گئے ہیں، آزادی کے بعد بھی آزادی کے میٹھے پھل اچھی طرح دیکھنے کو نہیں مل سکے ہیں دیش میں جو کانٹے پھیلے ہوئے ہیں ہمارا فرض ہے ان کو چن کر الگ کر دیں اور پھولوں کو سجا دیں تا کہ ملک مضبوط ہو اس کے لیے بودھ ہو، جین ہو، پارسی ہو، ہندو ہو، مسلمان ہو سب کو گہرائی سے اس مسئلے پر وچار کرنا ہے، برے حالات کو بدل کر بہتر روپ میں لانا ہمارا فرض ہے آزادی حاصل کرنے کے لیے سبھوں نے ایک جٹ ہو کر قربانی دی پھر یہ بھی ہو سکتا ہے قربانی دینی پڑے، بہار نے بڑے بڑے وچارک اور مذہبی رہنماؤں کو جنم دیا ہے، بودھ ہو جین ہو، گرو گوبند سنگھ ہوں۔ مہاتما گاندھی نے آزادی کی تحریک اسی بہار کے چمپارن علاقے سے شروع کی اسی طرح راجندر پرشاد، مظہر الحق وغیرہ یہ سب نیتا گی لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے عوام کو جگایا اور بھائی چارگی کا جذبہ پیدا کیا، ہمیں چاہئے ان بزرگوں کے پیغامات اور افکار کو پڑھیں اور اپنی زندگی میں برتنے کی کوشش کریں، ہمارا ملک ایک جمہوری ملک ہے مگر اس جمہوریت کا میٹھا پھل نصیب نہ ہو سکا۔ اس سلسلے میں اس عہد کے سب سے بڑے رہنما میخائل گورباچوف نے جو قدم اٹھایا ہے وہ قابل تعریف ہے، امریکہ ملٹینٹ کا دیش ہے جہاں سارے ملک کے لوگ وہاں کے ناگرک ہیں حتی کہ ایشیا کے لوگ بھی وہاں کے ناگرک ہیں پاکستان کے لوگ بھی لاکھوں کی تعداد میں ہیں وہاں سب بڑے میل سے رہتے ہیں آپس میں کوئی بھید بھاؤ نہیں ہوتا ہمارے ملک میں بھی مختلف مذاہب اور رنگ و نسل کے لوگ بستے ہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ اس دھرتی پر دھرم کے نام پر ہم لڑتے ہیں دھرم کے

نام پر دیش بانٹتے ہیں اور دھرم ہی کے نام پر ووٹ بھی مانگتے ہیں، بھاگلپور کا فساد بھی کتنا گھناؤنا فساد ہوا لیکن وہاں بھی کچھ ایسے گاؤں ہیں جہاں ہندو مائنورٹی ہیں وہاں مسلمانوں نے ہندوؤں کی محافظت کی کہیں مائنورٹی میں ہیں تو ہندوؤں نے بھی انہیں بچایا۔ یہ کچھ غنڈے اور پارٹیاں ایسی ہوتی ہیں جو سیاسی مصلحتوں کی بناء پر دنگا فساد کراتی ہیں، ہندو راشٹر کی بات بھی ہندوستان میں غلط ہے، بعض اسلامی ممالک میں اسلامی راشٹر کا نظریہ بھی لوگ جبر کے ساتھ قبول کرتے ہیں، دراصل آدمی کی بنیادی ضرورت پوری نہیں ہوتی تو اسکا ذہن تخریب کی طرف مائل ہوجاتا ہے، بابری مسجد رام جنم بھومی کے معاملے میں ہم لوگوں کو عدالت کے فیصلے کا احترام کرنا چاہیئے، تعجب ہے کہ ایودھیا میں اس طرح کا کوئی جھگڑا نہیں جبکہ باہر اس بات پر کافی تنازعہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامی لوگ پرامن رہنا چاہتے ہیں لیکن یہ ووٹ مانگنے والے ذاتی مفاد کی خاطر ایسی باتوں کو ہوا دیتے ہیں ان کا مقصد ذاتی مفاد ہوتا ہے ملک کی خدمت کا کوئی جذبہ کارفرما نہیں ہوتا، ایک اہم بات پر گہرائی سے ہم کبھی غور نہیں کرتے کہ کسی راجیہ یا پولیٹیکل سسٹم کو ریلیجن سے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے ایک سمے تھا کہ ریلیجن کے جو لوگ ماننے والے ہوتے تھے ان کا لوگ مذاق اڑاتے تھے انہیں بیک ورڈ سمجھتے تھے، آپ نے دیکھا ہوگا آدمی جب موت کے قریب ہوتا ہے تو اس وقت خیال ہوتا ہے اس نے کیا اچھا کیا ہے اور کیا برا، مذہبی لوگ طرح طرح کے مس انٹرپریٹیشن دیکر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، اسلئے ہمیں صحیح مذہب کا گیان ہونا چاہیئے ساتھ ہی راشٹر پتا کا بھی انوبھو ہونا چاہیئے تب ہم اس دیش کو بڑا بنا سکیں گے، بھائی برادری میں جھگڑا ہوتا ہی ہے اسکی ایکتا بھی وہیں سے ہے، تو سب کو جاننے پہچاننے کے لیے مذہب ضروری ہے جو سچا ہندو سچا مسلمان ہو وہی سچا انسان بھی ہوگا۔

سبھدرا جوشی

کیونلزم کے خلاف سنگٹھن بنانا ضروری ہے لیکن وہ کہیں کوئی ٹریننگ سے نہیں ملتی، بلکہ وہ فیلڈ میں کام کرکے اپنے تجربات و مشاہدات سے سیکھی جاتی ہے۔ اپنے تجربات و عینی مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ——

جب ہند و پاک کی تقسیم ہوئی، میں نے دلی میں لاشوں کے انبار دیکھے، محلے کا محلہ خاکستر دیکھا، وہ مناظر دیکھے جن کے تصور سے بدن پر رعشہ طاری ہوجاتا ہے، ایک عجیب افراتفری کسمپرسی، بے بسی کا عالم دیکھا، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے وہ دن، وہ حالات، وہ مناظر، وہ نقشے نہیں دیکھے۔

ہم لوگ گاندھی جی سے ملے —— انہوں نے پوچھا دلی میں کتنے مارے گئے؟ ہم لوگوں نے جواب دیا "دس ہزار"

تم لوگ کیا کرتے ہو؟ کوشش بہت کرتے ہیں مگر بچا نہیں پاتے۔ کانگریس کے ممبر کتنے ہیں ـــــ؟ لاکھوں کی تعداد میں ـــــ کتنے مارے گئے؟ ایک بھی نہیں مارا گیا ـــــ گاندھی جی نے کہا ـــــ میں کیسے مان لوں تم لوگوں نے بچانے کی کوشش کی، بچانے میں کوئی تو ضرور مرتا ـــــ پھر ہم نے کہا پولس بھی مارتی ہے، فوج بھی مارتی ہے، ہم کیا کریں ـــــ؟ گاندھی جی نے کہا ـــــ کانگریس والوں سے آج کیا سنتا ہوں، تم نے برطانیہ کی فوج کا مقابلہ کیا، آج اپنی پولس اپنی فوج ہے پھر بھی کہتے ہو ہم کیا کریں؟ شانتی کی آواز میں گرتا ہے سیدھا اعلان تھا ـــــ "بچاؤ" یہ بات گاندھی جی ہی کہہ سکتے تھے، کوئی دوسرا نہیں۔!

دلّی سے ۵۵ میل کے قریب پانی پت میں جو مسلمان پنجاب سے بچ کر آئے تھے ان کا کیمپ بن گیا تھا، گاندھی جی انہیں دیکھنے گئے، وہاں کی بدنظمی کو دیکھ کر گاندھی جی پنجاب حکومت پر بہت بگڑے۔ مولوی لقاء اللہؔ گاندھی جی کے پاس بیٹھے تھے اور یہ کہہ رہے تھے ـــــ ہم نے آزادی کی جنگ میں حصہ لیا، آزادی آتے ہی بربادی شروع ہوگئی۔ گاندھی جی نے مذاق کے لہجے میں کہا ـــــ "کیا مسلمان ہونا کچھ گناہ ہی نہیں ہے، تم سمجھتے ہو" ـــــ تم جیل گئے کانگریس کے کہنے سے لاٹھی کھائی، آج کانگریس اور دیش کی مانگ ہے تم پانی پت میں بیٹھ جاؤ، چاہے کوئی تمہیں کھانا دے نہ دے، کوئی تمہیں رکھے نہ رکھے، کوئی حفاظت کرے نہ کرے، آج مانگ ہے تم وہیں بیٹھ جاؤ ورنہ اگر تم پاکستان چلے گئے تو دنیا سمجھے گی تم نے دو نیشن کی تھیوری مان لی۔ پانی پت میں مروگے، دیش کا بھلا ہوگا ـــــ پھر پانی پت کی پوری آبادی چلی گئی مگر مولانا نہیں گئے، اکیلے رہ گئے، پاکستان سے بہت شرنارتھی وہاں آکر بسے جو ہندو تھے۔ وہیں ایک بار ایک بزرگ قلندر صاحب کے مزار پر جانے کا اتفاق ہوا، قبر پر جگہ جگہ دیئے جل رہے تھے میں نے شرنارتھیوں سے پوچھا یہ کون جلاتا ہے، جواب ملا وہی مولانا جسے آپ لوگوں نے سر پر بٹھا رکھا ہے، وہ روز ہمیں ڈانٹتا ہے، صاف رکھو اور ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ آخر آخر دم تک وہ وہیں رہے۔

اسی طرح اس کے آگے انبالہ ہے وہاں تھے کانگریس کے صدر مولانا عبدالغفار، ان کا سارا خاندان پاکستان چلا گیا مگر وہ اکیلے رہ گئے۔ ۵۲ء کا جب پہلا چناؤ آیا جبکہ ابھی تک لوگ سڑکوں پر پڑے تھے۔ مولانا عبدالغفار خاں کو بلایا گیا اور پارلیامنٹری بورڈ نے ان سے پوچھا کس کو ٹکٹ دیا جائے ـــــ آپ نے کہا مجھ کو ـــــ بورڈ کو کچھ تامل ہوا، پھر پوچھا گیا ـــــ کوئی اور کنڈیڈیٹ، آپ نے پھر فرمایا میں سیٹی کانگریس کا صدر ہوں مجھ سے بہتر کون ہوگا۔ آخر انہیں ٹکٹ دیا گیا۔ دلّی سے کچھ فرینڈز رکرس جائزہ لینے گئے۔ ایک شرنارتھی ہندو دکاندار سے حالات دریافت کیا ـــــ اس نے بتایا یہ اکیلا مسلمان رہ گیا ہے اور چناؤ میں کھڑا ہو گیا ہے، یہ ہار گیا تو ہماری ناک کٹ جائے گی اسلئے اسے تو جتانا ہی

پڑے گا، چنانچہ وہ انتخاب جیت گئے اور تمام عمر جیتا رہا وہ اکیلا مسلمان۔ میرے علاقے کے جن سنگھی کہنے لگے، کانگریس نے سانپ کو کھڑا کر رکھا ہے۔ ــــ میں نے کہا ہماری ہندو سنسکرتی میں تو سانپ کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ یہ مذہب و ملت کے ٹھیکیدار جو انسان کو سانپ کہہ کر نفرت کرتے ہیں ان کا کیا ٹھکانا۔

آخری وقت میں مولانا جب رام منوہر لوہیا ہسپتال میں ذیفراش تھے بی بی امتہ السلام آپ کی خدمت گار تھیں۔ آپ کو رہ رہ کر ہوش آتا اور بگڑ جاتا تھا۔ پاکستان سے آپکے رشتہ داروں کو بلایا گیا ــــ آپ انھیں دیکھ کر ناراض ہو گئے، کہ کیا ضرورت تھی انھیں بلانے کی ــــ کان میں بی بی امتہ السلام کے چپکے سے کہا، بی بی جی دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو میری بے ہوشی میں یہ مجھے اٹھا کر پاکستان لے جائیں، میں ہندستان ہی میں دفن ہونا چاہتا ہوں ــــ یہ وہ ہستیاں تھیں جو گاندھی جی نے بنائی تھیں۔

اَب آج کل ان اصول اور آدرش کی باتیں کرنا ایسا لگتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر اس کو ہم نہیں رکھیں گے تو دیش نہیں رہ سکتا جمہوری ملک میں ہر آدمی کی برابر قیمت ہے۔ اگر کوئی سمجھے ہم مذہب کے بارے میں لوگوں کو ناگرک نہیں سمجھیں گے تو یہ غلط ہوگا۔ فرقہ پرست جماعتیں دیش کیلئے نہایت خطرناک ہیں۔

گرو گو لوالکر کے ان جملوں پر غور فرمایئے ــــ "ایک ہی مذہب کے لوگ دیش کے ناگرک ہو سکتے ہیں۔ ہندستان میں جو دوسرے مذاہب کے لوگ آئے وہ دیش کے ناگرک نہیں ہو سکتے ہیں۔ صرف ہندو ہی دیش کو پریم کر سکتے ہیں۔ مسلمان حملہ آور کی شکل میں ہندستان آئے، تب سے آج تک وہ ہندوؤں کے انٹرسٹ کے خلاف کام کرتے رہے۔ ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا چاہیے۔ بدقسمتی سے ہمارے آئین میں مسلمانوں کو برابر کے ادھیکار دیئے گئے ہیں اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک بے وقوف باپ چور کو بیٹے کے برابر حق دے۔"

اسی طرح ان کی شعلہ انگیز زہر افشاں کتابیں مثلاً Bunch of thought وغیرہ ایسی کتابیں ہیں جو اکثریتی فرقہ کو بھڑکاتی ہیں۔ میجورٹی میں جب فرقہ واریت ہوتی ہے تو اس سے فاشسزم آتا ہے۔ میجورٹی کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے کام، اپنی بات اور اپنی تحریروں سے ایسے حالات پیدا کرے کہ مائنوریٹیز اپنے کو برابر کا حقدار سمجھیں۔ صرف کانسٹی ٹیوشن Constitution میں لکھ دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔

مائنوریٹیز کو بھی یہ خیال رہنا چاہیے کہ ڈیموکریسی میں طاقت اور لڑائی سے کوئی حق لیا دیا یا چھینا نہیں جا سکتا۔ مائنوریٹیز کو آخر کار میجورٹی سے گڈول بنا کر رہنا ہے۔

خراب سے خراب دنگے میں بھی مٹھی بھر لوگ دلچسپی لیتے ہیں، دیش کے عوام شانتی چاہتے ہیں، پر وہ آرگنائزڈ

Organized نہیں۔ زیادہ تر لوگ بچانے کا کام کرتے ہیں، مارنے کا نہیں۔ جس گھڑی سیاسی پارٹیاں ڈر کے گھر بیٹھ جاتی ہیں کہ نہ جانے کس کے ووٹ کم ہو جائیں گے، اس گھڑی دیش کے یہی عوام اپنی جان ہتھیلی میں لے کر میدان میں آتے ہیں اور بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دیش کے عوام کو متحد رہنا چاہیے اور ان سے کہنا چاہیے۔ حکومتیں بنتی اور بگڑتی ہیں لیکن دیش کے عوام کو رہنا ہے آپ متحد و منظم ہو کر میدان میں آئیے۔

نانا نگر میں ایک ماسٹر جی اکیلے رہتے تھے۔ محلے میں ایک سردارنی بھی رہتی تھیں۔ دنگا ہوا تو سردارنی جی نے کہا آپ بے فکر رہیے ہمارے ہوتے آپ کو کیا خطرہ — بعد میں دنگا اور بڑھ گیا۔ ماسٹر جی نے کہا اب کیا کریں سردارنی جی — آپ کیمپ چلے جائیے — کل جا سکتا تھا اب تو جا بھی نہیں سکتا۔ میرے ساتھ چلو سردارنی نے کہا۔ ماسٹر جی نے کہا مرنا ہی ہے تو پھر دیکھ لو کوشش کر کے۔ آگے آگے سردارنی جی پیچھے پیچھے ماسٹر جی۔ آگے سے ایک موب (mob) آیا سردارنی نے کرپان نکالی اور بولی — گرو گووند سنگھ کی ہوں چیلی جس کو آنا ہے آ جاؤ، چھ سات تم مرو گے پھر میں مروں گی میرے بعد اس کی باری — بھیڑ چھٹ گئی، تین چار ہو ہی طرح ٹالا اور انھیں بچا لے گئی۔ بچانے والے اسی طرح بچاتے ہیں۔

جب بھی ایسا موقع ہو دو آدمی کھڑے ہو جائیں — خبردار! تو مارنے والے آگے بڑھ جائیں گے۔ یہ چیز بہت خطرناک ہے، ان حالات میں انسانیت نہیں رہ سکتی۔ بچوں کو بھالوں پر اٹھا لیتے ہیں، بچیوں پر اپمان کرتے ہیں خطرہ ہے ان بچوں کا جو بڑوں کو یہ کرتے دیکھتے ہیں۔

بلرام پور میں ایک بار اٹل بہاری باجپائی کے خلاف الیکشن لڑی۔ میں تو یوپی سے واقف نہیں تھی کیونکہ میں پنجابک ہوں — میرے خلاف چہ میگوئیاں ہوئیں، سبھدرا جوشی کون ہے؟ اس کا ہندوستانی سنسکرتی سے کوئی سروکار نہیں۔ بندیا نہیں لگاتی چوڑیاں نہیں پہنتی۔ اسے کیسے ووٹ دیا جائے۔ ہمارے کانگریسی ورکرس بہت گھبرائے میں نے کہا میں تو جو ہوں سو ہوں، جو سپاہی لڑنے جاتا ہے اس کی ذات برادری کون جانتا ہے، لوگ اس جھنڈے کو پہچانتے ہیں جس کے نیچے وہ جان دینے جاتا ہے۔

میں تو ایک سپاہی ہوں اور میں تو اس ہندوستانی سنسکرتی کو جانتی ہوں — کہ جب لکشمن نے کہا تھا — میں سیتا کا یہ زیور نہیں پہچانتا۔ یہ تو سر کا زیور ہے، میں تو صرف پیروں کا زیور ہی پہچانتا ہوں، کیونکہ میں نے سیتا کا صرف پیر دیکھا ہے۔

۴۷ء میں جب ایسے بھی لوگ نہیں ملتے تھے جو کہیں "ہاں مسلمان کو یہاں رہنا چاہیے"۔ ایک دن ایک صاحب

پیلی دھوتی میں ایک کاغذ لے کر آئے ـــــــ "تمہاری عزت میرے گھر میں ہے، آ کر لے جاؤ" "میری بیٹی غائب ہے، ذرا میرے ساتھ چل کر اسے لے آؤ" میں پریشان ہوئی وہاں جانے کا کوئی نظم نہیں ہو رہا تھا. بالآخر جواہر لال جی سے دو گارڈ لے کر بمشکل وہاں پہنچی۔ لوگوں سے پوچھا یہاں کوئی کھیپڑو رہتے ہیں ـــــ لوگوں نے بتایا وہ تو بڑا بدمعاش، خراب آدمی ہے، ایک مسلمان لڑکی کو اپنے گھر رکھا ہے، وہ اسے مارتا ہی نہیں، سب لوگ کہتے ہیں مگر وہ سنتا ہی نہیں. کل بھی پنچایت ہوئی ہے پتہ نہیں مار کہ نہیں مارا. گاؤں پہنچ کر آواز دی ـــــ کھیپڑو کھیپڑو ـــــ ایک شخص آیا الگ الگ چپل، میلی دھوتی میں ـــــ پوچھا آپ کے یہاں لڑکی ہے، وہ ذرا گھبرایا ـــــ جواب سے گریز کیا ـــــ میں نے گارڈ کو روک دیا اور کنارے لے جا کر بات کی کہنے لگا میں تو ڈر گیا یہ لوگ مجھے پکڑنے آئے ہیں.

پھر اس نے کہا کل میرے گھر جن سنگھ پارٹی نے حملہ کر دیا. سارا گھر میرے کیلئے کھود ڈالا، لڑکی کو مارو لڑکی کو مارو یہی رٹ لگائی چنانچہ میں نے چھوٹے بھائی سے کہا اس کو باپ کے پاس پہنچا دو. دونوں کو میں نے بھگا دیا. اب بھگوان جانے وہ صحیح سلامت باپ کے پاس پہنچی یا ماری گئی. فوراً ہم لوگ واپس لوٹے تو دونوں لڑکیاں گھر پر موجود پائیں. اس علاقے میں ایک بھی مسلمان نہیں رہا یہ اکیلا شخص گھر میں بیٹھا اسے بچا دیا.

تو دیش ان ہی لوگوں کے بھروسے چل رہا ہے پولس، فوج کے بھروسے نہیں، اور زیادہ تر لوگ ایسے ہی ہیں. ہم انتظار نہ کریں، ہم اٹھ کھڑے ہو جائیں. اکیلے دوکیلے کہنا بولنا چاہیے، میدان میں آنا چاہیے. دو آدمی بھی کامیاب ہوتے ہیں. اچھا آدمی یہ سمجھتا ہے میں اچھا ہوں تو یہ کافی ہے، ڈیموکریسی میں اتنا کافی نہیں. اچھا آدمی متحد ہو منظم ہو، وہ میدان میں نکلے اور انسانیت کو تباہ کرنے کی جو سازش ہو رہی ہے اسے ختم کرنے کی کوشش کرے.

ریومر پھیلانے کی مشینری آر ایس ایس کی ہے. پروپگنڈے کی مشینری حکومت کی مشینری سے بھی زیادہ تیز ہے. ملک ہی نہیں باہر ملکوں میں اس کی مشینری پھیلی ہوئی ہے.

ڈاکٹر ذاکر حسین کے بارے میں ایک بار آر ایس ایس والوں نے یہ ہوائی اڑائی. یہ ہمارے جزلس کو پلین سے زبردستی لیجا رہے تھے. اب وہ ہوس ایریسٹ ہیں. بڑی مشکل سے وہ لوگ بچے. ایک وقت ایک ہی بات پورے ہندوستان اور بیرون ہندوستان پھیلی. اس کے بعد ایک عام جلسے میں ان کی تقریر ہوئی ـــــ تو پھر یہ خبر اڑائی ـــــ یہ تو دوسرے ملکوں کو دکھانے کیلئے لے آئے ہیں پھر وہیں لے جائیں گے. یہ افواہ سن کر ـــــ ایک عام ہندو یہی کہے گا ـــــ اپ راشٹرپتی تھا پہلی لڑائی میں ہی غداری کیا ـــــ عام مسلمان یہ کہے گا ـــــ ذاکر حسین کی قربانی کسی جواہر لال سے کم نہیں، اپ راشٹرپتی دکھانے کے لیے بنایا لیکن اس پر یقین نہیں کیا.

ان افواہوں سے بچنا چاہیے۔ مائینوریٹی کمیونلزم سے بھی بچنا چاہیے۔ یہ بھی نقصاندہ ہے۔ سکھ فرینڈس کہتے ہیں جو دلی میں ہوا کہیں آج تک نہیں ہوا۔ حالانکہ ایسا تو روز ہوتا ہے، میرٹھ میں کیا ہوا، ملیانہ میں کیا ہوا، بھیونڈی میں کیا ہوا اور دوسری جگہوں پر آئے دن جو کچھ ہوتا رہتا ہے، اسے کوئی نہیں دیکھتا۔

فرقہ پرستی جب ہمارا دروازہ کھٹکھٹائے گی تو ہم دیکھیں گے، دوسرے کو ہم نہیں دیکھیں گے۔ ایک ورکر نے کہا اگر یہ ہوگیا کہ مسلمان کو نہیں مارنا ہے تو ہندو آپس میں مارنے لگیں گے، پنجاب میں آج یہی ہو رہا ہے۔

یہ تو گیسو انچو ڈ ——— دراصل بات ہے ہم دن بدن تنگ ذہن ہوتے جارہے ہیں۔ ذات دھرم، فرقہ برادری ان تمام چیزوں سے ہم بالاتر ہو کر میدان میں آجائیں، آپ آگے آئیں گے آپ کے پیچھے جنتا ہوگی۔

اخیر میں محترمہ نے اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ——— یہ میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ اتنی اہم جگہ آنے کا مجھے موقع ملا، آپ کی کتابیں، پرانی تاریخ کی چیزیں دیکھیں، یہاں سے جو بھی اس قسم کے لٹریچر کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ خوب اٹھائیں، زیادہ سے زیادہ ممبر پڑھیں۔ ضروری نہیں یہ چیزیں ہم اکیسویں صدی میں سیکھیں۔ یہ تو ہمارے نیچر میں ہیں۔

کرنل ان کے سنہا

مذہب کے نام پر دنگا فساد اور سیاسی قلابازیاں ملک اور اہل ملک کے حق میں نقصاندہ ہیں۔ اس کی مذمت ہر سطح سے ہونی چاہیے۔ ہمارا ملک مختلف مذاہب کا مجموعہ ہے، یہاں ہر مذہب کو آزادی ہے، لیکن مذہب آدمی کا خالص ذاتی معاملہ ہوتا ہے، مذہب کی بنیاد پر ملک کے تئیں ہماری وفاداری میں کوئی فرق نہیں آنا چاہیے۔ آج اسی وفاداری کے جذبے کو جگانے کی ضرورت ہے جب تک ہمارا قومی و ملی جذبہ نہیں جاگتا ہمارا دیش آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بسا اوقات فسادات محض غلط فہمی اور لاعلمی کا نتیجہ ہوتے ہیں، اگر ہم جان لیں ہم میں بہت سارے مشترک پہلو بھی ہیں تو پھر فسادات کے امکانات ختم ہو جائیں۔ اسکے لیے ایک دوسرے فرقے کے لوگوں کو سمجھنے اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔ ہر گلی ہر محلہ میں کارنر میٹنگ ہو اس سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی بحال کرنے میں مدد ملیگی۔ یہ گلی کوچہ محلہ پڑوس کے لوگ ایک دوسرے کے خیالات و افکار سے نابلد ہوتے ہیں اور کچھ دوسرے غلط قسم کے لوگ غلط فہمیاں پھیلا کر اپنا الو سیدھا کر لیتے ہیں۔ یہی غلط فہمیاں کشیدگی تناؤ اور دوریاں پیدا کرتی ہیں جو تنازعے کا سبب بنتی ہیں ان غلط فہمیوں کے ازالے کی بھی تدبیر ہونی چاہیے تاکہ یہ شیر و شکر ہو سکیں۔ حکومت بھی اس

مسئلے پر توجہ نہیں دیتی۔ وہ مختلف فروعی کاموں کے لیے کروڑوں روپے کا فنڈ فراہم کرتی ہے لیکن اس قسم کے ادارے یا تفریح گاہ کی تعمیر کے لیے کوئی گرانٹ نہیں دیتی۔ جہاں مختلف فرقے کے لوگ جمع ہوں، آپس میں تبادلہ خیالات کریں ایک دوسرے کو قریب سے دیکھیں، بلکہ ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھ سکیں دونوں فرقوں کے درمیان جو مذہب کی دیوار کھڑی ہوگئی ہے دونوں کے بیچ جو منافرت جو خصومت ہے، ان خرابیوں کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا قومی یکجہتی کی راہ استوار کرنی ہوگی، قومی یکجہتی کی ان گنت مثالیں بکھری پڑی ہیں، انہیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ رانی جھانسی کو جب میدان چھوڑنا پڑا تو اس وقت جو آخری وفادار دستہ تھا وہ ہیرر یجمینٹ تھی، وہ ہیر ریجمینٹ جس کے ساتھ وفادار روہیلوں نے آخری دم تک ساتھ دیا اور پھر جب کرنل ڈاکر رانی کا پیچھا کرتا ہوا اس تک پہنچ گیا تو ۵ روہیلوں نے اپنی جان دے کر رانی کو بچایا، وہ تو ختم ہوتے ہی لیکن ڈاکر کو بھی ختم کر دیا اور چار روہیلے جو باقی بچے وہ بہادر ان کو بچا کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہماری تاریخ میں ان واقعات کا ذکر محفوظ تو ہے مگر یاد نہیں دلایا جاتا۔ اور یہ پچاس سال کے اندر کا واقعہ جو بزرگوں کو اب بھی یاد ہے کہاں بیان ہوتا ہے کہ وہ فساد جس میں لاشوں کے پشتے لگ جاتے، کوئیلور کے پاس دونوں طرف تناتنی کے ماحول میں دو مسلح فرقے ایک دوسرے کو بھون دینے کی فکر میں ہزاروں کی تعداد میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھے اور ان دونوں کو روکنے کی ہمت اور تدبیر کرنے والے صرف دو پولس افسر تھے، ایک ہندوستان کا پہلا ہندوستانی انسپکٹر جنرل آف پولس الک سنہا اور دوسرا اکبھانہ خدا بخش کے بانی کا بیٹا شہاب الدین خدا بخش۔

○

اردو ایک ملی جلی ہندستانی زبان ہے اس میں ہر پھول کی مہک ہے اسلیے یہ چمن کی جان ہے۔
اچھے لوگ خاموش رہیں، برائی کے پھیلنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ خوشی ہے کہ اردو دانشور خاموش نہیں بیٹھا ہے۔

سید حامد

اگر کوئی ہندو بزرگ ہے تو وہ مسلمانوں کا بھی بزرگ ہے اور کوئی مسلمان بزرگ ہندوؤں کا بھی بزرگ ہے۔ دونوں قوموں کا یہ عظیم رشتہ بہت پرانا ہے، یہ سات سو سال کا ہمارا بہت بڑا سرمایہ ہے اسے بچانا ہے، بڑھانا ہے۔ اور محفوظ کرنا ہے۔ ہندو مسلم یگانگت کو دو دفعہ بڑا دھکا لگا، پہلی بار جب ملک آزاد ہوا، پھر جب تقسیم ہوا،

آج جو کچھ ہو رہا ہے یہ اس دھنگے کے برابر ہے یا ہو جائے گا، وہ خوش ہمسائیگی، وہ صلح و آشتی، وہ اخلاق، وہ مروت، وہ رشتہ داری، وہ جاں سپاری آج سب ختم ہوتی جا رہی ہے شاید ملک اسے برداشت نہ کر سکے۔ آج ملک میں اتنا بڑا طوفان آیا ہوا ہے جس کے بڑھنے کے امکانات ہیں، جگہ جگہ خونریزیاں ہو رہی ہیں مگر حیرت ہے کہ سب چپ ہیں حالانکہ سب کچھ چھوڑ کر اس آگ کو بجھانے میں لگ جانا چاہیے ورنہ جمہوریت کے جتنے لوازمات ہیں سب برباد ہو جائیں گے۔ اس کی گمبھیرتا کا اندازہ ملک نے نہیں کیا ہے یہ انتہائی تشویشناک بات ہے۔ ہندو مسلم اختلافات کی ایک طویل داستان ہے جو ایک صدی پرانی بھی نہیں، یہ شرم کی بات ہے ڈوب مرنے کی بات ہے، ہم کہا کرتے تھے کہ انگریزوں نے پھوٹ ڈالی لیکن انگریزوں کے زمانے میں بھی اتنی خونریزیاں نہیں ہوئیں جتنی آزادی کے بعد ہوئی۔ اگر ملک کا ضمیر جاگ رہا ہے تو اسے ضرور ہوش آئے گا اور احساس ہوگا اور اگر سو گیا ہے تو کسی بے عنوانی اور کسی طوفان کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ایک اہم مسئلہ مسلمانوں کی قیادت کا بھی ہے، دو تین سال پہلے مسلم قیادت نے ناعاقبت اندیشی کے وہ ثبوت فراہم کیے ہیں جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں نہیں ملتی، ہم آستینیں چڑھاتے ہیں، مقابلے پر آتے ہیں، یہ طریقہ کسی سیکولر ملک میں روا نہیں۔ بابری مسجد کے مسئلے کو عدالت سے جلد فیصل کرایا جائے، ڈھائی سال پہلے یہ سوال ان سے کرتے تو نوے فیصد یہی کہتے زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم نے رخ بدلتے ہوئے دیکھے ہیں انہیں محسوس کرایا گیا ہے، بابری مسجد مارچ کی بات، وہاں جا کر نماز پڑھنے کی بات، نماز پڑھنا اچھی بات ہے نماز کو یہ شکل دینا اتنے خطرات پیدا کر دینا بھی غلط ہے، یوم جمہوریہ کے بائیکاٹ کا کوئی جواز ہے ہی نہیں، یہ ثابت ہی نہیں کر سکتے کتنے ہندو کتنے مسلمان کی شرکت ہوئی، یہ اوچھا وار تھا، طریقہ کار بھی نامناسب تھا، ریلی کا اعلان بھی دانشمندانہ تھا، میرٹھ میں یکطرفہ خونریزی ہو گئی۔

کسی اقلیت کی بقا اور سرخروئی کے لیے تین شرطیں لازمی ہیں ان میں ایک بھی پوری نہ ہوئی تو بقا مشتبہ ہو جائے گی اور کامیابی محال۔ پہلی شرط اپنے دین، مسلک اور ثقافت پر مضبوطی سے کاربند رہنا ورنہ وجود ہی ختم ہو جائے گا، دوسری یہ کہ اکثریت کے افراد سے زیادہ محنت کر کے خود کو زیادہ لائق، کارگذار شہری بنانا۔ برابر بھی رہے تو وہ مواقع حاصل نہیں ہوں گے جو اکثریت کو ہوں گے۔ تیسری شرط، ہم اپنے تعلقات اکثریت سے شگفتہ، استوار اور خوشگوار رکھیں پہلی شرط کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ پہلی شرط پر ہم نے الحمدللہ عمل کیا، یوپی میں پیچھے جانے بھی نہیں اگر ہماری روایت کیا ہے۔ دوسری شرط بھی بالائے طاق رہی، ہندوؤں کی بستی جائیں کوئی بیکار نہیں ملے گا۔ مسلم

ملکوں میں مسلمان ہیں سڑکوں پر باتیں کرتے ہوئے ہنسی مذاق کرتے ہوئے ملیں گے ان کے یہاں وقت کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ تیسری بات میں ہم نے کوشش کی کہ ہندو دلوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں، یہ کوشش دو سال کے اندر زائل ہو گئی اس کے ذمہ دار ہمارے رہنما ہیں۔ سات سو سال میں جو انجام پایا تھا وہ سات دن میں گنوا گئے۔ جب بھی ہم گھائل ہوئے ہم نے اپنی رہبری ایسوں کے سپرد کر دی جنہوں نے اپنی ناک سے آگے دیکھنا سیکھا ہی نہ تھا قیادت نے سوچ سمجھ کر ایسی شعلہ انگیز تقریریں کیں کہ انہیں اور مشتعل، برافروختہ کر دیا صبر و ضبط کے پیمانے کو چھلکا دیا۔ تقسیم ملک کے بعد ایسی قیادت میسر نہ ہوئی جو دوراندیش ہو آج کے فیصلے کا پچاس سال بعد نتیجہ کیا ہو گا یہ قیادت نے سوچا ہی نہیں۔ ہم دس دن آگے کی بات بھی نہیں سوچتے، برہم ہو جاتے ہیں، ہم نے دھوکے کھائے ہیں یہ ہماری معصومیت اور سادہ لوحی کا ثبوت ہے۔ رزمگاہ ہستی میں زندہ اور باقی رہنے کی ہم صلاحیت لے کر آئے ہیں ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہیے سرنگوں نہیں ہونا چاہیے ہمیں افراط و تفریط سے بچنا ہے، اینٹ کا جواب اینٹ نہیں ہوتا، آپ منظم کیجیے اس کے بعد سوچیے جواب سڑکوں پر نہیں وہ جواب کالجوں، یونیورسٹیوں میں لیب میں ایوانوں میں آپ زیادہ دے سکتے ہیں۔ دلائل کا جواب صرف دلائل ہوتے ہیں، ہنگامہ احتجاج نہیں ہوتا۔ سر ولیم میور نے اہانت رسول پر جو کتاب لکھی، سر سید اپنی ساری پونجی بیچ کر ولایت گئے کتابوں کا مطالعہ کیا اور اتنا مدلل جواب لکھا کہ انگریز مورخین کو بھی اعتراف کرنا پڑا یہ بہتر کتاب ہے۔ یہ ہوتا ہے جواب۔ سڑکوں پر اتر آنا اور جواب دینا یہ افراط ہے، ایک تفریط ہے، جیسے کہ ایک حلقہ فکر ایسا پرورش پا رہا ہے جو کہتا ہے ہم کو صلح حدیبیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسئلے کو دبا دینا ہے سرنگوں ہو کر چلنا ہے، اقلیت کے لیے سرنگوں ہو کر چلنے کی بات بھی اتنا ہی مخدوش ہے جمہوری ملک میں اتنی بڑی اقلیت ہو کر ہم عزت نفس کو خیرباد کہہ دیں اس کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔ عزت نفس اگر چلا جائے تو کچھ باقی نہیں رہتا۔ قیادت کو اب سمجھنا ہو گا جو قائد دوراندیش نہ ہو ان پر تکیہ کرنا چھوڑ دیں، وقت کا یہ تقاضہ اشارہ ہے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں میں نفاق کس طرح ہوا، انگریز مورخین نے تاریخ کو مسخ کیا کہ مسلم حکمراں ظالم جفا جو اور کینہ پرور تھے ترقی پسند مورخین کی ایک کھیپ ایسی اٹھی جس نے اس گرد کو صاف کرنے کی کوشش کی۔ تاریخ تحریک ہوتی ہے، جو بتاتی ہے عوام کے رجحانات کیا تھے تاریخ کے اس نقطہ نظر نے تاریخ کے رخ کو بدل دیا ہے، مسلم حکمرانوں کے خلاف الزامات بے بنیاد ہیں ایک بادشاہ جس نے سو بھائیوں کو قتل کیا خزانہ لٹا دیا وہ سمبل ہے ہندستان کا، وہ بادشاہ جس نے اپنی ذات پر ایک پیسہ صرف کرنا گوارا نہ کیا وہ معتوب ہے تاریخ کو دوبارہ لکھنا ہو گا، تاریخ تو بہت جلد بدل جاتی ہے ان باتوں کو بھی بدلنا ہو گا۔ دوسرا تقسیم ہے یہ سمجھا گیا کہ ملک کے دو بالاتر تین ٹکڑے مسلمانوں

نے کرا دیے یہ تسلیم مگر معلوم ہونا چاہیے کہ فی الحقیقت تقسیم کرانے والے ہندو مسلمان دونوں تھے، محافظ خانے سے جو دستاویز برآمد ہوئے جو بارہ جلدوں میں چھپ گئے ہیں ان میں واضح ثبوت ہے کہ تقسیم کی ذمہ داری کانگریس پر بھی ہے آزاد نے پہلی بار انڈیا ونس فریڈم میں اسطرف توجہ دلائی تو کہا گیا یہ ان کی کتاب ہے ہی نہیں۔ تیس صفحات کے متعلق بھی یہی کہتے ہیں یہ مولانا کی نہیں ہے، یہ بات جب نہیں چلی تو اسے غلط بیانی پر محمول کیا گیا یہ پچاس سال پہلے کی تاریخ ہے اسمیں اتنی تبدیلی ہو سکتی ہے تو سات سو سال کی تاریخ میں نجانے کتنی تبدیلیاں ہوئی ہونگی۔ تاریخ کی غلطیوں کی صحت کی ہم نے کوشش نہیں کی۔ آپ کے اسلاف کا طریقہ کار کیا رہا اس پر بھی نظر کرنی چاہیے۔ حضرت عمر فاروقؓ جب یروشلم کے گرجا میں تشریف لے گئے، نماز کا وقت آیا تو پادریوں نے گرجا میں نماز پڑھنے کا آفر دیا تو آپ نے فرمایا مسلمانوں کو جب معلوم ہوگا ہم نے گرجا میں نماز ادا کی ہے تو وہ اسمیں اپنا حق سمجھنے لگیں گے یہ بات ناجائز ہوگی، چنانچہ باہر نماز ادا کی۔ اسپین کی تاریخ دیکھیے جا بجا لمحہ بلمحہ اسکی پابندی ملے گی۔ اسلام کی روش یہ ہے کہ اسمیں صلح ہے تسلیم ہے، رضا ہے۔

تیسری بات، ہندو مسلم کے درمیان ایک خلیج ہے۔ فسادات کے سبب مسلمان اکھڑنے لگے، اہل وطن کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان اس جوش و خروش سے ملک کے معاملات میں حصہ نہیں لیتے، جس کا سب کچھ لٹ گیا وہ جوش و خروش کا مظاہرہ کیسے کرے گا یہ بات طبیعت کے خلاف ہے پھر ایک بات یہ کہ ہندوستان کی آبادی کثیر ہے، بے روزگاری عام نہ ہوتی تو تعلقات بہتر ہوتے پہلے نوے پچانوے فیصد لوگ مسلمانوں سے ہمدردی رکھتے تھے یہ تناسب رفتہ رفتہ بدل گیا ہم اس رواداری کی شمع کو روشن دیکھیں گے جو ہندوستان نے ہزاروں سال پہلے جلائی تھی۔ غیر مسلموں کو یہ بتانا ہے کہ وہ بھی ہم بھی یہاں آئے، وہ آئے تو یہاں کی آبادی راندۂ درگاہ ہو کر دریا چل کے پار بھیج دی گئی، ہم آئے تو کسی کو نہیں بھگایا ہمیں اس بات پر فخر ہے، دراوڑ میں تلمی بھی ایک تاریخی حقیقت ہے، لہذا ہمارا کوئی ایسا اندراج نہیں ہے کہ ہم سر جھکائیں ہم نے ملک کو ملک بنایا ہے۔ ہندوستان کی روایت کی داد دیجیے کہ آدم کش جرنلوں کی اولاد چنگیز اور تیمور کے خاندان سے تعلق رکھنے والا بابر جب ہندوستان آتا ہے تو وہ صلح، امن کا مرقع بن جاتا ہے، فنون لطیفہ ہنر کے فن کے لیے گنا جاتا ہے، یہ ہندوستان کی رواداری کی ہوا کا اثر تھا وہ کس انداز سے آیا اور کسطرح حکومت کی یہ بات قابل فخر ہے۔

ہم کو غور کرنا چاہیے کہ ہم نے کیوں اپنے آپ کو جذبات کا تابع بنا لیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اپنے بیگانے جب چاہیں ہمیں بھڑکا دیں۔ ہم نے جب کبھی نا انصافی محسوس کی، مظالم کا ہدف بنے، حکومت کی بارگاہ میں فریاد کی، دلاسہ ملا کہ مداوا کریں گے، مگر آپ نے ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں سوچا کہ جمہوری حکومت کسی مائنورٹی کے سلسلے میں

کوئی فیصلہ نہیں کرے گی جب تک انہیں یقین نہ ہوجائے کہ اکثریت تیار ہے، بات اس وقت بنتی جب ہمارا تخاطب اہل وطن کے ساتھ ہوتا کہ ہم اتنے سالوں سے ساتھ رہتے آئے ہیں، ہمارے گاؤں دیہات کے رشتے ہیں، تمہارے بزرگ کو ہم اپنا بزرگ مانتے ہیں، فساد برپا ہوتا ہے، انتظامیہ کمزور ہوتی ہے اسمیں اقلیت کا بڑا نقصان ہوتا ہے، ہم بڑی اقلیت ہیں ہیں آٹھ ہندستانیوں میں ایک مسلمان ہے ملک کیسے برقرار رہے گا اگر ہم پیچھے رہ گئے، ہم دونوں مل کر اس ملک کی تقدیر بدل سکتے ہیں، پیام انسانیت کے لیے من حیث الملّت ہمارا فرض ہے کہ اس زمانے میں اخلاق کی ساری قدریں مسمار ہو رہی ہیں، ہمیں چاہیے کہ دیوار کی کجی کو اپنی پشت لگا کر سیدھی کر دیں، جو کلف ہیں وہ کریں، اگر ہم کر سکتے ہوں تو ہم کریں اسمیں کوئی تمیز نہ ہو، کون ہندو ہے، کون مسلمان۔ ایک ہی معاشرہ ہے، دونوں ایک دوسرے سے گتھے ہوئے ہیں، سیکڑوں کام ہیں جو ہندو مسلم سکھ عیسائی کے ساتھ مل کر کرنے کا ہے، یہ کام کرنے لگیں تو تناؤ دور ہونے لگیں گے۔ اجتماعی طور پر فاصلہ رکھیں گے تو بدگمانیاں ہونگی جو ملک کے حق میں نہیں ہے۔ ہم نے تحمل سے کام کیا تنظیم سے کام نہیں کیا۔ ہم اس وقت الزام نہیں دیں گے، الزام سے ضد ہوتی ہے، ہجو سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

یوپی میں اردو کو جب تسلیم کیا گیا تو بدایوں میں فساد ہو گیا، حالانکہ ہندی کی توانائی کا راز اردو کو ساتھ لے کر چلنے میں ہے یہ بات ان کے لیکھک سمجھ گئے ہیں، وہ الفاظ ہی نہیں اردو کے اسالیب کو بھی برت رہے ہیں، عوام کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ اردو نے ہی پاکستان بنوایا جو صد فیصد غلط ہے۔ اس وقت جو جراءت مل رہی ہے اسی میں ایسے لوگ موجود ہیں جو آواز بلند کر رہے ہیں۔ مذہب بیر نہیں رکھتا، ہندو اپنے مذہب میں پکے ہیں، اخلاقی قدروں میں پکے ہیں، وہ بھی ہیں، ہم بھی ہیں، وہ انصاف پسند اشتراکی اور ترقی پسند لوگ جنہیں یہ بات کہنی چاہیے وہ نہیں کہہ رہے ہیں، مصلحت اسی میں ہے کہ ہمیں تعاون کا ہاتھ بڑھانا چاہیے، آستین نہ چڑھانا مہلک ہوگا ہمیں آپ اپنے کو سمیٹ کر رکھنا ہے، بکھرنے سے بچانا ہے، آگے کا منصوبہ بنانا ہے، دفاع تحفظ کا انتظام کرنا چاہیے، تعلیم کے لیے جٹ جانا چاہیے ہم سائنس حتی کہ سوشل سائنس میں بھی بہت پیچھے ہیں ہم نے اردو زبان و ادب کو ہی اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے یہ ناعاقبت اندیشی ہے۔ زندگی کے کسی شعبے میں ہمارا کوئی امتیاز نہیں ہے، آپ کو ملک کی قد و قامت کے چھ مسلمان نہیں ملیں گے چھ ہزار ہندو مل جائیں گے، ہمارے ہاتھ میں قلم نہیں ہے، ہماری پڑھائی سطحی ہوتی ہے، ہم خون کے قطرے بہانے لگتے ہیں پسینہ نہیں بہاتے۔ پسینہ بہائے بغیر ملت نہیں بنتی۔ پسینہ بہانا سیکھیے خون بہانے کی ضرورت نہیں۔ ایک minimum کیمونیکیشن پروگرام بھی ضروری ہے دوسروں تک اپنی بات

پہنچانے کا، ہم غصے کا جواب نرمی سے دیں گے، تمیز سے بات کہیں گے تو سنی جائے گی چار کے بعد چار سو سنیں گے۔
ایک انگریزی روزنامہ نکالنے کے سلسلے میں ہمارے حوصلے بلند تھے جو مسلمانوں کو بھی ترغیب دیتا اعتدال بلا فی الحال دسمبر سے ہم ویکلی نکال رہے ہیں جس کا نام ہے دی نیشن کرانیکل۔"

نیشنل انٹگریشن کا لفظ غلط ہے، قومی یکجہتی صحیح ہے اس کے لیے پرچار سے کام نہیں ہوگا، بلیاد انصاف ہونا چاہیے پہلے ناانصافی ختم کیجیے، کمیونلزم نیشنل انٹگریشن کے خلاف جاتی ہے۔ بڑی قیادت کا زمانہ ختم ہوگیا اب چھوٹے چھوٹے فورسیز کام کر رہے ہیں۔ فسادات کی جڑ میں اقتصادی مسائل بھی ہوتے ہیں، ہمارے یہاں بے روزگاری کی فضا ہے۔ آپ ایک دوسرے سے تعاون اور دوستی کا ہاتھ بڑھایئے۔ ایک ہاتھ کو پہلے حرکت دیجئے دوسرے میں بھی ضرور ہے، ہمیں اپنے ملک کی رواداری پر ناز ہے، یہ روایت تین چار سو سال پرانی ہے اسے باقی رہنا چاہیے اسی میں ہماری اور ملک کی بقا ہے۔

○

اچاریہ ڈی ان شرما (دیوندر ناتھ شرما)

اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کو برا سمجھنا ہی سمپردایکتا ہے، تمام دھرموں میں بنیادی چیز ایکتا ہے، ہم اسی سے الگ ہٹنے لگے ہیں، دراصل کسی مذہب کے جب followers بڑھتے ہیں تو اپنے اپنے ڈھنگ سے انٹرپریٹیشن ہوتا جاتا ہے اسی سے سمپردایکتا پیدا ہوتی ہے۔ رگ وید میں کہا گیا ہے۔ وہ خدا کی ہستی ایک ہی ہے لوگ اسکا الگ الگ نام بنا دیتے ہیں، آپ اسے اشور کہیں، رام کہیں، رحیم کہیں، مسئلہ یہ ہے کہ پانی تو برستا ہے مگر ہم اسے کتنا لے سکتے ہیں یہ ہم پر منحصر ہے وہ نور تو برس رہا ہے مگر ہم کتنا لے سکے ہیں یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے۔ دھرم کے اصل روپ کو نہیں سمجھنے سے سمپردایکتا پیدا ہوتی ہے، یہ تنگ دلی تنگ نظری کا ایک روپ ہے جو اشور کو بھی بانٹ دیتا ہے، ہم نے زمین آسمان، پانی کو بانٹا، اس سے بھی تشفی نہ ہوئی تو اشور کو بھی بانٹ دیا۔ اب کوئی اشور سے پوچھے وہ کون سی زبان جانتا ہے، یہ ہماری نا سمجھی ہے جو سمجھیں کہ وہ ایک ہی بھاشا جانتا ہے، یہ تنگ نظر تنگ دل آدمی کا کام ہے جو اس روپ میں دیکھتا ہے۔ جب سے انسان ہے تب سے سمپردایکتا ہے اگر یہ نہ ہوتی تو راجنیتی میں جتنی لڑائیاں ہوئیں وہ نہ ہوتیں لیکن وہ لڑائیاں دراصل دھرم کو غلط روپ میں پیش کرنے والوں کے کارن ہوئی ہے، ہمارے لیے مکہ پچھم میں ہے مگر یورپ والوں کے لیے تو مکہ پچھم میں نہیں ہوگا۔ ویدانت میں ایک جگہ ہے تم اس آنکھ پر بھروسہ نہ کرو، سب سے نزدیک پلک ہے خود آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی، تم دنیا کو دیکھنا چاہتے

ہو اس آنکھ سے بڑی سچائی، بڑی ہستی کو دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہو تو وہ آنکھ پیدا کرو۔

نیشنل انٹگریشن کا لفظ آزادی کے بعد سننے کو ملا، ممکن ہے پہلے بھی رہا ہو، مگر جیسے جیسے آزادی کا جذبہ ٹھنڈا پڑتا گیا یہ لفظ آسمان میں گونجنے لگا ہے اور اب تو یہ مسئلہ کافی سنگین ہو گیا ہے۔ ہندوستان کو ہم نے انٹگریٹیڈ نیشن مانا ہے اسمیں نیشنل انٹگریشن کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ہندوستان کا اتہاس دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دیش میں آپس میں لڑائیاں ہوتی رہی ہیں مگر لڑائیوں کے باوجود ملک کی انٹگریٹی پر کبھی آنچ نہیں آئی۔ ہمیشہ ایک ہونے سے دوسرے ہونے تک اس ملک کو ایک اکائی کے روپ میں دیکھا گیا۔ آخر وہ کیا چیز ہے جو نیشنل انٹگریشن میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔

دنگے ہوتے نہیں ہیں کرائے جاتے ہیں۔ ۴۷ء و ۸۰ء کے بعد کی ساری چیزیں تصویروں کی طرح سامنے ہیں۔ پہلے انگریز سپلٹنگ دھارا کا کام کرتے تھے سارا الزام ان پر جاتا تھا آج بیالیس سال بعد بھی دنگے ابتک بند نہیں ہوئے، یہی نہیں ملک کی انٹگریٹی پر سوال اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی پورب کبھی پچھم سے آواز سنائی دینے لگتی ہے، ہم الگ ہو جائیں گے۔ ملک میں رہ کر لڑائی ہوتی ہے مگر انجام ایسا نہیں ہوتا جو چیز آج کل سنائی پڑتی ہے، ہم دوا دے رہے ہیں مگر بیماری کی تشخیص نہیں کر رہے ہیں کہ کون سی بیماری کی دوا دے رہے ہیں۔ ہندوؤں کے بیچ بھی لڑائیاں ہوتی ہیں ذات پات کی لڑائی، مسلمانوں کے بیچ شیعہ سنی جھگڑے سامنے آتے ہیں، لکھنؤ میں شاید کوئی سال ایسا نہیں گذرتا کہ شیعہ سنی جھگڑے نہ ہوئے ہوں۔ ایران عراق جنگ کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک فریق شیعہ ہے ایک سنی۔ ہندوستان میں ترکی سلطنت ۱۲۰۶ء میں قائم ہوئی، آج آٹھ سو سال ہو گئے لیکن اتنے دن ساتھ رہ کر بھی ہم نے ایک دوسرے کو کتنا جانا یہ ایک اہم سوال ہے۔ جاننے کی کتنی کوشش کی اور کیوں نہیں کی۔ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کیا فرق ہے، ہندو دوستوں سے مجھے آج تک جواب نہیں ملا۔

آزادی کے بعد سیکولرزم کے نام پر مذہب کی تعلیم اٹھا دی گئی، مذہب صرف مذہب نہیں ہے وہ کلچر سے بھی جڑا ہوا ہے، مذہب مذہب ہے اور وہ اچھا ہے اسکو پھر سے شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکول میں پہلے جو مذہب کی تعلیم دی جاتی تھی، مسلم کو اسلام کا پاٹھ، ہندو کو ہندوازم کا پاٹھ اسمیں ترمیم کی ضرورت ہے تاکہ ایک دوسرے کو جانیں اور غلط فہمی دور کر سکیں۔ نیشنل انٹگریشن کا صرف ایک ہی پہلو نہیں ہے اسکا ہسٹریکل، جیوگرافیکل، اکانومکل، کلچرل اور لٹریری پہلو بھی ہے جس میں ہر پل وچار کرنے کی ضرورت ہے ان سب میں اکانومک پہلو بہت اہم ہے جب تک ہم اسکا حل نہیں نکالتے تب تک اور حل بہت کام کے ثابت نہیں ہوں گے۔ ۴۲ سال سے ہم انٹگریشن جپ رہے

ہیں مگر آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے کھسکتے گئے ہیں۔ اپنے میں مجموعی کنفیڈنس ڈولپ کریں اسکی کمی ہے ہم مجلسوں میں اندر کچھ رکھتے ہیں باہر کچھ ہوتے ہیں جتنا دل میں رہتا ہے اتنا نہیں ہوتے، گویا نیم دروں نیم بروں والی کیفیت ہے اسمیں کمی آنی چاہیئے، یہ سوچ کر بات کریں کہ بات نہیں کریں گے تو جان لیوا ثابت ہوگی۔ صداقت آشرم میں ایک بار بلایا گیا وہاں میں نے کہا تھا کہ آپ جیسے جیسی سمجھ رہے ہیں وہ کینسر ہے علاج کینسر کا ہونا چاہیئے ورنہ روگی مر جائے گا۔ صاف گوئی سے بڑھ کر کوئی بات اچھی نہیں۔ ہم کئی روپوں میں بٹے ہوئے ہیں جو کمی تھی سیاست پورا کرتی چلی جا رہی ہے۔ سماج کو ملک کو کتنے حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے یہ کوئی ہم سے سیکھے۔ لڑنے کے فیز ہوتے ہیں شانتی کے فیز نہیں ہوتا امن چین ایک ٹکنے والی چیز ہوتی ہے اسمیں کبھی بلبلے اٹھ سکتے ہیں لیکن وہ بلبلے پھر مٹ جاتے ہیں پھر اپنے تئیں سیدھے روپ میں بہنے لگتے ہیں۔ ہمارے یہاں دلی میں ایک نیشنل انٹگریشن کونسل بھی ہے کئی سال تک اسکی بیٹھک ہی نہیں ہوئی ہے، یہ مرض کیا ایسا ہے کہ کئی سال تک دوا کی ضرورت ہی نہیں پڑ رہی ہے جبتک اس چیز کو اندولن کا روپ نہیں دیں گے تب تک مسئلہ حل ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ اسمیں ہر آدمی کی مدد چاہیئے، اور وہ مدد نیم دروں نیم بروں والا نہیں، کھلے دل سے چاہیئے۔ چین اور امریکہ مل سکتے ہیں تو دنیا میں کون نہیں مل سکتا چین اور امریکہ کے درمیان الگاؤ دنیا میں مشکل سے ملے گا۔ ہم ایک ملک ایک ناگرکتا والے پڑوسی دوست، سندھی نہیں مل سکیں کیا یہ ماننے کی چیز ہے، برلن کی دیواریں بھی ڈھا دی گئیں، ساری دیواریں ڈھہ رہی ہیں مگر ہندستان کی دیوار اور اونچی اور اونچی ہوتی جا رہی ہے۔

ڈیوائڈ اینڈ رول صرف انگریزوں کا ہی اصول نہ تھا، یہ سیاست کا انکا اصول ہے، ہندستان کی سیاست میں چار چیز کو ہتھیار مانا گیا ہے، سام دان، گنڈا اور بھید۔ پہلے سمجھاؤ، نہ سمجھے تو دان دو، اس سے کام نہ چلے تو ڈراؤ دھمکاؤ، پھر بھی کام نہ چلے تو پھوٹ ڈالو۔ یہ ڈیوائڈ اینڈ رول والا سدھانت بڑا پرانا اور پکا ہے۔ ملک میں بارہا آزمایا گیا اور کامیاب پایا گیا ہے۔ اخباروں میں خبر آتی ہے یہ ودیشی طاقت کرا رہی ہے مگر کس سے کرا رہی ہے، امریکہ میں کیوں نہیں کچھ کرا رہی ہے۔ سی آئی اے کے کارنامے دوسری جگہ دیکھنے کو ملتے ہیں، ہمارے انٹلی جنس کے لوگ وہاں کیا کرتے ہیں ان کی انٹلی جنسی اتنی زوردار ہے کہ راج پاٹ الٹ جاتا ہے، ہمارے دیش میں اندرا گاندھی کے قتل کا اتنا بڑا حادثہ ہو گیا لیکن ہماری انٹلی جنس اسکا بھی پتہ نہ چلا سکی۔ ہمارے بھیتر راشٹری ایکتا کی بھاونا کمزور ہے ایک دھکے سے ٹوٹ جاتا ہے اسے مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ آج دنیا کو امن کی ضرورت ہے، دنیا بھر کی چیزیں ہم اپنے سلیبس میں بھر رکھتے ہیں اسکول کالج کے بچوں کے لیے مگر اس سلسلے کی کوئی چیز ہمارے سلیبس میں نہیں ہے

آج ہم نے دنیا کو تہہ و بالا کرنے کے لیے ہتھیار پیدا کر لیے ہیں مگر جب ہم نہیں رہیں گے تو فلسفہ اکانومکس کون پڑھے گا۔ رہنا ضروری ہے پہلے اور اس کے لیے امن چین کی ضرورت ہے، یہ پڑھنے پڑھانے کی چیز ہے۔

سمپر دایکتا جس روپ میں شہر میں ہے دیہات میں نہیں ہے، میرے گاؤں میں ہندو مسلم دونوں ہیں، بچپن سے آج تک محسوس نہیں ہوا کہ کہیں کوئی فرق ہے، کچھ فرق نظر آتا ہے تو ان میں جو شہر سے ہو کر آئے ہیں، ہم یہاں زہر بوتے ہیں وہ اشکول سے ان پڑھ لوگوں تک پہنچتا ہے۔ آج بھی گاؤں میں وہی پریم وہی محبت وہی اکائی ہے کہیں نااتفاقی نہیں ہوئی ہے، یہ سارا زہر ہمارے دماغ میں بھرا ہوا ہے، ہم ہی اسے تیار کرتے ہیں، پانچ سال میں زخم کچھ بھر جاتا ہے تو پھر پر چناؤ اگر ہرا کر دیتا ہے۔ ایک بڑی ٹریجڈی یہ ہے کہ دوسروں کو سدھارنے کی کوشش سب کرتا ہے اپنے کو سدھارنا نہیں چاہتا سب ایماندار ہو جائیں مجھے چھوڑ کر، سب چوری نہ کریں مجھے چھوڑ کر، ہم پہلے اپنے کو سدھاریں پھر دوسروں کو۔ ہم پانچ ہی آدمی کچھ تو شروع کریں، سیاست سے بہت امید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے اوپر ذمہ لیں تو کچھ ہو سکتا ہے۔ ناگرک ہم ہیں بھلا برا ہمارا ہوتا ہے اسلیے ہمیں کچھ طے کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے ایکبار فرمایا تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کو جب رامپور سے کھڑا ہونے کی ضرورت پڑ گئی اسی دن سیکولرزم ختم ہو گئی۔ انہیں مسلم علاقے سے کھڑے ہونے کی نوبت کیوں آئی، وہ تو قومی لیڈر تھے ملکی شخصیت کے مالک تھے۔ یہ ہے جمہوریت کا روپ۔

ایک ایسی کتاب ترتیب دینا ضروری ہے جسمیں ہر مذہب کی بنیادی باتیں آجائیں یہ کتاب میٹرک تک کمپلسری پڑھائی جائے اسطرح میٹرک والوں کے ذریعہ یہ چیز گاؤں تک پہنچے گی مگر کیسے ہو کس روپ میں ہو یہ طے کرنا ہے اس میں سب کا کچھ رول ہوتا ہے دس بیس آدمی کی کوئی کمیٹی بن جائے تو میں بھی خدمت دینے کو تیار ہوں۔ مقصود یہی ہوگا کہ کیسے ہم یہ کمیونیکیشن گیپ ہٹائیں تاکہ دوری کم ہو اور ایک دوسرے کو جان سکیں سمجھ سکیں۔ اسلیے کھلے دل کھلے ذہن سے اس موضوع پر سوچنا ہوگا آپس میں میل جول اور پریم کی بھاؤنا بڑھانا ہوگا اس میں ملک کا اور سب کا کلیان ہے۔ اگر آج ہم نے کوئی قدم آگے نہیں بڑھایا تو دیش ٹوٹ جائے گا۔ دیش کی پر سپرادیش کی ہستیا خطرے میں پڑ جائے گی۔ دیش ہمارا ہے اسکی اچھائی کے لیے سوچنا ہوگا اور کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔

شمس الرحمٰن فاروقی

ہمارے یہاں دانشوری کا زوال ہوا ہے، نام نہاد اہل علم سائیکو فینٹ ہو کر رہ گئے ہیں ایسا کیوں ہوا۔ اس میں شک نہیں اچھے لوگوں کی خاموشی بدتر ہے برے لوگوں کے عمل سے، اس میں شک نہیں کہ اہل علم

اہل دانش خاموش رہے ہیں۔ ہم خاموش کیوں رہے سچائیاں کیا ہیں۔ سرکار کچھ نہیں کر رہی ہے تو تم کیا کر رہے ہو۔ اگر گھر میں ایک بھی اردو جاننے والا زندہ ہے تو اردو زندہ رہے گی، ورنہ اگر سرکار آپ کے گھر میں اردو کا اسکول بھی کھول دے تو اردو زندہ نہیں رہ سکتی۔ مرے ہوئے گھوڑے کے منہ میں بالائی مکھن ڈال دیجئے انجکشن لگا دیجئے تو بھی وہ دوڑے گا نہیں۔ جب ہمارا ضمیر ہی مر چکا ہے تو ہمیں کیا منہ ہے کچھ کہنے کا۔

سید شہاب الدین دسنوی

مشہور مقولہ ہے کہ جنگ پہلے ذہنوں میں شروع ہوتی ہے اسلئے لوگوں کے ذہنوں کی جنگ کی پہلے مدافعت ہونی چاہیئے۔ یہاں بھی لوگوں میں لائن آف ڈیفنس تیار کیا جائے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر شیلندر سنگھ

اس وقت ہمارا آنے کا خاص مقصد یہ ہے کہ بھاگلپور جا کر دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے، رپورٹیں بہت آ رہی ہیں، کچھ صحیح بھی لگتا ہے اور کسی رپورٹ میں تضاد بھی ہے، سرکار بھی کر رہی ہے۔ تین کروڑ روپئے کا گرانٹ ورتمان سرکار نے دیا ہے، یہ بھی دیکھا جائے کہ حکومت صحیح ڈھنگ سے کام کر رہی ہے یا نہیں۔ ایسا ہو کہ تین کروڑ میں سے ہزار ہی لوگوں تک پہنچے۔ ساتھ ہی فیکٹس فائنڈنگ facts finding بھی دیکھیں گے۔ رپورٹ سے دو تین چیز صاف ہے، دونوں فرقوں میں میوچول ٹرسٹ نہیں رہا ہے، دونوں میں ڈیوائیڈ سرکل ہے ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں آخر میوچول ٹرسٹ کو کس طرح ریسٹور کیا جائے اس کے لیے متاثرہ محلوں میں پیس کمیٹی فورم کی جائے جسمیں سب کمیونٹی کے لوگ شامل ہوں، پولیٹیکل پارٹی کے لوگ بھی ہوں، وہاں پیس مارچیز کئے جائیں، اسکے لیے وہاں کے ایڈمنسٹریشن نے الاؤ نہیں کیا اس لیے کہ کمزوریاں ایکسپوز ہو جائیں گی، نئے ایڈمنسٹریشن سے امید ہے کہ انکریج کرے۔ اسمیں امت بھید بھلا کر ریپریزینٹ کریں۔ اسٹوڈنٹ اور ینگ طبقے کو آگے آنا چاہیئے انہیں بھی پیس مارچ ایرینج کرنا چاہیئے تاکہ شک و شبہ دور ہو۔ بھاگلپور جا کر ہم رائٹ تھنکنگ کے لوگوں سے ملیں گے ان کے سامنے یہ باتیں رکھیں گے اسٹیٹ گورنمنٹ نے بھی یہ پروگرام بنایا ہے اسکو oversee کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائے جو دیکھے کہ امپلیمینٹ ہو رہا ہے یا نہیں، وہ کسی انڈیویجول کے گریوانس کو بھی ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کے سامنے رکھ سکے اس سے بے ایمانی کم ہوگی، تیسری بات حکومت بہار کو یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ ایک جنرل سرکلر تمام ایس پی اور

ایڈمنسٹریشن کو سرکولیٹ کرے کہ جو کچھ ہوا ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ بھاگلپور یونیورسٹی میں کوئی اردو کے پروفیسر صاحب ۲۵ اکتوبر کو اپنے گھر پر تھے انہیں گھر سے باہر بلایا گیا اریسٹ کیا گیا، لوکپ میں بند کیا گیا اور مارا پیٹا گیا۔ اگلے دن انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے لایا گیا، انہوں نے پوچھا آپ کے پاس کیا کیا اسلحے ہیں جواب دیا ایک نائف ہو سکتی ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ مجسٹریٹ صاحب نے کہا آپ جھوٹ بول رہے ہیں کتاب پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائیں پھر کہا یہ مسلمان ہیں انہیں جھوٹ بولنے کی عادت ہے، آپ شاید کبھی پٹے نہیں پٹ کر دیکھیے ان کو پٹیا گیا پھر بند کر دیا گیا، دسمبر میں چھوٹنے کے بعد پریس کو یہ بیان دیا۔ پولس کا جو طریقہ ہوتا ہے وہ بدلا نہیں جا سکتا، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جس کا ایک لیول ہے اس سے ایسا Expect ہم نہیں کر سکتے۔ چیف منسٹر سے میں کہنا چاہیے کہ ایک جنرل ٹائپ سرکلر ڈی ام، اس پی کو بھیجیں، ایسے ایسے واقعات ہوتے ہیں امید نہیں کی جا سکتی کہ آپ سے ایسا ہوگا جن سے ہوا ان کو وارننگ بھی دی جانی چاہیے کہ ایسے واقعات نہ ہوں۔ ضلع پداھیکاری، اس پی اور کچھ افسروں کا ٹرانسفر بھی کیا گیا ہے، دو گزیٹیڈ آفیسر، آدھی درجن پولس کا Suspention بھی ہوا، پانچ سو دنگائیوں کے خلاف مقدمے بھی درج ہوئے ہیں اس کے ساتھ فوری عمل یہ بھی ہوا ہے کہ ایک کمیشن آف انکوائری بھی بنائی گئی ہے جسمیں ہائی کورٹ کے جج کی نیکتی کی گئی ہے جو چھان بین کرے گا اور اسٹیٹ کو سبمٹ کرے گا، پانچویں بات ان معاملوں کے لیے ادھا درجن ارکچھی نرکچھک کی نیکتی، بسپردا ایک دنگوں کی جانچ، دو گاؤں کے لوگوں پر جرمانہ بھی عائد کیا گیا ہے، کچھ لوگوں کو جو گھر سے باہر ہیں ان کی زمینوں پر دوسرے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے حکومت کو چاہیے کہ ان زمینوں پر قبضہ دلائے، ۲۴۰۰ گھروں کی مرمت کے لیے چھ لاکھ کے حساب سے گرانٹ کیا گیا ہے۔ اٹھارہ راحت چھیتروں میں دس ہزار لوگوں کو بھوجن وستر دیا جا رہا ہے، لاکھ روپیہ مرنے والے کے وارثین کو دیا جا رہا ہے۔ روپیہ آدمی کی کمی کو پوری نہیں کر سکتا، مگر کتنے کو دیا جائے، سرکار کے آنکڑے کے مطابق پانچ چھ سو، اصلیت ڈیڑھ دو ہزار ہے، ہر پارٹی خبر ملتی ہے اسکا کہیں کوئی رکارڈ نہیں ہے۔ سنکھیا نردھارت کرنے کے بعد ہی معاوضہ دیا جائے۔ مسجدوں کی دوبارہ تعمیر کے لیے بھی انودان دیا جا رہا ہے۔ وہاں پر گرہ ادیوگ بہت ہے، ہست کرگھہ ہے یا الکٹریکل ہے یا پٹ کرگھہ ہے ان کرگھوں کے لیے ۲۵-۳۲ فیصد گرانٹ، باقی لون، ان کی بازآبادکاری کے لیے، ۱۸۶۰ کوئنٹل چاول ۴۰۰ کوئنٹل دال پروائڈ کیے جا رہے ہیں، ساری دھوتی چادر وغیرہ بانٹی جا رہی ہے، باہر کی کچھ ایجنسی بھی مدد کر رہی ہے، مہاراشٹر سرکار نے کچھ کپڑے بھیجے ہیں، بوکارو اسٹیل نے کچھ پروپوزل دیا ہے، سکو نے بھی تیس ٹن جی آئی شیٹ دینے کا وعدہ کیا ہے کیا یہ سمبل اشتہار ہے یا سچ مچ مدد ہوگی، کوشش ہونی چاہیے کہ جو حکومت کر رہی ہے وہ صحیح طور پر پورا ہو۔

ہسٹری میں آتنا ہائی آرڈر کا کرپشن ہوا ہو تو مجھے یاد نہیں پڑتا، پارٹیشن تک کا سنتا تھا مگر اس ٹاپ کا کبھی نہیں سنا۔ ہم لوگ ایودھیا بھی جائیں گے، کوئی کچھ کہہ دیتا ہے اور کوئی کچھ، سمجھ میں نہیں آتا۔ کمیونل رائٹ کے سلسلے میں انشورنس کی بات مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ improductive factor ہے۔ ایڈمنسٹریشن کو ریسپونسو کر دیا جائے اس سلسلے میں حکومت نے بھی اعلان کر دیا ہے ہماری سوسائٹی ابھی نور میٹوا اسٹیج میں ہے، پی ان حق، اسعد راجوشی، علی اکبر، پی ان پانڈے ہمارے سرپرست ہیں فونڈنگ ممبر نو ہیں جن میں جمال خواجہ پریسیڈنٹ ہیں، میں سکریٹری ہوں اور دوسرے پروفیسر ال پی شرما، مسعود الحسن، کے آر سرما، ابجے اس یادو، متین موہر، مسٹر طارق، کل نو لوگوں کی یونٹ ہے نو کی وجہ یہ ہے کہ رجسٹریشن کے لیے ممبر شپ نکسڈ ہے، ایسے لوگ ہیں جن کا پارٹی افلیشن نہ ہو وہ انڈیپنڈنٹ لوگ ہوں، آرگنائزیشن کی ضرورت اسلئے بھی ہے کہ کسی آرگنائزیشن کے تھرو آپ کہیں جائیں تو ٹھیک سے بات کرے گا۔ مورل پریشر کام کیسے کرے گا جب مورل ہی نہیں ہو، ہم کسی ام ال اے، ام پی کو پکڑیں تو وہ پانچ سال بعد نظر آتے ہیں۔

○

عرفان اللہ خاں

آج ملک تیزی سے بدل رہا ہے، اچھائیاں برائیوں میں بدل رہی ہیں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۹۰ء تک کتنا فرق آگیا ہے۔ آئندہ اور بھی تبدیلیاں ہونگی لیکن امید اب بھی زندہ ہے، ممکن ہے آئندہ برائیوں کے بدلے اچھائیاں آجائیں، پوری دنیا ٹکنالوجی کے میدان میں آگے بڑھ چکی ہے ہمارے ملک میں بھی کافی ترقی ہوئی مگر ٹکنالوجی کے ساتھ ہمارا ذہن اتنا ترقی نہیں کر سکا ہے۔ ہم ہر چیز میں قوم و ملک کے لیے سوچتے ہیں، کاش اپنے دیش کو ہم ایسا خوشنما دیش بنا سکیں جس میں کوئی جھونپڑی کوئی بیر شہ کوئی بجا گھور نہ ہو۔

اسلام ایک ڈائنامک چیز ہے، ہماری قوم نے اسے ہلکا کر دیا ہے، ہم ہر چیز کو کیسے برداشت کر رہے ہیں، ہم اپنے کردار و عمل سے کیوں نہیں اپنوں کو اور دوسروں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم میں بھی کوئی شخصیت کوئی کردار ہے جو ملک کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ہم بھی ملک کی اہم اکائی ہیں، ہمارے بغیر ملک متحد نہیں رہ سکے گا، ہم صلاحیت پیدا کریں اور اپنے فن میں ماہر بن جائیں، یہودی میڈیا پر چھا گئے، میڈیا بہت اہم چیز ہوتی ہے۔ ہمیں میڈیا، بینکنگ اور بزنس کی سمت بڑھنا چاہیے، بینکنگ جو انڈسٹری کو فنانس کرتی ہے، بزنس کی بیس بینکنگ ہے اس میں زبردست اپورچونٹی ہے، جب تک ملک کی معاشیات کو نہیں کنٹرول کریں گے آپ کچھ نہیں کر سکتے۔

کرنل محبوب احمد

ہمارا دیش مختلف رنگ روپ، ذات و نسل، زبان و مذاہب اور مختلف کھان پان کا مجموعہ ہے، یہی ہمارے ملک کی خصوصیت ہے۔ ہمارے ملک میں مذاہب کا بھی گہرا نقش ہے جو اس ملک کی اساس ہے ہمیں ایسے رنگارنگ دیش پر فخر ہے۔ ہمارے دیش نے بڑے بڑے رہنماؤں کو جنم دیا گاندھی، نہرو، آزاد، جناح جن کی حیثیت بین الاقوامی تھی کیا ہم اپنی نگاہوں کے سامنے اس ملک کو ٹوٹنے اور برباد ہونے دیں گے ہرگز نہیں۔ میں ہندو مسلم کی بات نہیں کرتا میں تو کہتا ہوں کہ ایک ہندستانی نے اپنے ہندستانی بھائی کو مارا، مارنے والا اور مرنے والا دونوں اسی ملک کے سپوت ہیں۔ تمام باشندگان ہند ایک ملت ہیں ان میں کوئی امتیاز کوئی تفریق نہیں۔ ملک کی تقسیم سے ملک کمزور ہوتا ہے، تقسیم پاکستان کے سبب بھی ہمارا ملک کمزور ہوا، اسلیے ہمیں اس ملک کو مزید ٹوٹنے سے بچانا ہے اور ان عناصر کے خلاف علم جہاد بلند کرنا ہے جو اس ملک کو توڑنے کے درپئے ہیں۔ وہ جس نے گاندھی جی کا قتل کیا وہ بھی کوئی غیر نہیں تھا ہندستانی تھا مسز اندرا گاندھی کا قتل کرنے والا بھی ہندستانی تھا اور حد تو یہ کہ وہ محافظ تھا۔ بھلا ایک سپاہی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی خاتون پر ہاتھ اٹھائے۔ پٹنہ میں کبھی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا، ان دنگوں کے لیے پوری کمیونٹی کو ذمہ دار قرار نہیں دینا چاہیے، ایک چھوٹا سا طبقہ فساد کراتا ہے، فساد میں بھی کوئی پنڈت کوئی ملا یا کوئی رہنما بھی مارا نہیں جاتا بلکہ نچلے طبقے کے عوام مارے جاتے ہیں، یہ کرائم ہے۔ ہمیں چاہیے کہ گاؤں گاؤں، محلہ محلہ گھومیں اور بتائیں کہ ہم نے بڑی قربانیاں دے کر اس ملک کو بچایا ہے آزاد کرایا ہے، ہم کسی کو اس ملک میں فساد مچانے کی اجازت نہیں دینگے اس سے خود ہمارا اور ملک کا نقصان ہوگا۔ مذہب تو بہت ضروری چیز ہے یہ کسی پیڑ کی جڑ کی طرح ہے مگر سچا مذہب۔ صرف مندر مسجد جانا ہی مذہب نہیں ہے مذہب ہمیں رواداری، برابری، اتحاد، عفو و درگذر اور اخلاقی قدروں کا سبق سکھاتا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا راکیش شرما جب چاند پر گیا اور اس سے پوچھا گیا ہندستان کیسا نظر آرہا ہے اس نے یہی کہا تھا۔ سارے جہاں سے اچھا ہندستاں ہمارا۔ یہی ہے ہمارا ہندستان غور فرمایئے اس ہندستان کو سب سے اچھا اپنا وطن نظر آیا، یہ حب الوطنی کی پہچان ہے۔ ہمارا بھارت تو ایک ماں کی طرح ہے جو اپنے آغوش میں بلا امتیاز و تفریق ہر اچھے برے کالے گورے کو سمیٹے ہوئے ہے اس کی محبت اور شفقت سب کے ساتھ یکساں ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے مادر وطن کی آبرو پر کوئی آنچ آنے کا موقع نہیں دیں۔ اسکے لیے ہر طبقہ کے لوگوں کو بالخصوص شاعروں ادیبوں، دانشوروں، سماجی کارکنوں کو اٹھنا ہوگا اور کوئی اقدام کرنا ہوگا۔ ہم بوڑھے لوگ تو چند دنوں کے مہمان

ہیں، نوجوانوں کی پوری عمر باقی ہے انہیں اس ملک کو زیادہ ترقی یافتہ بنانا ہے۔ ہر وہ ہندستانی جو اس ملک میں پیدا ہوا وہ برابر کا حقدار ہے، ہم ہندو اسلیے ہو جاتے ہیں کہ ہندو گھر میں پیدا ہوئے مسلمان اسلیے ہو جاتے ہیں کہ مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے ہم سب برابر ہیں، ہمارے یہاں تعلیم کی کمی ہے خاص کر اچھی تعلیم۔ تعلیمی سطح پر بھی اس ملک کو آگے بڑھانا ہوگا۔ پورا ایپروچ یہ ہے کہ ہندستان ہمارا ہے آپ کا ہے سب کا ہے خوش قسمتی سے یہاں اچھے زیادہ ہیں خراب کم، فنڈامنٹلسٹ مسلمانوں میں زیادہ ہیں ہندوؤں میں کم۔ حاجی مستان کو ہم نیتا نہیں سمجھتے وہ لیڈر نہیں پیسے والا آدمی ہے، وقت ایسا آگیا ہے کہ وہ مدد کرتا ہے اسلیے لوگ اس کے پاس جاتے ہیں، ہندستان بڑا ملک ہے ہم اپنے آپ کو اچھا ہندوستانی بنائیں، دوسرا ٹھیک ہو نہ ہو یہ اسکی ذمہ داری ہے۔

ہندستان صرف ایک ملک نہیں ایک بر اعظم ہے، یہاں بھانت بھانت کے لوگ رہتے بستے ہیں۔ طرح طرح کی بولیاں بولتے ہیں، طرح طرح کا باس پہنتے ہیں، قسم قسم کی تہذیب قسم قسم کا تمدن ہے، یہ دیش مختلف مذاہب، مختلف نسل مختلف زبان اور مختلف رنگ و روپ کے لوگوں کا ایک ملا جلا سنگم ہے، یہ صد رنگی ہی دراصل اس ملک کا حسن ہے جو اس ملک کو حسین اور عظیم بناتی ہے۔ ہم ایک ساتھ رہتے ہیں کھاتے پیتے ہیں ہنستے بولتے ہیں کبھی لڑ بھی جاتے ہیں لیکن جب بھی دیش پر آنچ آتی ہے ہم سب ایک ہو جاتے ہیں اپنی قومیت پر کوئی آنچ ہم آنے نہیں دیتے یہ یقیناً بہت بڑی بات ہے۔ ہمارے ملک میں مذہب کی بنیاد بہت گہری اور وسیع ہے مگر مذہب کی روح اور مذہب کے اسپرٹ سے ہم ناآشنا ہیں ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ یہ ملک ہمارا ہے آپ کا ہے، ہم سب کا ہے اور ہم سب کو مل کر اس ملک کو بچانا ہے اس ملک کو آگے بڑھانا ہے۔ آئیے ہم سب مل کر اس ملک کی خدمت کریں اور اس ملک میں چار چاند لگائیں۔ رواداری اس ملک کی روایت رہی ہے ہمیں اپنی اس روایت کی حفاظت کرنی ہے، ہمیں ایک دوسرے سے رابطہ رکھنا چاہیے ایک دوسرے سے ملنا چاہیے اور آپسی گفتگو سے اپنے مسائل کا حل نکالنا چاہیے۔

جب ہندستان آزادی کی لڑائی لڑ رہا تھا تو اس وقت دانشوروں کا بڑا رول تھا لیکن ملک آزاد ہو جانے کے بعد کیا ہمارے دانشوروں نے اتنا ہی جذبہ دکھایا اتنا ہی رول ادا کیا جو لڑائی کے وقت ادا کر رہے تھے، فیصلہ آپ خود کیجیے۔ ہندستان صرف ایک ملک نہیں ایک بر اعظم ہے، یہ ایک وشال دیش ہے۔ یہاں مختلف زبان مختلف تہذیب، مختلف رہن سہن مختلف مذاہب کے لوگ رہتے بستے ہیں یہی رنگا رنگی اس ملک کا حسن ہے۔ محبت میں نااتفاقی ہوتی ہے لوگ آپس میں لڑتے بھی ہیں لیکن جب ملک پر خطرہ

ہو سب ایک ہو جاتے ہیں۔ ابھی جو خطرہ ہے وہ بہت بڑا ہے، ہندستان کا دشمن باہر سے آکر ہمیں کم نقصان پہنچا سکتا ہے بڑا دشمن خود ہندستانی ہے جس سے زیادہ نقصان کا خدشہ ہے آج ذات پات کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے افسوس کی بات ہے۔ یہ کہنا کہ چونکہ ہم اسّی فیصدی ہیں اسلئے میرا جو حق ہے پورے ہندستان میں ماننا ہی چاہیئے یہ ہندستان کی عظمت کے خلاف ہے، وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم اسّی فیصدی کو ریپریزنٹ کرتے ہیں ٹھیک نہیں ہے۔ اسّی فیصدی سے زیادہ لوگ ہندستانیت رکھنا چاہتے ہیں۔ اس ملک کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ یہ دیش ہمارا ہے آپ کا ہے ہم سب کا ہے اس دیش کی خدمت ہم نہ کریں تو کون کرے گا اس ملک کو ہم آگے نہ بڑھائیں تو کون بڑھائے گا۔ کیا ہمارا فرض نہیں کہ دیش کی خدمت کریں، دیش کی خدمت بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے، دیش کی خاطر مرنے والا مرتا نہیں بلکہ امر ہو جاتا ہے، بھگت سنگھ، چندر شیکھر، آزاد، اشفاق اللہ جنہوں نے دیش کی خاطر اپنی جانیں دیں وہ آج بھی زندہ ہیں۔ وہ جو شاعر، ادیب ہیں ان کے ہاتھ میں بڑی طاقت ہے وہ دل ہلا سکتے ہیں، رلا سکتے ہیں، قوم کو جگا سکتے ہیں، انہیں راہ راست پر لا سکتے ہیں دیش آپ سے کچھ مانگ رہا ہے، ہم سے کچھ طلب کر رہا ہے ہم نہ دیں گے تو کون دے گا۔

پروفیسر محسن

ہمارا خیال ہے نیشنل انٹگریشن کی بات چھوڑ دیں، اموشنل انٹگریشن کی بات کریں تو یہ خود ختم ہو جائے گا ہمارے ملک میں ابھی صحیح نیشنلزم کا تصور ابھرا ہی نہیں اسکا اندازہ آپ یوم آزادی اور یوم جمہوریہ کے دن لگا سکتے ہیں کہ سوائے سرکاری مقامات کے کسی گھر پر قومی جھنڈا آپ نہیں دیکھیں گے، حالانکہ یہی تو سمبل ہے ہمارے نیشنلزم کا، دوسرے ملکوں میں جائیں تو دیکھیں گے اس دن کیا جوش اور امنگ ہوتا ہے عوام میں یہاں تو کچھ بھی نہیں، تو نیشنلزم تو یہاں ہے ہی نہیں، آزادی کی لڑائی میں ہمارا سارا فوکس انگریزوں کو نکالنے کی طرف تھا نیشنل انٹگریشن کا نہیں تھا، یہی وجہ ہے اپنے گھروں میں قومی تہواروں میں نہ قومی جھنڈے لہراتے ہیں نہ قومی ترانہ اس جوش کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں جب ہندو ہندو سے ملے گا، مسلمان مسلمان سے ملے گا تو دوسرے انداز سے بات کرے گا، اپنے کاسٹ میں دل کھول کر بات کرے گا اور دوسروں کے سامنے دل میں کچھ رکھے گا، زبان سے کچھ کہے گا، اسلئے ضرورت ہے کہ ادائے رسم ملاقات کے لیے اپنوں کی طرح غیروں سے بھی بات کی جائے اور وہ جو گھر سے نکل کر دوسروں کے دل ٹٹولتے ہیں، انہیں اپنے ہی دل سے پہلے سوالات کرنے چاہئیں۔ دنگا فساد میں اینٹی سوشل ایلمنٹ کام کرتے ہیں، دراصل ہمارے درمیان ایک سائیکلوجیکل بیریر پیدا ہو گیا ہے جس

محبت سے ہم آپس میں ملتے تھے اب وہ بات نہیں رہی، ہندو مسلم ہی کیا ایک ذات کا دوسری ذات سے بیر ہو رہا ہے، ہم آپس میں دل کھول کر نہیں ملتے، دوسرے پر الزام دیتے ہیں پہلے اپنا دل بدلنا چاہیے، انسانی فطرت بھی reciprocative ہے کہ دل کھول کر ملے گا تو دل کھول کر ملیں گے لوگ، ہندو مسلم کی بات آئے گی ہی نہیں، یہی جب تک نہیں ہوتا ہے تو اسٹیریو ٹائپ بن جاتا ہے۔ انگریزوں نے ہندو مسلم کا جو امیج بنایا ہے اس امیج کو ٹٹولنے سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں بڑا فرق ہے اسکا علاج بچپن ہی سے کرنا ہے۔

ہارون رشید

آج ہمارے ملک میں جو ماحول بن گیا ہے اسمیں کتاب کی وقعت بڑھ جاتی ہے، کتاب جو بھی اس دور کے پانچ سال کے بچے کی پیٹھ پر لاد دی جاتی ہے، ہمیں دیکھنا ہے کون سی کتاب ان کے لیے مفید ہو سکتی ہے بچے کا ذہن گیلے سمنٹ کی طرح ہوتا ہے جو چھاپ ایک بار پڑ گئی آخر وقت تک رہ جاتی ہے۔ ابھی بھاگلپور میں جو فساد بھڑک اٹھا ہے، ہمارے ایک رپورٹر ان کے سنہا نے بھاگلپور سے جو رپورٹ بھیجی ہے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ جب وہ بھاگلپور اترے تو پاس کے کھیت سے چیخنے کی آواز آئی، دیکھا کہ ایک گیارہ سال کا بچہ دو تین سال کے بچے کو کاٹ رہا ہے، کتنا شدید نفرت کا جذبہ ہم نے سکھایا ہے ۴۰ سال میں بھی نفرت کا یہ معیار، بدگمانی کی یہ فضا نہیں رہی ہوگی، جو ٹھیک سے کوئی بات نہیں سمجھ سکتا وہ تین سال کے بچوں کو ذبح کر رہا ہے، بچوں کے یہ ذہن نہ بنیں اسکی کوشش ہونی چاہیے یہ دور پڑھائی کا ہے، بچہ پڑھے تو کیا پڑھے کون سی کتاب پڑھے کیسی کتاب پڑھے اگر آپ انسانیت کے لیے ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں تو وہ ہزار قدم کے برابر ہوگا۔ کیوں جل رہا ہے ہمارا علاقہ، ایسی کون سی فصل تیار کرتا ہے جو فضا میں زہر گھولتا رہا ہے۔ میں اس سرزمین سے ہو کر آرہا ہوں جہاں شدید حیوانیت اور شیطانیت رقص کر رہی ہے آپ کے ساتھ میں اپنے آپ کو بھی ملزم گردانتا ہوں۔ اس دور میں بھی جب تک پڑھ لکھ کر کچھ نہ بن جائیں کچھ کر نہیں سکتے۔ وہ بوڑھا سر سید جو یہ کہہ کر چلا گیا "سرکاری نوکری میں آئے بغیر مسائل حل نہیں ہونگے سرکاری نوکری میں آئے اور اپنے لوگوں کو فیضیاب کیجئے جمہوریت اسکی اجازت دیتا ہے، چند ماہ پہلے بجاج صاحب سے گفتگو ہوئی جو ایک بڑی صنعت کے مالک ہیں، انہوں نے بتایا ہزاروں ورکرس اس فیکٹری میں کام کرتے ہیں، اس میں اقلیت کا تناسب ۰۰۱۔ ٪ 5 ہے، ہم نے پوچھا اقلیت کے ورکرس اتنے کم کیوں ہیں، جواب دیا جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں کیونکہ یہاں ماحول کچھ عجیب ہے وہاں اوم رکھ کر بھجن گا کر فائل کی شروعات کرتے ہیں اس ماحول میں دوسرے لوگ کام نہیں کر سکتے۔ ہمارے یہاں ۹۶ فیصد سے زائد

صنعت اکثریت کے ہاتھ میں ہے اس طرح ہمارے پنپنے جائیں گے کہاں۔ ان حقائق کا سامنا کرنا ہوگا، شتر مرغ کی طرح ریت میں چونچ ڈالنے اور ڈرائنگ روم کی سیاست سے کام نہیں چلے گا، ہمیں تعلیمی میدان میں آگے بڑھنا ہوگا اور دوسروں پر سبقت لے جانا ہوگا، یہی ایک راہ نجات ہے۔

ہدایت اللہ خاں

بیماری کی اہم وجہ یہ ہے کہ جو لوگ صحیح الذہن ہیں وہ خاموش ہیں وہ اپنے ڈرائنگ روم، اپنے گھروں میں محدود ہو کر رہ جاتے ہیں، یہ طبقہ سامنے آئے۔ حکیم کا نسخہ صبح شام ہم پڑھتے ہی رہیں اور دوا نہ کریں یا پرہیز نہ کریں تو نسخہ پڑھتے ہی رہ جائیں گے مرض کا علاج نہیں ہو سکے گا آج بھی بڑی اکثریت جھگڑوں کے خلاف ہے، کتنی باتیں کی جا رہی ہیں اس کے باوجود دن بدن ہم قدم بقدم خطرناک صورت حال کی طرف دیش کو لیجا رہے ہیں۔ ذہن صاف کرنے کی بات ہے۔ ہمیں بھی اپنے ذہن کا محاسبہ کرنا ہے ہم کوشش کریں کہ اس چمن میں ہر رنگ کا پھول کھلتا رہے ایک مضبوط تحریک چلے ٹولوں محلوں میں ذہن کی صفائی ہو آگے کا راستہ بھی طے ہو۔ گفتگو بھی ہو لیکن عمل ضرور ہو، ہمیں چاہئے کہ ہم دیش کو توڑنے کے بجائے جوڑنے کی پیش قدمی کریں۔

ڈاکٹر احمد عبدالحیٔ

آبادی کی اکثریت چاہتی ہے مل کر رہیں امن سے رہیں، اپنے کنسٹرکشن سے ملک کو آگے بڑھائیں لیکن جب فساد بھڑک اٹھتا ہے تو میجورٹی سائیلینٹ ہو جاتی ہے۔ دنگائی تو نہ ہندو ہوتے ہیں نہ مسلمان، یہ صرف بدمعاش ہوتے ہیں وہ ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر حیرت ہے وہی لوگ جو ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں ایسے ہو جاتے ہیں جیسے کبھی کی جان پہچان ہی نہیں۔ ایک رات ضلع پور (پٹنہ) کے پاس کچھ ہنگامہ ہوا دونوں جانب سے نعرے بازی ہوئی، صبح ہوئی تو ہم وہاں گئے قریب میں اپنے دوست تر پاٹھی اور سی دکے نارائن ان سے ملے انہوں نے کہا ہمیں افسوس ہے کہ ہم لوگ اس ہنگامے میں نہیں آئے تو ہم چار ہی آدمی نکلیں گھوم جائیں چنانچہ ہم تیس آدمی ہاتھ میں ہاتھ ڈال ضلع پور محلہ میں نکلے آگے چل کر ڈیڑھ ہزار آدمی ہمارے ساتھ ہو گئے۔ اس ملک کو بہت بڑا ملک بننا ہے سبھی لوگ رہیں گے تبھی یہ ملک بڑا ہوگا ورنہ چھوٹا ہوتے ہوتے ایک دن یہ دیش ختم ہو جائے گا۔ ہماری ایک اسٹرونگ فیلنگ strong feeling یہ ہے کہ ویسٹرن کنٹریز کے طرز پر جس طرح ڈیموکریسی ہمارے یہاں چل رہی ہے شاید ہم اس میزان پر پورے نہیں اترتے اس میں کچھ تبدیلی لانی ہوگی۔

احمد یوسف

ہمیں ایک دوسرے کے مذہب کو سمجھنا چاہیے اسکی بڑی سخت ضرورت ہے کیونکہ نہ مسلمان ہندو دھرم کو اچھی طرح جانتا ہے اور نہ ہندو اسلام مذہب کو، اس سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، اس کے ساتھ ایک خاص بات یہ ہے کہ آزادی کے بعد تیسری نسل آئی ہے اور وہ یہ تاریخ پڑھ کر آئی ہے جو بہت ہی distorted ہے، اس میں ایک خاص ایج کو بہت خراب کر کے دکھایا گیا ہے اور ایک ایج کو کافی گلوریفائی کیا گیا ہے۔ ہم لوگوں کے جنریشن نے جو تاریخ پڑھی تھی اسمیں یہ سب خرابیاں نہیں تھیں، ٹولرنس جو اوپر کے جنریشن میں تھا وہ ان کے ہاں نہیں ہے، وہ کہتے ہیں فلاں ایسا تھا فلاں ایسا تھا، مغل ایسے تھے پٹھان ایسے تھے ان سب تاریخ میں ڈسٹورشن ہے۔ اس کے متعلق بڑے پیمانے پر کوشش ہونی چاہیے کہ تاریخی کتابوں سے ایسے غلط مواد کو ڈھونڈ کر نکالیں اور اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔

اروند کمار

ہر ویکتی کی یہاں کوئی اکویٹی نہیں ہے، سماج میں اکویٹی کیسے آئے گی، ایلیٹ کلاس کی جو بات ہے، پولیٹیشین بیوروکریٹ کو توڑنا پڑے گا، اکانومک اسٹرکچر دیکھیں تو ہم سوشلسٹ زیادہ ہیں، کیپٹلسٹ کم۔ وہ اپنی اکانومی نہ بانٹیں تو ہم بھوکے رہ جائیں، پارلیامنٹری ڈیموکریسی کو بدلا نہیں جا سکتا، ہمارا جو طریقہ ہے قانون بنانے کا اس میں پریورتن کی ضرورت ہے، قانون لاگو کرنے کی مشینری میں بھی پریورتن کی ضرورت ہے، امریکہ جیسے ڈولپڈ کنٹری میں جب قانون بنتے ہیں تو انٹرسٹ گروپ سے مشورہ لے لیا جاتا ہے کہ تمہارے لیے قانون بنا رہے ہیں، ہم بھی انٹرسٹ کو مضبوط کریں۔ ہم لوگ ویلفیر اسٹیٹ میں رہ رہے ہیں، ال فیر اسٹیٹ میں نہیں۔ ایڈمنسٹریشن پر اخلاقی اور نفسیاتی دباؤ ڈالنا ہی بہتر ہوگا کیونکہ وہ عوام کو جوابدہ نہیں ہیں بلکہ اپنے آفیسروں کو جوابدہ ہیں، کیوں نہیں ہم اپنے عوامی نمائندے ایم ایل اے، ایم پی کے ذریعہ دباؤ ڈالیں، وہ علاقے جہاں دنگے ہوتے ہیں ان علاقوں کا لونگ ٹرم سولوشن کے لیے مطالعہ ہونا چاہیے، کیوں نہیں اس قسم کے حادثات کے لیے انشورنس پالیسی کی بات بھی اٹھائی جائے۔

ایشور دیال

اکثر کہا جاتا ہے کہ ایکشن کا ری ایکشن ہوتا ہے، مگر ایکشن کہاں سے ہوا ۴۷ء کے پہلے یا بٹوارے کے سمے کیا پاکستان یا بنگلہ دیش میں ملٹی ریلیجس قوم نہیں ہے وہاں اگر ایکشن ہوا تو ری ایکشن میں ہندو راشٹر کا کیا جواب ہے؟ ہندو قوم میں لبرلزم ہے شوک کے لیے جس دھرم میں پراویڈنس ہے۔ جیسے شاہ بانو کیس، کمال ترکی پاشا، پرسنل لا میں امنڈمنٹ ہوتے رہے ہیں یہ انسان نے کیا ہے، کومن سول کوڈ ہندستان میں نہیں، مول لائف میں

نہیں ہوگا لیکن پینل کوڈ تو سب پر لاگو ہے، شریعت پتھر سے مار کر کہاں سزا دیتی ہے، جو مارتا ہے وہ بھی کرائم ہے، طلاق دیا وہ بھی، جز یہ ہے کہ اس کے میڈیا کا سادھن کس کے قبضہ میں ہے سب پر کیپٹلزم حاوی ہے، جھگڑے کا صرف اکانومک پہلو ہے ۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء سے پہلے ٹیچر ٹیوشن کے لیے جھگڑتے تھے، بنیا بقال کے یہاں جاکر ٹیوشن پڑھائے گا، اسلام خطرہ میں ہے۔ ہندو دھرم خطرہ میں ہے، پروگریسو لوگ یہ نہیں سمجھتے یہ بلیف کی غلطی ہے، عقیدہ ایمان کی غلطی ہے، مذہب اپنے بلیف میں کٹر ہے جب تک دھرم کے ریپڈنس سے اوپر اٹھ کر ہم نہیں سوچیں گے تو کمیونلزم ہوگا، دنگے ہوں گے، ہندو مسلم ہی نہیں بھومیہار راجپوت میں دنگا ہے کیا وہ مذہبی دنگا تھا۔ سمپردائکتا آخر کیا ہے کیا اسے راج نیتی نے جنم دیا ہے، یا ذات پات نے، سمپردائکتا ۴۷ء سے پہلے تھی یا نہیں، اگر نہیں تو شیووں، جینیوں، بودھوں میں کیوں تھی، سمپردائکتا کے نرکت سردت کیا ہیں، اس کے کون کون سورس رہے جہاں تک اندرا گاندھی ہتیا میں انڈین انٹیلی جنس کی ناکامی کی بات ہے، میں پوچھتا ہوں جب جون کنیڈی کی ہتیا ہوئی اس وقت امریکن انٹیلی جنس فیل ہوا یا نہیں، دھرم کے معاملے میں سب ایک ہی بات کہتے ہیں ایک خدا کی بات ہے وہ خدا کیسا ہے، سب نور ہیں تو آخر اتنا فرق کیوں ہے، سی پی ام بنگال کے عہد میں ایک بھی دنگا نہیں ہوا یہ سچ ہے مگر جتنے بھی دھرم ہیں وہ کمیونزم کو برا کیوں مانتے ہیں، ایک پہلو اچھا مانتا ہوں جو کارل مارکس نے کہا ہے کہ مذہب عوام کے لیے افیون ہے۔ اب یہ محسوس کرنے کا وقت آگیا ہے کہ دھرم کو دفن کر دیا جائے۔ کرشن نے جو پیغام دیا وہ سنسکرت زبان میں تھا، گوتم بدھ پالی میں بولے، محمد صاحب عربی میں بولے لیکن سب نے ایک ہی بات کہی، کل تک تو یہ ایک ہی بات تھی آج دو کیوں ہوگئی، یہ دیش کے سامنے بڑا سوال ہے۔ یہ بڑی سازش ہے بچوں کو بچپن ہی سے ہم اسکول میں فرق کرتے ہیں، آگرہ میں تلہ کے بھیتر ایک دھرم استھان پر لوگ جوتا اتار کر جاتے ہیں تو یال باغ میں وہی لوگ جوتا پہن کر جاتے ہیں، بہت سی بات ایسی ہوتی ہے کہ conscious بن جاتا ہے لوگ موب مائنڈیڈ ہو جاتے ہیں۔ طوفان آیا اور چلا گیا، طوفان آتا ہے تو درخت اکھڑ جاتے ہیں، محلات گر جاتے ہیں، کتنے انسان کتنے حیوان مر جاتے ہیں لیکن دھرم کے نام پر جو مار کاٹ ہوتی ہے یہ شرم کی بات ہے، دھرم تو پیار سکھاتا ہے آج وہی دھرم والے مارتے ہیں یہ دیش کے لیے کلنک ہے۔ ہم ایک دوسرے کی سنسکرتی اور سموداِئی میں سمیلت ہیں، بہت اچھی بات ہے یہ پہلے سے ہوتا بھی آیا ہے، میں نے لائبریری کے نکٹ چوہٹہ محلے میں جنم لیا ہے، میرے محلے میں محرم کا پہلوان خلیفہ کوئی مسلمان نہیں ہمیشہ ہندو ہوتا ہے، یہ تعزیہ اور سپر ہندو بھی اٹھاتا ہے آج تک کا رکارڈ ہے، اس پر ایک آرٹیکل بھی ٹائمز آف انڈیا میں آیا تھا، اگلے محرم میں بھی یہی ہوگا

سر اٹھانے والا بھی ہندو اور اسکا خلیفہ پہلوان بھی ہندو، یہ ایک ہی کرم کی بات ہے، تہوار خوشی اور پرسنتا کا دن ہوتا ہے اسمیں کسی دیوی دیوتا ایشور اللہ کی اپاسنا نہیں ہوتی، یہ تو اپنا پن سے جڑا ہوتا ہے بھارت میں جتنے بھی تہوار ہیں سب کرشی سے سنبندھت ہیں، کرشی پر آدھارت ہیں، جب کرشی ہوگی، اچھل ہوگا، نئے فصل آئیں گے تو اسی پر تیوہار منا دیا جاتا ہے تو اس کے لیے ایک سنسکرتک کرانتی کی آوشکتا ہے، کرانتی کی آوشکتا ہے کہ ایک دوسرے سے گھل مل سکیں ایک دوسرے کو جان سکیں، جب سب لوگ سمیلت ہو جائیں گے، پنچ پر آجائیں گے، ایک دوسرے میں گھل مل جائیں گے تو ایک دوسرے کے ریتی رواج کو ہم اپنائیں گے۔ دنگے کی جو بات ہے، رام جنم بھومی بابری مسجد ویواد کے پہلے کیا دنگے نہیں ہوتے تھے دنگوں کے کارن کیا تھے دراصل ایسی مانسکتا ہے جہاں بار بار چلتی ہے اور ہو جاتا ہے آج اننت ناگ میں اتنے دن تک کرفیو کیوں لگا ہے، یہ مانسکتا ہے۔ سلمان رشدی نے انگلینڈ میں کتاب لکھدی، دنگے حیدرآباد، بمبئی، کشمیر میں ہوگئے، کیوں ہوا، کیا روس میں مسلمان نہیں ہیں وہاں نہیں ہوا، مالدیپ میں نہیں ہوا، انڈونیشیا میں نہیں ہوا، اس مانسکتا کو ہم کیسے بدلیں اسکی گہرائی تک جانے کی ضرورت ہے، اس میں چھوٹی چھوٹی باتیں پنچ کرتی ہیں سب کو اس میں سمیلت ہونا چاہیے سمپردایکتا کے ایک کارن ہیں اپنے ساہتیہ پر جائے اس میں الپ سنکھیک شبد کی شمولیت نہیں ہوئی، یہ الگاؤ کرنے کی پرچلن ہے، اس سے گھر آتی ہے اس کے اندر گورو کی بات نہیں آتی، یہ وبھاجن کرنے کے لیے الپ سنکھیک کا شبد ہٹا دینا چاہیے، اس سے ایک پہچان بنا رکھا ہے ہم نے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ہے۔ بھاگلپور کا دنگا جو بھیانک روپ میں ابھی سامنے آیا اس میں دھرم بہت بڑا کارن ہے، ادھرم ریمین کو جگہ نہیں دیتا، جو تمایا دھرم کے سندیش میں سندیہہ پیدا کر دیتا ہے وہ نشٹ ہو جاتا ہے، آدم حوا کی بات بھی عقیدے کی بات ہے، ایودھیا جانے کی بات، شیوسینا آر ایس ایس، بال ٹھاکرے، بالاجی دیورس ہٹ دھرمی کے شکار ہو گئے ہیں، کچھ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس مندر کے ایک کونے میں سیتا رسوئی بناتی تھی۔ جہالت کی بات لونگ ٹرم پلان ہے شوٹ ٹرم نہیں، دھیرے دھیرے دور کیا جا سکتا ہے، مذہب کے بارے میں چرچا، نیرد بات ہوتی ہے۔ اس کمیونل دنگے کو آپ کیا کہیں گے جب پاکستان میں مسلم مسلم میں دنگا ہوا، ریڈرس آف ہندوازم کو چلانے کی بات ہوئی، نعرہ لگا، دنگے کا وراصل راجنیتی کارن ہے، آرتھک کھائی کارن ہے ہٹ دھرمی بھی اتنا ہی کارن ہے اسمیں موٹی روپ سے ارتھ کی بات چھپی رہتی ہے، ستا کے ساتھ ساتھ دولت بھی ارتھ چھپی رہتی ہے جیسے راجستھان میں کوئی مندر ہے جس کے مہنت کو اتنا چڑھاوا آتا ہے کوڑے کوڑے ٹرک ٹرک گھی آتا ہے اس کے بیٹے کی شادی

میں لاکھوں لاکھ خرچ ہوا۔ ہریجنوں کو مندر نہیں جانے دیا جاتا یہ ہٹ دھرمی ہے۔ آریوں کے زمانے میں جو نعرہ لگا ساری دنیا کو آرین بناؤ، شنکراچاریہ ہندستان آئے، ناگا جو فوج ہے اس کے خلاف۔ دراوڑیوں نے بودھ دھرم پر حملہ کیا مٹھ اجاڑ دیئے، پوجا بتاتا اور پجاری کیوں، تم اپنے پاپ سے ڈرے ہوئے ہو اس لیے تم انیائی کر رہے ہو دوسرے کے خلاف۔

علامہ اقبال کا ترانہ: "چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا اور مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا" اس سے سمپردایکتا کی بو آتی ہے۔ آج کی دنیا بہت سکڑ گئی ہے چند برسوں سے شیوسینا، بال ٹھاکرے، آر اس اس کی ترقی سے سمپردایکتا بھیانک ہو گئی ہے۔ مجبوری میں کمیونلزم بھاری ہو رہا ہے۔ دھرم تو سائنس کی طرح ہے سائنس کو مارنے کے لیے استعمال کریں یا فائدہ اٹھانے کے لیے، اصلی دھرم کہاں ہے اب تو نقل رہ گیا ہے۔ پہلے بھی بڑے بڑے دھارمک نیتا تھے جو کمیونل نہیں تھے بہت سے دھارمک نہیں تھے اور کمیونل تھے۔ عام آدمی کمیونل نہیں ہوتا، صحیح دھرم رائٹ نہیں کرتا اس میں دھارمک ترک نہیں آتے، رائٹ میں کچھ ایسے تتو آتے ہیں جسکا دھرم سے لینا دینا نہیں مثلاً مسلمان تو ہمیشہ ہندو کا الٹا ہوتا ہے وغیرہ۔ دھرم ایک سوشل انسٹی ٹیوشن کی طرح کام کر رہا ہے اس کے کلچرل ڈائمنشن ہیں اسمیں کنفلکٹ بھی ہے۔ آخر کمیونلزم کا genesis کیا ہے یہ genesis کہاں تک لے جاتا ہے۔ آج کل رائٹ میں لوکل انوولومنٹ ہو جاتا ہے آپ جائیں نہ جائیں آپ پر بھی بم گرے گا۔ جب دھرم کے نام پہ دنگے ہوتے ہیں تو ہم رائٹ کی سنگیا دیتے ہیں وہی جب جنرل ہو جاتا ہے تو وہ جینوسائیڈ ہو جاتا ہے۔

الکھ کمار جھا

ایودھیا میں رام شیلا نیاس کے دن پٹنہ کے تمام اسکول بند کر دیئے گئے اور ان بچوں کو یہ بتایا گیا کہ آج ہندو مسلمان کو اور مسلمان ہندو کو ماریں گے، یہ کتنا اہم مدّا ہے جو ننھے ننھے بچوں کے ذہن میں ڈالا گیا ہے۔ کل نو بھارت ٹائمز میں ایک خبر دیکھنے کو ملی کہ مسلم سمپردائی کے لوگوں نے گاندھی میدان میں بھاگلپور میں قتل کیے گئے مسلم بھائیوں کے لیے نماز جنازہ پڑھی، یہ مجھ کو ٹھیک کیا ہے، یہی بات بھی سموداے کے لوگوں کے لیے ہوتی تو اچھی بات ہوتی، ویوستھا کے ذریعہ ہمیں صحیح بات نہیں بتائی جاتی اور جو دوشی ہے اسے سزا بھی نہیں دیا جاتا، مظفرپور میں ایکبار ہندو مسلم ٹکراؤ ہو گیا تھا، فضل احمد صاحب ایس پی نے چوبیس گھنٹے کے اندر کنٹرول کر لیا، کہیں کچھ ہونے نہیں دیا تو نیت کی بات ہوتی ہے ابھی نیتا جو لوگ ہیں ان پر وشواس نہیں ہے، ادھر جو کچھ ہو رہا ہے سب وہی کرتے ہیں، آج آوشیکتا ہے کہ ان غنڈوں لفنگوں کی راج نیتی کو صاف کریں غیر راجنیتی استر پہ سنگٹھن کی کمی ہے۔

ہم پیس کی باتیں کرتے ہیں مگر پیس ہرگز ممکن نہیں جب تک کہ ہمارے مائنڈ میں پیس نہ ہو، وہ مائنڈ جس میں شرارت اور فساد بھرا ہوا ہو، وہ مائنڈ جس میں مایوسی ہو پہلے ایسے مائنڈ کی صفائی ضروری ہے ورنہ وہ ڈسٹرب مائنڈ کوئی پیس کی بات قبول نہیں کرے گا، ایٹیٹیوڈ میں تبدیلی کی ضرورت ہے، اسٹرکچر میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے اور مورل لیڈر شپ ڈولپ کرنے کی ہو سکتا ہے۔

ایوب سید

خدا بخش لائبریری کی تنظیم اور ذخیرے کو دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ کام آگے بڑھنا چاہیے۔ ہم اس خزینہ کو پورے ہندستان میں پھیلا سکتے ہیں کمیونیکیٹ کر سکتے ہیں، اس سے دوسروں کو بتا سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس ملک کو کیا کچھ دیا ہے مخلوط تہذیب بنانے میں، موسیقی میں، تھنکنگ میں، پڑھائی لکھائی میں۔ ہمارے کنٹری بیوشن کے سلسلے میں صرف دو فیصد لوگوں کو ہی معلوم ہے اگر ہمارا کمیونیکیشن فعال رہے تو نفرت نہیں رہے گی ذہن صاف ہوگا۔

بھاگلپور میں جو کچھ ہوا افسوسناک ہوا۔ ہم جو جان دیتے ہیں، ایمان دیتے ہیں، پندرہ ہزار لوگوں کا قتل آسان نہیں ہے۔ وہاں جو قتل عام ہوا ہے ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ اس قتل عام نے یہ بتایا کہ ملک نے اب تک ہمیں قبول نہیں کیا ہے یہ ملک ہمارا ہے، ہم اسے چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ ہندوؤں کے ساتھ مل کر کس طرح ہم اس قتل کو روک سکتے ہیں، ہر سال بدتر سے بدتر واقعات ہو رہے ہیں، میرٹھ دیکھ کر ہم مرادآباد بھول جاتے ہیں، بھاگلپور دیکھ کر میرٹھ بھول جاتے ہیں۔ وہ میرٹھ کے غریب بنکر جو خوبصورت کپڑے بنتے ہیں، خوبصورت چوڑیاں بناتے ہیں وہ دستکار مسلمان جو اپنی دستکاری سے اس ملک کو خوبصورت بناتے ہیں، آخر ہمارا گناہ کیا ہے جو ہمیں قتل کیا جاتا ہے، ہماری سیکورٹی آف لائف کیا ہے۔

پرسوں ایودھیا گیا، بابری مسجد کے اندر بھی گیا وہاں کے چیف پجاری لال داس سے ملاقات ہوئی، میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میں مسلمان ہوں میرا نام فلاں ہے انہوں نے بڑے اعزاز بڑی محبت سے استقبال کیا، الگ اپنے مکان لے گئے وہاں سے موجودہ حالات پر کافی گفتگو ہوئی انہوں نے فرمایا جو کچھ ہو رہا ہے وہ غلط ہے۔ ہندو دھرم کسی کی زمین پر قبضہ نہیں سکھاتا نفرت نہیں سکھاتا مسجد توڑ کر مندر بنانا نہیں سکھاتا، بجرنگ دل اور شیو سینا والے یہ سب کچھ کر رہے ہیں، جب تک میں اس زمین پر ہوں مندر بنانے نہیں دوں گا۔ شیلانیاس جہاں کیا گیا ہے وہ وادھارک ہے وہاں مندر نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ اکھاڑہ کی زمین ہے اور جس کی زمین ہے اس نے مندر

بنانے کی اجازت نہیں دی ہے، دوسری بات یہ کہ شیلانیاس جس جگہ ہوا وہ پیشاب خانہ ہے کھدائی پر وہ زمین قبر کی نکل آئی اس میں سے قبر کی ہڈیاں نکلی ہیں، اس مہنت نے یہ بھی بتایا کہ اس گڑھ کے اندر ہندو مسلم سکھ عیسائی کوئی بھی آسکتا ہے۔ بابری مسجد رام جنم بھومی کا فیصلہ فیض آباد اور ایودھیا کے لوگ مل کر کریں گے، ہندو مسلم بیٹھ کر کریں گے، آر ایس ایس، وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل والوں کو اس کے فیصلے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔

ایودھیا میں چار ہزار مندر اور چھ سو مسجد ہیں۔ ایودھیا کا سب سے بڑا مندر رسندر بھون ہے جہاں رام جی آئے تھے وہاں پلے تھے بڑھے تھے، اس مندر کی چابی میر عثمان احمد کے پاس ہے جو مسلمان ہیں، وہ پچاس سال سے اس مندر کو صبح کھولتے اور شام بند کرتے ہیں ان کی اسّی سال عمر ہے۔ پانچ سال پہلے جب میر عثمان بیمار پڑے اور انہیں خون کی ضرورت پڑی تو ہنومان گڑھ کے ایک مہنت نے اپنا خون دے کر ان کی جان بچائی، اس مسلمان کی رگوں میں ایک ہندو کا خون دوڑ رہا ہے، آج کیا ہوگیا ہے، کیا ہو رہا ہے اس ملک میں ایودھیا ہی میں ایک اور مندر ہے بڑا پرانا مندر، اسمیں روز شام کو شہنائی بجائی جاتی ہے اور شہنائی بجانے والا مسلمان ہے ایک روز وہ بیمار پڑ گئے شہنائی نہیں بج سکی تو اس مندر میں پوجا نہیں ہوئی، تین سو سال سے اسی مسلمان کا خاندان شہنائی بجاتا چلا آ رہا ہے۔ لال داس نے کہا ایودھیا کے اندر کسی مسلمان کو پریشان ہوتے ہوئے میں نہیں دیکھ سکتا اور نہ کوئی شخص ایودھیا میں کسی مسلمان پر ہاتھ اٹھا سکتا ہے ورنہ الٹا اسی پر ہاتھ اٹھایا جائے گا۔ ہندو مذہب پر جو یقین رکھتا ہے وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ الغرض سب ہندو اور سبھی مسلمان برے نہیں ہوتے اکثریت اچھے لوگوں کی ہے۔ اب کوئی کمیونل رائٹ نہیں ہوتا بلکہ نسل کشی ہوتی ہے۔ ہمیں مخلوط پولس کا نظم کرنا پڑے گا اور جب تک پولس فورس میں اقلیتوں کی بحالی نہیں ہوگی ہم فسادات پر کنٹرول نہیں کر سکتے۔

مسز بھارتی

ہم کچھ کر نہیں پاتے ہیں ہم آپس میں سوچنے کے لیے بحثیں اس طرح کی میٹنگ ضروری ہے۔ بڑی کمی انٹرایکشن کی ہے۔ اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے محلے میں اس طرح کی میٹنگ ضرور کریں۔ فیکٹس سے لوگوں کو باخبر کریں۔ رام جنم بھومی کے مسئلے میں فیکٹس کتابوں اور میگزینوں کے پنوں میں رہ گئے عوام تک نہیں آئے کہ حقیقت کیا ہے۔ اسے چھوٹے چھوٹے پمفلٹ کی شکل میں عام کیا جائے۔ میڈیا کا رول بھی ادھر خراب رہا، نو بھارت ٹائمز اور آج کی سرخیوں نے جذبات کو اور بھڑکایا ہے۔ اس طرح کی افواہوں کا ہم گھیراؤ کریں۔ ینگر جنریشن بھی کنفیوزڈ ہے، سیاسی پارٹیاں نوجوانوں کو اکسپلائٹ کرتی ہیں، نوجوانوں کو بھی جگانا ضروری ہے۔ ڈیموکریسی پر جب ہم وشواش کرتے ہیں تو اپنے ووٹنگ رائٹ کو نہیں چھوڑنا چاہیے اس کے لیے ماحول تیار کریں۔

ڈاکٹر بی۔ بکھو پادھیائے

آج جو کچھ ہو رہا ہے یہ آل انڈیا فینو مینا نہیں ہے یہ رجنل فینو مینا ہے۔ اس قسم کا دنگا بنگال میں کیوں نہیں ہوتا۔ مذہب برا نہیں ہوتا مذہب کی غلط تعبیر کرنے والے غلط عمل کرنے والے برے ہوتے ہیں۔ ہر دھرم امن و شانتی کا پیغام دیتا ہے، محبت، بھائی چارگی، اتحاد کا سبق دیتا ہے۔ سچ تو یہ کہ اسلام کے ماننے والے اسلام کے احکام پر صحیح طور پر کاربند نہیں اور نہ ہندو دھرم والے اپنے دھرم کے پیچھے پیرو ہیں اپنے اپنے دھرم پر ہر شخص سچائی کے ساتھ عمل کرتا ہے تو یہ جنگ وجدال، فتنہ و فساد اس پیمانے پر نہ ہو۔ ہمیں تو مل جل کر ایک ساتھ رہنا ہے، ہم جائیں گے کہاں۔ ہم فیصلہ کریں کہ رائٹ نہیں ہونے دیں گے، ہم ایک ساتھ مل جل کر رہنا سیکھیں، ایک ساتھ ہنس بول کر جینا سیکھیں، ملک کو مذہب سے بالاتر ہونا چاہئے۔ مصیبت یہ ہے کہ کرپشن، برائی دھرم کے اندر آ گئی ہے، سیاسی لوگ مذہب کو سیاست سے جوڑ رہے ہیں اسی کو انہوں نے قومی علاقائی اور انفرادی شناخت بنا لیا ہے۔ اب ہمیں اس کے لیے انفرادی اور اجتماعی طور پر سوچنا ہے کہ آگے کیا کریں، ہم اپنے پیغام کو عام کریں، اپنے عمل کو تیز کریں اور پورے دیش میں بھائی چارگی اور قومی یکجہتی کی فضا قائم کریں پارلیامنٹری ڈیموکریسی ہی ملک کے لیے واحد ذریعہ فلاح ہے۔ یہ کمیونل دنگے اپنے محلے اپنے علاقے کے لوگوں کے ذریعہ ہی روکے جا سکتے ہیں

مسز ڈاکٹر بی۔ بکھو پادھیائے

کوئی مذہب دوسرے کو دکھ پہنچانا نہیں سکھاتا، بلکہ آپس میں محبت اور میل جول سکھاتا ہے۔ یہ ساری دشمنی، عداوت، دنگا فساد دراصل پاور کے حصول کے لیے ہے۔ مسلمان ہو یا ہندو وہ پاور چاہتا ہے اقتدار چاہتا ہے۔ ہر آدمی کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے۔

پردیپ رائے

ہنسا حرف ہنسا ہے یہ نہ ہندو کے خلاف ہوتی ہے نہ مسلمان کے خلاف، یہ تو انسانیت کے خلاف ہوتی ہے۔ دنیا میں دو سچ ہے ہر بات کے لیے ایک ہی چیز ایک کے لیے ہنسا ہے تو دوسرے کے لیے اہنسا اور دونوں کے لیے دونوں کو دلیلیں مل جاتی ہیں۔

پرنب مکھرجی

قومی یکجہتی کی سب سے اچھی مثال ہنسہ سیٹی ہے جہاں مسجد اور مندر ایک ہی جگہ ساتھ ساتھ ہیں اور دونوں جماعت میں کبھی کوئی جھگڑا اختلاف نہیں ہوتا۔ لوگوں کا ایک سکشن ہے جو اپنے آپ کو انڈین

تصور کرتا ہے ورنہ آزادی کے بعد ہم میں سے کوئی یہ نہیں سوچتا کہ وہ ہندستانی ہے۔ جب الکشن آتا ہے تو یکا یک تمام ہندستانی تو ڑ کر کاسٹ کلاس، مذہب کو بنیاد بنا لیتا ہے اور ہم بھی کاسٹ کلاس، ریلیجین کو ووٹ دیتے ہیں ایسا کیوں؟ یہ بیج کس نے بویا، رولنگ پارٹی اس کے لیے ڈائرکٹ ذمہ دار ہے وہ بہاری، مدراسی، بنگالی، کاشمیری یہ علاقائی توڑ، اتنا ہی نہیں ہر علاقے میں الگ الگ سکشن ہیں میتھلی، بھوجپوری، برہمن چھتری راجپوت، یادو، شیعہ سنی غرض طرح طرح کے فرقے اس ملک میں پیدا ہو گئے ہیں کوئی اب ہندستانی نہیں رہا بلکہ اپنے اپنے محدود دائرے کی علامت بن کر رہ گیا ہے، آخر یہ ڈویزن، یہ تفریق کیوں؟ خود ہمارے پی ام بیک ورڈ فورورڈ، ہریجن آدیباسی کی باتیں کرتے ہیں جب ملک میں یہ تفریق ہو تو پیٹریوٹیزم کہاں باقی رہی، اسی طرح میں برا فیل کرتا ہوں۔ جب مائنوریٹیز کا لفظ کوئی استعمال کرتا ہے۔ یہ مائنوریٹی میجوریٹی کی بات کیا، سب ہندستانی ہیں کوئی اقلیت یا اکثریت نہیں ہے، پہلے یہ بھید بھاؤ نہیں تھا، اس ملک میں سب مل جل کر رہتے تھے۔ اس ملک کی ایک پرانی روایت اور رواداری تھی ایک ٹریڈیشن اور کنونشن تھا ہمارے ایک مسلم دوست ہر سال بقرعید میں ایک ران مجھے ضرور بھیجتے ہیں یہ بھائی چارگی آج بھی باقی ہے یہی اتحاد لاتا ہے، کوئی غیر نہیں ہے کوئی کسی کا دشمن یا مخالف نہیں ہے سب آپس میں دوست ہیں اس کے لیے ہمیں کوئی موثر اقدام کرنا ہوگا خواہ وہ جلسہ جلوس کی شکل میں ہو یا کوئی اور شکل ہو۔

پنکج سنہا

ہمیں اس بات سے اتفاق ہے کہ ہندوؤں کو مسلم نام شامل کرنا چاہیے، انٹر ریلیشن کو سویکار کرنا ہی ہوگا ہندو یا مسلم ناگرک اپنے نام میں آگے پیچھے کچھ جوڑ سکتے ہیں جیسے محمد الوک کمار سنہا، نینی تال میں ایک دوست ہیں جوزف محمد، اسی طرح رام اقبال رائے، رام اقبال سنگھ بھی ملیں گے، آپسی میل جول، رشتے ناطے، شادی بیاہ کو بھی بڑھاوا دینا ہوگا تبھی نفرت دور ہو سکتی ہے۔

تبریز احمد

مس ریپریزینٹیشن آف ہسٹری کمیونلزم کے لیے ذمہ دار ہے، بنارس کی مسجد اور مندر کے سلسلے میں غور کرنا ہوگا۔ اس وقت وہاں کے حالات کیا تھے آ جا گزر کرتے تھے وہ لوگ لوٹ کھسوٹ کرتے تھے، پیٹا کرتے تھے، ان پر پیشاب تک کر دیا کرتے تھے، اورنگ زیب کو شکایت پہنچی تو سول ڈریس میں وہ خود پہنچے اور شکایت درست پایا، انہوں نے فوراً فورس بلوایا، ان لوگوں کو ایرسٹ کیا، پولس چوکی بنوا دی، ہندو مسلمان دونوں ادھر سے مسلمانوں کے لیے مسئلہ تھا کہ نماز کہاں پڑھیں، انہوں نے مندر کے بغل میں مسجد تعمیر کر دی تاکہ مندر کے لوگ مسجد پر اور مسجد

کے لوگ مندر پر نظر رکھیں، اسی طرح قطب مینار کی مسجد قوت الاسلام کی مسجد۔ ہسٹری کو anecdote نہیں کرنا چاہئے، میڈیول پریڈ میں دنیا بھر میں کہیں بھی دوسرے مذہب پر اٹیک ہوئے ہیں تو آج اسکا ابھار ہے کیوں؟ اسکا ایک ہی مقصد ہے ووٹ اکٹھا کرنا۔ اسی نے ملک کو توڑا ہے۔

جاوید عالم

ہندوؤں میں بھی اچھے لوگ ہیں، انہیں بھی مسلمانوں سے ہمدردی ہے، جب فساد کا دور چل رہا تھا تو میرے ہندو ساتھیوں نے کہا تم ہمارے یہاں چلے آؤ زیادہ سیف رہو گے، میں نے مذاق سے کہا، نہیں بھائی کیا پتہ کہیں تمہاری بھی نظر بدل جائے۔ اس نے وشواس دلایا میں اپنی جان پر کھیل کر تمہیں بچاؤں گا تمہاری حفاظت کروں گا۔ بہت سارے ہندو بھائی ایسے ہیں، ہمارے پارلیامنٹ میں جو لیڈر ہیں وہ سیکولرزم کی بات کرتے ہیں مگر پانچ فیصد سے زیادہ سیکولر ہونے کے یوگ نہیں اور جب تک ان لوگوں کو ہٹا کر اسٹلکچول لوگوں کو نہیں لایا جاتا سیکولرزم آئے گی ہی نہیں عوام میں سیکولر ذہنیت لانے کے لئے سکول کالج یا کسی طرح کا ادارہ ہو جہاں سیکولرزم کی تربیت دی جائے۔

کامریڈ حبیب الرحمٰن

ہندوؤں کی لبرلزم بوگس پرچار ہے، ذات پات کے مذہب نے پانچ ہزار برسوں سے اپنے نیچے کے لوگوں کو دلت و لت بنا کر رکھا ہے، کیا وہ ہریجنوں کو ذلیل نہیں کرتے، یہ ہیومنزم لبرلزم کی بھی بات نہیں، انڈیوجول کی بات نہیں، ایگو کی بات ہوتی ہے، ایسا ہی قوموں اور فرقوں کا ایگو ہوتا ہے نفرت پھیلا کر، اسلام سے اچھا کوئی مذہب نہیں ہے، ہم سے زیادہ کوئی شر پیدا کرنے والا نہیں عیسائی بھی، ہندو بھی۔ مذہب اور ذات کا جو گروپ ایگو ہے نفرت کی بنیاد پیدا کرتا ہے۔ اسلئے اگر مذہب کو ہیومنائز نہیں کیا، غلط ایگو کو نہیں توڑا تو جنگ ہوتی ہی رہے گی چاہے ہندو مسلم، ہریجن، راجپوت، شیعہ سنی کی جنگ ہو، یہ نفرت پھیلاتا ہے۔ ۶۹ء کے بعد بڑا ڈیوائیڈ آیا، ڈیموکریسی کو ایک خاندان نے مونوپلائز کیا، اندرا نے یہ طریقہ اپنایا، اس طرح حساب کرو کہ ہمارے خاندان سے حکومت نکلے، بدنیتی دونوں بیٹے نکارے نکلے۔

جمہوریت میں جہاں معاویہ کی حکومت کی بات آئی وہاں کربلا اور حسین کی شہادت بھی ہوگی، کانگریس میں بھی اندرا سے زیادہ گنہگار اس دور میں کوئی نہیں، راجیو تو اندرا جیسا بھی عقل نہیں رکھتا، ۸۴ء میں کانگریس کی اپنی لڑائی ہوئی جس سے پل ٹکتا ہے، نیا پانی آتا ہے روک دیتے ہیں، ہم آخری خاندان ہیں آخری حکومت بھی ہماری ہونی چاہئے، تازہ پانی نہیں آتا ہے تو پانی میں سڑاند پیدا ہوتا ہے، اندرا، بیٹے نے پانی میں جو سڑاند پیدا کی وہ ہم بھگت رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں آج بھی کیپٹلزم کا دور دورہ ہے، اسی کا نوں نے طبقات کی نئی روش

بزنس کے نئے پوائنٹ پیدا کیے، برلا کی آمدنی ۵ کروڑ تھی آج ۰۰۰ کروڑ ہے اور اب تو ارب کھرب کی بات ہے جواہر لال نہرو کے راج میں بھی پارلیامنٹ کے تیس ممبران برلا کی روٹی کھاتے رہتے تھے، ان کے پیرول پر رہتے تھے، اس نے لوبیاں پیدا کیں ٹاٹا، برلا، وہ دہی بن کر منسٹر بن کر، پھر اخبار کی ایک نئی لابی پیدا ہوئی، سرچ لائٹ برلا کی، اسٹیٹس مین ٹاٹا نے خریدا، اسی طرح انڈین ایکسپریس، ہندستان ٹائمز، ٹائمز آف انڈیا وغیرہ، اب پبلک او پینین مونوپولائز کرنا شروع کیا، رائٹ میں شیو سینا، بال ٹھاکرے آگے آئے انہوں نے ریجنلزم کو جگایا، یہ ریجنلزم، کمیونلزم، کرمنلائزیشن اور کمیونلائزیشن آف انڈین پولیٹکس ہے۔ اسطرح یا تو ملک مضبوطی سے فیڈرل ملک بنے گا یا لبنان پنجاب لنکا بن جائے گا۔ مذہب کو جتنا پرسنلائز کر کے رکھا جائے اتنا ہی اچھا ہے آپ کا مذہب گھر پر، سڑک پر سماج کا نظام، مذہب کو سڑک پر لائے، یونیفورم سول کوڈ نہیں بن سکتا۔

ڈاکٹر حسن احمد

کمیونٹی یا کمیونل فیلنگ، ہندستان میں اس کے معنی برے ہوتے ہیں مگر بذات خود یہ برے معنی میں نہیں، ۱۹۵۰ء میں دستور بنا جو بہت اچھا تھا مگر پارلیامنٹری ڈیموکریسی کو صحیح طور پر نافذ نہیں کیا گیا۔ کنفلکٹ ہر سوسائٹی میں رہا ہے۔ آئن سٹائن نے اپنے طور پر اس زمانے کے لوگوں کو ختم کیا، اس نے سگمن فرائڈ کو خط لکھا جس کے جواب میں سگمن نے کہا۔ It is an stinctual urg

لڑائی تو ہوگی ہی مگر کنفلکٹ کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔ ارسطو نے کہا تھا کہ Distributic Justice سماج میں ضروری ہے۔ لڑائی اس لیے ہوتی ہے جو لوگ برابر سمجھتے ہیں انہیں کم ملتا ہے وہ چاہتے ہیں سسٹم کو بدل دیں جس کی وجہ سے کم مل رہا ہے، اور جو سمجھتا ہے ہم بہتر ہیں وہ بھی چاہتا ہے بدل جائیں۔ اگر سوسائٹی میں چار آدمی برابر ہوں تو Kingship کو بھی rotate کر دو، آنس ہوا سے بھی روٹیٹ کر دو تاکہ ہر کوئی مستفید ہو سکے، سماج میں جو deprived ہوگا وہ تبدیلی کی کوشش نہیں کرتا، crush کرنے کی وجہ سے بہت پریشانیاں سماج میں آجاتی ہیں، ایک ڈکٹیٹر کے بعد دوسرا ڈکٹیٹر آجائے گا اس لیے زیادہ تر ملکوں میں جمہوری حکومت پائی جانے لگی ہے۔ ڈیموکریٹک گورنمنٹ پائیدار گورنمنٹ ہوتی ہے بہتر یہی ہے کہ دبا کر نہیں satisfy کر کے حکومت چلائی جائے۔ آج رومانیہ میں جو ہوا وہ دوسری جگہ ہوا، خبر ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیلنے سے بھی موومنٹ دوسری جگہ شروع ہو جاتی ہے پارلیمنٹری ڈیموکریسی ہی اس وقت سب سے زیادہ موزوں ہے مسلمانوں کو پارٹیسپیٹ کرنے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ ایک سرکلر پنڈت پنتھ

کے زمانے میں نکلا تھا کہ مسلمانوں کو پولس میں نہیں لو، اس کے نتیجے میں گیپ بڑھتا جا رہا ہے، دو قسم کی زندگی ہو گئی ہے سپیشن بڑھ گیا ہے۔ اگر مسلمانوں کو بھی آبادی کے لحاظ سے پولس میں کھپایا جاتا تو گراس روٹ سے بھی اوپر بھی حق ملتا تو یہ confrontation نہیں ہوتا۔ یہ گراس روٹ سولوشن ہوتا، جب سب ساتھ مل کر کام کرتے ہیں تو دوستی بنتی ہے اور کام بھی انہی دوستی کی وجہ سے ہوتا ہے، گراس روٹ سولوشن یہی ہے کہ لوگوں کو ایک ساتھ کام کرنے کا موقع دیا جائے، دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا پولیٹیکل کلچر انیچور ڈ ہے اس کے برخلاف ہندوؤں کا میچور ڈ ہے۔ نیچے بنیاد بنتی ہے تعلیم کی اسی کے اوپر عمارت قائم ہوتی ہے سیاسی تنظیم یا گورنمنٹ کی کونسٹی ٹیوشن کی، جاپان، جرمن یا اٹلی کو توڑ دیا گیا مگر ان کے یہاں انفرا اسٹرکچر موجود تھا تعلیم موجود تھی تربیت موجود تھی، یہ جب موجود رہتا ہے تو سیاسی ڈھانچہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جرمن نے اپنے آپ کو کھڑا کیا، دوسری جنگ عظیم کے بعد نہ صرف سیاسی بلکہ معاشی ڈھانچہ بھی اور مضبوط ہو گیا، دوسری جگہ جہاں تعلیم نہیں تھی صرف نعرے تھے وہاں صرف سیاسی آزادی دے دی گئی اور وہاں اس طرح توڑ پھوڑ کر رکھا کہ عام آدمی کو کچھ نہ مل سکا، بنگلہ دیش، پاکستان، عراق، افریقہ وغیرہ، اگر کلچرل فونڈیشن نہیں ہے تو پولیٹیکل اسٹرکچر بھی پائیدار نہیں ہوتا۔ مسلمانوں نے بھی تعلیمی اہمیت پر زیادہ زور نہیں دیا، سرسید کے تعلیمی نظام کا خواب بھی ادھورا رہا، نیچے کا حصہ کٹ کر رہ گیا، اوپر کا حصہ صرف بڑھا، سرسید کا مقصد تھا کہ اسکول گاؤں گاؤں گلی گلی میں پھیلے، لیکن یہ توجہ ہمارے یہاں نہیں ہے، اسکی وجہ کہ سیاست بھی جذباتی اور بلا مقصد ہو کر رہ گئی ہے اس تعلیم و تربیت کی اہمیت کو ہمارے رہنماؤں نے محسوس نہیں کیا، نہ ہم کو زور دیا کہ ہم کو مین اسٹریم میں شامل ہونا ہے۔ ہندستان کے مسلمانوں کو دکانداری بھی کرنی نہیں آتی اس طرح بات کرتے ہیں جو ایک دکاندار کے لیے موزوں نہیں، ایڈمنسٹریشن میں ایک حد تک وہ ڈیز نیبل رہتا ہے، ایک تو اپنے ویلیوز ہیں حرام اور حلال، دوسرے ڈر ہے وہ جانتا ہے کوئی سپورٹ کرنے والا نہیں ہے، اگر ہم رولر ہوتے تو پالیسی بناتے، ایک حد تک ان لوگوں کو پارٹیسپیٹ کرنے دیتے، آپسی ہارمونی اتنی نہیں ٹوٹتی، ٹکڑے ٹکڑے ہونا ضروری نہیں، یہ ضروری نہیں کہ کیونلزم بڑھنے سے ہندستان کا نقصان ہے، ہندستان آج بہت ترقی کر گیا ہے، ٹکنالوجی میں یہاں کی مشنری چیکوسلوا کیہ تک جاری ہے۔ ہندوؤں کی سمجھدار لیڈر شپ مکمل ہے ہندستان میں وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں سے مل کر کام کیا ہے ہندستان میں تلک جی گاندھی جی، نہرو، جناح وغیرہ یہ اکیلے نہیں کام کرتے تھے ان کے اوپر حکیم اجمل اور دوسرے مسلمانوں کا کافی اثر تھا، وہ جانتے تھے یہ زیادہ اچھا ہے دونوں کے لیے کہ کسی ایک کو کاٹ پیس کر رکھا جائے۔ پولٹکس کے کئی راستے ہیں

ایک راستہ وہ بھی ہے جو مہاراشٹر کی ایک پارٹی کا ہے، ایک راستہ کانگریس کا بھی ہے ایک راستہ نئی پارٹی کا بھی ہے، دوسرے بہت سے جھگڑے ہیں، ریزرویشن کا، کاسٹ کا جھگڑا، اگر یہاں کی تعلیم کچھ ایسی رہی ہے جب ہندو مسلم جھگڑے کو آگے بڑھا دیا جاتا ہے دوسری سب چیزیں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ مونٹ بیٹن کی تجویز کو منٹوں میں مان لیا وہ کانگریس جس نے پارٹیشن آف بنگال کو نہیں مانا، وہ جب دیوآیا تو سب پیچھے چلے گئے، ہندوستان کے لوگ انگریزوں کی طرح ٹھنڈے دماغ کے ہیں نہیں، یہ جذباتی ہیں۔ جذبات میں سب چیزیں پیچھے مڑ جاتی ہے۔ یہ اتنا بڑا پارٹیشن ہوا، ریفرنڈم تو ہوا نہیں، بعد میں جنرل باڈی میں رکھ دیا گیا۔ شکاگو میں ۶۶ء، ۶۷ء میں سب سے بڑے رائٹ ہوئے، خبر آئی بلیک یوتھ نے دکانیں لوٹ لی، پولس سے بھی لڑ پڑے، کافی نقصان ہوا، پندرہ دن کے بعد رپورٹ آئی بلیک یوتھ اور پولس میں ہو گیا ہے، اسے دور کر دیا گیا پھر آج تک کوئی خبر نہیں آئی۔ عام طور پر ہندو مسلم کمیونل نہیں ہے، ضروری ہے کہ پولس کمیونل نہ ہو۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ پولس اور بیورو کریسی کو ڈیموکریٹائز نہیں کیا گیا، ایس پی اور لوکل پولس کا ہمینٹ لوکل بوڈیز سے ملنا چاہئے اور وہ لوکل بوڈیز زندہ ہو۔ ریزرویشن کی جو بات ہے وہ محدود مدت کے لیے کیا جا سکتا ہے، بیچ کا راستہ نبھایا جا سکتا ہے۔

خورشید عالم خاں

آج جو سمسیا دیش میں ہے وہ پریم ہی سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ دیش میں بہت سارے دھرم ہیں، ہندوؤں کے لیے گیتا، رامائن مسلمانوں کے لیے قرآن، عیسائیوں کے لیے بائیبل، سبھی دھرموں کا ایک ہی مقصد ہے پریم اور پریم ہی سے ہم کمیونلزم پر کنٹرول کر سکتے ہیں۔

o — سیمینار اور لکچروں سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کرنے کا کام تو یہ ہے کہ دانشوروں کی ایک ٹیم بنے، کوئی گٹھن ہو کوئی تنظیم ہو وہ ان علاقوں کا دورہ کرے جہاں فساد ہوئے ہیں، جہاں انسانیت کے خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے وہاں کسی ہندو و کسی مسلمان کی موت نہیں بلکہ انسانیت کی موت ہو رہی ہے اور رفتہ رفتہ یہ اسطرح جڑ پکڑ رہی ہے کہ ہمارے existence پر خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ دراصل انٹلکچول عام لوگوں سے بالکل الگ ہیں، وہ گاؤں گاؤں گھر ہیں اور جس طرح ڈراما کرتے ہیں اس طرح کام کریں۔

دوبے جی

کسی انسان کی زندگی کے لیے لاکھ روپیہ کچھ نہیں ہے یہ ایک عارضی امداد ہے، کیا وجود ہے ان روپیوں

کا اس زندگی کے سامنے۔ بھاگلپور میں جو کچھ ہوا، بہت برا ہوا، لوک سبھا کا چناؤ ہو گیا، اگر چناؤ کا اعلان نہیں ہوتا تو یہ کبھی نہیں ہوتا، یہ آگ لگائی گئی ہے کیسے ووٹ کو تحریم بخش کر دو، اس وقت دل ایمان سامنے رکھ کر ہم بتائیں کہ ان مظلوموں کی دادرسی اور بازآبادکاری کے لیے اب تک کیا کنٹریبوٹ کر سکے ہیں؟

ذکی وارثی

ہم ہمیشہ دوسروں کے بارے میں سوچتے ہیں اپنے بارے میں کوئی سوچتا ہی نہیں، اردو صحافت کا بھی اثر ہے ہمارے اندر بھی احساس پیدا ہو منصفانہ حق نہیں ملا، ہر ناکامی کو یہ سمجھتا ہے اس کا حق تلف ہوا ہے، یہ نہیں اور بھی اسباب ہیں، سوال ہے . co-existence کا اس کے لیے ضروری ہے ہم اپنے اندر کوالٹی بڑھائیں، ہم سیاسی انجمنوں کے ذریعہ سماجی بات نہیں سوچتے، گرم ہوا میں سماجی اندولن لے کر نکلنے والوں سے نکل کر چوراہوں پر آئے، کمیونٹی میں کمیونیکیشن گیپ دور کرنا ضروری ہے۔

ذکیہ مشہدی

ہم جو یہاں گفتگو کر رہے ہیں ان چیزوں کو عوام تک اور نیم تعلیم یافتہ لوگوں تک کیسے لے جائیں جب تک اسٹریٹ انڈراسٹینڈنگ نہ ہو، اسٹریٹ تھنکنگ نہ ہو تو مسئلہ حل نہیں ہوگا، ایک بار یوپی میں حامدہ بیگم اور حامدہ حبیب اللہ کسی مسلم کینڈیڈیٹ کی کنواسنگ میں دیہات گئیں، تو کسی نے کہا مسلمان تو گائے کا گوشت کھاتا ہے تو انہی میں سے ایک عورت نے منہ توڑ جواب دیا: وہ کھاتا ہے تو اپنے منہ سے کھاتا ہے تو رپیٹ کا ہے بیراٹ ہے" ایک اور کلاس کی مسلم بات سنئے جس نے کہا "مسلمانوں کا راج رہا تو اس نے بھی کم شیطانی نہیں کی" یہ سیدھے سادے ان پڑھ لوگوں کی اسٹریٹ تھنکنگ ہے، دوسری طرف انٹلکچول دماغ بھی بہت سارے غلط ہیں، تو ٹیڑھے دماغ کو سیدھا کرنا ہے انسان کے ذریعہ کچھ پریکٹیکل کرانا ہے۔ ہمارے والد صاحب نے چاروں وید پڑھائے ہمارے گھر میں آج بھی چاروں وید رکھے ہیں وہ کہتے ہیں بہت ساری قرآن کی باتیں آپس میں بھی مل جاتی ہیں، یہ بات تو ہر کوئی کہتا ہے کہ ایک ہی چیز سب میں مل جاتی ہے لیکن یہ کیوں نہیں کہتے کہ کہاں کہاں الگ ہوتا ہے، کہاں کہاں اختلاف ہوتا ہے۔

رامائن سنگھ

پارلیامنٹری ڈیموکریسی تو ہو گئی مگر ڈیموٹی منیر نہیں سکھایا۔ بھارت میں سبھی طرح کے لوگ رہتے ہیں اور رہیں گے انہیں کوئی نکال نہیں سکتا۔ ودیشوں میں بھی ہر جگہ کے لوگ رہتے ہیں، ہر مذہب کے لوگ رہتے ہیں مگر وہاں

کوئی جھگڑا کوئی بھید بھاؤ نہیں ہوتا اس سے ہمیں سبق لینا چاہیے۔ موجودہ چناؤ کا سسٹم ہی بگاڑ کا کارن ہے۔ یہ غنڈہ کھڑا کرتا ہے اور غنڈہ گردی سے الکشن جیتتا ہے ہندستان بڑا دیش ہے بڑا رہے گا۔ ہمیں شکچھا دینا ہوگا لوگوں کو۔ دنگے ہم نے بہت دیکھے ہیں مگر یہ بھی دیکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی دس بیس آدمی کھڑے ہوگئے دنگا نہیں ہونے دیا۔

رشید حسن خاں

کمیونلزم کا پرو بلم صرف بہار نہیں سارے پورے دیش کا ہے، دیکھنا ہوگا اسکی جڑ کہاں ہے، وائرس کہاں سے پھیل رہا ہے ہمارے خیال میں برین واشنگ کی ضرورت ہے، فرقہ پرست تنظیموں کو ختم کر دیا جائے، غلط قسم کے لٹریچر کو ضبط کر دیا جائے، نصابی کتابوں میں سدھار لایا جائے بھائی چارگی اور اتحاد کو بڑھاوا دینے کے لیے اس قسم کا لٹریچر تیار کیا جائے اور اسکو عام کیا جائے۔

ریاض احمد

سیکولرزم کو فروغ دینے کے لیے پانچ چیزیں اہم ہیں۔ اول یہ کہ سمینار کو اور بڑھایا جائے یہ خدا بخش تک محدود نہ رہے بلکہ اسکول کالج اور گاؤں گاؤں میں اسکا اہتمام کیا جائے، ہندستان میں جو غنڈہ ازم ہے اسکو ختم کیا جائے ساتھ ہی ۱۹۸۹ء میں جو کمیونل وائلنس ہوئے اور اس سے قبل ۱۹۶۴ء میں جو ہوئے، یہ کس گورنمنٹ میں اتنے رائٹ ہوئے جو گورنمنٹ ناکام رہی اس گورنمنٹ کو ضرور بدل دیا جائے اور ایسی گورنمنٹ لائیں جو سیکولرزم کو بڑھاوا دے۔ تیسری بات یہ کہ دنگے میں پولس فورس بھی یکطرفہ ہو جاتی ہے ایک سیکولر فورس بنائی جائے جو رائٹ کو دبائے اسمیں ہندو مسلم سکھ عیسائی ہریجن بھی ہوں، چوتھی بات اسپیشل کورٹ بنائی جائے اور گلٹی کو ضرور سزا دی جائے پانچویں بات جو غنڈا امنلسٹ ہیں خواہ ہندو ہوں یا مسلم ان کو ضرور بین کر دیا جائے۔ اگر سیکولرزم کو بڑھاوا دینا ہے۔

سنجوگ پرشاد

نفرت اور عداوت ختم کرنے کی جو بات ہے یہ کام صرف کمیونزم کر سکتی ہے کیونکہ اس میں برابری کا درجہ دیا گیا ہے کوئی شخص اگر بھوکا ہے تو پہلے اسے روٹی دی جائے گی، یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ ہندو ہے یا مسلمان، دھرم اگر اس راہ میں رکاوٹ ہے تو اسے ختم کرنا ہی ہوگا۔

سمپردایک دنگے میں جو ہنسا ہوتی ہے وہ بہت خطرناک ہے آن جی گاندھی کے دیش میں ہنسا ہوتی ہے ہنسا میں کوئی ہندو مسلم نہیں مرتا بلکہ انسانیت کی موت ہوتی ہے، بھائی بندھوؤں کی موت ہوتی ہے۔ اسکا بنیادی کارن دوسری جگہ ہے آزادی کے سمے بھی گاؤں میں بیس آدمی پڑھے لکھے تھے، آج بھی چالیس یا ساٹھ

پڑھے لکھے ہیں، ان میں کوئی سمجھ نہیں ہے۔ یہ مسجد گئے تو ملاؤں نے کچھ سمجھا دیا مندر گئے تو شنکراچاریہ نے کچھ سمجھایا، ایسے ایسے ہندو ہیں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے، آج بھی چالیس آدمی کو گاؤں میں روٹی نہیں ملتی وہ لوگ کسی نہ کسی روپ میں ہنسا کرے گا ہی، ہندو مسلمان کو جوڑ لیجئے تو دوسرے روپ میں ہنسا ہوتی ہے، ہنسا اسنتوش سے پیدا ہوتا ہے غریبی، بھوک مری سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی کو دور کرنا ہے۔

شفیع مشہدی

ہم جن لوگوں کے انٹلکچول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں ایک اچاریہ دنیش شرما جی بھی ہیں، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ کیا کریں، ہم کیا کریں آج یہیں یہ فیصلہ ہو، آپ کی لیڈرشپ میں ایک گروپ بنے جو سوچے اور مختلف علاقوں میں جا کر ذہن صاف کرے، تاریکی میں ایک بھی چراغ جلایا جائیگا تو کچھ تو روشنی ہوگی۔ اقلیت کی حیثیت ہمیشہ سامنے رکھنی چاہیے اس میں ہمارا کردار کیا ہے، جاپان کے ہیروشیما اور ناگاساکی کے واقعے سے آج بھی دل دہل جاتا ہے لیکن آج جاپان لینڈ آف رائزنگ سن بنا ہوا ہے، امریکہ کی معیشت بھی اس کے ٹکنالوجیکل ڈولپمنٹ سے خائف ہے ہٹلر اور مسولینی کے معاملے ہی کو دیکھئے آج وہی یہودی یورپ کے کوک پٹ (cockpit) میں بیٹھے ہوئے ہیں، تیسری بات ہے انڈراسٹینڈنگ، محض کسی کی طرف سے دل میں کچھ پال لینا۔ پانی وہیں گندا ہوتا ہے جہاں نکلنے کا راستہ نہ ملے، بدکردار چند ہوتے ہیں نیوری ہوتی ہے تو بڑی تیاری سے ہوتی ہے، چور بدن میں تیل لگا کر اور پوری طرح مسلح ہو کر آتا ہے اور آپ اس وقت بے خبر سوئے رہتے ہیں، لیکن وہ بزدل بھی ہوتا ہے آپ صرف پکار دیتے ہیں کون ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے، تو ریزسٹ کرنے کی بھی کوشش کیجئے تاکہ اینٹی سوشل الیمنٹ پر روک لگ سکے، سرچ لائٹ آفس میں آکر کچھ شرپسندوں نے ایک بار توڑ پھوڑ مچایا تو انڈین نیشن کے لوگوں نے مار بھگایا، ابھی اخبار میں ایک صاحب کی اپیل شائع ہوئی ہے جس میں مسکراتی ہوئی تصویر بھی آئی، یہ مسکرانے کا موقع نہیں تھا۔

اقلیت کی حیثیت سے ہمیشہ ہمیں یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ہمارا کردار کیا ہو، جاپان میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم کا واقعہ ہمارے سامنے ہے، لیکن آج جاپان کیا ہے، میں اور میرا ہندوستان تو کیا امریکہ کی معیشت بھی اس سے خائف ہے، دوسری بڑی مثال یہودیوں کی ہے ہٹلر اور یہودی کا معاملہ آج دیکھئے یورپ کے کوک پٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو یہ کردار بنانے کی بات تھی پھر انڈراسٹینڈنگ (تفہیم) کی بات بھی ہے، محض کسی کی طرف سے کوئی بات پال کر نہیں رکھنا چاہیے، اسی طرح کھلے دل سے نہ ملنا اس سے بھی بڑی بیماریاں پھیلتی ہیں، چونکہ پانی وہیں گندا ہوتا ہے جہاں اسے باہر نکلنے کا راستہ نہ ملے۔ ہندو مسلم ان دو بڑی کمیونیٹیز کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے ایک

دوسرے کو cultural manifestation سے جانا، ہم دونوں نے ایک دوسرے کے اسپرٹ کو نہیں سمجھا، ایک دوسرے کے داخلی حیثیت سے نہیں پہچانا، تو بنیادی اسپرٹ کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور اسکی ضرورت ہے کہ ول پاور کو کیسے ڈولپ کریں۔ ۱۸ مارچ کو جے پی موومنٹ کے دوران سرچ لائٹ کے دفتر میں آگ لگادی تو انڈین نیشن کے لوگوں نے resist کیا اور انہیں مار بھگایا، تو اسکی بھی ضرورت ہوتی ہے اسلئے کہ بدکردار یا برے لوگ ہمیشہ معدودے چند ہوتے ہیں اور اسکی حیثیت اس چور کی ہوتی ہے جو آپ کے گھر میں پوری تیاری سے آتا ہے، وہ تیل لگاکے، لنگوٹ باندھ کے، ہتھیار لے کر آتا ہے آپ اس وقت بے خبر سوئے ہوئے ہوتے ہیں لیکن آپ صرف پکار دیتے ہیں کہ کون ہے؟ تو وہ بے تحاشا بھاگ جاتا ہے، یہ ٹھیک ہے کہ آج جو لوگ سامنے آرہے ہیں وہ اتنے کمزور قلب کے نہیں ہیں کہ آپ کہہ دیں گے تو وہ بھاگ جائے گا، تو آپ اس طرح resist کرنے کی بھی کوشش کریں تاکہ انٹی سوشلزم آپ پر حاوی نہ ہوسکے۔

شمبھو کمار

سمپر دایکتا کے سمادھان کے لیے میرے ذہن میں ایک بات یہ آئی ہے کہ مہاتما گاندھی، راجندر پرشاد اور دوسرے بڑے لوگوں نے جس طرح کام کیا ہم لوگ اس طرح کیوں نہیں کرسکتے۔ اپنے دیش ہی نہیں ساری دنیا میں کرانتی لاسکتے ہیں، ہمارے سماج میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو ہندو دھرم اسلام اور سکھ ازم کو اچھی طرح جانتے ہیں مگر سماج میں سہکار نہیں کرپاتے۔ کوئی بھی دھرم ہو سب کا ادیش ایک ہی ہوتا ہے کہ وہ ستیہ ہو اور مانو ماتر کا کلیان ہو چاہے وہ کسی مادھیم سے ہو میں سمجھتا ہوں کہ صرف بھاشا کا انتر ہے اور وہ نام ہے ہندو یا مسلمان۔ شروع میں لوگوں نے غلطی کی ہے نام ہی نہیں دینا چاہیئے اس سے الگ واد پیدا ہوتی ہے، میں نے کئی جگہ لکھا ہوا دیکھا "گرو سے کہو ہم ہندو ہیں" اسکا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بھائیوں کو کچھ ڈاؤن کرنے کی برتی کریا ہے، مسلم بھائی جب دیکھیں گے تو ضرور ان کے دل میں ہندوؤں کے خلاف نفرت ہوگی پھر وہ بھی لکھیں گے "گرو سے کہو ہم مسلمان ہیں" اس طرح یہ بات ہر جگہ پیدا ہوتی چلی جائیگی جو جھگڑے کا گھر ہوگا آخر اس کا سولوشن کیا ہونا چاہئے آپ اپنے بھائیوں اپنے پڑوسیوں میں کس طرح یہ وشواس پیدا کرسکیں کہ یہ جو ہو رہا ہے وہ غلط ہے۔

شیام ناتھ شرن

سمپردایکتا کا ذمہ دار کون ہے یہاں کچھ پیڑھی کا بھی انتر ہے پہلے مہاتما گاندھی جیسے لوگ تھے آج راجیو گاندھی ہیں گاندھی نے ۴۷ء میں کوشش کی تھی اس وقت اتنا برا حال بھی نہ تھا وہ تو دیش اسٹارٹ کر

تخت پر جھول گئے، یہ تخت پر بیٹھ کر دشش کو بھول گئے یہ اپنی راجنیتی اور اپنی کرسی کے لیے سمپردائیکتا کو ہوا دیتے ہیں۔ ہمیں راجنیتی سے ٹکرانا ہوگا۔ یہاں لوک تنتر ہے مگر لوک ملکت ہوتا جارہا ہے اور تنتر حاوی ہوتا جارہا ہے ۲۶ یوم جمہوریہ کے بائیکاٹ کا اعلان بھی غلط تھا، الکشن میں کسی پارٹی کو ووٹ دو، نہ دو، پر اچھین کال میں دھرم ہر چیز پر حاوی تھا، یہ دھرم والے پھر حاوی ہوتے جارہے ہیں کل پولنگ ہے دن بھر سیریل اور فلم کا پروگرام ہے تاکہ لوگ فلم دیکھنے میں سارہیں اور وہاں ووٹ چھپ جائے اسمودھان کی دھارائیں بدلنی ہونگی، ایکتا ہونی چاہیئے جے ہند اور جے شری رام سے ایکتا پیدا نہیں ہوئی۔

عرفان احسن صفدری

عام طور پر لوگ کہتے ہیں دل سے دل ملائے اور یہ سلسلہ جاری رکھئے، لیکن میں کہتا ہوں کہ دل سے دل ملائیں نہیں بلکہ جو دل ملے ہوئے ہوں ان کو نہ توڑئے، دل ملانے کی بات تو مشکل ہوتی ہے۔ مرے ایک ہندو دوست ہیں ان کی بچی بیمار ہوئی تو سب سے پہلی آواز مجھ کو دی کہ عرفان تمہارا بلڈ گروپ مل رہا ہے، مری بچی کو خون کی ضرورت ہے۔ یہ اور بات مجھے موقع نہیں مل سکا کسی اور نے یہ خدمت انجام دے دی ایسا کیوں ہوا کل اگر میں سوچوں گا میں ایک ہندو بچے کو کیوں خون دوں وہ تو ہمارے ہی خون کے درپے رہتے ہیں، تو یہ انسانیت سے گری ہوئی بات ہوگی۔ فسادات میں ملیٹری پولس کا رول خراب ہوتا ہے، مرادآباد میں پی اے سی نے جینوسائیڈ کیا اسی طرح بہار میں بی ایم پی اقلیت کی نسل کشی کر رہی ہے اس کے پیر پی اے سی اور بی ام پی میں مسلمانوں کا بھی اپوائنٹمنٹ ہو تبھی کنٹرول ہوسکتا ہے۔ سیاستداں ہمارے رہنما نہیں ہیں کیونکہ وہ اپنے سوارتھ کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

عمران احمد

ہر مذہب کی بڑی مضبوط بنیاد ہے، کعبہ اگر ڈھادیا جائے تو اسلام نہیں مٹ جائے گا، کوئی ٹمپل توڑ دیا جائے تو ہندوازم کا خاتمہ نہیں ہوگا، گرجا توڑ دیا جائے تو عیسائیت ختم نہیں ہوگی، ہم مذہب کو کسی صورت میں ختم نہیں کرسکتے، ان لوگوں کو بھی بلایا جائے جو آپ سے اختلاف کرتے ہیں، مثلاً ڈاکٹر آریہ کو بھی بلایا جائے ان کے خیالات بھی سنے جائیں۔

اس وقت جو حالات ہندوستان میں ہیں، نئی نسل کے ذہن میں چند سوالات اٹھتے ہیں۔ مسجد مندر ایشو میں حکومت کا کیا ہاتھ ہے کیا رول رہا ہے، تالا لگانا، تالا کھلا اس پرو بلم سچوئیشن میں ہم کیسے پہنچے ہیں۔ آزادی

کے بعد بھی اب تک فیصلہ نہیں کر پائے کہ ایک ساتھ رہنا ہے، وجہ کیا ہے، علاج کیا ہے۔ دنیا میں کتنے انقلاب ہو چکے، ان کے ہیرو آج ان کے ویلن ہیں، اتنے ڈیکیڈ تک جو جھوٹ بولا گیا ہے چاہیں گے کہ سچ بولا جائے ۱۹۴۷ء میں ہندستان کا انڈیپنڈنس نہیں ہوا، پارٹیشن ہوا ہے۔ تقسیم کے وقت ہم نہیں تھے ہم سے پوچھا نہیں گیا وہ سب کانگریسی تھے، آج ہم کیوں بھگتیں گے۔ اس وقت کی لیڈر شپ ذمہ داریوں کو چھوڑ بیٹھی تھی۔ اور بیٹھنے کیلئے سیاست کی کرسی چاہئے تھی۔ آج کے حالات میں سماج کو سوشل ایمبولنس کی ضرورت ہے دانشوروں کو چاہئے اس پر غور کریں۔ ٹیمز آف پیپل کے ذریعہ سوشل ایمبولنسیز تیار کیے جائیں تو فائدہ مند ہوگا۔ ہر عمر کے لوگوں کو چاہئے کہ آپس میں اخلاقی انسانی سپورٹ دیں۔

فضل احمد

کمیونلزم اور نیشنل انٹگریشن دونوں اہم مسئلے ہیں، میں نے اسکا مطالعہ کیا، سروس میں تجربہ کیا، کبھی کامیاب رہا، کبھی ناکام ہوا، کبھی تکلیف اٹھائی، کبھی خوشیاں حاصل کی، تجربے کی بنا پر کہتا ہوں کہ ہماری قوم میں کمیونلزم نہیں ہے خواہ ہندو ہوں یا مسلمان ان کو ہوا دی جاتی ہے اور اہل اقتدار انہیں ہوا دیتے ہیں ورنہ ۶۹ء میں خود اندرا جی نے کہا تھا کہ احمد آباد رائٹ کے بعد اب دیہاتوں میں یہ واقعات نہیں ہوتے شہروں میں ہوتے ہیں اور بدقسمتی سے تعلیم یافتہ طبقہ اس میں حصہ لیتا ہے، دو سال قبل بی ان پانڈے نے خدا بخش میں قومی یکجہتی پر لکچر دیا تھا اسے لائبریری نے شائع بھی کر دیا ہے اس خطبے میں پانڈے جی نے نصابی کتابوں میں پھیلے زہر اور غلط تاریخی حقائق کا پردہ فاش کیا ہے اور بہت کچھ مثالیں دی ہیں لیکن وہ کتابیں آج بھی ہمارے اسکول کالج میں پڑھائی جاتی ہیں، دراصل شروع ہی سے نفرت کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور دیوار انگریزوں نے کھڑی کی ہے لیکن آزادی کے بعد سوائے زبانی جمع خرچ کے اور کچھ نہیں ہوا، اسکول کی کتابوں کی تصحیح آج تک نہیں ہو سکی ۱۹۶۴ء میں یونیسکو کے تحت کونسل بنی تھی پھر ان سی ای آر ٹی بنی مگر وہ بھی زیادہ ترقی نہ کر سکی ۱۹۶۱ء میں نیشنل انٹگریشن کونسل جبل پور رائٹ کے بعد بنی ۱۹۶۱ء کے بعد صرف دو ایک میٹنگ ہوئی۔ جب بھی کوئی بڑا واقعہ ہوتا ہے تو صرف باسی کڑھی میں ابال ہوتا ہے لوگ خواب خرگوش ہو جاتے ہیں، یہ سب خانس، فیک، فول، نیوٹرل اور فریب ہے۔ صلاحیت پر میں کبھی شک نہیں کرتا، کوئی مسلم ذہانت میں کسی سے کم نہیں، دراصل نیتیں صاف نہیں، ویسٹ بنگال حکومت کی کارکردگی اس معنی میں شاندار رہی سوائے ایک بار مجبور مرشد آباد فساد کے جس میں محدود ۱۱ آدمی مارے گئے، بھرت ۸۲ء سے کوئی بڑا واقعہ رونما نہیں ہوا۔ جولائی سے آج تک جو بھی فساد ہوا وہ خاص قسم کے اسٹیٹ میں ہوا۔ پولس ایڈمنسٹریشن چاہے تو واقعات میں کنٹرول ہو سکتے ہیں احمد آباد کی طرح تین سال تک فسادات نہیں چل سکتے میں نہیں مانتا، یہ نیتوں کا سوال ہے

صلاحیت کا سوال نہیں، مسلمانوں کے سلسلے میں جو غلط فہمیاں ہیں کہ وہ فورنرس ہیں تو اس ملک میں بھی فورنرس ہیں سوائے آدیباسی کے بلکہ دراوڑ بھی شاید اسمیں اختلاف ہو۔ یہاں جتنے بھی حکمراں آئے سوائے انگریز کے سبھوں نے اس ملک کو اپنا ملک سمجھا اسکو ترقی دی سبھوں نے اس ملک کی ثقافت، تہذیب و ترقی میں نمایاں حصہ لیا سمی کر انگریزوں نے بھی، یہ کہنا کہ وہ اس ملک کے باشی نہیں غلط ہے۔ یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک پر حملہ کیا، دوسری قوم جو بھی آئی ان کے مذہب پر کمنٹ نہیں کیا جاتا، کر شچین آئے، رشین آئے مگر صرف مسلمانوں کا نام کیوں لیا جاتا ہے، ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا تو کیوں نہیں کہا جاتا یہ کرشچین بم تھا، فرقہ وارانہ فسادات کے سلسلے میں تجربات یہ ہے کہ نیت صاف ہو تو ہم روک سکتے ہیں، لوگوں نے روکا بھی، جوڈیشیل انکوائری کی بہت ساری رپورٹیں شائع ہوئیں، جسٹس ریڈی کی احمد آباد رپورٹ، جسٹس سکینہ کی مراد آباد رپورٹ، میرٹھ کی رپورٹ، سنہا کی جمشید پور رپورٹ، یہ سب ایماندارانہ رپورٹیں تھیں جو شائع بھی ہوئیں مگر کوئی کاروائی نہیں ہوئی، کیا فائدہ ایسی انکوائریوں کا جس میں وقت، پیسہ ضائع ہوتا ہے مگر عمل ہی نہیں ہوتا، ہم نے ایماندارانہ طور پر مرض کی تشخیص نہیں کی گو ہم میں صلاحیت تھی مگر ہمت اور ذہنی ایمانداری نہیں تھی۔ مذہبی تحریک ویسٹرن ورلڈ سے شروع ہوئی ایرانی انقلاب کے بعد اسلامک فنڈامنٹلزم کی بات پیدا ہوئی، قرآن کہتا ہے "ہر زمانے میں خدا نے ہادی بھیجے" اور دوسری جگہ فرمایا "ہم نے نبوت کے لحاظ سے کوئی تفریق نہیں کی" "دنیا میں جتنے بھی ہادی پیغمبر رشی منی خدا نے بھیجے ہم ان کی پاکی پر یقین کرتے ہیں" ہم یہ نہیں کہہ سکتے رام میرا ہے کرشن میرا ہے حضرت محمد میرے ہیں، وہ سب کے لیے ہیں۔ مری امیدیں اس ملک اس قوم سے وابستہ ہیں۔

کملیش کنول

کتابیں لکھنے اور اتہاس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ جو ابھی جاری ہے، اس طرح کیسے بھر دایک سمجھا ؤ رہے، اورنگ زیب دکرت آدمی تھا اگر ہم رام کو غنڈہ مان لیں تو کیا ہرج ہے، اسلیے ضرورت ہے کہ ہم ان روڑھیوں کو توڑ دیں، مرا کر موڑ دیں اور جس سے دیش کا بھلا نہ ہو وہ کام چھوڑ دیں۔

غلط فہمیوں کو دور کرنا اور درشکوں کا دل جیتنا بہت ضروری ہے، دیش کا وبھاجن ہم ابتک نہیں بھول پائے کہ ہم مسلمان ہیں وہ ہندو، ہندستان جو وبھاجت ہوا ہے ہم اسکو توڑنے کے لیے پریاس کریں چاہے وبھاجن سماپت ہو یا نہ ہو وہ اس کیلیے سکری ہو جائیں ہندستان میں صرف ہندو لوگ جیسے آر ایس ایس اور کچھ دوسرے لوگ آواز اٹھا رہے ہیں کہ بھارت اکھنڈ ہو۔

ڈاکٹر محمود الحسن

عقیدہ اور اصول اپنی جگہ ہوتے ہیں عمل بڑی چیز ہوتی ہے، سماج ریفلکٹ کرتا ہے، در اصل ہندستان میں مسلم سماج جس طرح بنا ہے، جو بد عنوان ہے بے ایمان اسی طرح ہے جیسا ہندو سماج میں ہوتا ہے، علیگڑھ جامعہ کی تاریخ میں آج تک کوئی وائس چانسلر نہیں آیا جو سید نہ ہو پٹھان نہ ہو، کیا یہ ریفلکٹ نہیں کرتا ہے۔

اندرا گاندھی قتل کے بعد دلی میں جب ہندو اور سکھ کے درمیان دنگا ہوا اس وقت دلی میں تھا اس وقت لوگ خوفزدہ تھے کہیں سکھ ہم پر حملہ نہ کریں مسجد سے ایک رات مائک سے اعلان ہوا ہوشیار ہو جائیں سکھ حملہ کرنے والے ہیں، وہی اعلان مندر سے ہو رہا تھا، مندر کے اعلان کو مسجد ریسیو کرتا تھا اور یہاں بھی اعلان ہوتا تھا سب لوگ پریشان تھے، حالانکہ دور دور تک کہیں سکھ کا نام و نشان نہیں تھا اور وہ بہت دور سے اتنی بڑی ہندو مسلم آبادی پر کیوں حملہ کرنے لگے، میں نکلا اور بڑھتا گیا کہ دیکھیں کدھر سے کون حملہ کرنے آرہا ہے، دور تک کوئی نام و نشان نہ تھا واپس لوٹا اور لوگوں کو تسکین دلایا کس طرح منظم کوشش ہوتی ہے کسی موقع سے ابھارنے کی، عوام کو ساتھ کرنے کی، عام لوگ فرقہ پرست نہیں ہوتے خاص لوگ بھی نارمل حالات میں فرقہ پرست نہیں ہوتے، ایسے موقع پر تھوڑا ہمت اور عقل سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ کہ لوگوں میں یگانگت کا احساس پیدا کیا جائے، ایک دوسرے کو لوگ پہچانیں۔ بہت سی تعلیمی تنظیمیں وجود میں آئیں ہمارے ملک میں ان کی رپورٹ میں اس بات کی طرف دھیان نہیں دیا گیا کہ اگر ہندو اور مسلمان ایک خاص سطح پر اور ایک خاص انداز میں ایک دوسرے کے مذہب کو سمجھ سکیں تو ہماری سماجی زندگی پر اسکا مثبت اثر پڑے گا ہمارے انتظامیہ پر بھی اسکا اچھا اثر پڑے گا اور اس کے لیے ظاہر ہے کہ مذاہب کا مطالعہ ضروری ہے، ایک بات میرے ذہن میں یہ آتی ہے کہ ایسے ادارے جو ہندوؤں کے ہیں یا مسلمانوں کے ہیں پاٹھ شالہ یا اونچے ادارے جہاں مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے وہاں یہ کام شروع ہو تو بہت فائدہ ہوگا، ایک دوسرے کے مذاہب کو جاننے کی ایک عملی کوشش ہونی چاہیے یا ایسی کتابیں تیار کی جائیں جو ہندو مذہب یا دنیا کے جو اور عالمی مذاہب ہیں ان کو سمجھنے میں مدد ملے اس طرح سے ہندو اداروں کو بھی اسلام مذہب کی کتابیں چھاپنی چاہیے اس سے غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگا اور ذہن بننے میں معاون ثابت ہوگا۔

محمود عالم

محبت اور نفرت کے جذبات متوازی ہوتے ہیں، محبت کی ہوا چلنی چاہیے، مسلم کی حیثیت سے اپنے حلیف یا حریف کو اخلاقی میدان میں ہی شکست دے سکتے ہیں تاکہ وہ کہہ سکیں کہ مسلمان ہی کا معاشرہ اچھا ہے۔

مدن موہن

سمپردائکتا کی جڑ نبلکتا میں ہے۔ آج جو کچھ ہو رہا ہے اسی وجہ سے ہو رہا ہے۔ نبلکتا کا مطلب ہے سچ کو سچ، جھوٹ کو جھوٹ کہا جائے۔ ہم لوگوں میں سے کسی میں ایسی ہمت نہیں رہ گئی ہے کہ حق کو حق کہیں اور غلط کو غلط۔ نبلکتا، نبلکتا ہی سے اتپن ہوتی ہے۔ انڈیا اور پاکستان کے بیچ کرکٹ میچ میں پاکستان ہار جائے تو ہندو خوش ہوتے ہیں، انڈیا ہار جائے تو مسلمان خوش ہوتے ہیں۔ آخر کیوں؟ اسکا برا پربھاؤ بچوں پر پڑتا ہے، ہم جو کچھ بھی اچھا برا کرتے ہیں انہی بچوں کے لیے کرتے ہیں۔ ان بچوں میں ہم بیج بو رہے ہیں، یہیں سے سمپردائکتا کو ابھارتے ہیں، اسکو مٹانے کے لیے نبلکتا ہٹ ضروری ہے۔ اس طرح الکشن میں ہم غلط لوگوں کو چنتے ہیں، چونکہ ہم سچ کو سچ نہیں سمجھتے اسلئے غلط کو چن کر بھیج دیتے ہیں، وہ وہاں جاکر سیکولرزم کی بات کرتے ہیں مگر وہ خود نہیں جانتے سیکولرزم کیا ہے، وہ خود ہی دنگا پھیلاتے ہیں، ہم لوگ تو کچھ بھی نہیں جانتے۔ اس لیے ہم لوگ سچ کو سچ کہنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ہم لوگ یہاں سمینار میں باتیں تو کرتے ہیں، یہ ہونا چاہئے وہ ہونا چاہئے مگر اسکو کاریہ روپ دیا جائے نہیں تو سمسیا حل نہیں ہوگی۔

معزز جہاں

اس دیش میں جو بھی دنگا فساد کرتا ہے وہ ہندو یا مسلمان کا دشمن نہیں دیش کا دشمن ہے۔ اگر آپ کو ملک سے محبت ہے تو آپ ملک میں ہرگز خون خرابہ پسند نہیں کریں گے۔ میں صرف اپنے بھائیوں سے یہ التجا کروں گی کہ اگر ہم دس بیس آدمی یہ بات لوگوں تک پہنچائیں تو کتنوں تک پہنچ جائے گی۔ جب فسادات ہوتے ہیں لوگ کسمپرسی میں ہوتے ہیں، وہ پچاس ہزار کیمپوں میں پڑے ہیں، انہیں تو ملک ہی کو کھلانا پڑیگا۔ اسکا بوجھ تو ملک ہی پر پڑے گا۔ اگر ہم یہ طے کریں کہ ہم خود ہی ملک کے دشمن ہیں تو پھر جو چاہیں کریں۔ یہ آپس میں نام رکھنے کی بات بھی بیکار ہے کچھ بھی رکھتا اس سے ہماری شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اگر اسکا بھی ہماری شخصیت پر اثر پڑنے لگے تو ہمارا ملک تباہ ہو جائے گا۔ جتنی مشکل سے آزادی حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ اسکی حفاظت مشکل ہوتی ہے۔ اگر آپ کو اس ملک کی حفاظت کرنی ہے تو یہ پیغام گھر گھر پہنچا دیں کہ جو فساد کرے گا وہ ملک کا دشمن ہوگا۔ یہ الکشن جو یہاں ہو رہا ہے اگر آپ سب لوگ طے کریں کہ جو خود خواہشمند ہو ہم اسکو ووٹ نہیں دیں گے بلکہ جس کو ہم مل کر کھڑا کریں جس نے قوم و ملک کے لیے کچھ خدمت کی ہو ہم اسے ووٹ دیں گے۔ آج ووٹ میں لاکھوں خرچ کرتے ہیں اور کروڑوں کماتے ہیں۔ پھر یہ کہ بیس پچاس فیصد جو پڑھے لکھے لوگ ہیں ان میں سے ہر شخص ایک مشن بنائے تو پھر دیکھئے کیا بات بن سکتی ہے۔

نرائن جھا

میں برہمن پریوار کا لڑکا ہوں، ویوہار کا بھی ادھیین کیا ہوں، متھلا سنسکرتی اپنے پرمپرا کا بھگت ہوں اپنشد میں کہا گیا ہے "ہم ایک برہمانڈ کو پریوار کے روپ میں دیکھتے ہیں" ان باتوں کے باوجود میں سب سے پہلے منش ہوں، یہی جیون کا اُدیش ہے۔ ایک بار ایک محمڈن حکیم کے پاس گیا، ان سے صاف صاف بتایا کہ میں ہندو ہوں انہوں نے دوا بھی دیا حال بھی پوچھا، وہ مجھے بیٹا کی طرح ماننے لگے، سمپردایکتا کو کاٹنے کے لیے ہم خود کافی ہوسکتے ہیں اگر ہم اپنے اپنے استر پر کوشش کریں۔

وجیہ الدین

کمیونلزم ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے ہندستان کی جڑوں کو ہلا رکھا ہے، ہمارا کونسٹی ٹیوشن بڑا انوکھا ہے یہ درست ہے مگر صحیح طور پر یہ رائج ہوا یا نہیں برابری سماج میں ہے یا نہیں، یہ بھی دیکھنا ہے، دوسری بات یہ کہ سرکار اور پولس ہماری مخالف ہے اس پر زیادہ امید نہیں کی جاسکتی، بھاگلپور کا واقعہ معمولی نہیں، آگے دوسرا نیسرا بھاگلپور نہ بنے اس پر غور کرنا ہے، لینگویج پروبلم بھی کمیونلزم کو بڑھانے لگا ہے اسے معمولی نہ سمجھا جائے، اردو ہندی کا معاملہ سنگین بھی ہوسکتا ہے، تھری لنگویج فارمولا میں ایک نیشنل ہندی ہے لیکن موڈرن لنگویج کے طور پر سنسکرت لایا جائے، اردو کی دیوستھانہ کی جائے یہ غلط ہے اردو کے خلاف جو نعرے لگائے گئے اردو ہندی جڑواں نہیں ہے اور "اردو تھوبالڑکوں پر خون گرے گا سڑکوں پر" آج کہاں کل ہٹا دیا، عثمانیہ یونیورسٹی میں ڈاکٹر چنا ریڈی نے ایم بی بی اس اردو میں کیا تھا اردو پڑھ کر ٹکنالوجی بھی اپنائی جاسکتی ہے، اسی طرح "اردو کورس چاہیئے تو پاکستان جائے" جیسے نعرے کیا اختلاف پیدا نہیں کرتے، ٹی وی پر مختصر رامائن ہے، مختصر مہابھارت ہے مگر مختصر قرآن نہیں ہے، یہ صحیح ہے کہ تعلیم کی کمی ہے مگر فرقہ واریت کو پٹرونائزیشن ایجوکیٹیڈ لوگوں سے ملتا ہے بڑے بڑے گھروں سے یہ ہورہا ہے، پیسہ اور دماغ ملتا ہے، فرقہ واریت میں پڑھے لکھے لوگ شامل ہیں، آخر یہ ایسا کیوں کرتے ہیں شاعری میں بھی اب یاوسی آگئی ہے

فسادات میں مکانات جلتے ہیں، لوگ گاجر مولی کی طرح مارے کاٹے جاتے ہیں اس وقت جب کرفیو نافذ ہوتا ہے، انکوائری کمیشن بیٹھتی ہے مگر انکوائری رپورٹ کہاں جاتی ہے ۱۹۷۹ء میں جمشید پور میں رائٹ ہوا، ۱۹۴۷ء میں رائٹ ہوا ہم موت وزیست کے درمیان جھولتے رہے اس میں کتنے لوگوں کو سزا دی گئی، پارٹیشن کا دکھ جو ہماری نسل کو لگا اسے اظہار نہیں کیا جاسکتا ۱۹۵۲ء سے ایک نئی پارٹی وجود میں آئی ۱۹۵۲ء سے ۱۹۸۹ء تک فعال رہی اور گل کھلاتی رہی افسوس سا ہے کہ اب خشونت سنگھ جیسا ایک ایماندار صحافی بھی اس میں شامل ہوگیا ہے۔

ضمیمہ

پٹنہ کے شہریوں کا مشترکہ پریس بیانیہ

ہندستان ایک سخت دور سے گزر رہا ہے ہم نیتاجی کے نقش قدم پر چلنے والے محسوس کرتے ہیں کہ قومی ایکتا اور وحدت کو ہر حیثیت میں بچانا ہے، بھارت ہمارا ملک ہے، اس ملک کی سب عورتوں کا سب مردوں کا ملک ہے، ہر بوڑھے اور جوان کا ملک ہے اور ہم سب کا فرض ہے کہ اسکو بچائیں اسکی حفاظت کریں۔ کچھ تنگ دل لوگوں نے اس عظیم بھارت کو آپس میں بانٹنے کا رویہ اپنایا ہے، کبھی یہ دھرم اور مذہب کی بنا پر بانٹتے ہیں کبھی جاتیوں میں بانٹتے ہیں کبھی زبان کا بھاشا کا سوال اٹھا کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہتے ہیں، یہ بڑا خطرناک رجحان ہے اور ہم اپنے تمام بھائیوں بہنوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ان سے بانٹنے والی طاقتوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں اور ان کے ملک دشمن عزائم کو کامیاب نہ ہونے دیں اس میٹنگ نے اس بات کا بھی چرچا کیا کہ نیتاجی نے آزاد ہند فوج بناتے وقت ایک عوامی جلسے میں کہا تھا، نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہ "تم اور ہم خوش نصیب ہیں کہ ایسے زمانے میں پیدا ہوئے جب ہندستان کو ہماری ضرورت ہے۔ اس بات سے بڑی عزت اور کیا ہوگی کہ ہم اپنے مادر وطن کے لیے کوئی حقیر سی قربانی دے سکیں، بھگت سنگھ، اشفاق اللہ اور چندر شیکھر کبھی نہیں مریں گے وہ امر ہیں" بیان جاری رکھتے ہوئے کہا گیا ہے کہ "ہندستان صدیوں سے دنیا کے تقریباً ہر مذہب کا گھر رہا ہے اور ہر مذہب نے اپنے اپنے طور سے قوم کی عظمت کو بڑھایا ہے اور یا سلئے کہ تمام ہندستانی ہر مذہب کی عبادت گاہ کا احترام کرنے کی قدیم روایت پر خوش دلی سے عمل کرتے رہے ہیں۔ ہمیں اس روایت پر فخر ہے اور ہم اس کو قائم رکھنے کے لیے اپنی پوری جد و جہد کریں گے۔

"رام جنم بھومی بابری مسجد مسئلے پر ہماری یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ ایودھیا میں رام مندر بننا چاہئے لیکن بابری مسجد کی عظمت و وقار پوری طرح محفوظ رکھا جانا چاہئے۔ مسجد گرا کر مندر بنانا ہماری روایت نہیں ہے۔ ہماری روایت میں

مسجد و مندر ساتھ ساتھ چلتے ہیں ہمیں اس روایت کا پاس رکھنا ہے' اس روایت کو زندہ رکھنا ہے اور اسی روایت کو آگے بڑھانا ہے اور اسی لیے ہم عوام سے اپیل کرتے ہیں خاص کر نوجوانوں سے کہ ہندستان کی اس ایکتا اور اس خوبصورتی کو بچانے کے لیے مل کر آگے آجائیں اور قوم دشمن عناصر سے اس دیش کو تباہ ہونے سے بچائیں جے ہند۔

(کرنل محبوب احمد، رامائن سنگھ، معز جہاں، عمران احمد، رام آدھار سنگھ، ڈاکٹر عابد رضا بیدار)

اداریہ نوبھارت ٹائمز

تاریخ میں ہم پڑھتے ہیں کہ ہندستان اپنی آپسی پھوٹ کے سبب بار بار ہارا اور بکھرا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ اور تھے جنہوں نے وہ پرانی بیوقوفیاں کیں۔ بیسویں صدی میں رہنے والے ہم روشن خیال لوگ مانتے ہیں کہ تاریخ سے ہم اتنا تیکھا سبق لے چکے ہیں کہ اب ہم ان غلطیوں کو دہرا ہی نہیں سکتے جو ہمارے اسلاف نے ایک تاریک زمانے میں کی تھیں لیکن ایسا نہیں ہے، ہم وہی ہیں جو ہمارے اسلاف تھے، اگر ان کی دم ٹیڑھی تھی تو آج ۱۹۹۰ء میں ساری دنیا کی آنکھوں کے سامنے ہماری بھی دم ٹیڑھی رہی ہے لیکن ہم انکار کر رہے ہیں کہ ایسا ہو رہا ہے کہ اپنی آپسی پھوٹ کے سبب ہندستان ایک بار پھر بکھر رہا ہے۔ اگر ہم مان بھی رہے ہیں تو اس پھوٹ کا ٹھیکرا کسی دوسرے کے سر پر پھوڑ رہے ہیں اور ہم بھول رہے ہیں کہ ہندستان کے بکھرنے کے بعد یہ سوال بے مطلب ہو جائے گا کہ بکھراؤ کے لیے زیادہ دوشی کون تھا۔

ذرا آس پاس دیکھئے، پنجاب بھارت کے ہاتھ سے جا رہا ہے۔ دیاس ندی کے اس پار بندوق والوں کا راج لگ بھگ قائم ہو گیا ہے اور سرکاری مشینری تار تار ہو چکی ہے۔ اتنے ہزار قتل پنجاب میں ہو چکے ہیں لیکن عدالت میں کوئی مقدمے نہیں چل رہے ہیں، اسکولوں میں قومی گیت نہیں گایا جا سکتا اور ہندی نہیں پڑھائی جا سکتی گاؤں میں کتے پالنے کی مناہٹ ہے کیونکہ وہ بھونک کر پولس یا سی آر پی کو آگاہ کر سکتے ہیں سرکاری انجینئر ان علاقوں میں سڑک نہیں بنا سکتے کیونکہ سڑکوں پر سرکاری گاڑیاں آ جا سکتی ہیں، بجلی کا بل ان علاقوں میں کوئی نہیں بھرتا اور درجنوں بجلی کرمچاری مارے جا چکے ہیں لیکن آمدنی کا دسواں حصہ وصول کرنے کے لیے دھمکیاں آتی ہیں اور اغوے ہوتے ہیں اور پیسہ دینا ہی پڑتا ہے۔ پاکستان میں بیٹھی سوہن سنگھ کی پنتھک کمیٹی حکم دیتی ہے تو پنجاب کے سارے اخبارات اپنا طرز بیان بدل دیتے ہیں اور وہ آتنک وادیوں کو یٹینٹ لکھتے ہیں، شاید آئندہ پنجاب کو خالصتان بھی لکھنا پڑے اور سرکاری دفتروں کو بھی حکم ہو جائے کہ جو پنجاب لکھے گا وہ مارا جائے گا پنتھک کمیٹی نے پنجابی کے

استعمال کا حکم دیا تو اس کا فوری سرکاری دفتروں میں پالن ہونے لگا اتنی تیزی سے تو ملائم سنگھ یادو کی ہندی استعمال کی ہدایت کا بھی اتر پردیش میں پالن نہیں ہوا ہوگا۔ پولس کے اعلیٰ افسران مارے جا رہے ہیں، سینا کے ٹینکوں پر سرنگ لگا کر حملے ہو رہے ہیں، بسوں میں مسافروں کو پکڑ کر مارا جا رہا ہے۔ کھاڑکو لوگ اب چھپے نہیں رہ رہے اور بچ نہیں رہے وہ پولس، سی آر پی اور بی ایس ایف کے سامنے آکر انہیں چنوتی دے رہے ہیں اور سب کو ناکارہ ثابت کر رہے ہیں۔ اخبار جان ہتھیلی پر رکھ کر نکل رہے ہیں اور ان کے مالک گویا جنگی علاقے میں ایک خندق کھود کر بیادری سے بیٹھے ہوئے ہیں جب اخبار بٹتے ہیں تب سائیکل پر ہاکروں کے ساتھ بندوق دھاری سپاہیوں کو جانا پڑتا ہے، سکھ آبادی اپنے گاؤں چھوڑ چھوڑ کر شہروں میں بس رہی ہے، ظاہر ہے کہ یہ دہشت گردی ختم ہو تو سب سے زیادہ راحت اس سے پنجاب کے سکھوں کو ملے گی لیکن جب دلی کے سر کے اوپر یہ سب چل رہا ہے تب گنگا جمنا والے آریاورت کا دھیان کہاں ہے؟

آریاورت کی سب سے بڑی چنتا یہ ہے کہ ۱۵۲۷ء میں بابر نے جس مسجد کو بنوایا تھا اس کا فیصلہ آج اور ابھی ہو کیونکہ اگر آج اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا تو شاید بھگوان رام کی شکست ہو جائیگی اور ۱۹۹۱ء تک بابر کا راج سارے ہندستان پر قبضہ ہو جائے گا۔ کتنی افسوسناک صورت حال ہے کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پہلی بار ملے اس پلے چوڑے آزاد دیش کو ہم اپنی ناک نہیں مانتے، اپنی لاثانی جمہوریت کو ہم اس دھرتی کا سب سے نایاب جھلملاتا مندر نہیں مانتے، ۴۳ سال تک اس دیش کے ایک اور اکھنڈ رہنے کو ہم دنیا کا آٹھواں عجوبہ نہیں مانتے لیکن ۱۵۲۷ء کا ایک بھولا بسرا مقدمہ جیتنے کے لیے ہم قومی تحریک کے ہونے دو سو سال کے سرمائے کو لٹانے کے لیے تیار ہیں ظاہر ہے کہ ہم ایودھیا کے لیے نہیں بلکہ ۱۹۹۰ء کی نئی سنجوگیتا کے لیے لڑ رہے ہیں۔

آپ کو ایسی کئی کہانیاں یاد ہونگی کہ جب حملہ آور لاہور آگیا یا پانی پت آگیا تب بھی دلی کے سلطان اپنی رنگ رلیوں میں محو رہے، دلی والوں کو اپنی دلی، سونی پت اور گڑ گاؤں سے بھی ہمیشہ دور لگتی رہی ہے ایسا اب بھی ہو رہا ہے۔ جب بھارت کے پردھان منتری کو اپنا وقت کشمیر، پنجاب، آسام اور تاملناڈو کے لیے دینا چاہیے تب لوگ ایودھیا کو مسئلہ نمبر ایک بنانے پر آمادہ ہیں۔ لیکن اگر ہمارے ایک لیڈر نے دیش کو ایودھیا کیندرت اور دوسرے نے سماجی کیندرت کر دیا تو آریاورت کے اس شل کرنے والے ہنگامے میں ہمیں پتہ ہی نہیں چلے گا کہ بھارت کے مختلف صوبے کیا ہم سے کٹ کر الگ ہو گئے۔ اگر ہم اپنے آپ کو مغلوب کر لیں گے تو معلوم بھی نہیں ہوگا کہ بندوس کے کرد میں کون آیا تھا جو گھر کا سارا سامان اٹھا لے گیا۔

اڈوانی کہتے ہیں کہ میری لڑائی مسلمانوں سے نہیں، نقلی سیکولر عناصر سے ہے اور ان ہندوؤں سے ہے جو اپنے ہندو ہونے کو حقارت سے دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کی ہر موڑ پر حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس بحث کو فی الحال چھوڑیئے، لیکن ہمارا کہنا یہ ہے کہ لال کرشن اڈوانی جن ہواؤں کو بڑھاوا دے رہے ہیں ان کے چلتے مستقبل میں خطرہ یہ ہے کہ ہندوؤں کے ہاتھوں ہی یہ ہندستان نہ ٹوٹ جائے۔ اگر ایودھیا واد اور جاتی واد کے سبب دیش بنتا رہا اور مرکزی سرکار کو سانس لینے اور ہوش میں آنے تک کی فرصت نہیں ملی تو کشمیر اور پنجاب ہم کھو دیں گے اس کے بعد اگر ہندو اکثریتی بھارت کے ہندوؤں نے اس دیش کی اکھنڈتا کے تئیں اپنا بھرم کھو دیا تو وہ کون سی ڈوری ہے جو آسام یا تامل ناڈو کے ہندوؤں کو بھارت سے باندھ کر رکھ سکیں گی۔ پنجاب کو الگ ہوتا دیکھ کر آسام کیوں نہیں الگ ہونا چاہے گا؟ اس طرح ایودھیا میں ہمیں مندر مل جائے گا لیکن ہم سیدھے ۱۹۴۷ میں جا پہنچیں گے اور یہ سب ہندوؤں کے ہاتھوں ہوگا کیونکہ کشمیر کے علاوہ مسلمان اب کہیں بھی کیا کر سکتے سوائے اس کے کہ وہ آریاورت کو بھی لبنان کی طرح چھلنی کر دیں۔ ایک مستحکم اور پائیدار ہندو راشٹر جب آریاورت کی دھرتی پر بھی قائم کرنا مشکل ہے اور لال کرشن اڈوانی جب کوئی دھرم راج سچ مچ چاہتے ہی نہیں تو یہ سارا بکھیڑا ہو کس کے لیے رہا ہے؟

نقلی سیکولر لوگ ہندوؤں کو حقارت سے نہ دیکھیں اور مسلمانوں کی بیجا پشت پناہی نہ کریں یہ بھی اندولن کا ایک جائز ایشو ہو سکتا ہے لیکن ذرا ان مدوں کو سموچی تصویر کے اندر رکھ کر دیکھئے تب لگے گا کہ لوک تنتر کی منڈی آپنے میں لمبے عرصہ تک جوج کر ان کا حل کھوجا جا سکتا ہے، سارے دیش کو جلا کر آج اور ابھی ان کا حل کون درست مانے گا سنجوگیتا کی خاطر لڑائی لڑنا بھی متعلقہ فرقوں کو ان دنوں حیات و موت کا ہی سوال لگا ہوگا لیکن اگر ہمارا نظریہ آج بھی محض سنجوگیتا پر مبنی ہے تو پھر ہم میں اور ہمارے اگلوں میں فرق کیا رہا۔ اتہاس کی بھولوں نے ہمیں کیا سکھایا؟

جے دیپ سنگھ برار

قائد اعظم محمد علی جناح شاید ہندستانی برصغیر کے بیسویں صدی کے سب سے کامیاب لیڈر تھے۔ کسی بڑی سیاسی جماعت، تنظیم، سیاسی پروگرام یا مسلم طاقت کے بغیر انہوں نے ہزاروں سال کی تہذیب اور جدید دور میں متحدہ ہندستان کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے نئے مذہبی ملک پاکستان کو قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

پاکستان کے قیام کے لیے ان کے پاس اپنے قلم اور زبان کے علاوہ اور کوئی طاقت نہیں تھی۔ اس قلم اور زبان سے انہوں نے مسلم ملک کے نظریے کو بڑھاتے ہوئے ایک ایسا مذہبی ملک قائم کیا جس کے بارے میں انہوں نے اعلان کیا

تھا کہ وہ ہندستانی مسلمانوں کے لیے دھرتی پر جنت کے مانند ہوگا۔ ہندو وہاں پر مسلمانوں پر حاوی نہیں ہوں گے اور مسلمانوں کو اپنے سنہرے مستقبل کی تعمیر کی آزادی ہوگی۔ یہ بات اور ہے کہ آج تک اس دھرتی پر جنت، یعنی پاکستان میں تاناشاہوں اور فوجی جنرلوں کو ہی اپنا سنہرا مستقبل بنانے کی آزادی رہی ہے، کسی عام آدمی کو نہیں۔ بہرحال نوتعمیر اس جنت میں قائداعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خاں جیسے لوگ ہوائی جہازوں پر چڑھ کر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا پرچم بلند کرنے چلے لیکن اسی جنت میں بسنے کے لیے سنہرے مستقبل کا خواب لے کر چلے لاکھوں مسلمانوں کی کٹی ہوئی لاشیں بھی ٹرینوں میں لد کر پہنچیں۔ حالانکہ ان بے گناہوں اور غریبوں کے بسنے کے لیے پاکستان میں لاکھوں ہندوؤں اور سکھوں نے جگہ چھوڑی تھی اور ان میں سے بھی لاکھوں بے گناہوں کی لاشیں ہندستان میں آنے والی ٹرینوں میں لد کر پہنچی تھیں۔

نئے اسلامی ملک پاکستان کی زمین پر انفرادی آزادی اور جمہوریت کے پودے کو اسلام کے نام پر تاناشاہی اور فوجی بوٹوں سے بار بار کچلا گیا۔ ۱۹۷۱ء کے عام انتخاب میں جب شیخ مجیب اور ان کی عوامی لیگ کو الکشن جیتنے کے بعد پاکستان میں ایک جمہوری حکومت قائم کر کے وزیراعظم بننے کا موقع آیا تو مغربی پاکستان کی مسلم فوجوں نے بنگال کے مسلمان پر جو ظلم ڈھائے، وہ انسانیت کے نام پر ہمیشہ کے لیے بدنما داغ رہیں گے۔ لاکھوں بنگالی مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے لیے پنجابی جنرل یحییٰ خاں اور سندھی لیڈر ذوالفقار علی بھٹو ایک تھے۔ لیکن بنگلہ دیش آزاد ہونے کے بعد جب بھٹو صاحب پاکستان میں گدی نشین ہوئے تو ان کے فوجی بھائی جنرل ضیاء الحق نے انہیں پھانسی دینے میں کوئی دیر نہیں کی جو مسلمان ہندستان کے دیگر صوبوں سے اپنے گھر بار چھوڑ کر ۱۹۴۷ء میں پاکستان بسنے کے لیے گئے تھے، ان کی اس قربانی کے لیے پاکستان کے پرانے باشندوں نے انہیں مہاجر کا نام دیا۔ ان مہاجروں کی جو نئی نسل پاکستان میں پیدا ہوئی وہ بھی مہاجر ہی کہلائی اور توقع یہی ہے کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی مہاجر ہی کہلائیں گی۔ پاکستان کا ہر پنجابی، سندھی یا پٹھان آج بھی ہر مہاجر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ پاکستان میں پنجابی مسلمانوں نے سندھی مسلمانوں کو، سندھی مسلمانوں نے مہاجروں کو، مہاجروں نے پٹھانوں کو اور سبھی نے ایک دوسرے کو جس تعداد میں قتل کیا ہے شاید اس کا دسواں یا بیسواں حصہ شہری بھی اس سے پانچ چھ گنا۔ ہندستان میں ہندو مسلم فسادات میں نہیں مرے۔ جمہوریت کو کچلنے اور ہندستان کے مسلمان پر ظلم کرنے کا یہ سلسلہ آج بھی پاکستان میں تھما نہیں ہے۔

تقسیم کے وقت کروڑوں مسلمان ہندستان ہی میں رہ گئے۔ مہاتما گاندھی کا کہنا تھا کہ ہندستان سیکولر ملک ہوگا اسلئے مسلمان ہندستان میں ہی رہیں۔ کروڑوں مسلمانوں کا کہنا تھا کہ وہ اپنے وطن کی مٹی کو، اپنی تہذیبی وراثت کو، اپنے آباواجداد و بزرگوں کی قبروں کو چھوڑ کر پاکستان کی شکل میں دھرتی پر جنت کی شہرت حاصل کرنا نہیں چاہتے کروڑوں

غریب اور محنت کش مسلمانوں کی یہ ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ ایک نئے اجنبی سماج میں جاکر نئی زندگی شروع کریں۔ ان بھی نے مذہبی جنون کے سارے خطروں کو دیکھتے ہوئے بھی ہندستان میں رہنے کا فیصلہ کیا پر بہت سے ہندوؤں نے ان مسلمانوں کا ہندستان میں رہنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جب مذہب اور آبادی کی بنیاد پر ملک کا بٹوارہ ہو کر پاکستان بن چکا ہے تو ان مسلمانوں کو ہندستان میں رہنے کا حق نہیں ہے۔ اسی بنیاد پر ان عناصر نے ہندستانی مسلمانوں کو ہمیشہ شک اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اس صورت حال سے بچنے کے لیے مسلمانوں نے کسی بھی دوسرے اقلیتی طبقے کی طرح اس وقت کی برسر اقتدار پارٹی کانگرس کا پلہ پکڑ لیا اور بہ آسانی کانگرس کا ووٹ بنک بن گئے۔ کانگرس مخالف ووٹر اس رشتے کا سیاسی اور دنیا بھر میں اقلیتوں کی ذہنی صورت حال کا تجزیہ کرنے سے چوک گئے۔ اور انہوں نے اسے کانگرس کی مسلم نازبرداری کی پالیسی قرار دے دی۔ کانگرس نے بھی جب اتنے بڑے ووٹ بنک کو اپنے ساتھ خود ہی جڑتے دیکھا تو سوائے کچھ سیاسی عہدوں اور سرپرستی کے مسلمانوں کی معاشی، تعلیمی یا سماجی ترقی کے لیے کچھ بھی کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہندستانی مسلمان معاشی سماجی اور تعلیمی اعتبار سے پچھڑتا چلا گیا۔ اس کے تھوک کے لیڈروں نے اس کے پچھڑے پن کا فائدہ اٹھا کر اکثریتی ہندوؤں کے ذریعہ نگلے جانے کا خوف دکھا کر اپنے چنگل میں رکھنے کی کارروائی اور تیز کر دی کیونکہ اسی میں ان کی قیادت اور محفوظ ہو گئی۔ دوسری طرف اسے شک کی نظروں سے دیکھنے والوں کا اس پر شک اور بھی گہرا ہوتا گیا کیونکہ پچھڑے پن کی وجہ سے مسلمان سماج سے کٹتا جا رہا تھا۔ اس شک نے مسلمانوں کو اور بھی گھٹن سے بھر دیا۔ خاص طور پر جب آج کا نوجوان مسلمان اپنی اس حالت پر غور کرتا ہے تو وہ جہاں ایک طرف سماج میں اپنے آپ کو پچھڑا پاکر ہندستانی نظام کے ذریعہ نظر انداز ہوتا محسوس کرتا ہے تو دوسری طرف اپنے اوپر ہونے والے ناحق شک کے نتیجے میں غصّے سے بھر جاتا ہے۔ قائداعظم جناح کا مذہبی ملک کا نعرہ دے کر پاکستان کا حکمراں بننے کی مستی اور آسان سیاست نے ہندستانی برصغیر کے مسلمانوں کو، خواہ وہ پاکستان میں ہوں، بنگلا دیش میں ہوں، یا ہندستان میں، ایسے حالات میں ڈال دیا کہ وہ پاکستان، بنگلا دیش میں اپنے ہی ہم مذہب لوگوں کے مظالم کے شکار رہیں تو ہندستان میں شک اور پچھڑے پن کے دائرے میں جینے پر مجبور رہیں۔ ۱۹۴۷ء کے پہلے کے ہندستان کا معاشی نظام، انتظامی مشنری، سیاسی اور سماجی ڈھانچے کا ایک خوش نصیب و برابر کا حصّہ دار مسلم سماج، پاکستان اور ہندستان میں جس تباہی کی منزل تک پہنچ چکا ہے، اس تباہی کو سمجھنے کے لیے جہاں ہمدردی کی ضرورت ہے وہیں بدگمانیوں سے خالی دماغ کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن اس صورت حال کا کون ذمہ دار ہے؟ یقینی طور سے قائداعظم جناح جیسے لوگ جنہوں نے اپنی حکومت کے لیے اسلامی ملک کے قیام کا نعرہ دیا اور وہ تمام لوگ بھی جنہوں نے ہندستان کی حکومت

حاصل کرنے کے لیے اس نعرے کا مقابلہ نہ کر کے حالات سے سمجھوتہ کر لیا۔ کچھ بھی ہوا لیکن ہندستانی برصغیر کے مسلمان کی تباہی کا انتظام پورا ہو چکا تھا۔ برسوں تک لگا کر ہندستان میں رہ رہے باقی مذہبوں کے لوگ مسلمانوں کی اس بدحالی کو دیکھ کر مذہب کے قیام کے اصول سے پرہیز کریں گے۔ لیکن افسوس کہ ۱۹۸۰ کے آتے آتے ایک طرف بڑے مذہب کے سیاسی لیڈروں نے اپنی سیاسی لڑائی کے لیے مذہب کو ڈھال اور تلوار دونوں بنا لیا۔ ۱۹۸۰ میں پنجاب میں الکشن ہار جانے کے بعد ایک سیاسی پارٹی نے مذہب اور سیاست کے ملے جلے بارود میں دھیرے دھیرے مذہب کو بڑھانا شروع کر دیا۔ پہلے پنجاب کے ساتھ انصاف کی مانگ، پھر سکھوں کی عزت کی حفاظت اور آخر میں سکھوں کے لیے ایک آزاد ریاست جہاں "خالصتان کا بول بالا ہوگا" کے قیام کا نعرہ دے کر ایک سنگین دھماکے کی کگار پر لا کھڑا کیا۔ سکھ ہندستان کی اصل دھارا میں ہی نہیں تھے، بلکہ ان کے گروؤں کی ۴۰۰ سال پرانی تعلیم کے بنیادی اصولوں یعنی ذات پات کے نظام کا خاتمہ، انسان انسان کی برابری، ہر شخص کو مذہبی آزادی کا حق، مذہبی مملکت کی مختلف ریاستوں کے استحصال کے خلاف جنگ یعنی سماجی انصاف کی بنیادوں کا اپنے میں اختیار کر کے ہی ہندستان کا جدید دستور بنا تھا۔ ۱۹۸۰ تک سکھ سارے ملک میں جس کسی جگہ بھی کام کرتے تھے وہ اس میں سب سے اونچے عہدے تک پہنچ چکے تھے۔ عام طور پر پورے ملک میں سکھوں کو سردار جی کے لقب سے جانا جاتا تھا۔ ہر ایک ذات اور طبقے کے لوگ کسی بھی ذات کے سکھ کو قومیت کی علامت مانتے تھے۔ مذہبی ملک کے محافظ کی علامت میں یہاں تک کہ ریل مسافر اگر کسی پسنجر گاڑی کے ڈبے میں چار سکھوں کو بیٹھے دیکھتے تو وہ اس ڈبے میں اس لئے بیٹھ جاتے تھے کہ راستے میں لٹیرے آ گئے تو سردار جی بھی مسافر کی حفاظت کریں گے۔ لیکن سیاست اور مذہب کی دھماکہ خیز ملاوٹ سے جو دھماکہ ہوا، اسکے نتیجے میں پاک صاف گرودوارہ میں، جس میں نظام برطانوی زمانے میں بھی پولس نہیں گئی تھی، فوج کو داخل ہونا پڑا اور امن کے مرکز کو خون سے غسل کرنا پڑا۔ اس کا اگلا نتیجہ ایک وزیراعظم کا قتل، ہزاروں بے گناہ سکھوں کا قتل عام اور پنجاب کو تباہی کے کنارے تک پہنچانے کی شکل میں سامنے آیا۔ پنجاب کے باہر رہنے والے سکھوں کے سماجی، معاشی اور سیاسی وقار کو گہرا دھکا لگا۔ پنجاب میں سکھوں نے سکھوں کا جتنا خون بہایا ہے، وہ پاکستان میں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے بہائے گئے خون کے مقابلے میں کچھ کم نہیں ہے سکھ مذہبی مملکت کی تعمیر پوری ہونے سے پہلے پنجاب کے کھیت کھلیانوں میں لوک ترانوں کی جگہ اسٹین گنوں کی بے رحم آوازوں نے لے لی ہے۔ ہریالی سے ڈھکی زمین خون سے شرابور ہو رہی ہے اور جمہوریت وہاں سے ایک طویل عرصے کے لیے کوچ کرتی نظر آ رہی ہے۔ یہ تو یقینی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ہندستان کے ہندو اور مسلمان آج سکھوں پر کتنا یقین کرتے ہیں لیکن ایسا ہے کہ اگر سکھوں

کے گاؤں میں بھی آج کوئی نیا اجنبی سکھ آجائے تو سبھی سکھ اسے مشکوک ہو کر دیکھتے ہیں۔ عوام زبان سے سردار جی کا خطاب ختم ہو رہا ہے۔ آج اگر مسافروں سے بھرے ٹرین کے ڈبے میں دو چار اجنبی سکھ اگر بیٹھ جائیں اور باقی مسافروں میں سے دو چار مسافر اگر خوف زدہ ہو کر ڈبہ بدل لیں تو یہ کوئی تعجب کا واقعہ نہیں مانا جاتا۔ اس ملک کے سب سے باوقار طبقے سکھوں کو آپ اپنے مذہبی مملکت کے قیام سے پہلے ہی ان سب تکلیفوں کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے جو مسلمانوں نے پاکستان بننے کے بعد پاکستان جا کر جھیلے اور ان سب شکوک کے سایے میں جینا پڑ رہا ہے جن کے سایے میں ہندستانی مسلمانوں نے ۱۹۴۷ء کے بعد ہندستان میں جینا سیکھا۔

ہندستان کی سرزمین تمام امکانات سے بھرپور رہی ہے۔ اس نے مختلف موقعوں پر ہندو، بودھ، سکھوں مسلمانوں سبھی کو اپنی اپنی سوجھ بوجھ اور اپنے اپنے ہنر سے اپنی اپنی تصویر بنانے اور بگاڑنے کا موقع دیا۔ جن مسلمانوں نے اپنی ہمت، ہنر، محنت اور چالاکی سے ہندستان میں ایسی مسلم ریاستیں قائم کیں، جو سیکڑوں سال چلیں، انہیں مسلمانوں نے بیسویں صدی میں اسلامی مذہبی حکومت کا نعرہ دینے والے خودغرض سیاسی لیڈروں کے پیچھے لگ کر اپنی تباہی کا راستہ اختیار کیا۔ جن سکھوں نے اپنی بہادری، محنت، ہنر اور قربانی سے مسلسل ۴۰ برس تک سارے ہندستان کا دل جیتا، وہ مذہبی مملکت کی تلاش میں عزت و احترام کی بنیادوں سے اتر کر اندھیری وادیوں میں مذہبی جنون کے اسلحوں سے لیس ہو کر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ اب سبھی کی نظریں ہندستان کے تیسرے خاص اور سب سے بڑے مذہب یعنی ہندوؤں پر لگی ہوئی ہے۔ کیا وہ بھی ہندستان کے بے شمار امکانات کا فائدہ اسی طرح اٹھائیں گے اور بھارتیہ جنتا پارٹی، وشو ہندو پریشد اور راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کی قیادت قبول کر کے ہندستانی راشٹر کی جگہ ہندو راشٹر کے قیام کی راہ پر چلیں گے؟ اگر بھارتیہ جنتا پارٹی کو سموچے ہندستان کی نمائندگی کرنا ہے، ہندستان کی عوام کا دل جیتنا ہے، ہندستان کی تعمیر نو کرنا ہے، تو وہ اپنے نام کا ہندستانی حصہ بھلا نہیں سکتی اور اگر وہ اپنی اس ذمہ داری کو سمجھتی ہے، تو اس ہندتو پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر بی جے پی اپنے آپ کو سیاسی معاملات سے جوڑتی ہے تو شاید ملک میں آزاد اور صحت مند جمہوری نظام کی ترقی ہوتی اور وہ ایک مناسب قومی متبادل بن کر ابھرتی۔ لیکن انہوں نے اپنے آپ کو وشو ہندو پریشد سے جوڑا ہے اور کہا ہے کہ وہ وشو ہندو پریشد کے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔ وی ایچ پی کا اعلان شدہ مقصد ہندو راشٹر کا قیام ہے یعنی مذہب کے نام پر بھی ملک بن سکتا ہے۔ اس اعلان نے پاکستان اور خالصتان کے قیام کے اصول کی، اپنے آپ کو ہندوؤں کا واحد نمائندہ کہنے والی، وی ایچ پی نے تصدیق کر دی ہے۔ ملک کے دستور اور قانون کو توڑ کر زبردستی مندر تعمیر کا اعلان کر کے بی جے پی نے اپنے آپ کو

مدعے سے جوڑا ہے، جس سے قائدِ اعظم نے ڈائرکٹ ایکشن کا نعرہ دیکر اپنے آپ کو جوڑا تھا۔ ہندوؤں کو ان کے وقار اور احترام کو لُٹانے کے نعرے کے ساتھ اسی طرح مذہبی نشانات کا استعمال کیا ہے، جس طرح قائدِ اعظم نے مسلمانوں کو ان کا کھویا ہوا وقار اور احترام لَوٹانے کے نعرے کے ساتھ اسلام کا استعمال کیا تھا اور جیسے پنجاب میں مذہب کی سیاست کرنے والوں نے سکھوں کو ایسے ملک کے قیام جس میں انہیں آزادی کی خوشی سے شرابور ہونے اور اپنے کھوئے ہوئے وقار کو پھر سے حاصل کرنے کا موقع ملے گا، کا نقشہ بنا کر دیا تھا۔ ہندستانی برِاعظم کے مسلمان اور سکھ جدید دور میں مذہبی حکومت کے قیام کے راستے چل کر اپنے آپ کو تباہ کر چکے ہیں۔

بی جے پی نے یہ سوال پیش کیا ہے کہ ایسی صورتِ حال میں ہندستان کے ہندوؤں کو دھرم راشٹر کے قیام کی راہ پر چل کر اپنے آپ کو تباہ کرنے کا حق کیوں نہیں ہے؟ جب ہندو راشٹر قائم ہوگا تو اس دیش میں حکومت کرنے کی خواہش صرف بی جے پی کے لیڈروں کو نہیں ہوگی۔ اگر ہندستان اکثریتی ہندو فرقہ دھرم راشٹر کے قیام کا عزم کرے گا تو یقینی ہے کہ سیاست کرنے کے لیے پاکستان اور پنجاب کی طرح ہی ایک اس نئے لیڈر کو جس کی نظر کرسی پر ہوگی، بی جے پی سے زیادہ تیز، زہریلی زبان اور طریقے کا استعمال کرنا ہوگا۔ ان لیڈروں کو ہندستانی تاریخ سے اور بھی گرم بھڑکیلے مذہبی نشانات کو تلاش کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ لیکن یہاں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ دھرم راجیہ اور جمہوریت کا مل جل کر رہ پانا ناممکن ہے اور پوری دنیا کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے۔ اسلئے یہ طے ہے کہ تمام مذہبی اور انسانی قدروں کو پامال کر کے زبردستی بنائے گئے مندر کے مدعے پر بنا دھرم راشٹر پہلے جمہوریت کو نگلے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایسا دھرم راشٹر سب سے پہلے مسلمانوں، سکھوں، بودھوں، جینوں یا عیسائیوں سے ہی ٹکرائے۔ ان مذہبی کٹھ ملاؤں کی تعداد اتنی نہیں ہے کہ وہ ایسا دھرم راشٹر کے امکانی حکمرانوں کا تختہ پلٹ سکیں۔ ایسی صورت میں ہندو حکمرانوں کی مختلف حکومت چاہنے والے ہندو ہندتو کے نام پر ہی کریں گے۔ کیا شیوسینا کے چیف کو لال قلعہ پر بھگوا جھنڈا لہرانے کی خواہش نہیں ہوگی؟ کیا مراٹھوں کے لیے مہاراشٹر میں ایک ہندو مراٹھا راشٹر کے قیام کا تصور دہلی میں بھی بنیادی طور پر ہندی علاقوں کی بی جے پی کے ہندو راشٹر سے زیادہ دلکش نہیں ہوگا؟ کیا تمل ناڈو کے تملوں کو درک کی قیادت میں چولا راجیہ کی جگمگاتی تاریخ، دہلی میں شمالی ہند کے ذریعہ قائم شدہ ہندو راشٹر کے بازار ایک تمل ہندو راشٹر قائم کرنے کے حوصلے کو زیادہ تقویت نہیں پہنچائے گا؟ کیا شیو، وشنو اور کرشن بھگت اپنے اپنے دیوتاؤں کو اونچی جگہ بٹھانے تیار ہو جائیں گے؟ کیا ہندو راشٹر میں حکومت کی تبدیلی اسی بنیاد پر ہوگی کہ کسی پارٹی کی رتھ یاترا کے ساتھ کتنے ترشول والے اور تلوارے کر چلنے والے نوجوان ہیں؟ یا اے کے ۴۷ اور کلاشنکوف رائفلیں لے کر چلنے والوں کی

۷۸

گنتی کیا ہے؟ کیا ہندو راشٹر میں اقتدار ہتھیانے کے لیے لیڈروں کو اپنی رتھ یاترا میں نوجوانوں کو روکنے کا ناٹک کرتے ہوئے بھی دوسرے مذہب، فرقے یا ذات کی اولادوں کا خاتمہ کرنے کے نعرے لگانے کی تعلیم دینا ضروری نہیں ہوگا؟ ایسی صورت حال ہندوستان میں مختلف فرقوں، مذہبوں، ذاتوں اور طبقوں کی یکجہتی کے ایک تاریخ میں پرونے والے ہندو مذہب کیا ہندوستانی کو ہندوستانی سے الگ کرنے والا اسلحہ نہیں بن کر رہ جائے گا؟ جیسے پاکستان اور پنجاب میں اسلام اور سکھ مذہب کے ساتھ ہوا؟ کیا سیاست کی فٹ بال بننے کے بعد ہندو مذہب کے متحد ہونے کے بجائے ٹوٹنے کا خطرہ نہیں بڑھ جائے گا؟ اور آخر میں کیا کچھ مخصوص، مایوس اور دور اندیشی سے محروم لیڈروں کو دہلی کی گدی پر قابض کرانے کے لیے اس دیش کے کروڑوں ہندوؤں کو اسی اندھی گلی میں اترنا ہوگا جس میں اتر کر ۱۹۴۷ء میں ہندوستانی برصغیر کا مسلمان تباہ ہوا اور ۸۰ء کی دہائی میں سکھ وقار کی بلندیوں سے گرے؟ یعنی کیا ہندوؤں کو بھی ان دونوں کی طرح ہندوستان کی بے شمار امیدوں میں سے اپنی تقدیر بنانے کا نہیں، بلکہ اپنی تقدیر بگاڑنے کا بدلہ چننا ہے۔

حدیث کی عظمت

پہلی قسط

ڈاکٹر حمید اللہ کے مرتبہ

صحیفۂ ہمام بن منبہ (م ۱۰۱ھ)

سے ایک انتخاب

حضرت ابو ہریرہؓ کا اپنے شاگرد ہمام بن منبہ کے لیے مرتب کیا ہوا "الصحیفۃ الصحیحۃ" موسوم بہ صحیفۂ ہمام بن منبہ ۵۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے۔

حدیث کا یہ قدیم ترین مجموعہ ہمارے مخدوم ڈاکٹر حمید اللہ کی بدولت ہم تک پہنچا۔ اس کے لیے پورے عالم اسلام کو انکا ممنون ہونا چاہیئے۔ وہ ہم سے دور پیرس میں رہے اور ہملوگ علم سے دور سیاست کے بکھیڑوں میں ایسے پڑے رہے کہ یہ جواہر پارے چھپ کے بھی نظر سے اوجھل رہے ہیں۔ حالانکہ اسکی طباعت کو چالیس سال گزر چکے ہیں۔

مخطوطہ صحیفۂ ہمام بن منبہ برلن میں ۱۹۵۳ء میں دریافت ہوا اور اسی سال المجمع العلمی دمشق سے عربی متن طبع ہوا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے بھائی جناب حبیب اللہ صاحب نے اس کا اردو ترجمہ کیا یہ دونوں (عربی اور اردو) یکجا ۱۹۵۵ء میں چھپے۔

ہم نے مناسب سمجھا کہ صحیفہ ہمام بن منبہ کا انتخاب آپ کی خدمت میں پیش کردیں۔

(ع-ر-ب)

مجموعۂ حدیث

صحیفہ ہمام بن منبہ

سے انتخاب

① میری مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے آگ سلگائی ہو۔ جب اطراف کی چیزیں روشن ہو جاتی ہیں تو پروانے اور زمین پر رینگنے والے وہ (کیڑے مکوڑے) جو آگ میں گرا کرتے ہیں اس میں گرنے لگتے ہیں اور وہ شخص ان کو (اس میں گرنے سے) روکنے لگتا ہے۔ لیکن وہ اس پر غالب ہو جاتے ہیں اور اس میں گھس جاتے ہیں۔ پس یہی میری اور تمہاری مثال ہے۔ میں تم کو آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہوں (اور چلاتا ہوں) کہ آگ سے ہٹو، آگ سے ہٹو (مگر تم سنتے ہی نہیں)، پھر تم مجھ پر غالب آجاتے ہو اور آگ میں گھس جاتے ہو۔

② (بد) گمانی سے بچو، تم (بد) گمانی سے بچو، کیونکہ (بد) گمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، اور تم آپس میں خرید و فروخت میں دھوکہ بازی نہ کرو، اور آپس میں حسد نہ کرو، اور نہ نفسانیت سے آپس میں مقابلہ کرو، اور نہ آپس میں بغض رکھو، اور نہ قطع تعلق کرو، اور اے اللہ کے بندو! تم آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

③ جب اللہ نے خلقت کو پیدا کیا تو یہ عبارت لکھ دی اور یہ اس کے پاس عرش کے اوپر (موجود) ہے کہ "یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔"

④ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، میں جو کچھ جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے ہوتے تو یقیناً روتے زیادہ ہنستے کم۔

⑤ روزہ ایک ڈھال ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کسی دن روزہ رکھے تو اس کو جہالت سے پیش نہ آنا چاہیے، اگر کوئی شخص اس سے لڑائی کرے یا اس کو گالی دے تو یہ کہنا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

⑥ نبیوں میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترے، تو ایک چیونٹی نے انہیں کاٹا، اس پر انہوں نے اپنا سامان وہاں سے نکلوایا اسے آگ لگوا کر جلا ڈالا اس پر (اللہ نے) ان کی طرف وحی کی کہ کیا (قصور) صرف ایک چیونٹی کا نہ تھا؟

⑦ جو شخص اللہ سے ملاقات کرنی پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملاقات کرنی پسند کرتا ہے، اور

جو شخص اللہ سے ملاقات کرنی پسند نہیں کرتا تو اللہ بھی اس سے ملاقات کرنی پسند نہیں کرتا۔

⑧ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تم میں مال کی کثرت نہ ہو جائے، وہ بہا بہا پھرے گا یہاں تک کہ مالدار کو اس بات کی فکر ہوگی کہ اس سے اس کا صدقہ (زکوٰۃ) کون قبول کرے گا۔

اور علم اٹھا لیا جائے گا، اور زمانہ (قیامت سے) قریب تر ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے، اور ہرج کثرت سے ہوگا۔ (لوگوں نے کہا) یارسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، قتل، خونریزی۔

⑨ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تقریباً بیس جھوٹے دجال نہ نکلیں، ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا فرستادہ ہے۔

⑩ اللہ عزوجل نے فرمایا، میں نے اپنے صالح بندوں کے لیے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال گزرا۔

⑪ مجھے اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک کہ میں تمہیں چھوڑے رکھوں کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گزرے وہ اپنے پیغمبروں سے سوال کر کے اور پھر ان کو نہ ماننے کے باعث ہلاک ہو گئے۔ پھر جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس چیز سے بچو، اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو تم سے جتنا ہو سکے اس پر عمل کرو۔

⑫ جب تم میں سے کوئی شخص ایسے شخص کو دیکھے جس سے اسکو مال اور اخلاق میں فضیلت دی گئی ہو تو اسکو چاہیے کہ ایسے آدمی کو دیکھے جو اپنے سے کم ہو، نہ کہ ایسے شخص کو جو بالاتر ہو۔ (تاکہ حسد کی جگہ اللہ کا شکر کر سکے۔)

⑬ رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی اور مجھے جامع کلمے دیئے گئے ہیں۔

⑭ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) نذر ماننے سے انسان کو کوئی ایسی چیز نہیں مل جاتی جو میں نے اس کی قسمت میں مقدر نہ کی ہو بلکہ نذر ماننے سے وہ شخص صرف ایسی چیز حاصل کرتا ہے جو میں نے اس کے لیے پہلے ہی سے مقدر کر رکھی ہے۔ البتہ نذر کی خاطر بخیل سے (کچھ خیرات) نکل آتی ہے، اور وہ مجھے اس کی خاطر ایسی چیز دیتا ہے جو اس سے پہلے نہیں دیتا تھا۔

⑮ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، "خیرات کر، میں تجھے اور دوں گا"

⑯ عیسیٰ ابن مریمؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ اس پر عیسیٰؑ نے اس سے کہا، کیا تم نے چوری کی؟ اس نے کہا، ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، عیسیٰؑ نے کہا، میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھٹلاتا ہوں۔

(۱۷) امام اس لیے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، اس لیے تم امام سے اختلاف نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔

(۱۸) داؤد کو قرآن (زبور) پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیتے تھے اور زین لگنے سے پہلے ہی (پورا) قرآن پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے کوئی چیز نہیں کھایا کرتے تھے۔

(۱۹) صالح آدمی کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

(۲۰) چھوٹے کو بڑے پر، اور گزرنے والے کو بیٹھے ہوئے پر اور قلیل (جماعت) کو کثیر (جماعت) پر سلام کرنا چاہیے۔

(۲۱) جب میرا بندہ دل میں یہ کہے کہ نیک کام کرے گا تو میں اس کے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک وہ اس کو نہ کرے پھر جب وہ اس کو کرتا ہے تو میں اس کے لیے اس جیسی دس (نیکیاں) لکھ لیتا ہوں، اور جب یہ کہے کہ وہ برا کام کرے گا تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں جب تک کہ وہ برا کام نہ کرے پھر جب وہ برا کام کرتا ہے تو میں اس کے لیے صرف ایک برائی لکھ لیتا ہوں۔

(۲۲) کثیر مال سے تونگری نہیں ہے بلکہ تونگری دل کی تونگری ہے۔

(۲۳) مالدار کا وعدہ کو ٹالتے رہنا بھی ایک ظلم ہے تم میں سے کسی کا کسی پیٹ بھرے سے پالا پڑے تو چاہیے کہ اس کا پیچھا کرے۔

(۲۴) اللہ کو سب سے زیادہ غصہ میں لانیوالا اور سب سے زیادہ خبیث اور اللہ کا سب سے زیادہ غصہ اٹھانے والا وہ شخص ہوگا جس کو شاہِ شاہان (بادشاہوں کا بادشاہ) کہتے ہوں، اللہ عزوجل کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

(۲۵) ایک شخص تھا وہ چادروں میں اکڑتے ہوئے چل رہا تھا اور اس کو اپنے نفس پر غرور تھا اتنے میں وہ زمین میں دھنس گیا اور وہ قیامت کے دن تک دھنستا رہے گا۔

(۲۶) اللہ عزوجل نے فرمایا، میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا گمان کہ وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔

(۲۷) لوگوں کا چھوٹی سی ہڈی (کسی کو دینا) بھی اس وقت تک کے لیے نیکی ہے جب تک کہ آفتاب طلوع ہوتا رہے۔ آپ نے فرمایا، دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی نیکی ہے، اور کسی آدمی کو سوار ہونے میں مدد دینا اور اس کو یا اس کے اسباب کو سوار کرانا بھی نیکی ہے اور میٹھی اچھی بات کرنا بھی نیکی ہے،

اور ہر قدم جو نماز کی طرف چل کر جائے وہ بھی نیکی ہے اور راستہ سے ایذا دور کرنا بھی نیکی ہے۔

(۲۸) یہ چکر لگانے والا جو (بھیک مانگنے کے لیے) لوگوں کے پاس چکر لگایا کرتا ہے اور ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک کھجور یا دو کھجور پاتا ہے تو وہ مسکین نہیں ہے، اصل میں مسکین وہ ہے جس کے پاس مال نہ ہو اور لوگوں سے مانگنے میں شرم کرے اور لوگ اس کی حالت نہیں جانتے کہ اس کو کچھ خیرات دے سکتے۔

(۲۹) ایک شخص تھا جس نے کسی سے ایک زمین خریدی، پھر جس شخص نے زمین خریدی تھی اس نے اپنی زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا، زمین کے خریدار نے (بائع سے) کہا، مجھ سے اپنا سونا لے لو، میں نے تو تم سے زمین خریدی تھی، سونا نہیں خریدا تھا، مگر جس شخص نے زمین فروخت کی تھی اس نے کہا، میں تو زمین اور جو کچھ اس میں ہے تمہیں بیچ ڈالا تھا۔ اس پر ان دونوں نے ایک حَکَم (پنچ) بنایا۔ حکم نے کہا، کیا تمہیں اولاد ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا، مجھے ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا، مجھے ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا، لڑکے سے لڑکی کی شادی کر دو اور سونا اپنے ہی پر خرچ کرو اور صدقہ دو۔

(۳۰) تم میں سے اگر کسی کی سواری کا جانور گم ہو جائے پھر مل جائے تو کیا اس کو خوشی ہوگی کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ کو بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ کسی شخص کو (گم شدہ) سواری کے پھر مل جانے سے (خوشی ہوتی ہے)۔

(۳۱) اللہ عز و جل نے فرمایا، جب میرا بندہ مجھ سے ایک بالشت آگے بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ بڑھ کر ملتا ہوں، اور جب میرا بندہ مجھ سے ایک ہاتھ بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ بڑھ کر ملتا ہوں، اور جب مجھ سے دو ہاتھ بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس کے پاس اس سے زیادہ تیز جاتا ہوں۔

(۳۲) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر میرے پاس اُحد (ایک پہاڑ کا نام) کے برابر بھی سونا ہوتا تو میں اس بات کو پسند کرتا کہ تین رات گزرنے سے پہلے اگر کوئی اس کو لینے والا ہوتا تو ایک دینار بھی باقی نہ رکھوں، میں کوئی چیز باقی رکھ کر اپنے کو (اللہ کے سامنے) مقروض نہیں بنانا چاہتا۔

(۳۳) جب تمہارا کھانا پکانے والا تمہارے پاس تمہارا کھانا لائے، جس نے تمہیں گرمی اور دھوئیں سے بچایا تو اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے کے لیے بلا لو ورنہ اس کے ہاتھ میں لقمہ ہی دے دو۔

(۳۴) (جنت کے) لوگوں کے درمیان نہ تو اختلاف ہوگا اور نہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے

بغض ہوگا، وہ صبح شام اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں گے۔

(۳۵) کوئی شخص چوری کرنے کی حالت میں (سچا) مومن نہیں ہوتا، کوئی شخص زنا کرنے کی حالت میں مومن نہیں ہوتا، کوئی شخص ممنوع چیز لینے، شراب پینے کی حالت میں مومن نہیں ہوتا، اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دغا بازی کرے تو دغا بازی کرنے کی حالت میں وہ مومن نہیں ہوتا، بچتے رہو بچتے رہو۔

(۳۶) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اس امت کا کوئی شخص، یا یہودی یا نصرانی میرا تذکرہ سنے اور مرجائے اور اس چیز پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے تو وہ دوزخ کے لوگوں میں ہوگا۔

(۳۷) تم ہمیشہ دریافت پر دریافت کرتے رہو گے، یہاں تک کہ تم میں سے کوئی یہ بھی کہے گا کہ یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا، تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

(۳۸) جب وہ لوگ قسم کھانے کے لیے مجبور کیے جائیں اور دونوں حیا کریں تو ان کے درمیان قرعہ ڈالو۔

(۳۹) جب تم سے کوئی شخص اونٹنی یا بکری خرید کرے جس کا دودھ دھوکہ دینے کے لیے کئی وقت کا نہ نچوڑا گیا ہو تو اس کو دودھ نچوڑنے کے بعد دو باتوں کا اختیار ہوگا، یا تو اس کو رکھ لے ورنہ اس کو واپس کردے اور ایک صاع کھجور دیدے (دودھ کے معاوضہ میں)۔

(۴۰) جب تم میں سے کوئی امام بن کر لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس کو چاہیئے کہ نماز کو مختصر کرے، کیونکہ جماعت میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں، ضعیف بھی ہوتے ہیں، اور اگر تنہا نماز کے لیے کھڑا رہے تو جتنا چاہے دراز کرسکتا ہے۔

(۴۱) دھوپ ذرا ٹھنڈی ہونے کے بعد نماز پڑھو، کیونکہ سخت دھوپ دوزخ کی بھاپ ہے۔

(۴۲) جب نماز کے لیے اذان دی جائے تو اس کے لیے جاؤ، مگر اس طرح چلو کہ تم پر سکون و اطمینان ہو، جتنی نماز ملے اس کو پڑھ لو اور جو چھوٹ گئی ہے اس کو پورا کرلو۔

(۴۳) اگر تمہارا بھائی کوئی چیز خرید رہا ہو تو تم اس کو نہ خریدو، اور اگر تمہارا بھائی منگنی کر رہا ہو تو تم (اسی عورت سے) منگنی نہ کرو (بلکہ انتظار کرو اور فارغ ہوجائے پھر جو چاہے کرو)۔

(۴۴) کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے اور مومن ایک آنت سے کھاتا ہے۔

(۴۵) جب تم میں سے کوئی شخص رات کو نماز کے لیے کھڑا رہے پھر اس کی زبان سے قرآن صاف نہ نکلے اور جاننے کے قابل نہ رہے کہ کیا کہہ رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ سو جائے۔

(۴۶) اللہ تعالیٰ نے کہا، آدم کے کسی بیٹے (انسان) کو "زمانہ کا بُرا ہو" نہ کہنا چاہیے کیونکہ میں ہی زمانہ (دہر) ہوں، میں ہی رات اور دن کو پے درپے بھیجتا ہوں اور جب چاہوں ان کو روک لوں۔

(۴۷) غلام کے لیے یہ بات کیا ہی اچھی ہے کہ اللہ اس کو اپنے پروردگار اور اپنے آقا (ہردو) کی اچھی اطاعت کرتے ہوئے وفات دے، یہ اس کے لیے بڑا ہی اچھا ہے، یہ اس کے لیے بڑا ہی اچھا ہے۔

(۴۸) بہ نسبت اور لوگوں کے میں مومنوں کے حق میں اللہ کے نوشتہ احکام میں زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں چنانچہ تم سے اگر کوئی شخص قرض چھوڑ کر مرے یا اس طرح فوت ہو کہ کفن دفن کے بھی پیسے نہ ہوں تو مجھے بلاؤ، میں اس کا ولی ہوں، اور اگر تم میں سے کوئی شخص مال چھوڑے تو جو کوئی اس کا قرابت دار ہو اسے اس مال پر ترجیح حاصل ہوگی (ترکہ بحق حکومت ضبط نہ ہوگا)۔

(۴۹) تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے "اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر" یا "اگر تو چاہے تو مجھے رزق دے"۔ اس کو چاہیے کہ پورے عزم کے ساتھ سوال کرے، بے شک وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

(۵۰) فخر و تکبر گھوڑے اور اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور بردباری بکری والوں میں۔

(۵۱) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور (خیرات) اپنے قریبی رشتہ داروں سے شروع کرو۔

(۵۲) کوئی شخص اپنے عمل کے ذریعہ نجات نہیں پائے گا لیکن (عمل کو) درست کرو اور میانہ روی اختیار کرو، لوگوں نے کہا، یارسول اللہ! کیا آپ بھی نہیں؟ فرمایا، میں بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لے۔

(۵۳) تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے "اپنے مالک کو پانی پلاؤ یا اپنے مالک کو کھانا کھلاؤ" "اور اپنے مالک کے لیے (چراغ) روشن کرو" اور تم میں سے کوئی شخص کسی کو یہ نہ کہے "میرا مالک" بلکہ یہ کہے "میرا سردار، میرا آقا" اور تم میں سے کوئی شخص "میرا بندہ، میری بندی" نہ کہے بلکہ "میرا بچہ، میری بچی، میرا لڑکا" کہے۔

مراسلات

مضطر مجاز

کرنول / حیدرآباد

اُردو ریسرچ کانگریس وغیرہ

پچھلے چھ ماہ سے میری پوسٹنگ حیدرآباد سے دور دراز ایک مقام کرنول پر ہوگئی ہے۔ یہاں بالکل تیلگو کا ماحول ہے اور کام کی اس قدر زیادتی ہے کہ الامان والحفیظ میرا حال بھی فانی کا سا ہوگیا ہے۔

البتہ وہ ناواقف اسرار حکومت کرنول کے اک گوشہ ویراں میں ملے گا

فانی کے لئے نامعدہ تھا، میرے لئے کرنول قسام ازل نے لکھ دیا ہے۔

پچھلے ماہ تک انجمن ہائے امداد باہمی کے انتخابات چل رہے تھے تو پندرہ تا اٹھارہ گھنٹے کام چل رہا تھا، اب کم ہوئے پر بھی بارہ گھنٹے تو کھینچ ہی لیتا ہے۔ بقول داغ

گرتے پڑتے بھی یہ مرے نالے ساتواں آسمان لیتے ہیں

علم اور شعر و ادب کی فضا سے بہت دور ہوں۔ آپ کا پیام موج صبا کی طرح آیا پھر ایسا موقع بار بار ہاتھ لگنے والا نہیں کہ۔

صحبت اہل صفا یک دم دو دم این دو دم سرمایہ بود و عدم

مگر ملازمت کی مجبوریوں نے ہاتھ پکڑ لیے ہیں۔ ڈیڑھ مہینے کے بعد ایک دن کے لیے گھر جا سکا۔ کانگریس میں شرکت کے لئے چار پانچ دن کی رخصت درکار ہے (جس کا ملنا محال ہے) کیونکہ۔ بقول غالب

حیدرآباد بہت دور ہے، اس سمت کے لوگ اس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم

خیر کوئی بات نہیں، یار زندہ صحبت باقی اللہ کریم اور کوئی راستہ نکالے گا۔ مگر یہ آپ نے کن از کار رفتہ لوگوں کو جمع کیا ہے جن میں سے بیشتر یا تو ناظم ہیں یا متشاعر، یا پھر خرچ شدہ قوتیں ہیں، نئے لوگوں کو بھی آپ نے ضرور بلایا ہوگا مگر شاید نام نہیں لکھے۔

خدا کرے آپ کی کانگریس کامیاب ہو، سنگ اور آہن کا ٹکراؤ مزہ دے گا۔ کاش میں بھی وہاں حاضر ہوتا اور ضبط سخن نہ کر سکتا!

عدم شرکت کا ٹیلیگرام ابھی ابھی روانہ کیا ہے۔ دوبارہ معافی کا خواستگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مع الخیر خوش و خرم رکھے اور ایسے ہنگامے کرواتا رہے۔

ابھی ابھی آپ کا عطوفت نامہ آیا آخر آپ نے ملاقات کی ایک سبیل نکال ہی لی۔ میں بھی ۲۸ فروری کو فارغ التحصیل والطبع یعنی ریٹائر ہوگیا۔ بس اب میں ہوں اور ماتم یک شہر آرزو کہ کتنا وقت ضایع ہوگیا۔ کیا کچھ کہا جاسکتا تھا اور کچھ نہ ہوسکا۔ خیر گذشت آنچہ گذشت! اب ارادہ ہے کہ پتھر کے صنم پوجوں گا، اور شب و روز لکھنے پڑھنے ہی کی مشغولیت میں رہوں گا۔ کئی Plans بنا رکھے ہیں دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ آپ نے جو یہ مژدہ وہاں آجانے کا سنایا ہے۔ تو میرا سایہ مجھ سے دو قدم آگے ہے۔ ابھی تو رمضان چل رہا ہے۔ انشاء اللہ مارچ کے آخری یا اپریل کے پہلے ہفتہ میں عازم درِ دوست ہونگے۔ آج یا کل ڈاکٹر فاطمی اور مسز فاطمی کو بھی میں یہ مژدہ جاں فزا سنادوں گا۔

حسب الحکم کچھ اشعار روانہ کر رہا ہوں ملک کی طرح چلتے ہوئے ہیں۔ رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف۔ بقول فیض

لب پر ہے تلخیِ مئے ایام ورنہ فیض ہم تلخیِ کلام پہ مائل ذرا نہ تھے

ان شعروں پر اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ Fatmis سے بات کر کے پھر آپ کو لکھوں گا تب تک کے لیے وقفہ۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

یہاں آپ سے ملاقاتیں بڑی رواروی کی رہیں، تاہم بقول مرشد لاہوری

صحبت اہل صفا یک دم دو دم این دو دم سرمایہ بود و عدم

زندگی کا نقشہ بڑا عجیب ہوگیا ہے محشر کا سا سماں ہے۔ عدم کا یہ شعر یاد آتا ہے

کیا لطف ملاقات سرِ جادۂ ہستی ہم آپ سے محشر میں ملاقات کرینگے

حالی نے جب یہ کہا تھا۔ امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے۔ تو ان کے سان و گمان میں بھی یہ حالات نہ ہونگے، بہر حال وقت دعا ہے۔ ممکن ہے دسمبر میں میرا دلی آنا ہو تو وہاں سے خدمت گرامی میں حاضر ہوں گا

صحبت اہل صفا، نور و حضور و سرور سرخوش و پر سوز ہے لالہ لب آبجو

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

○

میرا تبادلہ بہ حیثیت ڈسٹرکٹ کوآپریٹو آفیسر کرنول ہوگیا ہے۔ پچھلے دنوں حیدرآباد گیا تو آپ کا کرم نامہ نظر نواز ہوا جس میں آپ نے کسی دعوت نامے کا ذکر کیا ہے جو لائبریری کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ میں ۱۱ نومبر تک حیدرآباد ہی میں تھا اس وقت تک کوئی دعوت نامہ وہاں نہیں پہنچا، کچھ کارکنان رسل وسائل کی گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔ آپ کے گرامی نامہ سے تو کچھ بھی مترشح نہیں کہ آخر دعوت کس ضمن میں ہے۔ غالباً کوئی سیمینار وغیرہ ہوگا۔ اگر ہنوز وقت باقی ہے تو اس کی کاپی درج ذیل پتے پر روانہ فرمانے کی اپنے دفتر کو ہدایت فرمائیں تو موجب کرم ہوگا

karnaul 518005 A.P Dist. co-oprative officer

ضلع کا یہ مستقر حیدرآباد سے ساڑھے چار گھنٹے کے فاصلے پر ہے۔ ہفتے عشرے میں ایک بار حیدرآباد جاتا رہتا ہوں۔

پتہ نہیں کارکنان قضا و قدر کو کیا منظور ہے۔ آپ سے ملاقات کی صورت نکلتی بھی ہے یا نہیں، پٹنہ سے ہمیں کیا لینا ہے

کرتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست

ہمیں تو یہی خوشی ہے کہ وہ "دوست" کی جلوہ گاہ ہے۔

آپ کا بھی حیدرآباد کی طرف نکلنا بہت مشکل ہے۔ پچھلی مرتبہ آپ ایک Special Assigment لے کر آئے تھے جو ظاہر ہے کہ ہر بار ممکن نہیں۔ حیدرآباد کے لیے غالب نے بہت پہلے ہی صداقت نامہ دے دیا تھا۔

حیدرآباد بہت دور ہے۔ اس ملک کے لوگ اس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

جناب شبنم رومانی صاحب
مدیر سہ ماہی "اقدار"
۲۰۷، گھڑیالی بلڈنگ، صدر، کراچی

مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۹۵ء

مکرمی ۔ سلام مسنون

آپ کے جریدے کے تینؔ شمارے ۸۷، ۸۹-۹۰، ۹۲-۹۲ اور ۹۳-۹۵ ملے۔ رسائل کے باب میں آپ کے شمارہ ۹۰-۹۲ کے صفحہ ۴۰۵ پر ہمارے پرچے کا ذکر "تاخیر سے چھپنے والوں" میں کیا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔ "اقدار" اپنی صوری اور معنوی وقعت کے ساتھ ساتھ اپنی پابندیِ اشاعت کیلئے بھی شہرت رکھتا ہے اور اردو دنیا میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔ ہم عموماً بیرونی ممالک کے ہمعصر پرچوں کو اعزازی یا تبادلے کی کاپی نہیں بھیجتے (یا یوں کہیے کہ اعزازی ترسیل کی استطاعت نہیں رکھتے) لیکن، استثنےٰ کے طور پر آپ کو پورا سیٹ (۱۲ شماروں پر مشتمل) بھیجوا رہے ہیں۔ پہلا شمارہ نایاب ہے وہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ایک بات اور ۔ اس پرچے کا ڈکلریشن بے شک ماہنامے کا ہے، مگر چھپتا سہ ماہی ہے (پوسٹ آفس والے سہ ماہی جریدوں کو رعایتی پوسٹیج کا حقدار نہیں سمجھتے)۔

رسید سے مطلع فرمائیے اور اپنے کسی آئندہ شمارے میں ممکنہ تلافی بھی کر دیجئے۔

آپ کا مخلص
شبنم رومانی
مدیر

پس نوشت

آپ کے کسی شمارے میں ہمارے جریدے کا ذکر سرورق کی تصویر کے ساتھ تھا۔ یاد نہیں پڑتا وہ کون سا شمارہ تھا۔ ازراہِ کرم تلاش کر کے ہمارے ریکارڈ کیلئے بھیجوائیے۔

سید امین الحسن رضوی
۵۱۔ ودھی اپارٹمنٹس
پٹ پڑ گنج، دہلی۔۹۲

زندگی بیمہ

مکرمی! زندگی کے بیمہ (لائف انشورنس) کے مسئلہ پر قومی آواز کے ہفتہ وار ضمیمہ میں عبدالرحمن صاحب کے مضمون کی دونوں قسطوں ۱۵ ستمبر کے شمارے میں ابن الاسرار صاحب اور یکم اکتوبر کے شمارے میں اقبال حسین صاحب کے حوالے سے مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ تینوں حضرات حقیقی صورت حال سے واقف نہیں ہیں۔ میں چونکہ اسلامی فقہ اکاڈمی سے متعلق ہوں اور بیمہ زندگی کے مسئلہ پر غور کے ہر مرحلہ میں شریک رہا ہوں اس لیے صحیح صورت حال پیش کرتا ہوں۔

ابن الاسرار صاحب کی یہ اطلاع درست نہیں ہے کہ فقہ اکاڈمی کے سالانہ اجلاس حیدرآباد (۹۔ ۱۲ر اگست ۹۱ء) میں پندرہ علما نے زندگی کے بیمہ کے جواز کا فتویٰ دے دیا تھا۔ اس اجلاس میں جب علما کی ایک کمیٹی اس مسئلہ پر غور کر رہی تھی تو انشورنس کمپنیوں کے ایک ضابطہ کے سرسری مطالعہ سے یہ سمجھا گیا کہ فسادات میں جان و مال کے اتلاف پر انشورنس کمپنیاں کوئی رقم ادا نہیں کرتیں۔ اس بنا پر اس مسئلہ پر غور ملتوی کر دیا گیا اور سترہ علما کی ایک دوسری کمیٹی تشکیل دی گئی کہ وہ دیگر ماہرین کی مدد سے اس بارے میں انشورنس کمپنیوں کے ضابطے کے بارے میں صحیح علم حاصل کرے اور پھر مسئلہ کے شرعی پہلو پر اپنی رائے پیش کرے۔ چنانچہ اس کمیٹی کو یہ وضاحت حاصل ہو گئی کہ فرقہ وارانہ فسادات میں جان و مال کے نقصان پر بھی انشورنس کمپنیاں رقم ادا کرتی ہیں تو ان سترہ علما کے ساتھ چند اور

علما شامل ہوے اور فقہ اکاڈمی کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۳۰ اکتوبر تا ۲ نومبر ۹۲ (جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ) میں فرقہ وارانہ فسادات کے دوران جان و مال کے نقصان کا بیمہ کرانے کی شرعی حیثیت پر ان علما نے غور کیا اور اپنی رائے دی پھر ان کی رائے کو کھلے اجلاس میں مباحثہ کے لیے پیش کیا گیا۔ اس کے بعد جو فیصلہ ہوا اس کا آخری جزو یہ ہے۔

"مروجہ انشورنس اگرچہ شریعت میں ناجائز ہے کیونکہ وہ ربوٰ، قمار، غرر جیسے شرعی طور پر ممنوع معاملات پر مشتمل ہے لیکن ہندستان کے موجودہ حالات میں جبکہ مسلمانوں کے جان و مال اور صنعت اور تجارت وغیرہ کو فسادات کی وجہ سے ہر آن شدید خطرہ لاحق ہے۔ اس کے پیش نظر 'الضرورت تبیح المحظورات' رفع ضرر، دفع حرج اور تحفظ جان و مال کی شرعاً اہمیت کی بنا پر ہندستان کے موجودہ حالات میں جان و مال کا بیمہ کرانے کی شرعاً اجازت ہے۔"

کمیٹی نے اپنی رائے پیش کرتے ہوے مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنؤ اور دار العلوم دیوبند کے فتووں کو پیش نظر رکھا تھا۔ فقہ اکاڈمی کے اس فیصلے پر ہندستان کے مختلف علاقوں کی ۲۵ معروف دینی درس گاہوں سے تعلق رکھنے والے اور دوسرے دینی اداروں سے متعلق ۵۲ علما نے دستخط کیے جن میں پانچ علما دار العلوم دیوبند اور دو دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ سے وابستہ ہیں۔ ان ۵۲ علما میں سے مولانا شمس پیرزادہ، مولانا نذیر احمد قاسمی اور مولانا اشفاق احمد نے دستخط کرتے ہوے "بہ درجۂ مجبوری درست ہے" کے نوٹ کا اضافہ کیا اور تین علما (مولانا شبیر احمد مرادآبادی، مولانا عبد اللہ پھولپوری) مدرسہ سرائے میر اعظم گڑھ اور مفتی محی الدین صاحب، ترکیسر گجرات نے صرف املاک کے بیمہ کو درست قرار دیا۔ اس مسئلہ پر مختلف اہل علم کی جو تحریری رائیں اجلاس سے قبل وصول ہوئی تھیں وہ اور اجلاس کی مکمل روداد اکاڈمی کے مجلہ بحث و نظر میں شائع ہو چکی ہے اور صرف انشورنس کے مسئلہ پر ایک مختصر سے پمفلٹ کی صورت میں بھی۔ مجھے امید ہے کہ میری اس وضاحت سے بات صاف ہو گئی ہوگی۔ بس اتنا اور عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ علما اور مفتیان کرام کے تعلق سے یہ سوءظنی کہ وہ کسی دباؤ میں آکر یا کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے فتویٰ دیتے ہیں۔ کوئی صحت مند طرز فکر نہیں ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف بھی ہے۔

میں کسی درجہ میں بھی اپنے کو اس کا اہل نہیں سمجھتا کہ اقبال حسن صاحب نے علما سے جو سوال کیا ہے اس کا جواب اپنے طور پر دے سکوں تاہم اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ پراویڈنٹ فنڈ اور گریجوئٹی کی رقم کو بینک میں جمع

کر کے اس سے حاصل ہونے والے "منافع" کو تمام علما بالاتفاق سود قرار دیتے ہیں جس کے لینے اور اپنے پر خرچ کرنے کو شرعی طور پر قطعی حرام سمجھتے ہیں۔ رہی اس بدنصیبی کی بات کہ مسلمانوں کی کوئی تنظیم یا ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں اس رقم کو محفوظ کر کے اس کے منافع سے گزارہ کیا جاسکے تو بے شک یہ ایک بہت المناک حقیقت ہے اور بہ حیثیت مجموعی پوری امت مسلمہ کی اور بالخصوص مسلم قیادت کی ذمہ داری ہے کہ اس اہم اور سنگین مسئلہ سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی جائے البتہ اس ذیل میں اتنا عرض کردوں کہ اسلامی فقہ اکاڈمی نے ایک اسلامی مالیاتی ادارہ قائم کرنے اور اس کے عملی پہلوؤں پر مشتمل تفصیلی رپورٹ تیار کرنے کے لیے ماہرین معاشیات اور بنکنگ اور علما کی ایک مشترکہ کمیٹی کچھ عرصہ پہلے قائم کردی گئی ہے۔ اس کمیٹی کا کام آخری مرحلہ میں ہے اور امید ہے کہ فقہ اکاڈمی کے آئندہ سالانہ اجلاس میں جو جنوری ۹۵ء میں بھڑوچ (گجرات) میں ہوگا۔ ماہرین کی اس کمیٹی کی فائنل رپورٹ پیش کردی جائے گی۔

○○

(قومی آواز، ۹ راکتوبر ۱۹۹۴ء)

وجاہت علی سندیلوی
نصرت منزل، سندیلہ (یو۔پی)

اردو سیکھنے کے لیے قواعد

اب اس عمر میں سفر کرنے سے بہت گھبرانے لگا ہوں۔ بہرکیف دعا کیجیے کہ کبھی پٹنے کی حاضری اور آپ سے ملنے کا موقع مل سکے۔

"بولتا قاعدہ" کی فوٹو کاپی اکبر علی خاں صاحب نے مجھے رضا لائبریری سے بھیج دی ہے۔ یہ قاعدہ شہزادہ مکرم جاہ کے لیے خصوصی طور پر تالیف کیا گیا تھا۔ پہلے یہ محلات کی چہار دیواری تک محدود تھا، لیکن اب بعد کے ایڈیشن عوام کے لیے بازار میں بھی دستیاب ہو جاتے ہیں۔ تعجب ہے کہ محترمی حیات اللہ انصاری صاحب کے مشہور عام قاعدے "دس دن میں اردو" کی تمام تر بنیاد اسی قاعدے پر ہے۔ انھوں نے کچھ رد و بدل ضرور کی ہے، لیکن طریقۂ تعلیم بالکل یکساں ہے۔ میں نے خود "آسان اردو" کے نام سے ایک قاعدہ مرتب کیا ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی نے اُسے شائع کیا ہے۔ چار ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ آخری ایڈیشن بیس ہزار جلدوں کا تھا۔ اسی میں ترمیم اور اضافے کے لیے دوسرے قاعدے دیکھتا رہتا ہوں۔

محترم جناب ڈاکٹر عابد رضا بیدار صاحب　　　　السلام علیکم

ممکن ہے میرے اس مکتوب مطبوعہ روزنامہ "سیاست" کے بعض مندرجات سے آپ کو حیرت ہو مثلاً جامع مسجد دہلی کی خوشنمائی بحال کرنے میں آنجہانی سنجے گاندھی کا حصہ اور میرے اس عریضہ میں اس انکشاف سے بھی آپ کو ضرور تعجب ہوگا کہ ۱۹۵۸/1958 / ۱۹۵۹/1959 میں بدوران قیام دہلی مجھے دہلی میونسپلٹی نے اس کمیٹی کا CONVENOR مقرر کیا تھا جو

JAMA MASJID AREA REDEVELOPMENT COMMITTEE

کے نام سے تشکیل دی گئی تھی اس کے ایک دور کے صدر نشین جناب نورالدین احمد مرحوم اور ایک دور میں محترمہ ارونا آصف علی تھیں !!

مخلص

مصطفیٰ شروانی

۲۵ر جنوری ۱۹۹۵ء

جامع مسجد دہلی کی نگہداشت :

روزنامہ سیاست مورخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۹۵ء میں جامع مسجد دہلی کی مناسب نگہداشت اور عدم صفائی کے تعلق سے جو مراسلہ شائع ہوا ہے وہ حقائق پر مبنی ہے۔ شہنشاہ شہاب الدین محمد شاہجہاں ۱۶۲۷ تا ۱۶۵۸ء کی تعمیر کردہ یہ نادر الوجود مسجد جو ایک پہاڑی پر اس وجہ سے تعمیر کی گئی تاکہ اس کے صحن کی سطح لال قلعہ میں تخت طاؤس کے کلس کی سطح کے متوازی ہو۔ اسکی دیکھ بھال اور صفائی کا اس تاریخی عمارت کے شایانِ شان اہتمام نہیں ہے۔ جن بلوریں فانوس Handliers کا مراسلہ میں تذکرہ فرمایا گیا ہے ان میں سے درمیانی بہت بڑا بلوریں جھاڑ ۱۹۶۲ میں شاہ عبدالعزیز

السعود نے اپنی دہلی آمد کے موقع پر پیش کیا تھا۔ جسے austria سے منگایا گیا تھا۔ اور جس کا وزن ایک ٹن بتایا گیا ہے۔ سر سید احمد خاں مرحوم نے اپنی بے مثل تصنیف آثار الصنادید ۱۹۰۴ء میں دہلی کی اس جامع مسجد کا بہت مفصل تذکرہ کیا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر پر پانچ ہزار مزدور روز کام کرتے تھے اور ۱۶۵۶ میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی تھی۔

جامع مسجد دہلی کا موجودہ انتظام مرکزی وقف بورڈ کے تفویض ہے۔ پیش امام کا سرکاری عہدہ نائب معتمد ASSTT. SECRETARY کے مماثل ہے۔ پیش امام کی تنخواہ اور الاؤنس دہلی انتظامیہ ادا کرتا ہے۔ لیکن یہ رقم بورڈ سے وصول کی جاتی ہے۔ ۱۹۷۲ء میں آنجہانی سنجے گاندھی نے جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر خوانچہ والوں اور کھانے کی اشیاء فروخت کرنے والوں کو وہاں سے منتقل کرنے کا بہت تدبر اور تدبیر سے اہتمام کیا تھا جس سے مسجد کی بیرونی نفاست بحال آگئی تھی۔ لیکن اب پھر وہی کیفیت شروع ہو گئی ہے۔ ۲۸ جولائی ۱۹۹۴ء کو جامع مسجد دہلی کے شمالی دروازہ پر مینار کا سنگ مرمر کا ۲۰۰ کیلو وزنی برج اچانک گر گیا تھا۔ چھ ماہ سے زائد گذر جانے کے باوجود اسے دوبارہ نصب نہیں کیا گیا۔ بہر حال حکومت کی توجہ ان اہم امور کی جانب مبذول ہونی بے حد ضروری ہے۔

مصطفیٰ شروانی

چند تصویریں

- ۱۹۳۷ء کے اردو مشاہیر
- ۱۹۶۰ء کے آس پاس کے اردو مشاہیر
- ۱۹۷۱ء کے آس پاس کے اردو مشاہیر

۱۹۴۷ء کی تصویر

یہ اس موقع پر لی گئی جب قاضی صاحب کے دولتکدہ پر عبدالحق راجندر پیکٹ پر دستخط ہوئے، گاندھی کی آشیرواد جسمیں شامل تھی۔ (مگر قاضی صاحب خود سخت ناراض تھے!) اس گروپ فوٹو گراف میں (دائیں سے بائیں نشستہ) پروفیسر عسکری، محمود شیر، قاضی عبدالودود، مولوی عبدالحق، پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی، سلطان احمد (صحافی، بعد میں گورنمنٹ اردو لائبریری میں رہے) اور کیفی صاحب کا پوتا/ نواسہ/ متبنّی ———— اور پچھلی صف میں (دائیں سے بائیں) پٹنہ سٹی کے کوئی صاحب، نبیرۂ شاد غالباً بہزاد فاطمی، پٹنہ سٹی کے کوئی صاحب، نقی احمد ارشاد، علامہ جوہر نظامی، پٹنہ سٹی کے کوئی صاحب، اور کوئی صاحب۔

۱۹۶۰ء کے آس پاس

(دائیں سے بائیں): فراق، محمد عتیق صدیقی، سری نواس لاہوٹی، فیض، سجاد ظہیر، مخدوم، ڈاکٹر علیم

۱۹۷۱ء کی تصویر

(دائیں سے بائیں): مالک رام صاحب کے خویش، نارنگ، پنڈت کنزرو، دوارکا داس شعلہ، ڈاکٹر عابد حسین کرنل زیدی، مالک رام، کوئی صاحب، اسلوب احمد انصاری، کوئی صاحب، عرش ملسیانی، کوئی صاحب، کوئی صاحب، ڈاکٹر یوسف حسین، حکیم عبدالحمید، پروفیسر مجیب (آگے) کوئی صاحب، سعید احمد اکبرآبادی (پیچھے کوئی صاحب)، آل احمد سرور، (پیچھے کوئی صاحب)، ضیاءالحسن فاروقی، علی جواد زیدی، مختارالدین احمد (آرزو)، عابد رضا بیدار



۱۹۳۷ء کے اردو مشاہیر



۱۹۶۰ء کے آس پاس کے اردو مشاہیر

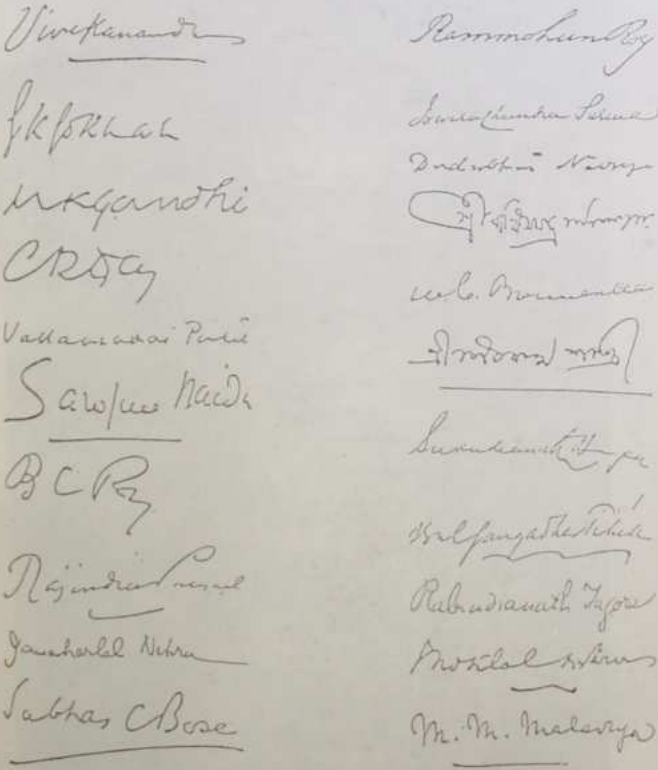


۱۹۷۱ء کے آس پاس کے اردو مشاہیر

چند حسینوں کے خطوط (= دستخط)

عطیۂ ڈاکٹر اقبال حسین مرحوم

Signatures of National Leaders



Presented by Dr. Iqbal husain Iqbal Husain 12/4/86

Signaturesof National Leaders

Swami Vivekanand

Gopal Krishn Gokhle

M.K.Gandhi

C.R.Das

Vallabhbhai Patel

Sarojini Naidu

B.C.Roy

Rajindra Prasad

Jawaharlal Nehru

Subhas Chandra Bose

Rammohun Roy

Iswar Chandra Sarma

Dadabhai Naoroji

Bankim Chandra Chattopadhyaya

W.C.Banerjee

Shri Shivnath Shastri

Surendranath Banerjee

Balgangadhar Tilak

Rabindranath Tagore

Motilal Nehru

Madan Mohan Malviya

Dr. Iqbal Husain ·

Till yesterday thou wast a silent watcher of the Angel's ways,
See thy own ways today mirrored in the glass of Time
Time will obey the message of thy eyes,
And the stars in the skies will watch thee from far
Boundless is the sweep of thy imagination
And heaven itself is within the reach of thy sighs!
Build thy Ego; behold the power of thy sighs!
Thy spark has the lustre of the blazing Sun;
A new world is latent in thy creative skill!
A given Paradise is a poor thing in thy eyes;
Thy Paradise is the fruit of thy own Labours!
Man, made of clay, behold the fruits of thy ceaseless quest!

150. Men of vision! it is good to have an eye for beauty,
But the eye that percieves not Reality has no vision,
The objective of Art is an yearning for the immortal life,
And not this fleeting breath, transitory like the spark,
O 'Spring rain'! the shell and the pearl are both worthless,
If they do not throw the heart of the river into a ferment,
Nations do not revive without miracles,
And Art, which lacks the vigour of Moses' stroke, is dead!

Even as Faqir he acts like a king!
If the soldier is without faith, (a Muslim Kafir)
He relies on the sword!
If he is endowed with faith (Momin Muslim)
He can fight without armour!
If the Muslim is without faith (a kafir Muslim),
He is slave to destiny!
Endowed with faith, (Momin Muslim)
He becomes the destiny of Allah!

148. Life is strengthened by submission and willing obedience (to God)
Death is naught but an illusion and a mirage
The man of God is a tiger and death is its prey
Death is only a stage in its limitless career
The 'Perfect man' sweeps down on death
As the eagle sweeps down on the dove.
The slave dies many times from the fear of death,
Which makes life impossible for him
The free man has a totally different outlook
Death only invests him with new life!
He is regardful of self, not apprehensive of death,
The death of the free is but for an instant.
Pass beyond the death that is reconciled to the graved
For such death is the death of animals and beasts

149. Open the eyes, look at the earth and the sky,
Look at the sun rising gloriously in the East!
Look at this unveiled glory hidden behind veils;
Suffer the pain and torture of seperation!
Be not impatient; watch the struggle of hope and fear!
These hills and deserts, these winds and clouds,
These silent spheres, these somes of the skies —
All are under thy sway;

If one cannot live in the world as beseems a man,
Then it is better to die like the brave.
Life has only one law,
Life is power made manifest,
And its mainspring is the passion for victory
Life is the seed and power the corn:
Power explains the mystry of truth and falsehood.

146. What is history, O stranger to thyself?
A tale, a story, a fable?
No! It makes thee conscious of Self,
Capable in action and efficient in quest!
Sharpens thee like a dagger on the whetstone
And then strikes thee like a dagger on the whetstone
And then strikes thee on the face of thy world!
Behold the dormant flame in its fire,
Behold Tommorrow in the lap of its Today!
Its candle is like a guiding star for the nation's luck
Making bright both tonight and yesternight!
The experienced eye that beholds the past
Recreats its image before thee!
Assimilate history and grow strong,
Drawing life from the breathe are gone!
The Present rears its head out of the Past,
And thy Future emerges out of the Present!
Wouldst thou achieve the everlasting life?
Sever not the bonds of the past with the present and the future!
Life is the perception of the surge of continuity;
For the wine-drinkers, it is the gurgling of the wine in the flask!

147. If the Muslim is an unbeliever (a Kafir),
He can neither be a king nor a Faqir!
If he (the Muslim) is a true believer, (a Momin)

143. It is a sin to utter harsh words
For the believer and unbeliever are alike children of God.
What is ADMIYAT (humanism)? Respect for man!
To learn to appreciate true place in life's economy
The man of Love learns the ways of God
And is benevolent alike to the believer and the unbeliever;
Welcome faith and unfaith alike to the heart!
If the heart flees from the heart, woe betide the heart?
The heart is, no doubt, shut in this prison-house of clay,
But the entire Universe is the domain of the heart

144. Love is lacking and intelligence stings him like a viper
Man has failed to subordinate his intelligence to love.
He is so entangled in the mazes of reason,
That he is unable to distinguish between profit and loss!
He has traced the stars in their course
But lost his way in the labyrinth of his own ideas!
He has ensnred the rays of the sun
But not illumined the dark night of life!

145. Build thy Man into a World!
If thou wilt not build thine own habitation,
Others will make bricks of thy clay
Arise and create a new world
Wrap thyself in flames, be an Abraham.
To conform meekly to this unfavourable world
Is to fling away thy buckler on the field of battle
The man of strong character who is master of himself
Will find fortune
If the world does not comply with his humour,
He will try the hazard of war with Heaven!
By his own strength he will produce
A new world which will do his pleasure.

138. To the free man, the scerets of destiny stand revealed;
He secs in his dream the vision of the world to be;
And when the call to prayer awakens him,
He transforms his dream world into a reality

139. To the free man, the secrets of destiny stand revealed;
He sees in his dream the vision of the world to be;
And when the call to prayer awakens him,
He transforms his dream world into a reality

140. This world which is a riot of colour and sound,
This world which is under the sway of Death;
This world which is an idol-house of sight and sound,
Where life is naught but eating and drinking —
'Tis only the first-stage in the pilgrimage of the Ego,
Traveller, it is not thy goal!
Forge ahead, shattering this great obstruction,
Conquering this illusion of space and time!
There are many worlds still unborn,
For the mind of creation is not a void!
All are awaiting thy triumphant advance.

141. Art thou a mere particle of dust?
Tighten the knot of thy ego
And hold fast to thy tiny being!
How glorious to burnish one's ego
And to test its lustre in the presence of the Sun!
Rechisel then thy ancient frame,
And build up a new being
Or else thy ego is a mere ring of smoke!

142. Religion is a constant yearning for perfection,
It begins in reverence and ends in Love;

The web and woof of every being is from motion;
All this urge for growth is derived from motion!
Not only the wayfarers but the courses, too are in motion,
Everywhere there is motion, hidden or revealed!
The caravan and the camel, the desert and the oasis,
Whatever you see is restless with the pain of motion!

134. I tremble to think of your shame when, on the Judgement Day,
God will put you the question:
"You learnt the word of Truth from Us,
Why did you fail to pass it on to others?"

135. If one forgets the story of his past
He lapses into non-existence.

136. For the man without Faith,
The Pen and the Sword are alike worthless!
When there is no Faith
Neither wood nor iron have any value!

137. Either a persistent exalting of the Lord's name
In the wide expanse of the heavens,
Or prayers and counting of the beads
In the lap of the earth:
That is the religion of God-intoxicated,
Self-conscious individuals,
This is the religion of the priests and plants and stones!

Thou art a Muslim; do not bind thy heart to any country,
Do not lose thyself in this world of dialectic!
Win over the hearts, for within its wide expanse,
This whole universe of water and clay can lose itself!

131. The Prophet migrated from his birth-place,
And thus revealed the secret of the Muslim's nationalism
His wisdom established a world-encircling community
On the foundations of the 'Kalima'!
By the grass of his overflowing bounty
The whole earth because a mosque for us!
Live in the ocean like the fish,
Freed from the fetters of locality:
He, who frees himself from the prison house of directions,
Becomes all-pervasive like the sky!

132. This is the land, centre of the hopes of the East,
This is the land, watered by Iqbal's tears!
This is the land, light of the eyes of the moon and stars,
Whose shells are precious as the finest pearls
From this land have emerged those profound thinkers
For whom every storm-tossed ocean is shallow'.
The musical strings that warmed the assembly's heart,
Are now, alas, silent and unthrummed!
The Brahman is asleep on the threshold of the temple,
The Muslim laments his fate under the arch of the mosque!
Turn away neither from the East nor from the West
Nature beckons you to turn every night into day!

133. You and I are but waves in the stream of life;
Every instant this Universe is in flux!
Life is changing at every intake of breath,
For it is ever in the quest of a new world!

The modern age, which has kindled a hundred lamps,
Has opened its eyes in its lap.

127. That Florentine worshipper of Untruth,
Blinded the eyes of man with his antimony.
He wrote a new code for the guidance of rulers
And sowed the seed of wars in our clay.
like AZAR his occupation was idol-making,
His religion made the state into a diety
And presented what was evil as good.
He kissed the feet of this diety
And tested truth on the criterion of profit.

128. They have undermined foundations of brotherhood
And established nationality on the basis of the country.
When they made this idea the assembly's lamp
Mankind split up into warring tribes.
'Humanity' became but a legend,
And man a stranger to man!
The soul fled from the body,
Only the outer forms remained.

129. The mind of man is ever making and worshipping idols
Ever in the quest for new forms!
He has again revived the traditions of AZAR
And fashioned yet another diety!
This diety is thrilled by the shedding of blood,
It is variously named as Colour and Race and Country
Mankind has been slaughtered like sheep
At the altar of this inauspicious Idol!

130. Our heart is bound neither to Syria nor Turkey nor India,
Its birth-place is nought but Islam!

Thou art brighter than the bright moon:
Live so that every particle may recieve thy illumination

123. Movement gives colour and meaning to life
Movement is reality, rest is an illusion!

124. What is that infuses one breath in a hundred hearts?
It is one of the secrets of faith in TAWHID!
Be united and thus make Tawhid visible;
Realize its latent meaning in action!
Faith and Wisdom and Law all spring from it,
It is the source of strength and power and stability!
Its power exalts the nature of man
And makes him an entirely new being!
Fear and doubt die out; action becomes alive!
The eye that can look into the heart of the Universe!
"There is no god but God" is the capital of our life!
Its bond weaves our seceded thoughts together.

125. Speak again of the country of Ind —
Whose blade of grass is more precious than a garden!
Whose mosques alas are silent like the grave,
Whose temples are cold and without fire!
My heart still bleeds for love of this land,
Its memory is dear as life itself!
Imagine its grief from the depth of our own —
Alas for the beloved who knows not the lover!

What Islam gave to the World:

126. Liberty took its birth from the gracious message (of Islam),
This sweet wine dripped from its grapes.
It was impatient of invidious distinctions,
Equality was implicit in its being.

118. The objective of knowledge is the purity of the intellect
The objective of FAQR is the purity of the heart and the vision!
When the sword of the self is sharpened on the whetstone of FAQR,
The stroke of a single soldier acquires the might of an army!

119. Even if you belong to the lords of the earth,
Do not forego the grace of FAQR!
Many a man who understands truth and possesses vision
Becomes corrupted by an excess of riches!
The excess of riches steals compassion from the heart
And substitutes pride for humility!

120. The 'classes' are bereft of virtue and large-heartedness;
Among the 'masses' I have often found truth and sincerity.

121. Hold fast to the ways of Truth,
Rid thyself of the fear of kings and nobles'
Do not forsake justice in anger or in joy
In poverty or in affluence!
Power is not achieved in this world or the next,
Except through the discipline of the body and the mind
Life is nought but the joy of soaring,
The nest is not congenial to its nature!
Live, firm as the diamond, in the service of faith,
Concentrate the heart on God and live without fear.

122. Pass beyond the East and resist the spell of the West,
All this old and new is not worth a barley-grain!
The jewel, that thou hast bartered to the people of darkness,
Is too precious to be entrusted even to Gabriel!
Life is self-regarding and creates its own assembly,
Traveller with the caravan, go with all, be independent of all!

111. Do you know the inner meaning of God's Command:
"The secret of a joyous life is to live dangerously".

112. O high soaring bird, death is preferable to the livelihood
Which clips thy wings and arrests thy flight.

113. The self-respecting FAQR will soon have its day,
The greed for gold and silver has corrupted the soul of the West.

114. In power, as in subjugation, FAQR is the shield
That protects the pure-hearted.

115. The withdrawal from the world of matter
Is not the end of true renunciation;
It means the conquest of the earth and the heavens!
I wash my hands of the ascetic's FAQR
Which is nought but poverty and grieving!
The nation that has lost the wealth of Taimur's courage
Can neiher cultivate FAQR nor win an empire!

116. There is a FAQR which only teaches to the hunter,
There is a FAQR which shows how man can conquer the world!
There is a FAQR which makes nations humble and depressed,
There is a FAQR which endows the dust with the attributes of gold!
There is a FAQR, Taught by Husain
Which is the source of spiritual wealth;
This wealth of Husain is the heritage of the Muslim.

117. Superior is that FAQIR to Darius and Alexander
Whose FAQR is imbued with teh spirit of Ali

Relive yourself of the fears of others,
You are a power-asleep; shake yourself awake.

107. Locked in the prison-house of fear that you are
Learn from the Prophet the precept "Fear not"!
If you believe in God, free yourself from all fear,
And all the apprehension of profit and loss!
And fear, except God's, inhibtis action,
It is dacoit that waylays the caravan of life.
When its seed is planted on your soil,
Life is denied self-expression!

108. When they moulded thee of clay,
Love and fear were mingled in thy making:
Fear of this world and of the world to come, fear of death,
Fear of all the pains of earth and heaven,
Love of riches and power, Love of country,
Love of self and kindred and wife.
So long as thou holdst the staff of *La Ilah*
Thou wilt break every spell of fear.
One to whom God is as the soul in his body,
Does not bow his head before untruth.

109. When Love teaches the ways of self-respect,
The secrets of domination are revealed to the slaves.
The FAQIR whose FAQR savours of the FAQR of Ali
Is superior to Darius and Alexander.
Courage and Truth are attributes of the brave,
For the lions of Allah do not know fear!

110. Freedom and Death are the wealth of the FAQIR
All these measures of silver and gold are meant for others!

The entire world bows to its eternal glory
The heart alone challenges its sway at every step.

101. He subordinates everything to God
His seeing and not seeing, his eating and drinking and sleeping!

102. In all thy actions let thy aim be to draw night to God,
That his Glory may be made manifest by thee.
Peace becomes an evil if its object is aught else;
War is good if its object is God!
Whoso draws the sword for anything except God,
Finds it sheathed in his own breast.

103. The MOMIN is alive and at war with himself
He sweeps down on himself as the wolf on the dear!

104. Subservience to others is a proof of the self's immaturity
Rise superior to such learning. O bearer of the cross!
How long wilt thou bow at the court of kings/
Learn from thy God the joy of self-respect.
Love, inspired with courage, will one day attain its goal,
And the business, of coquetry will have lost its hold.

105. Flattery, treachery, cunning and spite,
Are all nurtured in the bosom of fear;
Every hidden evil, nestling in your heart,
Is the product of fear if you will rightly regard.

106. Let love burn away all fear,
Fear only God and live like a lion.
The fear of God is the beginning of faith
The fear of others is veiled idolatry!

But venture out in the quest of the granary!
If thou hast the lustre of the Sun,
Venture out into the expanse of the skies.
If thou hast a heart that can brave the arrow,
Live and die in the world like the eagle.
What do creeds, ceremonies and faiths avail in life?
An instant of lion's life
Is worth a hundred years of a rat's!

98. The man of God is not dependent on circumstances;
Life is not a swing of the pendulum!
If you are a Muslim, learn to be independent
Be a blessing for all the peoples of the Earth.
Depend not for your livelihood on the charity of the lowminded
You are like Joseph; do not hold yourself cheap.
"Spurn contemptuously the empire of Caius,
Stake your head but do not sacrifice honour".
That nation is truly a nation which does not compromise
Learn the inner meaning of Mohammad's message,
Rid yourself of all deities but God.

99. Glowing with the light of self as thou art
Make self strong and thou wilt endure.
Since I am acquainted with the harmony of Life
I will tell thee what is the secret of Life —
To sink into thyself like the pearl
Then to emerge from thine inward solitude
What is life but to be freed from moving round others
And to regard thyself as the Holy Temple?

100. Intellect reigns over all beings of clay and light
Nothing is beyond the reach of the God-given mind!

What is Love? An attack on the infinite.
Leaving the world without a glimpse of the grave.
Love, fed on barley, threw open Khaibar's heavy gate
And so lit the heart of the moon.
When it solicits selfhood from God,
It becomes the rider and the world is stead.

95. What is impossible to us is possible for Love.
The Capital of the Intellect is apprehension and doubt,
Of Love, faith and resolution.
Intellect builds that it may destroy
Love destroys that it may rehabilitate
Intellect says: 'Live happy and content'
Love says 'Learn submission and achieve freedom'.

96. The MOMIN prays to God for the death
That is followed by resurrection
The other death, which is the goal of the eager quest,
The last affirmation of God's greatness on the battlefield!
The wars of the kings are but loot and destruction
The war of the MOMIN is the tradition of the Prophet
What is the MOMIN's war? A migration towards the Beloved.
A withdrawal from the world to seek refuge with the beloved
Though all deaths are sweet for the Momin
The death of Ali's son is unique, indeed.
He who has spoken the word of Love to the nations,
Described war as the "asceticism of Islam"
None but the martyr knows this Truth, who buys this knowledge with his own blood.

97. Wouldst thou come into this transitory world? Refrain!
Wouldst thou come from non-existence into existence? Refrain!
If thou dost, don't lose thyself like a spark,

90. When self is fortified by Love
It becomes the law-giver to the world.

91. If Vision is the goal of the Intellect,
It because both the path and the guide.
Intellect elucidates this world of smell and colour,
It brings you to the stage of absorption and ecstasy
And then, like Gabriel, leaves you alone.
Love never guides you anyone to solitude,
Its very perception of self acts as a screen.
In the early stages it yearns for fellow trevellers
Ultimately, it means, trevelling all alone!

92. The East percieved God and failed to percieve the world
The West lost itself in the world and fled from God
To open the eyes on God is worship
To see oneself unveiled is life!

93. The luminous point whose name is the self,
Is the life-spark beneath our dust!
By love it is made lasting,
More living, more burning, more glowing,
Transmit thy handful of dust into gold,
Kiss the threshold of the perfect Man.
Be constant in devotion to thy beloved,
That thou mayst cast thy noose and capture God!

94. Love knows not the months and the years,
Nor the slow or quick, nor the nearness or the distance of the path.
Intellect bores a hole through the mountain,
Or goes around it by circumlocution.
But, Love makes the mountain light like a blade of grass
And the heart quick moving like the moon.

84. Love is denied to the modern, and Intellect bites him like a serpent,
He has failed to subordinate Intellect to Love
He has succeeded in tracing the course of the stars
But failed to pick his way in the labrinth of his own ideas!
He has got so entangled in the maze of his Knowledge
That he cannot judge between Profit and Loss;
He has snared the rays of the Sun,
But failed to light the dark night of his life!

85. I am raising a new army from the kingdom of Love
Because the HARAM is threatened by the revolt of the intellect!
I have achieved such eminence
That Intellect is honoured by a pilgrimage to this shrine!
Imagine not that Intellect has no rackoning;
The eye of faith always sits in judgement on it!

86. Pass beyond the Intellect and grapple with the waves in Love's ocean,
For, in Intellect's shallow rivulet there are no pearls.

87. Till Intellect is blest by Love
It is naught but a kaleidoscope of ideas.
The Intellect, whose impetuous flame burns up the universe,
Learns from Love the art of lighting it up

88. Love is the preceptor of the Intellect and the Heart and the Vision
If there is no Love, religion and its precepts
Are nothing but an idol-house of vain imaginings.

89. When the self is fortified by Intellect
It is envy of Gabriel;
If it is fortified by Love
It becomes the trumpet call of ISRAFIL.

Love is not satisfied with the cycle of union and seperation,
It craves for nothing less than Beauty everlasting!
It begins with prostration before idols
And ends with liberation from the beloved!
Our creed, like that of the swift-footed wave,
Is the adoption of the road and rejection of the goal!

79. Tis the intellect of man that conquers the Universe,
'Tis Love that aspires to conquer Infinity!
"Who loves truely the beauty of Being,
Who becomes the master of all that exists"

80. Do not seek guidance from the Intellect
Which has a thousand wiles!
Come to Love which excels
By the singleness off purpose!

81. Pass beyond the Intellect-post
It merely lights the way;
It is not the goal.

82. Intellect lights up the wayfarer's eyes;
What is Intellect: a lantern by the roadside!
The storms and stresses that rage inside the house
What does the roadside lamp know about them?

83. Intellect is but a chain round the feet of this age;
Where is the restlessness of spirit that is mine?
Behold the Universe with the eyes of Love
If you wish to discover its secrets;
Viewed with the eyes of the Intellect
It is nothing but an illusion and a mirage.

For there are a thousand wines still,
Untasted, in the veins of the grape.

75. Love proclaimed the birth of a being with an yearning heart
Beauty trembled at the birth of a being gifted with vision
Nature was worried that, out of passive clay,
Was born at last a being,
Self-creating, self-destroying, self-regarding!
World went round from the heavens to the solitude of Eternity,
"Beware, ye who are veiled, the render of veils is born at last!"
Desire, unconscious of self, wrapt in slumber,
Opened its eyes in the lap of life,
And lo! a new world came into being!

76. *Addresses He, to Man:*
Life is both mortal and immortal,
It is all creativity and eagerness!
Art thou alive? then be eager, be creative,
Like Me encompass the whole universe
Shatter into pieces what is not conginial to thee,
Bring forth another world out of thy imagination!
It is irksome to the free person
To live in a world of other's making!

77. He who lacks the power of creation
Is naught to us but an athiest and an agnostic!
He has not taken his share of Our Beauty,
He has not eaten the fruit of the Tree of Life!
Man of truth! Be sharp and incisive like the sword,
And become the destiny of thy own world.

78. The wayfarer who knows the secret of travel
Is more afraid of the goal than of the highway dacoit!

71. Only to vanish arise all the miracles of Art,
All in this world passes away — all in the world passes away!
Death the beginning and end — death for the hid and the visible;
The peattern may be old or new, death is the journey's end!
"Yet, in this transient world, some works unending abide
Works wrought by men of God into perception's grace!
The work of such men glows with the radiance of love

72. When the web and woof of his (Community's) activity is slow & lifeless;
When the bud of his intellect un-opened,
When he fights shy of effort and struggle,
And does not exploit the treasures of Nature,
God brings into being some inspired Person,
Who expands a word into a volume:
A player who, with his musical notes,
Endows this clay with a new life!
He creates new lines of insight
And brings a garden to bloom in the desert!
He gives a new form to the naked intellect,
And invests its poverty with riches!
He strikes off the fatters from the feet of the slaves
And frees them from the tyranny of gods!
He assures them that they are no one's bondsmen,
Nor inferior to these mute idols!

73. This Universe is parhaps still unfinished,
For one can hear the command:
"Let there be" and lo! it is born.

74. Imagine not that the tavern-keeper's work
Has come to its appointed end;

66. Do not look down upon this Unity of God!
Art thou dead? This unity of outlook will revive thee;
Give up this life without a centre and attain firmness.
Wouldst thou attain prestige and power?
Strive for the unity of thought with action.

67. The unity of hearts brings the Community (Millat) into being
This Sina is aglow with that single flame!
A nation should have a unity of ideas,
One single purpose running through his mind!
A unity of sentiments should inspire its being
And a single criterion for sifting good from evil!
What is this folly, identifying the Millat with the country?
What is this folly, worshipping water and air and clay?
It is foolish to pride oneself on one's ancestry,
For it has sway over the body and the body is mortal
Our Millat has an entirely different basis
It is enshrined in the sanctuary of our hearts.

68. The individual is alive through relationship of the body to the mind;
The nation is alive through conserving its past traditions.
The individual dies if the river of life goes dry,
The nation dies if it loses hold of the purpose of life.

69. If it (the nation) becomes oblivious of its past history,
It lapses into non-existence.

70. The man of God descends from Heaven like lightning,
Consuming in his fire cities and plains, East and West;
We are all emotionally inspired by his fire,
Otherwise we would be but poor creatures of water & clay.

61. I admire the courage of the wayfarer,
Who disdains to set his feet
On the path that is not beset
With deserts and mountains and streams.

62. O heart! look for the secret of life in the bud
Reality is revealed in its appearance!
It grows out of the dark earth
But keeps its gaze towards the rays of the sun!

63. The stars tremble in their courses by man's Upward march!
Lest this befallen star should become the perfect moon!

64. What is the world of the mind?
It is yearning, intoxication, absorption and eagerness!
What is the world of the body?
It is profit and loss, artifice and intrigue!
Once achieved, the riches of the mind abide,
The riches of the body are like the shadows
They come and they pass away!
There is no foreigner's sway in the world of the mind
Nor of any priests, Shaikhs or Brahmans.
Deeply was I humiliated by the Qalandar's remark:
When you bow before others,
Neither the body nor the mind are yours"!

65. What is Millat, ye believers in the oneness of God?
It means having one sight in a thousand eyes!
Men of truth have the same reasoning and assertion:
"Our tents may be apart but our hearts are united!"
Unity of outlook transforms specks of dust into the Sun;
Have singleness of Vision, and you will see Truth unveiled;

56. If thou art wounded, make thy pain thy remedy!
Accustom thyself to thorns, that thou mayst become
Entirely one with the garden.

57. The secret of a joyous life is to live dangerously!
Strike thyself again on the whetston,
So as to become sharper than the well-tempered sword.
Danger tests one's strength and capacit
An is the touchstone of the powers of the mind and the body.

58. Because thy being is immature,
Thou hast become abased!
Because thy body is soft,
Thou art burnt!
Be void of fear, grief and anxiety;
Be hard as stone, be a diamond!
Whoever strives hard and holds tight,
The two worlds are illumined by him!
In firmness consists the glory of Life;
Weakness is worthlessness and immaturity.

59. A MOMIN is a flashing sword against untruth,
And a protesting shield for Truth!
His affirmation and negation
Are the criteria for Good and Evil!
Great is his forgiveness, his justice, his generosity and his grace,
Even in anger he knows how to be kind.

60. Join the circle of the care-free wine drinkers
Follow not the Pir who is afraid of turmoil.

50. Dest thou know the secret of life?
Do not, then, seek or accept a heart
Unpricked by the thorn of Desire.

51. What shell I do? My nature is averse to rest;
My heart is impatient like the breeze in the poppy field;
when the eye beholds an object of beauty
The heart yearns for something more beautiful still;
From the spark to the star, from the star to the sun
Is my quest;
I have no desire for a goal,
For me, rest spells death!
With an impatient eye and a hopeful heart
I seek for the end of that which is endless

52. What does the poppy bring?
Neither the wine nor the flagon!
Its endowment is only the infinite yearning of its heart!

53. Feast not on the shore, for there
Softly breathes the tune of life.
Grapple with the wave and dare!
Immortality is strife.

54. Leave out the story of the restless moth,
whose tale of burning repels my ears:
That moth alone is a true moth
Who is active in striving and can swallow the flame

55. How aptly did Sikandar remark to Khizr:
Participate actively in the struggle of life!
You watch the battle from the edge of the battle-field:
Die in the thick of the fight and gain everlasting life.

For my days are still dark and sunless!
Aptly did the half-burnt moth rejoin:
Thou canst not find this secret in a book.
It is yearning that quickens the tempo of life
And endows it with wings to soar.

46. I hold that knowledge and intelligence cheap
Which takes away the crusander's sword and shield.

47. May God fire thee with the force of a tempest,
For the waters of thy sea are calm and still;
The book cannot be thy solution,
For, thou art only a reader; it has not been REVEALED to thee!

48. Life is preserved by purpose;
Because of the goal its caravan tinkles!
Life is latent in seeking.
Its origin is hidden in Desire!
Keep Desire alive in thy heart,
Lest thy handful of dust becomes a tomb!
Desire is a noose for hunting ideals,
A binder for the book of deeds!
It gives for the earth the power of soaring
It is a Khizr to the Moses of perception!
'Tis Desire that enriches life,
And the intellect is a child of its womb!

49. 'Tis Desire that makes the blood of man run warm,
By the lamp of Desire this dust is enkindled.
Life is occupied with conquest alone
And the one charm for conquest is Desire.

His bow-string is vibrant with new melodies!
His nature abhors repetition;
His path is not like the circle traced by a compass!
To the slave, Time is a chain,
His lips speak only of Fate!
The courage of the free becomes a counseller of Fate,
His is the hand that shapes the events!

41. Cut your path with an axe of your own,
It is a sin to tread the beaten paths of others!
If you achieve something unique and original,
Even a sin becomes a virtue!

42. What is origin of thought and action?
An urge to revolution!
What is originality of thought and action?
A renaissance of national life!
It is the source of life's miracles
Transforming granite into the purest of pearls!

43. Would you esnare the phoenix of knowledge?
Rely less on belief and learn to doubt.

44. Science is an instrument for the preservation of life,
Science is a means of establishing the self,
Science and Art servants of life —
Slavers born and bred in its house.

45. Last night I heard the book-worm lament
To the moth in my library:
I have lived inside the pages of the Sina's books,
And seen many volumes of Farabi's writings,
But the secret of life I have failed to grasp,

Cannot be conquered withoūt the persistent crusade.
The save of the West anxious for display,
Borrows from her only their dance and music.
He barters his precious soul for frivolous sport;
Self-indulgently he grasps what is easy,
And his weak nature accepts it with readiness!
But the quest of what is easy in life
Proves that spirit has fled from the body!

37. How long wilt thou sue for office
And ride like children, on reeds?
A nature that fixes its gaze on the sky
Becomes debased by receiving benefits -
Albeit thou art poor and wretched
And overwhelmed by affliction,
Seek not thy daily bread from the bounty of another
Seek not waves of water from the fountain of the Sun.

38. Enslaved, life is reduced to a small rivulet, Free, it is like the boundless ocean!
How long wilt thou abide under the wings of others?
Learn to wing thy flight freely in the garden breeze.

39. How long, O heart, this burning like the moth?
How long, this aversion to the ways of true manhood?
Burn thyself once for all in thy own flame,
How long this fluttering round the stranger's fire?

40. I will tell you a subtle point, bright as a pearl
That you may distinguish between the slave and the free!
The slave is by nature repetitive,
His experiences are bereft of originality!
The free man is always busily creative,

31. Asking disintegraters the self,
And deprives of illumination the Sinai-bush of the self
By asking, poverty is made more abject.
By beggeing, the beggar is made poorer.
He who can stalk across skies
Should not find it difficult to walk on earth!

32. Incur not an obligation to the glass-makers of the West,
Make thy own flagon and thy cup with the clay of Ind.

33. Lod into thy own clay for the fire that is lacking
The light of another is not worth striving for.

34. Never was I mendicant for another's Vision,
And looked at the world but with my own eyes.

35. You have learnt and stored up the knowledge of the strangers
And polished your face with their rouge;
You borrow luck from their ways
Till I know not whether you are yourself or some one else
Your mind is chained to their ideas;
The very breath in your throat plays on the strings of others!
Borrowed converse pours from your lips,
Borrowed desires nestle in your hearts!
How long this circling round the assembly's fire?
Have you a heart? Then burn yourself in your own fire.
An individual becomes unique through self-relalization.
A nation becomes truely itself when it is true to it.

36. When one steadly burns the midnight oil,
One gains access to the domain of knowledge and wisdom!
The world of meaning which has no frontiers

Life is in proportion to this strength;
When a drop of water gets the self's lesson by heart
It makes its worthless existence a pearl!
As the grass discovered the power of growth in its self,
Its aspiration clove the breast of the garden!
Because the Earth has a being that is firm,
The captive moon goes round it perpetually!
The being of the Sun is stronger than that of the Earth,
Therefore is the Earth bewitched by the Sun's eye!
When life gathers strength from the self,
The river of life expands into an ocean!
Sweet is the world of living phenomena to the living spirit,
Dear is the world of ideas to the dead spirit.
Love, which is the well-spring of life, Love to which death itself is forbidden.
Though swiftly and violently rolls the flood of time
Love itself is a flood which can stem all on-coming waves.
In Love's calendar is written not merely the passing present
But other ages too — ages that have no name!
"Love is the breath of Gabreil, Love is the prophet's heart,
Love the messenger of God, love the voice of God!
Under love's ecstasy glows brighter our mortal clay,
Love is the unripe wine, love the beautiful cup!
Love is the priest of the shrine, love the commander of the hearts
Love has not yet admitted defeat;
Why do you hesitate to give it a trial?
Love that only gives & does not demand a return but may ultimately recieve it back in undreamt of measures!

30. How aptly remarked the singing fowl,
Nestling in the tree, on an early morn:
Bring forth whatever is hid in thy breast:
A wailing, a sigh, a lament, or a song!

25. Time is a great blessing;
While it kills and destroys,
It also brings out the hidden possibilities of things.

26. Personal Immortatlity is not one's by right;
'Tis to be achieved by personal effort,
Man is only a candidate for it.

27. The hand of the Momin is the hand of God,
Powerful, creative, efficient and helpful,
He is made of clay but has the quality of Light;
Is a creature of God but shares in his attributes.
He is soft of speech but strenuous in quest,
His purity of heart and conduct remains unsullied in peace and war.
Few are his desires, but high his aspirations,
His manners, charm and his glance warms the heart.

28. God asked me; 'Is this world of mine congenial to thee'
I said: 'No', and he answered: 'Then shatter it to bits'.
Shatter this sorry scheme of things entire,
And mould it nearer to the heart's desire.

29. Love is the wayfarer, with its thousand habitations
Love is the singer's plucking song from the chords of life
Love is the brightness of life, love is the fire of life!
Everything is preoccupied with self-expression,
Every atom a candidate for greatness!
Life without this impulse spells death;
By the perfecting of this individuality man becomes like God!.
The force of individuality makes the mustard seed into a mountain,
Its weakening reduces the mountain into a mustard seed!
Thou alone art the Reality in this Universe.
All the rest is mirage!
Since the life of the Universe comes from the strength of the self

20. No matter if you are the ruler of a land,
Forego not the quality of Faqr at any price;
Many a man, gifted with true discerment & clear vision,
Becomes debased by excess of riches;
For it saps the heart of all sypmpathy,
And substitutes arrogance for gracious humility.

21. They have disrupted the idea of fraternity,
And built the structure of the community on a geographical basis
When the country is installed as the only beacon light,
Mankind is split up into tribes;
Humanity has become a mere fable,
And man a stranger to man,
The soul has escaped from the body, leaving only the corpse behind;
Humanity is lost, only the nations remain.

22. Life without change is caught in the stillness of death,
A nation's soul is quickened in the stresses of Revolution,
Like a tempered sword in Destiny's hand is the nation,
That sits in constant judgement over its deeds.

23. Without the hearts' warm blood coursing through them,
All creations are imperfect,
And music is naught but an empty mania.

24. He has been able to trace in the courses of the stars,
But is unable to travel in the world of his ideas;
He has so lost himself in the labyrinths of his mind,
That he cannot distinguish between right and wrong;
He has ensnared the rays of the sun,
But failed to illumine the dark night of his life.

14. Fast and furious blows the storm;
But calmly lights his lamp,
The man of God whom he has given,
The attributes of a king.

15. The individual exists because of the bonds,
That link him up with the commune;
Alone, he is naught.
Even as the wave has an entity as part of the river,
Outside it, it is naught.

16. Glowing with the kight of a self thou art,
Make self strong and thou wilt endure.
Knowing as I do the harmony of life,
I will reveal to thee its hidden secret:
'Tis to sink into thyself like the pearl,
Then to emerge from thine inward solitude;
What is life but to be freed from moving round others,
And to regard one self as the Holy Temple.

17. Feast not on the shore, for there
Safely breathes the tune of life;
Grapple with the waves & dare,
Immortality is Strife.

18. O, heart, Look for the secret of life in bud;
For reality is revealed in its Appearance.
It grows out of the darkness of the earth,
But its gaze is fixed on the lustre of the sun.

19. A single uncontrolled manifestation of Intellect,
May set the whole world ablaze;
Tutoured by Love, it can illuminate the universe.

6. Love plunged unafraid in the fire kindled by Namrud,
While reason still watched continuously from the rooftop.

7. Hard his lot and frail his being like a rose leaf,
Yet no form of reality is so powerful,
So inspiring and so beautiful as the spirit of man.

8. Out of the head of hundred donkeys,
The creative thinking of a gifted individual cannot emerge.

9. If the pattern is poor, Lord; what good is repetition?
Does this cheapening fashion a new pattern,
Lord, create a maturer Man,
It does not behove thee to make these clumsy toys of clay.

10. Look thy own clay for the fire that seems dead,
Borrowed light is not worth striving.

11. . Flash over hills and deserts, flash over dales and gardens,
The lightening that revolves round itself dies in the heart of the cloud.

12. Out of the wealth of my imagination,
A hundred Worlds take shape, like flowers;
Why hast Thou alone created this one sorry world, steeped in despair.

13. Fettered & cramped,
Life is like a little sluggish rivulet;
Free, it becomes the boundless ocean.

1. Although I have not been able to express it very attractively,
Perhaps my words may evoke an echo in thy heart.
Religion is either a lauding of God's name
In the wide expanse of the heavens,
Or passive prayer of turning of beeds in the lap of the night.
That is the religion of self-conscious God-intoxicated men,
This is the religion of the priest, the trees & the stones.

2. If the Muslim is a Kafir he can neither conquer nor renounce the World,
If he is a Momin, (man of true faith) he is a king even when he has renounced the World.
If he is a Kafir, he relies on the sword,
If a Momin he carries on the good fight without it.
If he is a Kafir, he is a slave of his own fate,
If a Momin, he forges his own fate in the name of the Lord".

3. Elevate thy ego so that,
Before God determines thy fate,
He should first ask 'What is that thou desirst'.

4. Every moment the Momin reveals new graces, new charms.
In his words and actions he bears testimony to God.
Righteous indignation & forgiveness, purity and power,
When these four elements combine, they make a true Muslim.
His will judges the purposes of Nature,
He is like the dew that cools the heart of the poppy,
And the storm that frightens the heart of the rivers.

5. He alone is the Leader of thy age
who makes thee discontented with the near and the immediate.

Iqbal's Poetry

As Translated by

K. G. Saiyidain

زیادہ مولانا آزاد کے ساتھ کام کیا (۱۹۵۰ء - ۵۸) دہلی آنے سے پہلے میں حکومت بمبئی کا مشیر تعلیم تھا
(۱۹۴۷ء - ۵۰) (اور اس سے پہلے میں نے سابق ریاست رام پور میں چند سال گزارے۔ (۱۹۴۵ء-۴۷)
(۱۹۵۲ء میں کہا تھا) "اب عمر کی اس منزل میں آ چکا ہوں، جب عام حالات میں مجھے اپنے
کو بوڑھا سمجھنا چاہیے۔ لیکن میں زمانۂ سابق میں اور اب تک بچوں اور نوجوانوں کے ساتھ اپنا
اتنا بہت سا وقت گزارا کیا ہوں کہ مجھے شاید یہ کہنا بے زیب نہ ہو کہ میں نے ابھی تک
عمر کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔

[اور ۸ دسمبر ۱۹۷۰ء کو انتقال سے ایک برس پہلے] "جیسے جیسے میں بوڑھا ہوتا جاتا ہوں
اور میری کشتی ندی کے دوسرے کنارے کے قریب ہوتی جا رہی ہے، جو زندگی کی آخری تقدیر ہے، یہ خواہش
مجھے بے چین کیے رکھتی ہے کہ میں نوجوانوں سے اپنا تعلق قائم رکھوں!

◆◆

Lying scattered throughout his books, his articles and addresses, these renderings into English of Iqbal's Persian/Urdu verses have been collected, in bits, from Saiyidain's well-known, less known, and sometimes rarely known writings.

◆◆

Speaking in first person singular, Iqbal has been inspiring me from my school days. His poems written for youngsters, made into a beautiful melody by some of the most excellent master-singers, now available on audio-cassette ***'Iqbal Bachchon ke liye'*** still bring me into sweet ecstasy. Like Saiyidain Saheb, Iqbal has become for me a life-long friend who leads me like a kindly light. And, Saiyidain Saheb has been close to my heart on yet another account; he half-belonged to Rampur, my home-town: Aziz Jahan Saiyidain being a daughter of that former princely State. As the chief architect of the entire edifice of modern education in Rampur state, he is still well-remembered there with love and respect, and thereby all the more has become a lovely figure for me. Last but not the least, I have heard so many things about him, all of them most sweet memories, from my Baba, that sometimes I feel very much deprived, very sorry, of not having seen him, having listened to him, while I passed my early years in Delhi itself, his last abode: My God! Why I was not born earlier to be able to see the stalwarts of Indo-Muslim Culture!!

Shayesta Khan

میں نے ہمیشہ پل بنانے میں دلچسپی لی ہے۔ اُن علاقوں کے مابین پل سازی جہاں زندہ رابطہ ہونے چاہیے تھے مگر جہاں تحفظ پسندی اور عدم تفاہم کے سبب فاصلے ہی فاصلے ہیں۔ اس خیال میں میرے لئے بڑی کشش ہے کہ زندگی اور تعلیم کے درمیان ایسا پل بناؤں، جو اسکول سے ہوتا ہوتا ہوا خالقِ کائنات کے ہر مظہر تک لے جائے، نہ کہ کسی خاص تنگ و محدود گوشے تک۔

مجھے یہ احساس مضطرب کئے رہتا ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے خول میں ایسے گھرتے جا رہے ہیں کہ تمام و کمال زندگی فراموش ہوئی جاتی ہے۔ ہم اپنے اپنے پیشوں، مصروفیتوں اور مشغولیتوں میں ایسے اندھے ہوتے جاتے ہیں، جینے کے سلیقہ کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دے رہا ہے ..... ہماری اندرونی زندگی کا مرکزِ ثقل باہر کی جانب کھسکتا جا رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ وہ کہیں اپنی بنیاد ہی نہ کھو بیٹھے۔

دوستی کا حسن، ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کا حسن، حسن معاملگی، دوسروں کے ساتھ مل بانٹنے کی آمادگی، اپنی تنہائی میں بھی مگن رہنے کی صلاحیت اور یہ صلاحیت کہ اس تنہائی کو بڑے مصنفوں اور بڑی کتابوں کے سہارے خوشگوار بنایا جا سکے، فن اور فطرت کے حسن میں کھویا جا سکے۔ مجھے یہ احساس مضطرب کئے رہتا ہے کہ ..... (یہ) تمام و کمال زندگی فراموش ہوتی جا رہی ہے۔

میں اصطلاحات کے چکر میں نہیں پڑتا، نہ صرف یہ کہ اس سے اپنی پیشہ ورانہ کم مائیگی چھپتی ہے۔ بلکہ دوسرے کے لئے آسانی سے سمجھ آ جاتا ہوں، پھر ایسا بھی خیال رہتا ہے کہ میری بات اتنی تخصص کے لئے نہیں جتنی ان لوگوں کے لئے جنہیں تعلیم سے ایک عمومی دلچسپی ہے — اور بہتر ہوگا اگر ہم پہ یہ بات روشن ہو جائے کہ تعلیم تو بنیادی طور سے سبھی کی دلچسپی کی چیز ہے۔

[میں نے] لفظوں کو نرمی، صداقت اور حرارت کے ساتھ استعمال کیا ہے، لفظوں کو ہمیشہ خدا کی امانت سمجھا اور اسی طرح برتا ہے، لفظ میں ہمیشہ شرافت، دیانت اور انسان دوستی برتی ہے۔ ہمیشہ لفظوں کو انسانیت کے گداز اور حسن میں سمو کر استعمال کرنے کی کوشش کی ہے، لفظوں کو اعتدال اور دلنوازی کے ساتھ برتا ہے۔

میں نے (وزارت تعلیم میں) بحیثیت ان کے جوائنٹ سکریٹری اور سکریٹری کے آٹھ سال سے

اس کے بعد میری مشغولیات کا دائرہ گوناگوں رہا گیا، لیکن میری فکری اور علمی دلچسپیوں کا مرکز بس ایک پُرپیچ مسئلہ رہا کہ بہتر زندگی کے واسطے تخلیقی فرد کیا کرے اور کیسے کرے۔ یہی تعلیم مستقلاً میری (لعبد کی) زیادہ تر تصنیفات کا رہا۔ (ان[6] میں کام ہیں) :- "ایجوکیشن اینڈ دی آرٹ آف لِوِنگ[7]" (Edn. & the art of Living) [کولمبیا یونیورسٹی لکچر]، "آزاد[8] کی کنٹریبیوشن ٹو ایجوکیشن" (Azad's contribution to Edn.) [بڑودہ یونیورسٹی لکچر]، "ایجوکیشن آف دی نیشنل کیریکٹر" (Edn. of the National Charac) [کشمیر یونیورسٹی لکچر]، "دی[9] چیلنج آف فریڈم ٹو ایجوکیشن" (The challenge of freedom to Edn) [وسکانسن یونیورسٹی لکچر]۔

ان کے بعد دو[10] کتابیں مزید (میں نے لکھیں جو) جلد ہی شائع ہو رہی ہیں: "یونیورسٹیز اینڈ دی لائف آف مائنڈ" (Univ. & the life of mind) اور "دی[11] ہیومنسٹ ٹریڈیشن اِن انڈین ایجوکیشنل تھاٹ" (The humanist tradition in Ind. Edn.) [اور پھر خود یہ تیسری، جس میں یہ مقالہ شامل ہے] "دی[12] فیتھ آف این ایجوکیشنسٹ" (The faith of an Educationist) جس میں نمبر ۲ اور نمبر ۳ اب اسی میں شامل ہیں۔

میں نے تقریباً چالیس[13] سال تعلیم کے اس میدان میں کام کیا ہے۔ اور گویا اس طرح اپنے آپ کو ماہرِ تعلیم کہنے کا استحقاق حاصل کر لیا ہے۔ اپنے مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر بعض تعلیمی افکار، مقاصد، نظریات اور اقدار کو پسند کرنے لگا ہوں، ان سے وابستگی محسوس کرنے لگا ہوں، اور اب وہ میرے فکری ورثہ اور عقیدہ کا جزو بن چکی ہیں۔

وہ بنیادی اقدار کیا ہیں، جنہیں میں نے شعوری یا غیر شعوری طور سے اپنی زندگی کا آخری غیر متزلزل سہارا بنا لیا ہے؟ وہ آخری نفسیاتی اور اخلاقی سیما کیا ہے، جس سے پرے جانے کی پھر مجھے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے، اور جس سے وابستگی کے لئے میں کوئی بھی معقول قیمت ادا کر سکتا ہوں؟

(Iqbal's Educational Philosophy) وجود میں آئی۔ اس اثنا میں مہاتما گاندھی کی قیادت میں ہندوستان سیاسی میدان میں آزادی کے حصول کے لئے جدوجہد کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔ گاندھی جی نے حیاتِ قومی کے بہت سے تقریباً سارے میدانوں میں کچھ غیر معمولی اضافہ کیا۔ اسی طرح تعلیم میں بھی اپنی بنیادی تعلیم کی اسکیم کے ذریعہ انقلابی اثر ڈالا۔ میں بنیادی تعلیم کی تحریک سے بہت قریب ہوتا گیا اور یہ قربت نظری اور عملی دونوں ہی صورتوں میں رہی۔ جس کے نتیجہ میں میں نے بہت سے بیسک اسکول اور ٹریننگ اسکول قائم کرادیئے خاص کر کشمیر اور بمبئی کی ریاستوں میں۔ انتظامی امور سے وابستگی نے بہت سے مسائل اور ہر سطح کے معلموں سے واقفیت کے مواقع فراہم کیے، ملک کے سماجی معاشی اور تہذیبی حالات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اور اب اندازہ ہوا کہ اچھی تعلیم کے لئے اچھا سماج بھی ضروری ہے۔ "دی اسکول آف دی فیوچر" میں میری اپروچ یکرخی تھی، اس کا مجھے اب احساس ہونے لگا، وہاں میں نے فرد پر کچھ زیادہ ہی زور دے دیا تھا اور سماجی نظام پر بہت کم توجہ کی تھی۔ اپنے نئے افکار کے پیشِ نظر میں نے اسے "پرابلمس آف ایجوکیشنل ری کنسٹرکشن" (Problems of Educational Reconstruction) کے نام سے دوبارہ لکھا۔ فرد اور سماج کے رشتہ پر کچھ اور تیز تر فکر "ایجوکیشن کلچر اینڈ دی سوشل آرڈر" (Education, Culture & Social Order) کی صورت میں آئی۔

اس اثنا میں ۱۹۴۵ء کے بعد سے مجھے بہت سے ملکوں کو دیکھنے کے مواقع ملے، اور انگلستان، فرانس، سوئزرلینڈ، امریکہ، چین، عراق، سوڈان، سعودی عرب، اسکینڈینیویا، یوگوسلاویہ اور یونسکو میں ممتاز ماہرینِ تعلیم اور دوسرے مفکروں سے ملاقاتیں رہیں۔ پھر آسٹریلیا کا ایک مفید اور دلچسپ دورہ رہا۔ اور مجھ پر یہ امر واضح ہوگیا کہ دنیا کے لوگوں میں آپسی مفاہمت بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے اور یہ کام لیڈروں اور سائنس دانوں کے ساتھ ساتھ معلموں کا بھی ہے۔ جامعات کے معلموں سے لے کر گاؤں کے معمولی معلم تک سب کا، کہ وہ بتائیں اور ذہنوں میں رچائیں کہ پوری دنیا ایک متحدہ دنیا ہے۔ اور ایٹم بم کے دور میں اپنی قومی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانا ایک مہلک کھیل ہوگا یہی نکتہ ہے جو بڑھ کے "ایجوکیشن فار انٹرنیشنل انڈرسٹینڈنگ" (Edn. for Int. Understanding) میں ڈھل گیا ہے۔

تجربہ ہوا جو اس شریف دل کی دھڑکن بن چکی تھی۔ یہیں ڈاکٹر ذاکر حسین کو اپنے ذہن اور شخصیت کے حسن تمام میں ڈھالتے دیکھا۔ یہیں طفیل احمد صاحب کو دیکھا ظاہری ملمعوں سے قطعی بے نیاز جسم کے اندر سونے کا دل اور فولاد کا کیریکٹر چھپائے خاموشی لیکن عزم راسخ کے ساتھ سماجی اصلاح اور قومی خدمت کے لئے ہمہ تن اضطراب اور بے چینی! یہیں سید سجاد حیدر (یلدرم) کو دیکھا خلوص اور شفقت کے ساتھ اپنے ملنے والوں میں ادبی ذوق کی جوت جگاتے ہوئے، یہیں اقبال "افکار اسلامی کی تشکیل نو" پر اپنے مشہور لکچر دینے کے لئے آئے اور مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہیں پہلی بار ہندوستانی نسائیت کے زیور مسز سروجنی نائیڈو اور اپنی پہلی چانسلر بھوپال کی عظیم بیگم کو دیکھنے کا موقع ملا۔

یادوں کے خزانے سے جو نام جلدی جلدی ابھرتے چلے آئے، ان میں سے چند ایک کا ذکر میں نے کیا جو میرے لئے سرچشمۂ فیضان بنے ہیں۔ اور یہ ذکر اس لئے کیا کہ ہر وہ شخص جس نے عظمت کو چھو لیا ہے، اس کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس سعادت کو جو قسمت کی یاوری اس کے حصہ میں لے آئی، دوسروں میں بھی بانٹے!

پھر یہی یونیورسٹی تھی جہاں میں نے بطور استاد اپنی زندگی کا آغاز کیا، اور تعلیمات میں نہ صرف اپنا پیشہ بلکہ اپنا شغف بھی دریافت کیا، وہ شغف جو دل سے قریب ترین ہے اور جس میں خود اظہاری کی کوشش کی راہیں اور خدمت کا میدان تلاش کیا ہے۔

چالیس سال گزر گئے اس بات کو جب میں انگلستان میں تعلیم کی ٹریننگ لے کر ہندوستان واپس ہوا اور سب سے پہلا تقرر ٹریننگ کالج (علی گڑھ) میں ہوا۔ جہاں مجھے معلموں کو ٹریننگ دینی تھی۔ اس سلسلہ کے مسائل پر سوچنے اور ان سے نمٹنے کے عمل میں، میں نے "دی اسکول آف دی فیوچر" (The School of the Future) تصنیف کی۔ تقریباً اسی زمانے میں اقبال کی شاعری اور فلسفہ میں میری دلچسپی بڑھتی گئی ..... (اور) "اقبال کی ایجوکیشنل فلاسفی"

ساتھ تھا۔ اس وقت سے جب حالی نے اس کے عظیم بانی کے ساتھ مل کر اس کی تعمیر میں حصہ لیا تھا اور سرسید کے نشاۃ ثانیہ کے پیام کو دوسروں تک پہنچایا تھا۔ حالی کے بیٹے خواجہ سجاد حسین اس کالج کے پہلے گریجویٹ، پہلے کرکٹ کپتان اور طلبا کی یونین کے پہلے نائب صدر تھے۔ میرے اپنے چچا اور والد دونوں اسی ادارہ کی ممتاز پیداوار تھے۔

مجھے آج بھی پوری وضاحت کے ساتھ وہ دن یاد ہے۔ چالیس سے اوپر کی بات ہے، جب گرمی کی ایک تپتی سہ پہر کو میں علی گڑھ پہنچا تھا: عجیب حالت تھی اس وقت، امید و بیم اور ہم سر کرنے کے ملے جلے جذبات طاری تھے اور دل ہی نہیں لبوں پر بھی یہ دعا، کہ خدا نہ کرے کہ میں اس نامور ادارہ کا ناخلف سپوت ہوں۔

یہاں مجھے کچھ زبانوں کی تحصیل ہوئی، تھوڑا بہت عظیم تصنیفات کو پڑھنے کا ولولہ پیدا ہوا اور ساتھ ہی کچھ لکھنے کا اور تقریر کرنے کا شوق بھی۔ یہیں مجھے تاریخ، اقتصادیات اور سیاسیات کے علوم سے کچھ واقفیت ہوئی اور تھوڑی بہت سائنس سے بھی بس اتنی کہ عام زندگی میں اس کے رول کو سمجھ سکتا اور اتنی کہ یہ اندازہ ہو گیا کہ اور آنی چاہیے تھی جس کا اب تک افسوس ہوتا ہے۔

علی گڑھ نے مجھے حیات برتر کو اس کے تمام مظاہر کے اندر تلاش کرنے کی خواہش اور کرید بخشی علی گڑھ نے مجھے علم دیا، اقدار دیں، نصب العین دیئے، ساتھ ہی ایسے ممتاز لوگوں سے تعلق پیدا کرایا جن کے اندر مجھے شخصیت کا معجزانہ اظہار ملا۔ یہیں پہلی بار ٹوٹی پھوٹی ہندوستانی میں میں نے گاندھی جی کی صور پھونکنے والی آواز سنی، جو قوم کو خود آگاہی کے آداب سکھا رہی تھی۔ یہیں یونیورسٹی کی مسجد میں پہلی بار مولانا آزاد کو بولتے دیکھا جنہیں سنتے سنتے سامعین کو ہچکیاں لگنے لگی تھیں۔ مجمع اشک آلود ہو رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

یہیں میں ۱۹۲۶ء کے عظیم جلسہ مناظرہ میں شریک ہوا جب یونیورسٹی کے طلبا نے ایک بھاری اکثریت سے نشاۃ ثانیہ کے حق میں فیصلہ صادر کیا تھا۔

یہیں مجھے سر راس مسعود کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس گہری انسان دوستی کا

as teacher. Later he served the Governments of Kashmir, of Rampur State, and of Bombay, followed by the Govt. of India, Ministry of Education under Abul Kalam Azad. He wrote more than two dozen books in English and Urdu. He passed away in 1970 and is survived by his three daughters, among them Syeda Saiyidain Hameed. For his monumental work, *'Andhi meN charAgh'*, he won the Sahitya Akadmi Award, which in those days was considered a prestigious one.

◆◆

Luckily, most of the details briefed above, have been penned down by the great Iqbalist himself, in some of his English writings, which rendered into Urdu have since been incorporated in '***Afkar-e Saiyidain***'. For those interested in details, I reproduce below the relevant portions:-

میں حالی کا نواسہ ہوں جو انیسویں صدی کے مشہور ترین شعراء میں سے ایک ہیں اور غالب کے شاگرد۔

میری پرورش کٹر مذہبی ماحول میں ہوئی۔

والدہ مرحومہ کی ذات میں میں نے سب سے اور سب سے زیادہ واضح طور پر ان صفات کا جلوہ دیکھا جن پر تہذیب نفس کا دار و مدار ہے اور جن کی مثال سے مجھ پر یہ حقیقت روشن ہوئی کہ انسانی زندگی محض خود غرضی اور نفس پرستی کی مجنونانہ جد و جہد کا نام نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر بہار اور داخلی چیز ہے۔

میرے والد خواجہ غلام الثقلین اپنی آخری عمر میں میرٹھ میں وکالت، سماج سیوا اور اخبار نویسی کا کام کرتے تھے۔ جس میں ان کی توجہ وکالت کی طرف کم اور اخبار نویسی کے ذریعہ سماج سیوا کی طرف زیادہ تھی۔ میں نے بچپن میں اپنی تعلیم کا ایک حصہ اسی شہر میرٹھ میں حاصل کیا تھا۔ خصوصاً قرأت کا فن یہاں کے ایک مشہور استاد سے سیکھا تھا۔ میرے ایک بہت قریبی عزیز (بہنوئی) سید محمد محسن زیدی یہیں رہے، یہیں بیرسٹری کی، یہیں اپنی شرافت اور قابلیت کی وجہ سے مشہور ہوئے اور یہیں کی خاک میں دفن ہوئے۔

علی گڑھ میں میں نے چار سال طالب علم کی حیثیت سے گزارے۔ اور تقریباً بارہ برس استاد کی حیثیت سے۔ جب ۱۹۱۹ء میں میں نے داخلہ لیا تو اس درس گاہ کے ساتھ میرا چار نسلوں کا

The son of the famous social worker Khwaja Ghulamus Saqalain, born in Oct. 1903 [officially in Oct. 1904] in Panipat in the family of Khwaja Altaf Husain Hali*, he graduated from Aligarh, specialised from Leeds (U.K.) and joined Aligarh (Muslim University) in the late twenties. He soon became Principal, University Teachers Training College and remained associated with his ***alma mater*** (for 4 years as student and) for 12 long years

---

* Of whom Iqbal had said :

طواف مرقد حالی سزد ارباب معنی را
نواے او بجانہا افگند شورے کہ می دانم

And of whom Iqbal had furhter said :

آں لالۂ صحرا کہ خزاں دید و بیفسرد
ابرِ دگر او را نمے از اشکِ سحر داد

حالی ز نواہائے جگر سوز نیاسود
تا لالۂ شبنم زدہ را داغِ جگر داد

محمد اقبال

۲۴ر جون ۲۰ع

لاہور

Iqbal is superb, at least in these two translations, equally excellent in English (tr.) as in his Urdu/Persian verses in original. However, after reading Saiyidain you would agree with me that Iqbal could not get a better interpreter than Saiyidain.

◆◆

It will be interesting to compare two translations of Iqbal's same verse by Saiyidain made at two different points of time. Iqbal's verse in original reads as follows:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے   خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

The translation which we have included in the text reads as follows:

Elevate thy ego, so that,
Before God determines thy fate,
He should first ask: 'What is that thou desirst'.

The alternative rendering which we didn't include in the present text is as under:

Exalt thy ego so high,
That God Himself will consult thee
Before determining thy destiny

Foreword

K.G. (Khwaja Ghulamus) Saiyidain was one of the finest products of Islam in modern India. As good in rendering English into Urdu, as Urdu/Persian into English, his first major work on Iqbal's educational Philosophy has become a classic on Iqbal studies, and Saiyidain has been too well known to the students of Iqbal to be introduced at length. While Principal at Aligarh Teacher's Training College he wrote his pioneer work. Thereafter Iqbal remained a close companion throughout his life: his guide his teacher, his bosom friend.

And he has imbibed Iqbal's spirit to such an extent that one would wonder if Iqbal could have translated his verses more faithfully in letter and spirit than Saiyidain did. Quite a few of us may not perhaps be aware of the translations of his verses made by Iqbal himself. A few of them are as under:

چناں بزی کہ اگر مرگ تست مرگ دوام   خدا زکردہ خود شرمسار نہ گردد

Live so beautifully that, if death
Is the end of all,
God himself may be put to shame,
For having ended thy career.

یقین اللہ مستی خود گزینی   یقین مثل خلیل آتش نشینی

سن اے تہذیب حاضر کے گرفتار   غلامی سے ہے بدتر بے یقینی

Truth in God is ecstasy and emanicipation,
Like Khalil to sit in conflagration.
Hark ye o slave of present civilization!
Ineidelity, than bondage is worse, an occupation.

Dedicated to

Syeda bahen (***Dr.Syeda Saiyidain Hameed***)

Iqbal's Poetry

As Translated by

K. G. Saiyidain

Comp. by

Shayesta Khan

Journal No. 97

CONTENTS

1995

Price Rs. 75/-

Printed by Pakiza Offset Press, Mohammadpur Road, Shahganj, Patna-6 and published by Khuda Bakhsh Oriental Public Library, Patna-4.

Khuda Bakhsh Library Journal

97

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Khuda Bakhsh Library
Journal

97

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna